اسلام اور بنیادی انسانی حقوق

www.KitaboSunnat.com

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ اٰدَمَ

ڈاکٹر حافظ محمد اشرف

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور بنیادی انسانی حقوق

297640

ڈاکٹر حافظ محمد اشرف

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

کتاب	:	اسلام اور بنیادی انسانی حقوق
مصنف	:	ڈاکٹر حافظ محمد اشرف
ناشر	:	پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور
کمپوزنگ	:	عبدالقدوس
طبع اول	:	۲۰۱۳ء
تعداد	:	۵۰۰
قیمت	:	۸۰۰ روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

دنیا میں نا انصافی، ظلم، بربریت، قتل و غارت، استحصال- رنگ و نسل، قومیت، مذہبی منافرت، تفرقہ پرستی، برتری و تفاخر، عدل و انصاف سے اغماض، مفاد پرستی اور تمیزِ بندہ و آقا کے سبب ہے۔ خالقِ کائنات نے بنی نوع انسان میں کوئی تفریق وتمیز روانہیں رکھی۔ اُس کی نگاہ میں سب انسان برابر ہیں، سب کے حقوق یکساں ہیں۔ خالقِ کائنات کا مساوات کا اصول ازلی و ابدی ہے۔ اس کی نگاہ میں اگر کوئی فرق و امتیاز ہےتو وہ نیکی وتقویٰ کا ہے۔

مساوات اور انسانی حقوق کے حقیقی علم بردار پیغمبرانِ کرام تھے۔ اُنھوں نے دوسرے انسانوں کے حقوق کے احترام وتحفظ اور اپنے تزکیہ نفس کی تلقین کی۔ یہ اور بات ہے کہ اکثر و بیشتر مذاہب کے پیروکاروں نے اپنے پیغمبروں کے پیش کردہ مذاہب اور ان کی تعلیمات کو مسخ کردیا ہوا ہے۔ اور وہ اُن کی تعلیمات کی روح کے برعکس عقاید اور تصورات پر عمل پیرا ہیں۔ مفاد پرست طبقات اپنے مخصوص مفادات کے تحت نفرت اور تفرقے کو فروغ دیتے رہتے ہیں۔ کیوں کہ اُن کے وجود کی اہمیت اور حیثیت کا انحصار اسی پر ہے۔

اسلام، سلامتی، رحمت، اخوت، محبت اور صلح کل کا پیام بر ہے۔ اسلام کا مقصد مساوات اور عدل و انصاف پر مبنی استحصال سے پاک، آزاد معاشرے کا قیام تھا۔ آنحضرت رسول اکرم ﷺ رحمت للعالمین تھے۔ مگر آج ان کی اُمت اور پیروکار مسلمان، دہشت، بربریت، قتل و غارت، نفرت اور فرقہ پرستی کی علامت بنتے جارہے ہیں۔ نبی کریمؐ کا اسوۂ حسنہ، انسانوں سے محبت، اور حسنِ سلوک، حتیٰ کہ دشمنوں سے بھی رواداری اور تحمل سے پیش آنے کا بہترین نمونہ تھا۔ افسوس یہ ہے کہ آج ہم مسلمانوں کا طرزِ عمل اور سوچ اس کے برعکس ہے اور ہم نبی کریمؐ کی اُمت ہونے کا حق ادا کرنے میں بُری طرح ناکام ہیں۔ یہودی اور عیسائی بھی اپنے پیغمبرانِ کرام کی تعلیمات کے برعکس نفرت اور تفرقہ پرستی پھیلانے میں کسی سے کم نہیں۔ ہندو معاشرہ تو ہے ہی چھوت چھات' ذات پات اور طبقات پرستی پر مبنی۔ اچھوت اور ملیچھ کی اصطلاحات اس کا ادنیٰ ثبوت ہیں۔ برصغیر کے مسلمان بھی کسی حد تک ان رویوں سے متاثر چلے آرہے ہیں۔

ڈاکٹر حافظ محمد اشرف صاحب تاریخ' سیاسیات' فلسفہ' عربی' اسلامیات اور قانون کی اسناد رکھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ گلاسگو یونیورسٹی، سے پی ایچ ڈی کی ڈگری رکھتے ہیں۔ وہ نہایت وسیع المطالعہ شخص ہیں۔ مذاہبِ عالم اور مشرقی و مغربی فلسفے پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ مسلم ممالک میں انسانی حقوق کی صورتِ حال مایوس کن ہے۔ ڈاکٹر حافظ محمد اشرف صاحب مشرقی و مغربی فلسفے اور فکری و عمرانی تحریکوں پر یکساں طور پر عبور رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے انسانی حقوق کے مغربی رویوں اور تاریخ کے تقابل میں مسلم ممالک میں انسانی حقوق کی مایوس کن صورتِ حال کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اس کے اسباب کا تعین بھی کیا ہے۔ ان کی نظر میں اس کے تین بنیادی اسباب ہیں:-

۱۔ استعمار کے پروردہ مفاد یافتہ طبقات کا حکومت پر متصرف ہونا۔

۲۔ اُمتِ مسلمہ کی علم و تحقیق سے دوری۔

۳۔ فرقہ واریت' عصبیت و تعصبات۔

اپنی اس تصنیف کے آخری باب میں انھوں نے اس غلط فہمی کی بھی مسکت دلائل سے تردید کی ہے کہ اسلام نے بعض شرائط کے تحت غلامی کو روا رکھا ہے۔ اُن کا موقف ہے کہ اسلام ہی نے سب سے پہلے غلامی کو ختم کیا تھا۔

اسلام اور بنیادی انسانی حقوق جیسے اہم موضوع پر اردو میں مواد کی خاصی کمی ہے۔ امید ہے کہ ڈاکٹر حافظ محمد اشرف صاحب کی زیرِ نظر تصنیف اس کمی کی تلافی کر سکے گی۔ جامعات کی طرف سے اسی عالمانہ معیار و نوعیت کی تصانیف کی اشاعت کی جانی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب یونیورسٹی کے ادارۂ تالیف و ترجمہ نے گزشتہ دو تین برسوں میں اسی معیار کی تصانیف کو شائع کیا ہے جس سے پنجاب یونیورسٹی کے علمی تشخص کو اجاگر کرنے میں مدد ملی ہے۔

ادارہ تالیف و ترجمہ کی یہ کامیابی رئیس الجامعہ جناب پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران کی مکمل تائید و سرپرستی کی مرہونِ منت ہے جس کے لیے میں ان کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ وہ تمام سائلینِ علم کے لیے سدا مائل بہ کرم رہتے ہیں جو غیر معمولی بات ہے۔

ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر
ناظم' ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب
لاہور۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہارِ تشکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ)) یعنی جو شخص انسانوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہے۔ چنانچہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حکیمانہ فرمان کے پیش نظر، میں جناب پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران صاحب، وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں جنھوں نے اس طالب علمانہ کاوش کو اہم گردانتے ہوئے، پنجاب یونیورسٹی کی جانب سے اس کی اشاعت کی منظوری مرحمت فرمائی۔ ڈاکٹر مجاہد کامران صاحب ملکِ عزیز کے نامور ماہر طبیعیات (Physicist) ہیں جن کی علم طبیعیات میں اہلیت و قابلیت دنیا کی معروف یونیورسٹیوں میں بھی تسلیم کی جاتی ہے۔

میرے نزدیک ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اور علمی فضیلت کا سب سے درخشندہ اور اہم پہلو، ان کا انسانی حقوق کے حوالے سے عالمی استعمار کے خلاف قلمی جہاد ہے۔ ڈاکٹر مجاہد کامران امت مسلمہ کے ان معدودے چند اہلِ دانش میں نمایاں ترین ہیں جنھیں اس امر کا مکمل شعور ہے کہ روس کے زوال اور سرد جنگ (Cold War) کے خاتمہ کے بعد اب امریکہ واحد استعماری طاقت کے طور پر اپنے حواریوں کے ساتھ دنیا کے ایک بڑے حصے پر ''نیا نوآبادیاتی نظام'' (Neo-Colonialism) مسلط کیے ہوئے ہے جو اقوام متحدہ کے چارٹر، "Universal Declaration of Human Rights" اور اقوام متحدہ کے "International Covenant on Civil and Political Rights" کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اس ضمن میں اپنے وسیع مطالعہ کی بنیاد پر اس حقیقت سے مکمل طور پر بہرہ ور ہیں کہ امریکہ کی اس سرگرمی کے پس پردہ یہودی لابی، ان کے بینک، ملٹی نیشنل کمپنیاں، تیل کے منہ زور ادارے اور سازشی ذہن کارفرما ہے جو امریکہ اور اس کے حواریوں کی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے بنی نوعِ انسان کو تیسری اور غالباً آخری ہولناک جنگ میں جھونکنا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس سلسلے میں پورے شد و مد سے قلمی جہاد میں مصروف ہیں اور ان کے مستند حوالوں سے مزین مضامین مختلف اخبارات و جرائد میں باقاعدگی سے شائع ہوتے رہتے ہیں جس سے اہلِ علم کا ایک بہت بڑا طبقہ شعور و آگہی حاصل کر رہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے ان مضامین پر مشتمل دو کتب "The Great Deception" اور ''پس پردہ ..... عالمی سیاست کے مخفی حقائق'' شائع ہو چکی ہیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

میں شعبہ اردو ادب کے معروف استاد اور ناظم ادارہ تالیف و ترجمہ جناب پروفیسر ڈاکٹر اورنگزیب عالم گیر اور فائن آرٹس کے استاد و ڈائریکٹر پریس اینڈ پبلی کیشن، پروفیسر امجد پرویز صاحب کا بھی ممنون ہوں جن کی انتظامی اور فنی معاونت کی بدولت یہ کتاب حسنِ طباعت سے آراستہ ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنفِ کتاب

تعلیمی استعداد:

۱۔ایم اے فلسفہ ۲۔ایل ایل بی ۳۔ایم اے اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ)

۴۔ایم اے عربی ۵۔ایم اے تاریخ ۶۔ایم اے سیاسیات (گولڈ میڈلسٹ)

۷۔پی ایچ ڈی (گلاسگو یونیورسٹی، سکاٹ لینڈ برطانیہ)

تدریسی تجربہ

۱۔شعبۂ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۱۹۷۵-۱۹۹۷ء

۲۔چیف انسٹرکٹر سول سروسز اکیڈمی لاہور ۱۹۹۷ء-۲۰۰۹ء

۳۔شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی (On Contract) ۲۰۰۹ء-۲۰۱۳ء

پچاس سے زائد ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلبہ کی تحقیقی مقالہ جات میں بحیثیت سپروائزر راہ نمائی۔

تصانیف

۱۔منتخب احادیث ترجمہ، تشریح ۲۔اسلامی نظامِ حیات

زیرِ تکمیل کتب

۱۔دین کی علمی وفکری بنیادیں اور بنی نوع انسانی کے لیے دین کی اہمیت وضرورت

۲۔اُمتِ مسلمہ میں فرقہ واریت ..... قرآن وسنت کی روشنی میں

۳۔عصرِ حاضر کی اسلامی فلاحی ریاست

۴۔زرعی زمین کی ملکیت..... اسلامی نقطۂ نظر

drhafizashraf@hotmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

حصہ اوّل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرتِ انسان کو عقل وشعور کے اعتبار سے بلند ترین مقام پر فائز کیا ہے اور انسان نے بھی اس نعمتِ بے بہا سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے فکری اور ذہنی صلاحیتوں اور استعداد کو بروئے کار لاکر اس مادی کائنات کے حسین چہرے پر مزیّن اسرار و رموز کے پردوں کو بتدریج ہٹانا شروع کیا ہوا ہے۔ انسانی دانش نے کائنات میں کارفرما قوانین کو دریافت کیا تو مادی دنیا میں پوشیدہ انسانوں کے لیے مفید خزائن اس کی دسترس میں آتے چلے گئے اور تمدنی ترقی کا ارتقائی سفر جاری و ساری ہو گیا۔

انسانی حیات کا ایک دوسرا دائرہ ہے جس کا تعلق مادی کائنات سے ماوراء یعنی ما بعد الطبیعاتی (Metaphysical) حقائق کے ساتھ ہے جس میں کائنات اورحیاتِ انسانی کا آغاز، مقاصدِ تخلیق اور انجام کار کی گتھی کو سلجھانا ہے تاکہ حیاتِ انسانی اپنی حقیقی منازل کی جانب گامزن ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان انتہائی بنیادی اور ضروری ما بعد الطبیعاتی امور کے سلسلہ میں رشد و ہدایت کا سلسلہ انبیاء کی بعثت کی صورت میں روزِ اول سے جاری و ساری فرمایا جس کی آخری کڑی اور نقطۂ کمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدِ باسعادت ہے۔

قرآنِ حکیم میں بیان کردہ انبیاء کا تذکرہ اس حقیقت کو عیاں کرتا ہے کہ تمام انبیاء و رسل کی دعوت کی بنیاد توحید، رسالت اور حیات بعد الموت کے عقائد و ایمانیات ہوا کرتے ہیں۔ ان بنیادی عقائد کی اشاعت و ترویج کے ساتھ ساتھ نفوسِ انسانی کا تزکیہ اور عدل و انصاف پر مبنی انسانی معاشرہ کا قیام بھی انبیاء اور رسل کی بعثت کے اہم ترین مقاصد اور ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی مشترکہ دعا ایسے رسول کی بعثت کے بارے میں ہے کہ جو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انسانوں کا تزکیہ نفس کا اہتمام کرے۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرۃ۲:۱۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ہمارے رب! ان میں انھی میں سے رسول بھیج جو ان کے سامنے تیری آیات تلاوت کرے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک تو ہی غالب خوب حکمت والا ہے۔''

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سلسلہ رسل (علیہم السلام) کے آخری اور عظیم الشان نمائندہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کو انسانیت کے لیے اپنا احسانِ عظیم گردانا ہے کیونکہ وہ کتاب و حکمت کی تعلیم اور انسانی نفوس کے تزکیہ کا کارِگراں سرانجام دیتے ہیں۔

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾آل عمران۳:۱۶۴)

''یقیناً اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا جب ان میں انھی میں سے ایک رسول بھیجا جو اس کی آیات ان کو پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

قرآنِ مجید کی تعلیمات کے مطابق عدل و انصاف پر مبنی انسانی معاشرہ کا قیام انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی امر کے پیشِ نظر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس اہم فریضہ کو بھی تمام رسل کی آمد کا ایک مشترکہ مقصد قرار دیا ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾(الحدید ۵۷:۲۵)

''بے شک ہم نے واضح دلائل کے ساتھ اپنے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان (نظام عدل) نازل کی تاکہ لوگ عدل و انصاف پر استوار ہوں۔''

تزکیۂ نفس کی بنیاد پر بہترین انسانی جماعت کی تیاری کے ساتھ ساتھ عادلانہ معاشرہ کی تشکیل کے لیے قوتِ حاکمہ کا ہونا از بس ضروری ہے۔ چنانچہ اسی احساسِ ذمہ داری کے پیشِ نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ مجید کی مذکورہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا﴾(الاسراء ۱۷: ۸۰)

''اور دعا کرو کہ پروردگار مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال، سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔''

چنانچہ اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا گیا اور آنجناب ؐ کے دستِ اقدس سے مدینہ میں اسلامی ریاست معرضِ وجود میں آئی۔ اٹھارویں صدی کے مغربی آئمہ سیاسیات و عمرانیات لاک، ہابز اور روسو کا معاہدہ عمرانی کے تحت ریاست کی تخلیق کا نظریہ عالمِ تصورات کی پیداوار محض ایک افسانہ ہے جبکہ پروفیسر الیاس احمد نے اپنی کتاب "The Social Contract and the Islamic State" میں دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ مدینہ میں قائم ہونے والی ریاست، دنیا کی واحد ریاست ہے جو فی الحقیقت ایک معاہدہ عمرانی کے تحت قیام پذیر ہوئی اور میثاقِ مدینہ، دنیا کا پہلا جامع تحریری دستور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاستِ مدینہ کی تشکیل جن خطوط پر فرمائی تھی اس میں رنگ ونسل اور قبیلہ و برادری سے ماوراء، خالصتاً نظریاتی بنیادوں پر ایک فلاحی معاشرہ وجود میں آیا۔ خلافتِ راشدہ بالخصوص سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں انسانی حقوق و فرائض اور عدل و انصاف پر مبنی خیر و برکت اور انسانی فوز و فلاح کی حامل یہ ریاست بامِ عروج پر پہنچ گئی۔ یہ وہ دور تھا جب امریکہ نامی ریاست کا دنیا کے نقشہ پر وجود ہی نہیں تھا اور سارا یورپ خود تجویز کردہ ازمنہ مظلمہ (Dark Ages) کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں روشنی کی تلاش میں بھٹک رہا تھا۔ اگرچہ خلافتِ راشدہ کے دور کی شورائی خلافت بتدریج ملوکیت میں تبدیل ہوگئی مگر اس کے بنیادی اصول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ فلاحی ریاست اور حصولِ علم کی تحریک کے جلو میں صدیوں تک انسانیت کے لیے مفید خدمات سرانجام دیتے رہے۔

مسلمان علم اور عدل و انصاف سے دور ہو کر بتدریج زوال کا شکار ہو گئے مگر مسلمانوں کی روشن کردہ علم و دانش کی شمع کی روشنی سے مستفید ہو کر یورپ جہالت کی تاریکی سے نکل کر ترقی کی جانب گامزن ہوا۔ ڈاکٹر رابرٹ بریفالٹ (Robert Brifault) کے بقول یورپ کو اندھیروں سے نکالنے والی روشنی مسلم ہسپانیہ کے راستہ سے داخل ہو کر احیاءِ علوم کی تحریک کا باعث بنی۔ مغرب کے علماء اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانشوروں کی ایک بڑی جماعت اس تاریخی حقیقت کا برملا اعتراف کرتی ہے کہ مغرب کی موجودہ علمی ترقی اور سائنسی، معاشی و معاشرتی علوم و فنون کا تاج محل مسلمانوں ہی کی فراہم کردہ بنیادوں پر استوار ہوا ہے۔ اگر چہ ان حق گو علماء کی فہرست بہت طویل ہے جس کا مکمل احاطہ یہاں مقصود نہیں ہے۔ چنانچہ نمایاں ترین افراد میں George Sarton, Draper, Hilton,Charles Singer, P.K.Hitti, Goethe, A.J. Winsinck, Ernest Renan, E.Gilson, Brochelman, Barker, T.H.Green, Roger Bacon, E.Gibbon, E.G. Browne اور Rosenthal وغیرہ شامل ہیں، جنھوں نے اپنی کتب میں شجرِ حکمت و دانش کی تخم ریزی اور آبیاری کر کے اسے پروان چڑھانے میں مسلمانوں کی کاوشوں کا بھرپور تذکرہ کیا ہے۔

یورپ میں علمی ترقی کی بدولت ایسے سائنسی حقائق اور نظریات معرضِ وجود میں آرہے تھے جو تحریف شدہ مسیحیت اور بائبل کی تعلیمات کے خلاف تھے۔ مذہبی پیشوائیت نے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی بجائے ٹھوس علمی اور عقلی بنیادوں پر استوار، مصدقہ حقائق کی بھرپور مخالفت کی اور متعلقہ افراد کو مرتد اور ملحد قرار دے کر سخت سزائیں دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب نے چرچ کی من مانی تاویلات اور تحریفات کی بنیاد پر عیسائیت کے نام پر پیش کردہ دین کو انسانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ گردانتے ہوئے، اجتماعی زندگی سے بے دخل کر دیا۔ چنانچہ موجودہ مغربی تہذیب، الہامی تعلیمات اور مقاصدِ زیست سے بے نیاز، خالصتاً عقلی علوم کی بنیادوں پر قائم ہوتی ہے۔ مغرب نے احیاءِ علوم کے تحت مختلف علوم و فنون میں گراں قدر ترقی کی ہے جس سے انسانی مادی اور دنیاوی فلاح کے کئی مراحل طے ہوئے ہیں اور مغرب میں فلاحی انسانی معاشرے اور ریاستیں قائم ہوئی ہیں۔

انسانی حقوق کے حوالہ سے مغرب میں ہونے والی پیش رفت کی بنا پر مغرب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ انسانیت کو انسانی حقوق کا فکری شعور بھی ان کے فلاسفہ کا عطا کردہ ہے اور ان حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد بھی مغرب کے مصلحین (Reformers) کی مرہونِ منت ہے اور آج بین الاقوامی اور بین الانسانی سطح پر جن انسانی حقوق کی جلوہ گری ہے وہ انھیں کی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔

مسلمانوں کے لیے مقامِ غور و فکر ہے کہ قرآنِ مجید جیسی آخری الہامی کتاب جو کہ ہر قسم کی تحریف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مکمل طور پر محفوظ و مامون ہے اور محسنِ انسانیت کا اسوۂ حسنہ، احادیثِ صحیحہ کی صورت میں موجود ہونے کے باوجود مسلمان قعرِ مذلت میں کیوں گرے ہوئے ہیں؟ مسلمان ریاستوں اور معاشروں میں انسانی حقوق کی انتہائی ابتر اور شرمناک صورتِ احوال، اُمتِ مسلمہ کے اس افسوس ناک تنزل اور انسانی حقوق کی پامالی کی درج ذیل نمایاں وجوہات ہیں۔

ا۔ اسلام کی بنیادِ اصلی یعنی علم سے دوری

اسلام کی بنیاد علم و حکمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں علم کی اہمیت کو ہی اجاگر کیا گیا ہے۔

﴿اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾العلق :۱–۵)

”یعنی پڑھیے اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم عطا کیا اور انسان کو اس چیز کا علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔“

قرآنِ مجید کی متعدد آیات علم کی فضیلت کو بیان کرتی ہیں تاکہ مسلمانوں میں حصولِ علم کی تحریک پیدا ہو۔

﴿یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾المجادلة۵۸:۱۱)

”اللہ تعالیٰ رفعت عطا کرتے ہیں تم میں سے ان کو جو ایمان والے ہیں اور صاحبانِ علم کے درجات بھی بلند کرتا ہے۔“

﴿قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾الزمر ۳۹:۹)

”کہہ دیجیے کہ علم کے حامل اور علم نہ رکھنے والے کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔“

قرآن اپنے ماننے والوں میں حصولِ علم کی تحریک پیدا کرتا ہے اور انھیں تلقین کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا رہیں کہ وہ ان کے علم میں اضافہ فرما دے۔

﴿رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾(طٰهٰ ۲۰:۱۱٤)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ حکیم کی برپا کردہ تحصیلِ علم کی اس تحریک کے حوالہ سے ارشاد فرمایا:((اطلبوا العلم من المهد الی اللحد))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ''آغوشِ مادر سے لے کر موت تک علم حاصل کرو۔''

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا:

((طلب العلم فريضة على كل مسلم))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاعت و حصولِ علم کی ایک ایسی تحریک برپا کی اور سربراہِ ریاست کی حیثیت سے ایسے اقدامات کیے گئے جن کی بدولت مسلمانوں میں علم کا چرچا ہوا۔ مختلف علوم وفنون کے ماہرین پیدا ہوئے اور ساری دنیا تلاش علم کے لیے ان کی طرف رجوع کرنے لگی مسلمانوں نے علم کی ہمہ جہت ترقی کا جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا اس کے دو پہلو نہایت نمایاں ہیں:

(الف) مسلمان علماء نے مغرب کی علمی میراث یعنی یونان کی حکمت و دانش اور فلسفہ کو تاریخ کے اوراق میں گم ہونے سے بچایا۔ انھوں نے یونانی فلاسفہ کی کتب کا ترجمہ کیا اور اس کی تشریحات وتعبیرات کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ فارابی ،ابن سینا، کندی اور ابن رشد کا نام اس حوالہ سے نہایت نمایاں ہے۔ امام غزالیؒ اور ابن تیمیہؒ نے یونانی افکار کا علمی محاکمہ کیا۔ ان کی خامیوں اور غلطیوں کی واضح نشاندہی کر کے یونانی دانش سے مرعوبیت کے سحر کو زائل کیا۔

(ب) مسلمان علماء نے تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مختلف علوم مثلاً قانون، معاشیات، سیاسیات، عمرانیات، تاریخ، جغرافیہ، طب، طبیعیات، کیمیا، فلکیات اور ریاضی وغیرہ میں گراں قدر اضافے کیے اور مذکورہ موضوعات پر عالمانہ کتب تصنیف کیں جن سے یورپ نے بھرپور استفادہ کیا۔ اس سلسلہ میں امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ ،امام شافعیؒ ،امام احمد بن حنبلؒ ،امام جعفر صادقؒ، امام ابویوسفؒ، ابن خلدون، طبری، جابر بن حیان، ابن سینا، ابن الہیثم، ابوریحان البیرونی، عمر خیام، خالد بن یزید، زکریا رازی، ابن الوحشہ، ابوالحکیم محمد بن عبدالمالک، احمد بن موسیٰ بن شاکر، محمد بن موسیٰ خوارزمی ،ابن ابی الربیع ،ماوردی اور عبدالرحمٰن السیوطیؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔

سائنسی طریقے کار (Scientific Method) کی دریافت کا سہرا بھی مسلمان سائنس دانوں کے سر ہے۔ ابن الہیثم نے اپنی معروف کتاب ''کتاب المناظر'' میں سائنسی طریقے کار کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اہلِ مغرب محض تعصب کی بنا پر سائنسی طریقے کار کی دریافت صدیوں بعد آنے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی سائنس دان Roger Becon, Galileo, Willim Gilbrit, Francis Becon اور Newton وغیرہ کا علمی کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ایک مدت تک علم وحکمت کے میدان میں قیادت و سیادت کا پھریرا لہرانے کے بعد مسلمان، بوجوہ علم سے دور ہوتے چلے گئے اور اب ان کا شمار دنیا کی جاہل ترین اقوام میں ہوتا ہے۔

۲۔ فرقہ واریت

مسلمانوں کے موجودہ زوال کا دوسرا اہم ترین سبب قرآنِ مجید کی تعلیمات کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے مختلف فرقوں اور جماعتوں میں تقسیم ہوکر انتشار کا شکار ہو جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کی متعدد آیات میں فرقہ واریت کی انتہائی مذمت کی ہے۔ اس کے لیے عذابِ عظیم کی وعید سنائی ہے اور اسے شرک کے مترادف قرار دیا ہے۔

چند ایک آیات کو درج کیا جاتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَهُمۡ وَکَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهُمۡ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ﴾(الانعام ۶:۱۵۹)

''بے شک جن لوگوں نے دین میں فرقے قائم کیے اور گروہوں میں بٹ گئے۔آپ کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، پھر وہی ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرقہ واریت سے اجتناب کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور فرقہ واریت کے لیے عذابِ عظیم کی وعید سنائی ہے:

﴿وَ لَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ تَفَرَّقُوۡا وَ اخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَیِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ﴾(آل عمران ۳:۱۰۵)

''اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور واضح احکامات آ جانے کے باوجود اختلاف کیا اور ان لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔''

قرآنِ مجید میں فرقہ واریت کو شرک قرار دیا گیا ہے اور شرک کے بارے میں قرآن کی کئی آیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم موجود ہے کہ شرک کرنے والے کی مغفرت نہیں ہے۔ شرک کے علاوہ اور کسی بھی گناہ کو اگر وہ چاہے گا تو بخش دے گا۔

﴿وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ (الروم ۳۰: ۳۱، ۳۲)

''اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اپنے دین میں فرقے بنا لیے اور جماعتوں میں بٹ گئے۔ ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے۔''

درجِ بالا قرآنی آیات، آیاتِ محکمات ہیں۔ یعنی ان آیات کے معانی بالکل واضح ہیں اور کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے۔ چنانچہ ان آیات کی موجودگی میں مذہبی پیشوائیت کا فِرق میں بٹنا حیرت انگیز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورتِ احوال کی پیشین گوئی بھی فرما دی ہوئی ہے۔ حدیث کی معروف کتب سننِ ابن ماجہ کی کتاب الفتن اور جامع ترمذی کی ابواب الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد روایات ہیں جن میں آپؐ نے اس صورتِ حال کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میری امت پر ایسا وقت آئے گا کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح ہو جائیں گے ان کی مشابہت سابقہ اقوام کے ساتھ اس طرح ہوگی جیسے جوتے کے دو پاؤں آپس میں مشابہت رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت سابقہ امم کے نقشِ قدم پر چلے گی۔ وہ جس گڑھے میں گرے تھے میری امت کے لوگ بھی اس گڑھے میں گریں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہودیوں کے اکہتر فرقے ہوئے تھے، عیسائیوں کے بہتر اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

قرآنِ حکیم کے فرقہ واریت کے خلاف واضح احکامات کی صریحاً خلاف ورزی اور آنجناب علیہ السلام کی ناپسندیدگی پر مبنی پیش گوئی کے عین مطابق امتِ مسلمہ کی فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت بھی مللِ سابقہ کے علماءِ سوء کی مانند مذہب میں من مانی اختراعات کر کے اسے دین کے طور پر پیش کرتی ہے تاکہ اس سے دنیاوی فوائد حاصل کیے جائیں۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِندِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (البقرۃ ۲: ۷۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''چنانچہ ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ تاکہ وہ اس کے بدلے تھوڑی سی دنیا کی قیمت وصول کریں۔''

قرآنِ حکیم اس امر کی بھی صراحت کرتا ہے کہ مذہبی پیشوائیت کے اکثر افراد دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے مذہب کو ایک آلۂ استحصال کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور دین کی من مانی تاویلات کر کے اپنے اپنے راستے بنا لیتے ہیں اور اپنے معتقدین کو انھی راستوں کا راہی بنا دیتے ہیں۔ اس طرح گویا وہ لوگوں کو اللہ کے راستہ پر جانے میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾(التوبة۹:۳۴)

''اے ایمان والو! بے شک علماء اور مشائخ کی اکثریت لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتی ہے اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتی ہے۔''

مغرب میں جب انسانی حقوق کے حصول کی جدوجہد ہو رہی تھی اور عامۃ الناس میں استحصالی طبقات کے خلاف فکری اور عملی سطح پر کاوشیں بروئے کار لائی جا رہی تھیں تو وہاں کا چرچ عمومی طور پر نظامِ کہن کی حمایت پر جما ہوا تھا۔ چنانچہ مغرب میں بڑے پیمانے پر لامذہبیت اور ہر قسم کے مابعد الطبیعات کے انکار کی تحریک کے بارآور ہونے میں اور عوامل کے ساتھ ساتھ، وہاں کی مذہبی پیشوائیت کی مفاد یافتہ استحصالی طبقات کی حمایت اور بنیادی انسانی حقوق سے پہلوتہی بھی شامل ہے۔

امتِ مسلمہ کا بھی اس حوالہ سے اگر بغور جائزہ لیا جائے تو انتہائی مخدوش صورتِ احوال سامنے آتی ہے۔ مسلمانوں میں فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت کی اکثریت بھی ہمیشہ بادشاہوں، فوجی آمروں اور استحصالی طبقات کی نمائندہ سیاسی قیادت کی حمایت میں کمربستہ نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے مکمل اسلامی نظام کے احیاء کا معاملہ ہو یا انسانی حقوق کی بازیافت کی کوئی کوشش، فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت کا کردار ہمیشہ منفی رہا ہے۔ اگرچہ امتِ مسلمہ میں علماءِ حق بھی ہمیشہ موجود رہے ہیں جو فرقہ واریت سے بلند ہو کر حقیقی اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور اس کے نفاذ کے لیے کوشاں رہتے ہیں مگر غالب اکثریت کے فرقہ وارانہ کردار کی بدولت علماءِ حق کی کوششیں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض مستشرقین نے بھی مسلمانوں کی اس صورتِ حال کا تذکرہ اپنی کتب میں کیا ہے۔ این الزبتھ میر (Ann Elizabeth Mayer) امریکہ کی یونیورسٹی میں استاذ ہیں انھوں نے اسلام کے تصورِ انسانی حقوق پر "Islam and Human Rights Tradition and Politics" کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر بہت سے مقالہ جات بھی لکھے ہیں جو مختلف تحقیقی مجلّات میں شائع ہوئے ہیں۔ معروف امریکی مستشرق جان ایسپوزیٹو (John Louis Esposito) کی زیر ادارت جدید اسلامی دنیا کا اوکسفرڈ انسائیکلوپیڈیا (Oxford Encyclopaedia of Modern Islamic World" ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ اس میں جدید عالمِ اسلام میں انسانی حقوق کی صورتِ احوال پر جو مقالہ درج کیا گیا ہے، وہ بھی پروفیسر الزبتھ میر کا ہی تحریر کردہ ہے۔ الزبتھ میر اگرچہ عمومی طور پر مسلمانوں کی فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت کے حوالہ سے ہی اسلام کی تصویرکشی کرتی ہیں مگر کہیں کہیں وہ اصل حقیقت کا اظہار بھی کر دیتی ہیں:

" It is not Islam that is at fault. It is, at most, one particular interpretation of it by traditionalists or Muslim Conservatives."

یعنی دراصل خامی اسلام میں نہیں ہے بلکہ اکثر اوقات خامی کسی مخصوص روایتی یا قدامت پسندانہ نقطہ نظر کی بدولت ہوتی ہے۔

اٹلی کی فلورنس یونیورسٹی کا پروفیسر اولیور رے (Oliier Roy) نے اسلام اور عالمِ اسلام کے حالات پر کتب تصنیف کی ہیں۔ اسلامی نظام کے احیاء اور نفاذ کے سلسلہ میں عالم اسلام میں جو کوششیں ہو رہی ہیں اور اس کے جو نتائج برآمد ہو رہے ہیں، اولیورائے نے اس صورتِ احوال پر ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا عنوان "The Failure of Political Islam" ہے۔ اگرچہ اس کے بہت سے مندرجات سے ہمیں اتفاق نہیں ہے مگر ایک اہم بات اس نے لکھی ہے کہ اسلام کے سیاسی نظام کی ناکامی کی اصل وجہ کسی مخصوص فرقہ کے اختیار کردہ اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ ایران اور طالبان کے افغانستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ مفاد یافتہ طبقہ کا سیاست وحکومت پر قابض ہونا

عالمِ اسلام کے اکثر ممالک پر ایک طویل عرصہ تک نو آبادیاتی مغربی طاقتوں کا تسلط رہا ہے اور ایک طویل جدوجہد کے نتیجہ میں جنگِ عظیم دوم کے بعد ان پر آزادی کا سورج طلوع ہوا ہے۔ سامراجی طاقتوں نے اپنے دورِ حاکمیت میں اپنے حامی مخصوص افراد، طبقات کی سرپرستی کی جس کی بدولت یہ طبقات وسائل واختیارات پر قابض ہوتے چلے گئے اور آزادی کے بعد بوجوہ انھی طبقات کو تسلط حاصل ہوگیا۔ درحقیقت یہ ایک نیا نوآبادیاتی نظام(Neo- Colonialism) ہے جو تیسری دنیا کے غریب ممالک پر بالعموم اور مسلمان ممالک پر بالخصوص مسلط کیا گیا ہے۔نیا نوآبادیاتی نظام (Neo- Colonialism) کی اصطلاح سب سے پہلے افریقی لیڈر اور گھانا کے صدر نکروما(Kwane Nkrumah) نے اپنی کتاب "Neo Colonialism: The Last Stage of Imperialism" میں استعمال کی تھی۔استعماریت کے خلاف جدوجہد کرنے والے عظیم گوریلا لیڈر چی گویرا(Che Guevara) نے اس نظام کو استعماریت کا تسلسل قرار دیا تھا۔اب اس ضمن میں کافی لٹریچر شائع ہورہا ہے اور متعدد دانشوروں نے اس حقیقت کو کھول کر بیان کیا ہے۔مثلاً فرانسیسی دانشور اور فلسفی جین پال سارتر(Jean Paul Sartre) نے اپنی کتاب "Colonialism and Neo - Colonialism"، معروف امریکی حق گو دانشور پروفیسر نوم چومسکی (Noam Chomsky) نے اپنی کتاب "The Washington Connection and Third World Fascism" کے علاوہ Edward M. Bannet نے اپنی کتاب "Colonialism and Neo- Colonialism" اور William H. Blanchard نے اپنی کتاب "Neo Colonialism American Style" میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ تیسری دنیا بشمول مسلم ممالک کے عوام کی اکثریت ابھی تک اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ ان کے ممالک استعماری طاقتوں سے آزادی حاصل کرچکے ہیں۔امرِ واقع یہ ہے کہ یہ ممالک اس نئے ظالمانہ نوآبادیاتی نظام میں اپنی سیاسی اور معاشی آزادی سلب کرچکے ہیں اور ان ممالک کے جملہ امور استعماری طاقتیں ہی طے کررہی ہیں۔استعماری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقتوں نے پوری منصوبہ بندی سے مسلمانوں کے بڑے ممالک کو چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم کیا اور اپنی پسند کے لوگوں کو بادشاہ بنا کر ان ممالک پر ان کا تسلط قائم کر دیا جن ممالک میں بادشاہت ممکن نہیں تھی، وہاں سول بیوروکریسی اور فوجی قیادت کی تربیت اس انداز سے کی گئی کہ استعماری طاقتوں کے جانے کے بعد یہ طبقات ان کے صحیح جانشین ثابت ہوئے جنھوں نے عامۃ الناس کو کبھی بھی آزادی کی نعمت اور عزت و وقار سے بہرہ ور نہیں ہونے دیا۔ مغربی آقاؤں کے پروردہ مفاد یافتہ طبقات ...... جاگیردار و سرمایہ دار...... بھی سیاسی قیادت کے روپ میں سول اور فوجی بیوروکریسی سے مل گئے۔ اس طرح یہ اتحادِ ثلاثہ مسلمان ممالک کے وسائل اور اختیار و اقتدار پر قابض ہو گیا۔ مسلمان ممالک پر مسلط یہ جعلی قیادت مسلمانوں کو جہالت و پسماندگی میں مبتلا رکھنا چاہتی ہے اور فرقہ وارانہ مذہبی قیادت کی سرپرستی کرتے ہوئے فرقہ واریت کے تعصبات میں شدت پیدا کر کے امتِ مسلمہ کی اجتماعیت کا شیرازہ بکھیر رہی ہے۔

عالمی استعماری طاقتوں نے مسلمان ممالک کے وسائل پر قبضہ رکھنے کی خاطر اپنے ساختہ حکمرانوں کی وساطت سے ان ممالک کو ملٹی نیشنل کارپوریشنوں، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ، آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک جیسے اداروں کے شکنجہ میں پھنسا رکھا ہے۔ استعماری طاقتیں مسلمان ممالک میں علاقائی تنازعات پیدا کیے رکھتی ہیں جن کی بدولت یہ ممالک آپس میں جنگ و جدل کا شکار ہو کر اپنا سرمایہ استعماری طاقتوں سے اسلحہ خریدنے پر صرف کرتے ہیں۔ غربت و افلاس کی بدولت استعماری طاقتوں کے دستِ نگر ہو کر اپنی معاشی اور سیاسی آزادی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ان ممالک میں جمہوریت کے نام پر کبھی کبھار الیکشن کا ڈرامہ بھی رچایا جاتا ہے مگر وسائل سے مالا مال اشرافیہ ہی کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ جہاں عامۃ الناس میں بیداری کی لہر دیکھتے ہیں وہاں فوجی آمریتیں قائم کر دی جاتی ہیں اور جمہوری فیصلوں کو قبول نہیں کیا جاتا۔ الجزائر اس کی نمایاں مثال ہے یہی وجہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ ابھی تک سیاسی آزادیوں سے محروم ہے۔ دورِ جدید کی عظیم الشان علمی ترقی، بالخصوص سائنسی ایجادات نے ذرائع ابلاغ و مواصلات میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے جس کی بدولت کرۂ ارض سمٹ کر ایک عالمگیر گاؤں (Global Village) کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھر کے معاشرے علمی، معاشی، معاشرتی، ثقافتی اور جملہ پہلوؤں سے ایک دوسرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ چنانچہ شعور و آگہی کی ایک بلند لہر تیسری دنیا میں رواں دواں ہے جس سے ''نئے نوآبادیاتی نظام'' کی بنیادیں متزلزل ہو رہی ہیں۔ عالمِ اسلام میں بھی بیداری کی تحریک بہت واضح ہے۔ مسلم معاشروں میں ایک حد تک علم کا چرچا بھی ہو رہا ہے اور بعض مصلحین کی جدوجہد سے مسلم ممالک میں حقیقی آزادی کی تحریک موجزن ہے۔ مسلم ممالک میں استعماری طاقتوں کے پروردہ طبقات یعنی جاگیردار، سرمایہ دار، فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت اور سول بیوروکریسی کی گرفت انتہائی کمزور ہوگئی ہے چنانچہ اس وقت ان استعماری طاقتوں کا مکمل انحصار **مسلم افواج کی قیادت** پر ہے جو اُمتِ مسلمہ کی سیاسی بیداری اور جمہوری معاشروں کے قیام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ کس قدر افسوس ناک صورتِ احوال ہے عالمِ عرب بشمول مصر کی افواج مل کر بھی اسرائیل جیسی چھوٹی سی ریاست کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مگر یہی مسلم افواج خاندانی بادشاہتوں اور فوجی آمریتوں کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کا بے دریغ قتلِ عام کر رہے ہیں اور ان کی خفیہ ایجنسیاں جمہوری قوتوں کو کچلنے کے لیے ہر وقت مستعد رہتی ہیں۔

معروف مغربی دانشور اور انسانی حقوق کے مبلغ کارل واسک (Karel Vasak) نے عالمِ مغرب میں انسانی حقوق کے حصول کی جدوجہد کو تین ادوار (Three Generations of Human Rights) میں تقسیم کیا تھا۔ اس نے پہلے مرحلہ کو آزادی (Liberty) سے تعبیر کیا تھا جس میں مغرب نے بادشاہت، ڈکٹیٹرشپ اور نوآبادیات سے چھٹکارا حاصل کیا تھا۔ یہ دور برطانیہ میں پارلیمنٹ کے بادشاہوں سے حصولِ اختیارات کی جدوجہد، امریکہ کے اعلانِ آزادی ۱۷۷۶ء اور انقلابِ فرانس ۱۷۷۹ء سے ہوتا ہوا انیسویں صدی میں مکمل ہوا تھا۔ سیاسی آزادی کے اس دور میں مغرب مکمل طور پر جمہوریت سے بہرہ ور ہوا۔

دوسرا مرحلہ (Second Generation of Human Rights)، بیسویں صدی میں پایہ تکمیل کو پہنچا جس کا نعرہ مساوات (Equality) تھا جس میں وسائل رزق کی منصفانہ تقسیم کی بدولت فلاحی ریاستوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک المناک حقیقت ہے کہ عالمِ اسلام ابھی تک پہلا مرحلہ (First Generation of Human Rights) بھی طے نہیں کر سکا جس میں جمہوریت اور سیاسی آزادی حاصل کی گئی تھی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملتِ مسلمہ بیدار ہو اور بادشاہت، فوجی ڈکٹیٹرشپ اور اشرافیہ کی مسلط شدہ حکومتوں کا خاتمہ کر کے قرآنی ہدایت "وامرھم شوری بینھم" پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آزادانہ رائے سے ایک جمہوری معاشرہ تشکیل دے، اپنی علمی میراث کا احیاء کرے اور اسلام کے عطا کردہ جملہ انسانی حقوق سے بہرہ ور ہو کر انسانی درجہ بندیوں پر استوار موجودہ نظام کا خاتمہ کرے۔ یہ کارِ خیر آسان نہیں ہے بلکہ ایثار و قربانی سے بھرپور عظیم جدوجہد کا متقاضی ہے۔ اگر جذبہ صادق ہو، عزائم بلند ہوں اور عزم صمیم ہو تو منزل مراد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ زمانہ کے احوال و ظروف اور ضروریات کے مطابق صحیح منصوبہ بندی اور ترجیحات کو طے کر کے قدم بہ قدم منزل مقصود کی جانب گامزن ہوا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا مرحلہ انسانی حقوق کے شعور کی بیداری ہے۔ موجودہ کتاب کی تصنیف کا بنیادی مقصد انسانی حقوق کے شعور کی بیداری میں اپنا حصہ ڈالنا ہے۔

اسلام کے نظریۂ انسانی حقوق پر لکھے گئے لٹریچر کا مختصر جائزہ

مغرب میں انسانی حقوق کے موضوع پر لکھنے والے دانشوران میں لاک، ہابز، روسو، جان سٹوارٹ مل اور تھامس پین انتہائی اہم ابتدائی مصنفین میں شامل ہیں جن کی نگارشات نے انسانی حقوق کے حصول کے شعور کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بعدازاں انیسویں صدی اور بالخصوص بیسوی صدی میں مغرب میں انسانی حقوق پر بہت بڑا علمی کام ہوا ہے۔ اور اتنی کتب منصۂ شہود پر آئی ہیں کہ ایک مکمل لائبریری قائم کی جا سکتی ہے۔

ہندوستان میں چونکہ اکثریت ہندو مذہب کے پیروکاروں کی ہے جہاں انسانوں کی درجہ بندی کا ایک انسانیت سوز نظام موجود ہے جسے مذہبی تقدس بھی حاصل ہے مگر ہندوستان چونکہ دستوری طور پر ایک سیکولر ریاست ہے اس لیے ہندومت کی تعلیمات کے علی الرغم سیکولر بنیادوں پر انسانی حقوق پر مبنی علمی کاوشوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ معرضِ وجود میں آ چکا ہے۔ ہندوستان میں انسانی حقوق پر لکھی جانے والی بعض کتب کے مصنفین مثلاً درگا داس باسو (Durga Das Basu) اور جسٹس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرشنا(V.R. Krishna Iyer) بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ ہندوستان جیسے معاشرہ میں انسانی حقوق کے حوالہ سے یہ علمی کاوشیں یقیناً قابلِ تحسین ہیں۔

اسلام، انسانی مساوات، عدل و انصاف، تکریم انسانیت اور جامع انسانی حقوق کا حامل، دینِ کامل ہے مگر مقامِ فکر ہے کہ اسلام کے حوالہ سے انسانی حقوق پر معیاری لٹریچر بہت ہی قلیل ہے۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، اسلامی علوم وفنون کی تدریس اور تحقیق کے معیاری ادارے ہیں اور ان کی لائبریریاں اسلامی علوم کی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے لائبریرین جناب نوروز خاں نے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے دیگر شعبہ جات کے کتب خانوں میں اسلام میں انسانی حقوق پر موجود اردو، عربی اور انگریزی کتب اور مقالات کی فہرست تیار کی تھی جو جنوری - مارچ ۲۰۰۲ء کے فکر ونظر میں ''اسلام میں انسانی حقوق: کتابیات'' کے عنوان سے چھپی تھی اس انتہائی مختصر فہرست کو دیکھ کر مذکورہ موضوع پر لٹریچر کی تنگ دامنی کا احساس شدید تر ہو جاتا ہے۔

اسلامی حقوق پر لٹریچر کے ضمن میں کتاب اللہ اور احادیثِ صحیحہ بنیادی ماخذ ہیں۔ ذخیرہ حدیث میں سے میثاقِ مدینہ اور خطبہ حجۃ الوداع بالخصوص انسانی حقوق کے چارٹر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ان دونوں دستاویزات کو عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر کتابِ ہذا میں شامل کیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کے بعد مذکورہ موضوع پر درج ذیل اہم علمی نگارشات ہیں۔

رسالۃ الحقوق: جناب علی ابن حسینؓ (زین العابدین) کا تصنیف کردہ حقوق کا یہ رسالہ پہلی صدی ہجری کی تحریر ہونے کی بدولت انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا ترجمہ کتابِ ہذا میں ضمیمہ کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

احیاء علوم الدین: انسانی حقوق کے موضوع پر مستقل کتب لکھے جانے کا سلسلہ بیسویں صدی عیسوی میں شروع ہوا ہے۔ قبل ازیں مغرب میں بھی انسانی حقوق کا تذکرہ مختلف کتب میں ضمنی طور پر ہوا کرتا تھا۔ مسلمان مفکرین مثلاً ماوردیؒ، ابن ابی الربیع، فارابی، ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ علیہم نے بھی اپنی کتب میں مذکورہ موضوع پر ضمناً روشنی ڈالی ہے۔ قدیم اسلامی لٹریچر میں امام غزالیؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام اس حوالہ سے بہت نمایاں ہے۔انھوں نے اپنی کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں اس موضوع پر سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔اس کتاب کی جلد دوم کے باب پنجم کا عنوان ''کتاب آداب الالفة والاخوہ'' ہے۔اس باب میں انھوں نے دوستوں کے حقوق، عام مسلمانوں کے حقوق، ہمسائیوں کے حقوق، اقرب کے حقوق، والدین کے حقوق اور مملوک کے حقوق کو قرآن و حدیث اور علماء کی آراء کی روشنی میں بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔میاں بیوی کے حقوق کو باب (آداب النکاح) میں بیان کیا ہے۔

اسلامی ریاست: انسانی حقوق کی بازیافت کے حوالہ سے مغرب میں برپا ہونے والی فکری اور عملی تحریک سے متاثر ہوکر انیسویں اور بیسویں صدی میں مسلم امہ کے بعض علماء اور دانشوروں کی تحریروں میں کہیں کہیں سیاسی آزادی،قانون کی حکمرانی اور خواتین کے حقوق کا تذکرہ ملتا ہے۔ان علماء میں مصر کے شیخ ''رفاعہ الطہطاوی'' اور ''قاسم امین''، ایران کے سفارت کار ''مرزا مالکم خان''، ترکی کے ''نامک کمال'' اور تیونس کے ''طاہر الحداد'' قابلِ ذکر ہیں۔بنیادی انسانی حقوق کا جدید تصور جنگ عظیم دوم کے بعد ہی مغرب میں پوری طرح واضح ہوا اور پھر اس پر بے تحاشا لٹریچر شائع ہوا ہے۔عالمِ اسلام میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ پہلے مسلم عالم اور دانشور ہیں جنھوں نے اس کی روح کو پیش نظر رکھ کر اسلام کے انسانی حقوق کے نقطۂ نظر کو جدید اصطلاحات میں واضح کیا۔انھوں نے ''غیر مسلموں کے حقوق'' پر ۱۹۴۸ء اور ''اسلامی دستور کی بنیادیں''، پر ۱۹۵۲ء میں مضامین شائع کیے۔علاوہ ازیں ۱۹۶۱ء میں روٹری کلب لاہور کی دعوت پر ''انسان کے بنیادی حقوق'' پر مقالہ پڑھا۔ان تینوں مضامین کو ان کی تحریروں سے آراستہ ''اسلامی ریاست'' نامی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔بعد میں عالم اسلام کے جن مسلمان علماء اور دانشوروں نے بنیادی انسانی حقوق پر خامہ فرسائی کی ہے۔ان میں مولانا مودودی کے فکر کی جھلک واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔

بنیادی حقوق: کے عنوان سے معروف صحافی و دانشور جناب صلاح الدین مرحوم نے ۱۹۷۰ء میں کتاب تحریر فرمائی۔اس میں مولانا مودودیؒ کے تصور کو مزید واضح کرتے ہوئے ''اسلام کے بنیادی حقوق کے تحفظات'' کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ۲۰۰۴ء میں ''اسلام میں بنیادی حقوق'' کے موضوع پر کتاب لکھی جس میں اسلام کے عطا کردہ بنیادی حقوق کا مغرب کے تصورِ حقوق کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے۔

گذشتہ تیس پینتیس سال کے دوران عالمِ عرب بشمول مصر میں بنیادی انسانی حقوق کے موضوع پر عربی زبان میں متعدد کتب لکھی گئی ہیں مگر ان ممالک میں بادشاہتوں اور مسلسل فوجی آمریتوں کے تسلط کی بدولت حقوقِ انسانی کا تصور قابلِ تحسین نہیں ہے۔ان میں سے چند ایک اہم کتب اوران کے مصنفین درج ذیل ہیں۔

١۔ الإسلام و حقوق الإنسان، الدكتور القطب محمدالقطب طبلية

٢۔ الإسلام وحقوق الإنسان، الدكتور صبحي عبده سعيد

٣۔ حقوق الإنسان فى الإسلام، الدكتور عدنان الخطيب

٤۔ حقوق الإنسان في الشريعة الإسلامية والقانون الدولي، محمد عبدالعزيز أبو سخيلة

٥۔ حقوق الإنسان في نظر الشريعة الإسلامية، الدكتور المحامي عبدالسلام الترمانيني

٦۔ الخصائص الكبرىٰ لحقوق الإنسان في الإسلام، الدكتور وهبة الزحيلي

٧۔ حقوق الإنسان فى الإسلام والرد على الشبهات المثارة حولها، الدكتور سليمان بن عبدالرحمن الحقيل۔ اس کتاب کا مقدمہ سعودی عرب کے اوقاف اور مذہبی امور کے وزیر جناب ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی نے رقم کیا ہے۔انگریزی اور اردو میں اس کے تراجم کیے گئے ہیں۔عالمِ اسلام میں سعودی لابی اس کتاب کی اشاعت اور منت تقسیم کے لیے کوشاں رہتی ہے۔حقیقتِ حال یہ ہے کہ اس سعودی مصنف کو بنیادی انسانی حقوق کے جدید تصور کا صحیح ادراک نہیں ہے اور وہ قرآن وحدیث کے انسانی حقوق کے تصور کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے۔

عالمِ اسلام میں اور مغربی ممالک میں رہنے والے بعض مسلمان علماء نے اسلام کے عطا کردہ انسانی حقوق اور مغرب کے تصورِ حقوق، بالخصوص اقوامِ متحدہ کے جاری کردہ انسانی حقوق کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسودہ جات کا موازنہ کیا ہے اس حوالہ سے درج ذیل کتب نمایاں ہیں:

۱۔ Sir Muhammad Zafarullah Kan, Islam and Human Rights

۲۔ Mohammed Al Ghazali, Human Rights Between Islamic Tenets and the UN Declaration

۳۔ Abdullahi Ahmad An-Na'im, Toward an Islamic Reformation, Civil Liberties, Human Rights and International Law.

۴۔ Mashood A. Baderin, International Hurman Rights and Islamic Law.

۵۔ Jamshed Ahmed Hameed, Human Rights in Islam and Contemporary International Law, A Comparative Study

خواتین کے حقوق

خواتین کے حقوق کے حوالہ سے برصغیر اور عالمِ اسلام میں متعدد کتب مختلف ادوار میں لکھی گئی ہیں مگر ان کا انداز عمومی طور پر روایتی ہی رہا ہے۔ دورِ جدید میں لکھی جانے والی درجِ ذیل دو کتب ایسی ہیں جنھیں اسلامی لٹریچر میں ایک انتہائی وقیع علمی اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱. **تحریر المرأة فی عصر الرسالة** : جناب عبدالحلیم محمد بن ابو شقہ کی عربی زبان میں لکھی گئی نہایت عالمانہ تحریر ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر یوسف قرضاوی اور شیخ محمد الغزالی نے اس کتاب پر مقدمات لکھے ہیں اور مصنف کو دادِ تحسین پیش کیا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد نے اس کتاب کا اردو ترجمہ ''آزادیٔ نسواں عہدِ رسالت میں'' کے نام سے چار جلدوں میں شائع کیا ہے۔

۲۔ دوسری اہم کتاب پاکستان کی شریعہ کورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب جسٹس آفتاب حسین نے **"Status of Women in Islam"** کے نام سے انگریزی میں تحریر کی ہے۔ اس کتاب کے بعض مندرجات پر اعتراض کی گنجائش موجود ہے مگر مجموعی طور پر یہ کتاب خواتین کے حقوق کے حوالہ سے ایک قیمتی اضافہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کے حقوق

اسلام کے حوالہ سے بچوں کے حقوق پر ایک عظیم الشان علمی منصوبہ الازہر یونیورسٹی مصر اور اقوامِ متحدہ کے بچوں کی بہبود کے ادارہ یونیسیف (UNICEF) کے تعاون سے مکمل کیا گیا ہے۔ ۱۹۸۵ء میں ان دونوں اداروں کے تعاون سے معرضِ وجود میں آنے والی کتاب "Child Care In Islam" کو ناکافی تصور کرتے ہوئے بچوں کے ضمن میں مختلف علوم کے ماہرین، جن میں قرآن و سنت کے علماء، میڈیکل سائنس کے ماہرین، ماہرینِ نفسیات وعمرانیات اور تعلیم کے ماہرین کو شامل کیا گیا اور بچوں کے حقوق پر ایک معرکتہ الآراء کتاب "Children in Islam" کے نام سے لکھی گئی۔ جسے عالمِ اسلام کے معتبر علماء کے پاس بھیجا گیا اور ان کی آراء کی روشنی میں کتاب کا حتمی مسودہ تیار کیا گیا جسے یونیسیف کے تعاون سے چھاپا گیا ہے۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ

اسلامی قانون یعنی فقہ اسلامی پر بڑا وقیع علمی لٹریچر موجود ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام جعفر صادق رحمہم اللہ علیہم اور ان کے شاگردان رشید نے دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ہی فقہ اسلامی کا گراں قدر علمی سرمایہ فراہم کیا جو امتِ مسلمہ میں بے حد مقبول ہے ان مجموعہ میں اس دور کے انداز کے مطابق مختلف ابواب میں انسانی حقوق کا تذکرہ موجود ہے مگر اس کے لیے کوئی مستقل باب نہیں باندھا جاتا تھا۔ بیسویں صدی میں عالمِ اسلام کے مختلف ممالک میں علماء کی کاوشوں سے بہت ہی ضخیم فقہی مجموعہ جات چھپے ہیں جن میں سے جناب مصطفیٰ الزرقا مرحوم کی سربراہی میں شروع کیا جانے والا علمی منصوبہ "موسوعۃ الفقہ الاسلامی" کے نام سے حکومتِ کویت نے ۵۰ جلدوں میں چھاپا ہے جو ایک عظیم الشان علمی کارنامہ ہے۔ اس مجموعہ میں بھی انسانی حقوق کے لیے خصوصی باب کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

استاد ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی شام کے نامور عالم اور ماہرِ قانون ہیں ان کا مرتب کردہ فقہ اسلامی کا مجموعہ "الفقہ الاسلامی وادلتہ" کے نام سے دار الفکر دمشق سے شائع ہوا ہے اس فقہی مجموعہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مرتبہ بنیادی انسانی حقوق کو مستقل ابواب میں شامل کیا گیا ہے۔ڈاکٹر زحیلی نے جلد چہارم میں ''نظریۃ الحق'' کے عنوان سے حقوق کے بارے میں نظری بحث کی ہے اور جلد ہشتم میں ''حقوق الانسان'' کے نام سے اسلام کے بنیادی انسانی حقوق کی وضاحت کی گئی ہے۔اگرچہ اس میں بہت سی اصلاح کی گنجائش موجود ہے مگر یہ خوش آئند آغاز ہے۔ہمارے دینی مدارس میں اس فقہی مجموعہ کو نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے تاکہ مذہبی طبقات میں انسانی حقوق کے شعور کو بیدار کیا جا سکے۔

کتاب ہذا کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حصہ اول میں سب سے پہلے ''مقدمہ'' ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کے تمام تر افعال کا سرچشمہ نفسِ انسانی ہے۔نفس کی اچھی تربیت سے نیکی اور خیر کا صدور ہوتا ہے جبکہ نفس کی بُری تربیت سے ظلم، استحصال، حق تلفی اور انسانیت کشی کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔مزید برآں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ انبیاء و رسل کی ذمہ داریوں میں نفسِ انسانی کا تزکیہ اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام کی بدولت عدل و انصاف کے معاشرہ کا قیام ہے۔''مقدمہ'' میں ضمنی طور پر نفس اور روح کے حوالے سے نہایت علمی مباحث شامل کیے گئے ہیں اور نفس اور روح کے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔

باب اول: میں حقوق و فرائض کی تعریف کی گئی ہے اور ریاست کے آغاز و ارتقاء پر بحث کی گئی ہے۔نیز قدیم قانونی مجموعہ جات اور مسودہ جات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی بدولت انسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جاتا رہا ہے۔

باب دوم: میں بنیادی حقوق کی مختلف اقسام کو بیان کرتے ہوئے بنیادی انسانی حقوق کے جدید تصور کو واضح کیا گیا ہے اور مغرب میں اس کے آغاز و ارتقاء کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

باب سوم: میں بنیادی انسانی حقوق اور بین الاقوامی انسانی حقوق پر بحث کی گئی ہے اور بنیادی انسانی حقوق کی بین الاقوامیت کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

باب چہارم: دو فصول پر مشتمل ہے۔فصل اول میں اسلام کے بارے میں بعض بنیادی امور کی وضاحت کی گئی ہے جبکہ فصل دوم میں اسلام کے عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق میں سے نمایاں حقوق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

باب پنجم: ''اسلام اور انسدادِ غلامی'' پر مشتمل ہے۔ اس باب میں اس غلط فہمی کو دور کیا گیا ہے کہ اسلام نے بعض شرائط کے تحت انسانی غلامی کو ایک حد تک روا رکھا ہے۔ جبکہ امر واقع یہ ہے کہ اسلام نے انسانی غلامی کا مکمل خاتمہ کیا اور اس کے تمام دروازوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

حصہ اول کے آخر میں حرفِ آخر اور سفارشات رقم کی گئی ہیں۔

کتاب ہذا کے حصہ دوم، اقوامِ متحدہ اور دوسرے انسانی حقوق کے اداروں کے حوالے سے مرتب کردہ انسانی حقوق کے مسودہ جات کی جامع فہرست فراہم کردی گئی ہے۔ اقوامِ متحدہ اور دوسرے انسانی حقوق کے اداروں میں انسانی حقوق کے حوالے سے بعض مسلمان ممالک کے نمائندگان کے اٹھائے ہوئے اعتراضات پر مبنی انٹرنیٹ کی ویب سائٹس کی تفصیل بھی فراہم کردی گئی ہے۔

اقوامِ متحدہ اور متعلقہ انسانی حقوق کے اداروں کے حوالے سے مرتب کردہ انسانی حقوق کے اہم ترین اور بنیادی مسودہ جات کو شامل کیا گیا ہے نیز اسلام سے متعلق بنیادی حقوق کے اہم مسودہ جات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اسلام کے عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق کی تفہیم، ادراک کا باعث بنائے تاکہ مسلمان منظم و متحرک ہو کر استعماری طاقتوں کے مسلط کردہ نئے نوآبادیاتی نظام کے معاون اجارہ دار طبقات سے خلاصی حاصل کریں اور اسلام کے بنیادی انسانی حقوق سے مستفید ہو کر مکمل اسلامی نظام کے احیاء کی جانب گامزن ہوں۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

علمِ بشریات (Anthropology) [۱] کے ماہرین اس امر واقعہ پر متفق ہیں کہ حضرتِ انسان کا اپنے ہی ابنائے جنس کے ساتھ طرزِ عمل، اس رویہ سے بدرجہا بدتر ہے جو جانوروں نے اپنے ہی جیسے جانوروں کے ساتھ اختیار کیا رکھا ہے۔ انسانی تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ طاقتور انسانوں نے انفرادی اور گروہی سطح پر کمزور افراد اور طبقات کے ساتھ ظلم و عدوان، حق تلفی اور سفاکیت کا مظاہرہ جاری و ساری رکھا ہے۔ تاریخ انسانی کے ہر باب میں انسانی بربریت، استحصال، تعدی اور خون آشامی کی داستان رقم ہے۔ حیوانات کی دنیا میں ایک فطری قانون کارفرما ہے کہ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی ہے مگر یہ تمامتر کارروائی محض پیٹ کی آگ بجھانے تک محدود ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی طاقتور جانور مثلاً شیر یا جانوروں کے کسی گروہ نے اپنی حاکمیت و بادشاہت کا اعلان کر دیا ہو اور دوسرے جانوروں کو محکومیت پر مجبور کیا ہو۔ جانوروں کی مملکت کا کوئی بادشاہ نہیں ہے کہ جس کے دربار میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں، گاہے سجدہ ریز ہوں اور جب بادشاہ سلامت برآمد ہوں تو ہٹو بچو کی صدائیں بلند ہوں۔ اس ''فضیلت'' سے انسان نامی مخلوق ہی سرفراز ہوئی کہ اس نے اپنے جیسے انسانوں پر اپنی حاکمیت و بادشاہت کا سکہ قائم کیا اور انسانوں کو مستقل طور پر غلام بنایا۔ غلامی کے مکروہ ادارہ کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسان کی داستان۔ [۲]

انسانی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ انسانوں نے انفرادی، قبائلی اور قومی و ملکی سطح پر دوسرے انسانوں کے وسائل رزق پر قبضہ جمانے یا اپنی قیادت و سیادت اور تفوق و بالادستی کا پھریرا لہرانے کے لیے انسانوں کو بے دریغ تہہ تیغ کیا۔ انسانی خون کی ندیاں بہائیں اور انسانی گردنوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر ان کے مینار بنائے گئے۔ فاتحین عالم نے دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک انسانی سروں کی فصلیں کاٹیں اور اپنی بہادری و کشور کشائی کا جھنڈا انسانی تاریخ میں گاڑ دیا۔ انسان نے اپنی اس بہیمیت اور سفاکیت کو اپنی ثقافت کا ایک حصہ بنا کر اسے ایک کھیل اور افرادِ معاشرہ کی تفریحِ طبع کا ذریعہ بنا دیا۔ رومی سلطنت نے اپنی تہذیب کے دورِ عروج میں رومن اکھاڑے (Colosseum) قائم کیے جن میں غلاموں کو آپس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑایا جاتا تھا اور جب کوئی غلام (Gladiator) دوسرے کی تکا بوٹی کرتا تھا تو تماشائی تالیاں بجا کر داد دیتے تھے۔ بعض اوقات ان غلاموں کو خونخوار جانوروں کے ساتھ اکھاڑے میں اتارا جاتا تھا۔ چنانچہ جب جانور، انسانوں کو چیر پھاڑ کر کھاتے تھے تو تماشا دیکھنے والوں کا جوش وخروش دیدنی ہوتا تھا۔ معروف شاعرِ فطرت ولیم ورڈز ورتھ (William Wordsworth) نے ۱۷۸۹ء میں اپنے ایام جوانی میں "Lines Written in Early Spring" کے عنوان سے مشہور نظم تخلیق کی تھی۔ اس نظم میں ورڈز ورتھ انتہائی دل گرفتگی کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ فطرت میں تو ہر طرف سکون اور جذب و انجذاب ہے مگر انسانی سطح پر فتنہ وفساد اور ظلم و تعدی کا بازار گرم ہے جس سے انسانیت شدید کرب کا شکار ہے۔

To her fair works did nature link

The human soul that through me ran

And much it grieved my heart to think

What man has made of man.

سکاٹ لینڈ کے نامور، انسان دوست اور منفرد شاعر برنز (Burns) انسانی مظالم کی اس ہمہ گیریت کی دہائی دیتے ہوئے انتہائی مایوسی کے عالم میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ صرف موت ہی مظلوم انسان کو ظالم انسانوں کے چنگل سے چھڑا سکتی ہے۔

Man a inhumanity to man

Makes countless thousands mourn

O Death, the poor man's dearest friend

The kindest and the best.

دسویں صدی عیسوی کا عرب شاعر ابو العلا المعری انسانوں کی اسی کیفیت کو شاعرانہ مبالغہ سے بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ انسانوں میں سے بہترین افراد سے بھی چٹان اور پتھر بہتر ہیں کیونکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی کسی انسان پر ظلم کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أفضل من افضلهم صخرة

لا تظلم الناس ولا تكذب

''انسانوں میں سے جو سب سے افضل اور برگزیدہ ہے اس سے بھی چٹان زیادہ برتر و برگزیدہ کہ وہ نہ جھوٹ بولتی ہے اور نہ ظلم کرتی ہے۔''

لارڈ بائرن(Byron)اور غالب جیسے انسانی احساسات و جذبات کے ترجمان شعراء نے حیاتِ انسانی کے اس پہلو کو ادب کی زبان میں آفاقی نغمہ گری کے قالب میں ڈھالا ہے مثلاً غالب کہتا ہے:

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

قرآنِ مجید آخری صحیفۂ آسمانی اور انسانی رشد و ہدایت کا آخری سرچشمہ ہے جو بلا ادنیٰ تحریف اپنی اصل شکل میں من وعن اسی طرح محفوظ و مأمون ہے جس طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر نازل ہوا تھا۔ قرآنِ مجید کا موضوع اور مخاطب چونکہ انسان ہے اس لیے اسے علمِ بشریات (Anthropology) کی صحیح اور مستند ترین کتاب کا درجہ حاصل ہے۔

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (الأنبياء ۲۱:۱۰)

''ہم نے تمھاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمھارا تذکرہ ہے کیا تم نہیں سمجھتے؟''

قرآن میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کی ان کیفیات کی واضح اور غیر مبہم نشاندہی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو بہترین جسمانی اور ذہنی ساخت پر تخلیق کیا ہے مگر اپنی بد اعمالیوں کی بدولت اکثر پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جاتا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ (التين ۹۵:۴،۵)

''البتہ تحقیق ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے پھر (انسان کے اپنے غلط اعمال کی بدولت) اس کی حالت کو بدل کر پست سے پست کر دیا۔''

تخلیق آدم کا قصہ فرقانِ حمید میں کئی ایک مقامات پر شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ فرشتوں نے اس خلیفۃ الارض کی پیدائش کے موقع پر اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ ارادۂ و اختیار کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حامل یہ مخلوق زمین میں خون ریزی کرے گی۔

﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرة ۲: ۳۰)

''اور جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں تو انھوں نے کہا، کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتعریف کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''

انسان جب بھی خالقِ انسان کی ہدایت و رہنمائی کو پسِ پشت ڈالتا ہے اور نفسِ امارہ کی پیروی کرتا ہے تو وہ صراط مستقیم سے ہٹ جاتا ہے۔ نتیجتاً انسانی معاشرہ فتنہ وفساد کا شکار ہو جاتا ہے۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ﴾ (الروم ۳۰: ۴۱)

''خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے۔''

معروف شاعر اور ناول نگار تھامس ہارڈی "Thomas Hardy" نے اسی صورتِ احوال کو اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

" Cruelty is the law pervading all nature and society; and we can't get out of it if we would."

یعنی ظلم و سفاکیت ہر طرف فطرت اور معاشرہ پر چھائی ہوئی ہے اور ہم چاہیں بھی تو اس سے چھٹکارا حاصل کرنا مشکل ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن وانس کی ایک بہت بڑی تعداد اسی بنا پر جہنم واصل ہو گی کہ وہ اپنے مقاصدِ تخلیق سے غفلت برتتی ہیں اور تلاش و ادراک منزل کے لیے قدرت کی عطا کردہ فہم وشعور اور سمع و بصر کی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتے۔ قرآن کے نقطۂ نظر سے اس طرزِ عمل کے حامل انسان دراصل جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾ (الاعراف ۷:۱۷۹)

''اورہم نے بہت سے جن وانس دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں ان کے قلب و ذہن ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں، یہ لوگ جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہی ہیں وہ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔''

دورِ جدید کا برطانوی فلسفی اور دانشور جوڈ (C.E. M. Joad) ایک طرف تو انسانوں کی بے پایاں مادی ترقی کا مشاہدہ کرتا ہے کہ دورِ حاضرہ کے علوم وفنون کو بروئے کار لا کر انسان نے اپنے ماحول کو حیرت انگیز طور پر بدل کر رکھ دیا ہے۔ رہائشی جھونپڑیاں، فلک بوس عمارات میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ اونٹ، گھوڑا، اور بیل گاڑی کی بجائے انسان نے انتہائی تیز رفتار ہوائی اور بحری جہاز ایجاد کر لیے ہیں، مگر دوسری جانب انسانی اخلاقی پستی کا وہی عالم ہے تو وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ انسان نے پرندوں سے بہتر طور پر فضاؤں میں اُڑنا سیکھ لیا ہے اور مچھلیوں سے بہتر انداز میں سمندروں میں تیرنا سیکھ لیا ہے مگر اس کو زمین پر انسانوں کی طرح رہنا نہیں آیا۔[۳]

حضرت انسان کا اپنے ہی ہم جنس بنی نوع انسان کے ساتھ اس المناک طرزِ عمل کے اسباب کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ انسان کی تمام تر سرگرمیاں، جدوجہد اور تگ و تاز کا محور و مرکز چند ایک بنیادی جبلی داعیات ہیں جن میں عدل و انصاف اور اعتدال وتوازن کو برقرار نہ رکھنے کی بدولت، ظلم و عدوان کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ماہرین نفسیات وعلمِ بشریات، علماءِ حیاتیات اور قرآنی نقطۂ نظر سے بنیادی محرکاتِ عمل اور جبلی داعیات درج ذیل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی سعی و عمل کے بنیادی محرکات

۱۔ تحفظِ ذات

کرۂ ارض پر پائے جانے والی تمام تر ذی حیات مخلوقات مثلاً انسان، حیوان، حشرات الارض، چرند، پرند اور آبی حیات وغیرہ اپنی ذات کے تحفظ، نشوونما اور بقا کا جبلی جذبہ رکھتی ہیں۔ حیوانات کی دنیا میں طاقتور جانور کمزور جانور اور بڑی مچھلی، چھوٹی مچھلی کو لقمۂ غذا بنانے کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ چنانچہ تحفظِ ذات اور بقائے حیات کے حوالہ سے مستقل آویزش اور جہدِ مسلسل کی کارفرمائی پوری آب و تاب سے جلوہ فگن رہتی ہے۔ وہیل مچھلی اور ہاتھی جیسے دیو ہیکل اور عظیم الجثہ مخلوقات سے لے کر مختصر ترین خورد بینی جانوروں تک تمام انواع خلّاقِ اعظم کی عطا کردہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنی جان کے تحفظ کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتی ہیں۔ قرآنِ مجید میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لشکرِ جرار کا تذکرہ ہے کہ جب وہ عظیم الشان لشکر چیونٹیوں کی وادی میں سے گزر رہا تھا تو چیونٹیوں کی نگران چیونٹی نے سب کو خبردار کیا کہ اپنے بل میں گھس جائیں تاکہ محفوظ رہیں۔

﴿وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُودُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُودُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ (النمل۲۷:۱۷،۱۸)

"سیدنا سلیمان کے جنوں، انسانوں اور پرندوں پر مشتمل لشکر کو اکٹھا کیا گیا اور ان کی نظم و ضبط کے ساتھ صف بندی کی گئی۔ جب وہ لشکر چلتے ہوئے چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا، اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تمھیں کچل ڈالیں اور انھیں خبر بھی نہ ہو۔"

ماہرینِ عمرانیات کے مطابق انسان کی معاشرت پسندی کے مختلف عوامل میں سے ایک نہایت اہم عامل انسان کا یہ احساس ہے کہ وہ اکیلا اپنی ذات کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ لٰہذا تحفظِ ذات کے لیے معاشرہ کا قیام از بس ضروری ہے۔ چنانچہ تاریخِ انسانی اس امر پر شاہد ہے کہ انسان نے ہمیشہ اجتماعی زندگی گزاری ہے جس سے معاشرہ تشکیل پذیر ہوا ہے۔ تحفظِ ذات کے حوالہ سے درج ذیل محرکات بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف۔ لاشعوری یا عضویاتی محرکات:

عضویاتی وظائف تمام ذی حیات مخلوقات میں اہم حیاتیاتی امور سرانجام دیتے ہیں۔ نامیاتی وجود میں وقوع پذیر ہونے والے عضویاتی اور کیمیائی نقائص کی درستگی اور اس میں اعتدال و توازن برقرار رکھنے کے لیے قدرت نے ایک خود کار بندوبست کیا ہوا ہے۔ چنانچہ جب کبھی جسم میں کوئی بے اعتدالی واقع ہوتی ہے۔ مثلاً جسم میں پانی کی کمی ہونا، خون میں شکر اور دوسرے عناصر کی کمی بیشی، جسم میں حرارت و برودت کا غیر متوازن ہونا وغیرہ تو متعلقہ عضویاتی محرکات بروئے کار آتے ہیں اور جسم کو صحت مند اور متوازن رکھتے ہیں۔ یہ عضویاتی سرگرمی خود بخود لاشعوری طور پر سرانجام پاتی ہے اور اس میں شعوری ارادہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ انسانی خون میں اگر شکر (Glucose) کی مقدار بڑھ جائے تو لبلبہ (Pancreas) نامی عضو خود بخود متحرک ہو کر مطلوبہ مقدار میں انسولین (Insulin) پیدا کرتا ہے اور فالتو شکر کو ختم کر دیتا ہے۔ بعض اوقات درجۂ حرارت بڑھ جاتا ہے تو پسینہ بہنا شروع ہو جاتا ہے اور جسم خود بخود عرق آلود ہو کر اپنے درجۂ حرارت میں کمی پیدا کر لیتا ہے جس کی بدولت بہت سی بیماریوں سے تحفظ حاصل ہوتا ہے۔[۲]

قرآنِ مجید نے عضویاتی محرکات اور حیاتیاتی اعتدال کو متعدد آیات میں واضح کیا ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ﴾ (الإنفطار ۸۲: ۶، ۷)

''اے انسان! آخر کس چیز نے دھوکا دیا ہے تجھے تیرے رب کے بارے میں جو بہت کرم کرنے والا ہے۔ جس نے تجھے پیدا کیا پھر نک سک سے درست کیا اور تجھے مناسب بنایا۔''

ب۔ شعوری یا نفسیاتی محرکات:

انسان کو اپنے حیاتیاتی وجود کو قائم رکھنے اور اس کی نشوونما کے لیے چند ایک بنیادی ضروریات کی فراہمی از بس ضروری ہے اور جن کی عدم دستیابی سے انسانی وجود برقرار نہیں رہ سکتا۔ خالقِ کائنات نے انسان کی اشد ترین بنیادی ضرورت یعنی آکسیجن کے سلسلہ میں ہوا کا وافر مقدار میں بندوبست مرحمت فرمایا ہوا ہے مگر بھوک اور پیاس کی ضروریات کے لیے انسان کو شعوری طور پر کوشاں ہونا پڑتا ہے۔ انسان کا فطری جذبہ حیا اس کو عریاں ہونے سے روکتا ہے۔ مزید برآں موسمی تغیر و تبدل اور اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرارت و برودت سے جسم کا تحفظ انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو مذکرہ بالا ناگزیر بنیادی ضروریات جنت میں قیام کے دوران فراوانی سے مہیا فرمائی ہوئی تھیں اور سیدنا آدم علیہ السلام کو اس حقیقت الامری سے باخبر بھی کر دیا تھا کہ شیطان کے چکمہ میں آ کر اگر جنت سے نکالے گئے تو پھر تمہیں خود ہی ان بنیادی ضروریات کی فراہمی کا بندوبست کرنا ہوگا۔

﴿فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ○ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ○ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا تَضْحٰى ○ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى﴾ (طٰہٰ ۲۰:۱۱۷—۱۲۰)

”تو ہم نے کہا اے آدم! یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت کا شکار ہو جاؤ۔ یقیناً یہاں تو تمہیں یہ سہولیات حاصل ہیں کہ یہاں نہ بھوکے ننگے رہتے ہو اور نہ پیاس اور دھوپ تمہیں ستاتی ہے لیکن شیطان نے اس کو پھسلایا اور کہا کہ اے آدم! کیا میں آپ کو وہ درخت بتاؤں جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے۔“

درج بالا آیات کے مطابق بھوک، پیاس، موسموں کی ضرر رسانی سے بچاؤ اور ستر پوشی کے لیے ملبوسات کا حصول انسان کے لیے بنیادی محرکات سعی و عمل ہیں۔ ان کے علاوہ انسانی قیام کے لیے مساکن، اس کی شخصیت کی تعمیر اور معاشرہ میں مقام و مرتبہ کے حصول کے لیے متنوع قسم کے دنیاوی وسائل کی اشد ضرورت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ان وسائل کے حصول کے حوالہ سے انسانوں میں جذبہ ملکیت پیدا ہوتا ہے۔

ج۔ محرکِ ملکیت

تحفظِ ذات کے حوالہ سے چند ایک ناگزیر بنیادی ضروریات کا حصول جانوروں اور انسانوں دونوں کے لیے زبردست قوتِ محرکہ ہے۔ عمومی طور پر جانوروں کی تگ و دو محض پیٹ بھرنے تک ہوتی ہے اور فکر فردا کی کارفرمائی بہت ہی کم دکھائی دیتی ہے۔ انسانی سطح پر بنیادی ضروریات بھی جانوروں سے بہت زیادہ ہیں اور حضرت انسان اپنے مستقبل کو بھی محفوظ بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ سامانِ زیست کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ سے زیادہ حصولِ ذاتی ملکیت کا باعث بنتا ہے اور حبِ مال و دولت کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

قرآنِ مجید میں جذبہ ملکیت کے تحرک سے پیدا ہونے والی انسانی سرگرمی اور سرگردانی کا کئی ایک مقام پر ذکر ہوا ہے۔

﴿وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ (الفجر ۸۹:۲۰)

''اور تم مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس حقیقت کو وضاحت سے بیان فرماتے ہیں کہ انسان مال و دولت اور اولاد کو بہت بڑی قوت گردانتا ہے اور اسے اپنی ذات کے لیے زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کے جذبہ سے سرشار رہتا ہے اور اکثر اس کو ہی اپنا مقصدِ حیات بنا لیتا ہے۔

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ﴾ (الحدید ۵۷:۲۰)

''خوب جان لو! کہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل تماشہ اور ظاہری شان و شوکت اور ایک دوسرے پر فخر جتانا ہے اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کا نام ہے۔''

۲۔ فوقیت وتغلّب

حیوانات کی دنیا میں مختلف حوالوں سے اس جذبہ کی بہت ہی معمولی جھلک کہیں کہیں دکھائی دیتی ہے۔ انسانی سطح پر برتری اور چوہدراہٹ کا داعیہ پورے جوش وخروش کے ساتھ موجزن ہے۔ فرد، خاندان، نسل، قبیلہ، قوم اور ملکی سطح پر اس جذبہ کے مظاہر ظلم و جبر، آویزش اور جنگ و جدل کی صورت میں انسانی کشاکش کی ایک مستقل تاریخ ہیں۔

۳۔ جنس و بقاءِ نوع

جنسی جذبہ ایک فطری اور جبلی داعیہ اور قوت محرکہ کے طور پر تمام ذی حیات مخلوقات میں موجود ہے۔ حیوانی سطح پر اس کی کارفرمائی محض افزائش نسل تک محدود ہے۔ انسانی حدود میں داخل ہوتے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فطری جذبہ میں طغیانی موجزن ہو جاتی ہے اور سیلاب بلا کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ انسانی سطح پر جنسی بدنہادی (Sexual Pervertion) نقطۂ کمال کو چھونے لگتی ہے اور بے شمار متنوع جرائم اور مظالم کا باعث بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں میں جنسی جوڑے بنائے ہیں اور پھر ان کے درمیانی سلسلۂ توالد و تناسل کے ذریعہ سے بقاء نوع کا بندوبست فرمایا ہے:

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّمِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا يَذۡرَؤُكُمۡ فِيۡهِ لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ﴾ (شوری ۴۲ :۱۱)

''(اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لیے جوڑے بنائے اور اسی طرح جانوروں میں بھی جوڑے بنائے اس طریقہ سے وہ تمہاری نسلیں پھیلاتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

اسلام جنسی جذبہ کی نفی نہیں کرتا بلکہ جنسی محرک کو خاندان کی تشکیل کی بنیاد بناتا ہے۔ اسلام جنسی پاکیزگی اور عصمت و عفت کا علمبردار ہے اور میاں بیوی کے درمیانی رشتۂ ازدواج کو ایک مقدس بندھن کی صورت میں فریقین کے لیے محبت و مودت کا سرچشمہ گردانتا ہے جس کی بدولت میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے راحت و تسکین کا باعث ہوتے ہیں تاکہ آئندہ نسلوں کی بہترین تعلیم و تربیت کے لیے سازگار ماحول قائم ہو سکے۔

﴿وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾ (الروم ۳۰ :۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے ازواج بنائے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

درج بالا تینوں داعیات چونکہ تمام ذی حیات مخلوقات، بشمول انسان، میں کم و بیش پائے جاتے ہیں اور تمام تر جدوجہد، سعی و عمل اور تگ و تاز کی قوت محرکہ اور بنیادی سرچشمہ ہیں لہٰذا اس حوالہ سے انسان اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیوانات کے تقابلی مطالعہ کے ضمن میں ماہرین علمِ بشریات کے افکار، نظریات انسانی ذات اور اس کے مقام و مرتبہ کے تعین میں ایک گران قدر علمی سرمایہ ہیں۔

چنانچہ ان امور کے بارے میں علمِ بشریات کے ماہرین کے نقطہ ہائے نظر اور قرآنی تعلیمات کا تفصیل سے مطالعہ انسانی افعال و کردار، اس کی سرگرمیوں اور تگ و تاز کی تفہیم میں ممد و معاون ثابت ہو گا۔

تحفظِ ذات

تمام جاندار مخلوقات کو اپنے وجود کو برقرار رکھنے، اسے پروان چڑھانے اور اس کی نشو و نما کے لیے چند ایک بنیادی ضروریات مثلاً کھانا، پانی، ہوا، موسمی تغیرات سے حفاظت وغیرہ، از حد ضروری ہیں جن کے بغیر جسم و جاں کے سلسلہ کو برقرار رکھنا ممکن نہیں ہے۔ انسان کو تو اپنی شخصیت کی تعمیر و تشکیل کے لیے کئی ایک اور بھی لوازمات کی ضرورت ہے۔ ان وسائل رزق اور سامان زیست کے لیے انسان اور تمام تر جانور انتہائی سرگرمی سے مصروف کار ہیں اور ضروریاتِ زندگی کی فراہمی، جانوروں اور انسانوں کے افعال و اعمال کی بنیادی قوتِ محرکہ (Driving Force) ہے۔ جانوروں کو اس لحاظ سے فضیلت حاصل ہے کیونکہ جونہی ایک جانور کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ آرام سے بیٹھ جاتا ہے تآنکہ اسے دوبارہ بھوک لگے گی اور وہ پھر حصول رزق کے لیے کوشاں ہو جائے گا مگر انسان کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ وہ اپنے مستقبل کے لیے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی وسائلِ رزق سمیٹنے میں مصروفِ کار رہتا ہے اور اکثر اوقات حلال و حرام اور جائز، ناجائز کی تمیز روا نہیں رکھتا۔ افراد، قبائل اور اقوام کے درمیان ازل سے جاری و ساری کش مکش، ظلم و زیادتی، استحصال، حق تلفی اور انسانیت کشی کے مختلف عوامل میں سے سب سے بڑا محرک زیادہ سے زیادہ وسائلِ رزق پر قابض ہونا ہے۔ عصر حاضر کے نامور برطانوی فلسفی، دانشور اور ماہر بشریات برٹرنیڈ رسل اپنی کتاب "Power" میں انھی امور کی نشاندہی کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

" Between man and other animals there are various differences, some intellectual some emotional. One of the chief emotional

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

differences is that some human desires, unlike those of animals, are essentiolly boundless and incapable of complete satisfaction. The boa constrictor, when he has had his meal, sleeps until appetite revives."۵

یعنی انسان اور جانوروں کے مابین کئی ایک امتیازات ہیں۔ فکری اور جذباتی، ان میں سے ایک اہم ترین جذباتی فرق یہ ہے کہ جانوروں کے برعکس، انسانوں کی خواہشات ناپیدا کنار ہیں اور ان کی مکمل طور پر تشفی ہونا ممکن نہیں ہے۔ ایک اژدھا جب پیٹ بھر کر کھا لیتا ہے تو وہ سو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اس وقت تک سویا رہتا ہے جب تک اسے دوبارہ بھوک نہ لگ جائے، برٹرینڈ رسل اپنے اس مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

" The activities of animals, with few exceptions, are inspired by the primary needs of survival and reproductions, and not exceed what these needs make imperative."٦

معدودے چند جانوروں کے استثنٰی کے علاوہ اگرچہ تمام جانوروں کی تمام تر سرگرمیوں اور اقدامات کا محرک تحفظِ حیات کی بنیادی ضروریات کی فراہمی اور اپنی نسل کو آگے بڑھانے کا جذبہ ہے مگر یہ جانور اپنی جدوجہد کو ناگزیر حد تک ہی محدود رکھتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالٰی نے کئی ایک مقامات پر اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ قرآن کے نقطۂ نظر سے انسان عمومی طور پر، وسائل رزق کے حصول اور زیادہ سے زیادہ سامانِ زیست کی اپنی ذات کے لیے فراہمی کے داعیات سے مغلوب رہتا ہے اور اس قدر عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے کہ زندگی کے اصل نصب العین اور اعلیٰ ترین مقاصد پس پشت ڈال دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ٭ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ٭ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ٭ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى﴾(الأعلى ۸۷:۱۶—۲۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مگر تم تو دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ اُخروی زندگی بہت بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ بے شک یہی بات پہلے صحیفوں میں بھی (لکھی ہوئی) ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔''

قرآنِ مجید اس حقیقت کا برملا اظہار کرتا ہے کہ مال و اسباب، سیم وزر، بیویاں اور اولاد کی محبت اور رغبت انسان میں جبلی طور پر ودیعت کی گئی ہے۔

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾(آل عمران ۳:۱٤)

''خوش نما بنا دی گئی ہیں انسانوں کے لیے ان کی خواہش کی چیزیں یعنی عورتیں اور اولاد اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور منتخب گھوڑے، مال مویشی اور کھیت کھلیان۔ یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔''

انسانوں نے عمومی طور پر حیات دنیا کو ہی اول و آخر قرار دے رکھا ہے اور مال و متاعِ دنیا کے حصول کو ہی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ انسانوں کی غالب ترین اکثریت حصول دنیا کی دوڑ میں آگے سے آگے بڑھ جانے کی خواہش اور کوشش میں زندگی بھر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں مصروفِ کار رہتی ہے۔ قرآنِ مجید کا معجزاتی اُسلوب اس کیفیت کے لیے ''تکاثر'' کا فصیح و بلیغ لفظ استعمال میں لاتا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ(التکاثر ۱۰۲: ۱-۲)

''لوگو! تمھیں ایک دوسرے سے بڑھ کر، زیادہ سے زیادہ (دنیا) حاصل کرنے کی ہوس نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ جا دیکھیں تم نے قبریں۔''

قرآنِ مجید کی درج بالا آیات سے یہ غلط فہمی نہیں پیدا ہونی چاہیے کہ اسلام ترکِ دنیا یا رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآنِ مجید کا بنیادی مؤقف یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں انسانی منفعت کے لیے تخلیق کی گئی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (الجاثیة ۴۵:۱۲-۱۳)

''اللہ ہی تو ہے جس نے سمندر کو تمھارے قابو میں کر دیا ہے تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کے فضل (معاش) کو تلاش کرو، تاکہ تم شکر گزار بنو اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، سب کو تمھارے لیے مسخر کر دیا ہے، اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔''

خالقِ کائنات نے اس کرۂ ارض پر انسانوں کو وجود بخشا ہے۔ تو ان کے لیے سامانِ زیست کے خزینے بھی فراواں کیے ہیں۔

﴿وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾(الاعراف ۷:۱۰)

''اور بے شک ہم نے ہی تم کو زمین بسایا ہے اور اس میں تمھارے لیے سامان معاش پیدا کیے۔''

اس کے ساتھ ہی قرآنِ مجید میں اس امر کا اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے عنایت کردہ وسائلِ رزق میں سے انسانوں کو اپنا حصہ لینا چاہیے۔

﴿وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا﴾(القصص ۲۸:۷۷)

''اور دنیا میں سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو۔''

اسلام اس بنیادی حقیقت پر بتکرار اصرار کرتا ہے کہ دنیاوی زندگی عارضی ہے اور آخرت کی دائمی زندگی کے لیے امتحان گاہ ہے۔ لہذا انسان کو اپنی دنیاوی زندگی کی تمام تر تعمیر و تشکیل اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق کرنا چاہیے تاکہ آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو۔ چنانچہ معاش کے حصول کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ حلال وحرام کے اصول، کمانے اور خرچ کرنے کی حدود وغیرہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے تاکہ معاشی اعتبار سے ایک عادلانہ و منصفانہ معاشرہ قائم ہو سکے جس میں تمام افراد معاشرہ کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کا بندوبست ہو اور تمام لوگ اللہ کی عطا کردہ سرچشمہ ہائے رزق سے مستفید ہو سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تغلب وتفوق

غلبہ وفوقیت اور طاقت و جبروت بھی انسانی جبلی داعیہ اور اس کی سعی عمل کے لیے زبردست قوتِ محرکہ ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز کا آسٹریا نژاد معروف ماہر نفسیات و بشریت الفرڈ ایڈلر کے مطابق انسان فطری طور پر ایک قسم کے احساس کمتری کے الجھاؤ (Inferiority Complex) کا شکار ہے جس کی بدولت انسانوں میں نرگیست (Self-esteem) پیدا ہوتی ہے اور نتیجۃً غلبہ وتفوق کا منفی جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ۷

برٹرنیڈ رسل کے نزدیک انسانوں کی اجتماعی شیرازہ بندی کا بنیادی اصول "طاقت" ہے جس طرح توانائی (Energy) طبیعات (Physics) کا بنیادی اصول ہے۔ رسل کے نزدیک اس طاقت کے اظہار کے مختلف پیرائے ہیں مثلاً دولت وثروت، عسکری ساز وسامان، اقتدار اور نظریاتی تفوق۔ ۸

تغلب وتفوق کا فطری داعیہ انسانی سطح پر انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں میں پایا جاتا ہے۔ حیوانات کی دنیا میں اس جذبہ کی جلوہ گری بہت ہی کم دکھائی دیتی ہے۔ انسانوں میں انفرادی سطح پر اس کا اظہار قیادت، غلبہ اور اقتدار کی شکل میں ہوتا ہے۔ شخصی غلامی اس کی بدترین صورت ہے۔ اجتماعی سطح پر جذبہ فوقیت کا اظہار اقوام اور ممالک کی فتوحات کے حوالہ سے سامنے آتا ہے اور جس کی انتہائی شکل استعمار اور سامراجیت کی خونچکاں تاریخ ہے۔ حضرتِ انسان نے اپنے ہی ابنائے جنس کے خلاف جو انتہائی ظلم و بربریت، خون آشامی، حق تلفی اور استحصال کی شرمناک تاریخ رقم کی ہے اس کا بنیادی محرک یہی تغلب وتفوق کا جذبہ ہے۔ اس جذبہ کی فکری آبیاری میں نسلی تفاخر، قومی فوقیت، نظریاتی بالادستی اور غلبۂ مذہب کا بنیادی کردار کر رہا ہے۔ دنیا کی چھوٹی بڑی تقریباً تمام لڑائیوں اور جنگوں میں یہی عوامل کارفرما رہے ہیں۔

سامراجیت (Imperialism) اور استعماریت (Colonialism) انسانی ظلم وسفاکیت کے شجر کی دو شاخیں ہیں جسے وسائل رزق کی لوٹ کھسوٹ اور غلبہ و اقتدار کے پانی سے سینچا گیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنس (Encyclopaedia of Social Science) میں سامراجیت (Imperialism) کے مقالہ نگار "Moritz Julius Bonn" کے مطابق سامراجیت ایک ایسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پالیسی ہے جس کا مقصد ایک ریاست کو منظم کرنا، اس کو برقرار رکھنا اور اس کو بڑھانا ہے جس میں کئی قومی وحدتیں ایک ہی مرکزی اقتدار کے تابع ہوں۔

" Imperialism is a policy, aims at creating, organizaing and maintaining an empire: that is a state of vast size composed of various more or less distinct national units and subject to a single countralized will."۹

استعماریت یعنی (Colonialism) میں سامراجیت کی طرح ایک وسیع و عریض سلطنت قائم نہیں کی جاتی مگر دنیا کے مختلف خطوں کے ممالک اور اقوام کو اپنے زیرنگیں لا کر اپنا اقتدار کا سکہ قائم کر دیا جاتا ہے۔ سامراجیت کی طرح استعماریت کا بنیادی مقصد بھی اپنی قوم کی فوقیت اور دوسروں کے وسائل کو لوٹنا ہوتا ہے۔

بین الاقوامی تعلقات (International Relatious) کے حوالہ سے عصر حاضر کے ایک مشہور مصنف مارگن تھو نے اپنی کتاب "Politics Among Nations" میں سامراجیت اور استعماریت کے تین مدارج بیان کیے ہیں۔

۱۔ عالمی سلطنت (World Empire)

۲۔ براعظمی سلطنت (Continental Empire)

۳۔ مقامی فوقیت (Local Preponderance)

مارگن تھو (Morgenthau) کے نقطۂ نظر سے تاریخ عالم ان افراد کے ناموں سے بھری پڑی ہے جو اپنے سامراجی عزائم سے پوری دنیا کو فتح کر کے فاتح عالم بننا چاہتے تھے اور دنیا کی واحد سپر پاور کہلوانا چاہتے تھے۔ اس سلسلہ میں سکندر اعظم، رومی سلطنت، ایرانی بادشاہت، عربوں کی فتوحات، نپولین اور ہٹلر کے نام قابل ذکر ہیں۔۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنس

جنس کا جذبہ بھی ایک ہم ترین جبلی داعیہ ہے۔ حیوانات کی دنیا میں یہ جذبہ اپنے فطری انداز میں محض افزائشِ نسل تک محدود ہے۔ مخصوص ایام میں نر اور مادہ جانور جنسی ملاپ کرتے ہیں جس سے ان کی نسل کا تسلسل قائم رہتا ہے۔

انسانوں کی سطح پر جنس کے حوالہ سے بہت ہی بے اعتدالی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اس جنسی بدنہادی کی بدولت کئی ایک جرائم، مظالم اور حق تلفی کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ دنیا میں ہونے والے متنوع جرائم میں سے جنس سے متعلق جرائم بہت ہی نمایاں ہیں۔ تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ بالاتر طبقات اور فاتحین نے جنسی تشدد اور بے حیائی کا اکثر و بیشتر شرمناک مظاہرہ کیا ہے۔

علم النفس (Psychology) کا ماہر اور تحلیل نفس کا بانی سگمنڈ فرائیڈ تو انسان کے تمام اعمال و افعال کا محرک اور مرکز و محور جنسی خواہش (Libido) کو قرار دیتا ہے۔

فرائیڈ کے نقطۂ نظر سے انسان بچپن سے لے کر عالمِ شباب تک جنسی نشوونما کے پانچ مراحل میں سے گزرتا ہے جنھیں نفسی جنسی مراحل (Psycho-Sexcual Stages) کہا جاتا ہے۔ فرائیڈ نے مذکورہ مراحل کو بتدریج پانچ ادوار سے موسوم کیا ہے۔

۱۔ فمی دور (Oral Stage)

۲۔ مقعدی دور (Anal Stage)

۳۔ عضویاتی دور (Phallic Stage)

۴۔ دورِ پوشیدگی (Latency Stage)

۵۔ تولیدی دور (Genital Stage)

سگمنڈ فرائیڈ نے ان ادوار کو پورے شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔[۱]

فرائیڈ کے اس نظریہ پر بے شمار ماہرین نے اعتراضات کیے ہیں۔ چونکہ مذکورہ نظریہ اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات ہمارا بنیادی موضوع نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی تفصیلات سے اعراض کرتے ہوئے بہر حال اس امر کی نشاندہی ضروری ہے کہ فرائیڈ نے بچوں کا ماں کا دودھ پینا، انگوٹھا چوسنا، ماں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باپ کی ممتا اور پدرانہ محبت، کی محبہ سے والدین کی طرف ملتفت ہونے کے جبلی، معصومانہ اور پاکیزہ افعال کو بھی جنسی جذبہ کی تحریکات گردانا ہے جو سراسر غلط ہے۔

موجودہ دور انسانی تاریخ کا انتہائی منفرد دور ہے کہ جس میں جنسی ہیجانیت پیدا کرنے اور انسانی قلب و ذہن پر جنس کو سوار کرنے کے لیے کئی ایک ادارے اور شعبہ جات سرگرم عمل ہیں۔ آرٹ کے نام پر فلمیں، ڈرامے اور فنون لطیفہ کے متعلق مختلف ادارے عریانیت اور جنسی انارکی کی فضا پیدا کرنے پر مامور ہیں۔ فیشن اور کلچر کے حوالہ سے بے حیائی اور بے حجابی کو عام کیا جا رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ اس ''کارِ خیر'' میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ ترقی پسندی اور روشن خیالی کے نام پر مرد و زن کا بے محابہ اختلاط پورے معاشرہ پر اپنے اثرات مرتب کر رہا ہے۔ عورت کو تقدیس و تکریم کے مقام سے گرا کر اسے جنس کا ایک اشتہار بنا دیا گیا ہے۔ مغربی معاشرہ اس صورت حال سے مکمل طور پر دوچار ہو چکا ہے اور ایک ثقافتی یلغار کے طور پر مسلمان معاشروں پر حملہ آور ہو رہا ہے۔

قرآنِ مجید نے جنس کے جبلی داعیہ کو ایک فطری جذبہ قرار دیا ہے اور اسے پاکیزگی اور تقدس کا اعلیٰ مقام عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''زین للناس حب الشھوات من النسا'' یعنی مردوں کے لیے عورتوں کی رغبت کو مزین کیا ہے۔ قرآن مرد اور عورت کے درمیان مودت اور رحمت کے جذبات پیدا کرتا ہے اور انھیں ایک دوسرے کا لباس قرار دے کر ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرة ۲: ۱۸۷) فریقین کے لیے عزت و توقیر کا باعث قرار دیتا ہے۔ اسلام عورت اور مرد کے جنسی تعلقات کو نکاح کے مستقل پاکیزہ بندھن کے ساتھ مشروط کرتا ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید زنا اور زنا کی جانب مائل کرنے والے جملہ عوامل کا مکمل سد باب چاہتا ہے تاکہ جنسی انارکی سے پاک ایک اخلاقی معاشرہ قائم کیا جائے۔

مذکورہ بالا تینوں بنیادی جبلی داعیات و محرکاتِ عمل یعنی جنس، غلبہ و فوقیت اور سامانِ زیست کا حصول...... جانوروں اور انسانوں دونوں مخلوقات میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔ مگر انسانی سطح پر ان جذبوں کی کارفرمائی بداعتدالی کی آخری سرحدوں کو چھو رہی ہے۔ جنسی بدنہادی کے مختلف شرمناک مظاہر مثلاً مختلف ممالک اور معاشروں میں ہم جنس پرستی کا قانونی تحفظ اور جنسی تشدد کے واقعات میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلسل اضافہ، انسانوں کو جانوروں سے بھی پست تر مقام پر گرا دیتے ہیں۔ نوعمر بچوں اور عورتوں کو جنسی مقاصد کے لیے اغوا کیا جاتا ہے۔ بچوں اور خواتین کو مختلف ممالک کے لیے غیر قانونی برآمد (Smuggle) کیا جاتا ہے۔ جہاں انھیں قحبہ گری کی تجارت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ انسانی تجارت (Human Trafficking) ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے جو کہ انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی اور ظلم وتعدی کی انتہائی شکل ہے۔ ۱۹۵۶ء کے انسانی غلامی (Slavery) کے کنونشن کے مطابق غیر قانونی انسانی برآمد (Human Trafficking) غلامی ہی کی ایک شکل ہے۔[۱۲]

وسائل رزق پر قبضہ اور غلبہ وفوقیت کو قائم کرنے کے جذبہ نے انسانوں کے درمیان مسلسل آویزش کو جنم دیا ہے۔ تاریخ انسانی کی بے شمار جنگیں اور مہمات کے پس منظر میں عموماً یہی عوامل کار فرما رہے ہیں۔ عصر حاضر میں بھی عسکری اعتبار سے طاقتور ممالک نے سامراجیت اور استعماریت کی ایک نئی شکل ''جدید نو آبادیاتی نظام (Nue- Colonialism) کو کمزور ممالک پر مسلط کیا ہوا ہے۔ متعدد ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے عامۃ الناس کی خواہش اور مرضی کے علی الرغم، اپنے پسندیدہ افراد کو بوجوہ مسلط کیا ہوا ہے۔ کئی ایک ممالک میں مختلف بہانوں سے اپنی افواج کے ذریعہ قبضہ کی صورت اختیار کی ہوئی ہے۔ روس کی افغانستان سے پسپائی، وسط ایشیا میں متعدد مسلمان ریاستوں کی آزادی اور سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد امریکہ دنیا کی واحد عالمی طاقت (Super Power) کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ غلبہ وتسلط اور وسائل کی لوٹ کھسوٹ کی خاطر مختلف ممالک نے جدید سائنسی علوم وفنون کو بروئے کار لاتے ہوئے انسانی ہلاکت کا انتہائی خطرناک جنگی ساز وسامان وافر مقدار میں اکٹھا کر لیا گیا ہے۔

جوہری (Nuclear) اور حیاتیاتی (Biological) ہتھیاروں کی ایسی خوفناک قسمیں ایجاد ہو گئی ہیں کہ جن کا تصور ہی انسانیت کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ ہیروشیما اور ناگاساکی پر جوہری ہتھیار کا انسانیت سوز مظاہرہ پوری دنیا دیکھ چکی ہے۔ موجودہ عسکری سامان تو لاکھوں گنا زیادہ مہلک ہے جو پلک جھپکتے ہی پورے بنی نوع انسانی کو ملیامیٹ کر دے گا۔

انسان کا اپنے ہی جیسے انسانوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ اور جانوروں سے بھی بدتر طرز عمل کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ سے درج ذیل سوالات کا پیدا ہونا ایک فطری اور قدرتی امر ہے۔

۱۔ اس دنیا میں انسان کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

۲۔ کیا حواس اور عقل و خرد کے علاوہ انسانی ہدایت و رہنمائی کے لیے کسی فوق الانسان ذریعہ علم کی ضرورت ہے؟ اگر ہے تو وہ کون سا علم کا ذریعہ ہے؟

۳۔ انسانی سفاکیت اور بہیمانہ طرز عمل کی کیا وجوہات ہیں؟

۴۔ انسان اس صورت احوال کو کیونکر تبدیل کر سکتا ہے تاکہ ظلم و استحصال پر مبنی معاشرہ کی بجائے عدل و انصاف اور انسانی حقوق پر مبنی معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

ان سوالات کے جوابات مغربی ماہرین علم الانسان اور قرآنی تعلیمات کے حوالہ سے دو مختلف نقطہ ہائے نظر کی جانب رہنمائی کرتے ہیں۔

مغربی ماہرین علمِ بشریات (Anthropologists) کا نقطۂ نظر

مغربی ماہرین علمِ بشریات کی غالب اکثریت انسان کے اس دنیا میں مقام و مرتبہ اور اس کے کردار کے حوالہ سے نظریہ ارتقاء کی حامی ہے۔ نظریہ ارتقاء(Thory of Evolution)چارلس ڈارون(Charles Darwin) نے اپنی مشہور کتاب The Origion of Species میں بیان کیا ہے۔ ڈارون کے اس نظریہ کا مختلف لوگوں نے بدلائل ابطال کیا ہے۔ خود ڈارون کے متبعین اور شارحین میں کئی ایک اختلافات پیدا ہونے کی بدولت متعدد مکاتبِ فکر معرضِ وجود میں آ گئے۔ ۱۹۰۷ء میں ورنن کیلاگ (Vernon Kellog) نے اپنی کتاب (Darwinism Today) میں تقریباً 12 مختلف مکاتبِ فکر کا تذکرہ کیا ہے۔ بہر حال ڈارون اور اس کے شارحین کی آراء کے مطابق حیات کا آغاز محض اتفاق (By Chance)، پانی میں پیدا ہونے والے انتہائی سادہ ابتدائی وجود(Amoeba) سے ہوئی۔ حیات کی اس اولین نمود میں ارتقاء کا سلسلہ جاری و ساری ہوا جس سے مختلف انواع معرض وجود میں آئیں۔ ارتقاء کا یہ عمل فطرت کے پیدا کردہ حیاتیاتی اور طبعی قوانین کے تحت خود بخود رواں دواں رہتا ہے۔ ان قوانین میں فطری انتخاب(Natural Selection)، ماحول کے ساتھ مطابقت (Adaptability to Environment) انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی ایک انواع نے پانی سے نکل کر خشکی پر بسیرا کر لیا جو انواع ماحول کے ساتھ نبرد آزما نہ ہو سکیں، وہ معدوم ہو گئیں۔ ارتقاء کا یہ عمل جاری رہا اور حیات کئی شکلیں اختیار کرتے کرتے بالآخر انسان کی صورت میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ حیاتِ انسانی غالباً ارتقائی عمل کا آخری پیکر اور سلسلۂ ارتقاء کی آخری کڑی ہے۔ چنانچہ اب یہ اپنے فکری ارتقاء کی جانب گامزن ہے۔

فلسفہ ارتقاء کے حوالہ سے مجوزہ سوالات کا جائزہ لیا جائے تو فطری جواب یہی ہے کہ انسان بھی حیوان ہی کی ایک ارتقائی نوع ہے جس میں تمام تر حیوانی خصائص کا ہونا از بس ضروری ہے۔ مگر اس کا فکری ارتقاء اسے بتدریج جانوروں سے ممتاز کرتا چلا جائے گا۔ ماہرینِ علمِ بشریات کے افکار ہمارے ان اخذ کردہ نتائج کی بھر پور تائید کرتے ہیں۔ مثلاً ایک ماہر علم الانسان وکٹر نل (Victor Nell) انسانی سفاکیت اور ظلم و بربریت کہ جس کا مظاہرہ انسان نے تاریخ کے ہر دور میں کیا ہے، کے بارے میں کہتا ہے کہ اس بہیمانہ طرزِ عمل کا آغاز زمانہ قدیم کے فوسل دور ..... جب انسان شکار پر گزارہ کیا کرتا تھا..... سے ہوتا ہے اور یہ اپنے تسلسل سے عصر حاضر تک جاری و ساری ہے۔

" Human cruelty has its origion in predatory adaptation from the middle cambrian to pleistocene."[۱۳]

ولیم میکڈوگل (۱۸۷۱ء-۱۹۳۸ء) معروف برطانوی ماہر علمِ بشریات ہے۔ یونیورسٹی کالج لندن اور مرکز علم و دانش اوکسفرڈ یونیورسٹی میں نفسیات کا استاذ رہا۔ بعد ازاں امریکہ چلا گیا جہاں ہارورڈ اور ڈیوک (Duke) جیسی دانش گاہوں میں نفسیات کا پروفیسر رہا۔

میکڈوگل نے "An Introducetion to Social Psychology" کے عنوان سے کتاب میں ''نظریۂ جبلت'' کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ میکڈوگل کے مطابق حیوانات کے تمام اعمال و افعال جبلتوں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور جبلت دراصل حیوان کے نظام عصبی یا دماغ کے خاص مراکز سے پیدا ہونے والا اندرونی حیاتیاتی دباؤ یا تحریک ہے، جس سے خاص قسم کے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ حیوان کی اس جذبہ کے ساتھ جذباتی وابستگی ہوتی ہے اور جب تک مطلوبہ مقاصد حاصل نہ ہو جائیں، تحریک جاری رہتی ہے۔ میکڈوگل کہتا ہے کہ انسان کے اعمال و کردار کا سرچشمہ بھی، حیوانات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح، بنیادی جبلات ہیں جو انسانی افعال اور رویوں کی تشکیل کرتی ہیں۔۱۴

ڈاکٹر رابرٹ بریفالٹ Robert Briffault)(۱۸۷۶ء-۱۹۴۸ء) برطانیہ کا نامور ماہر علمِ بشریات ہے۔ جنگ عظیم اول کے بعد طب کے پیشہ کو خیر باد کہہ کر اس نے علمِ بشریات کے موضوع پر کئی ایک علمی کتب تصنیف کیں۔ نفسیاتی حوالہ سے علم الانسان کے ضمن میں تین جلدوں پر مشتمل "The Mothers" نامی کتب علم الانسان کا علمی سرمایہ ہے۔ بریفالٹ کی سب سے معروف کتاب "The Making of Humanity" علمِ بشریات کے حوالہ سے نہایت معتبر سمجھی جاتی ہے۔ ڈاکٹر بریفالٹ فلسفہ ارتقاء کے حوالہ سے انسانی ترقی کا جائزہ لیتا ہے تو اسے شدید مایوسی ہوتی ہے اور وہ اس امر کا برملا اظہار کرتا ہے کہ انسان نے ایک نہایت طویل زمانی مسافت طے کرنے کے باوجود حیوانیت سے شرفِ انسانیت کی جانب غالباً پہلا قدم بھی صحیح طور پر نہیں اٹھایا۔

" It is now courrently known that the human world hasn't out of barbarism and animality, that its dawn light shines on no heroic or golden ages, but on nightmares to make us scream in our sleep. During an incalculable period of time our ancestors were savages rude and more brutal than the primitive races whose fast dying remnants still survive. Man's life was, as Hobbes surmised, "Poor, nasty, brutish, short." The first pathetic totterings of culture were only attained through a tale of ages compared to which the whole name-and- date period is of negligible amplitude."۱۵

''یعنی زمانہ حال میں لوگ جان گئے ہیں کہ دنیائے انسانیت، بربریت اور حیوانیت سے ابھی تک نہیں نکل پائی اور اس کا آغاز بھی کسی قابل فخر زمانہ سے نہیں ہوا بلکہ ایسے ہولناک کابوس پیش کرتا ہے جن کے تصور سے ہی ہم اپنی نیند میں چیخ مار کر بیدار ہو جائیں۔ مدتِ دراز تک ہمارے مورث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے وحشی تھے جو قدیم ترین نسلوں سے بھی زیادہ وحشی، اجڈ اور ظالم تھے جن کے بعض نمونے ابھی تک باقی ہیں، اگرچہ تیزی سے غائب ہو رہے ہیں، انسان کی زندگی ہابز کے بقول:

''بے حقیقت، قابل نفرت، وحشیانہ اور کوتاہ تھی۔''

ثقافت کے اولین لڑکھڑاتے ہوئے قدم بھی اتنی طویل مدت میں اٹھائے گئے کہ جن کے سامنے تاریخ اور زمانہ کا تصور بالکل بے حقیقت معلوم ہوتا ہے۔''

ڈاکٹر بریفالٹ نوع انسانیت کو ابھی تک منزل ارتقاء کے پہلے زینہ پر کھڑے ہوئے دیکھتا ہے تو اپنی کتاب کے آخری باب میں اس کا برملا اظہار کرتا ہے۔

''ارتقاع انسانی غالباً ابھی نسبتاً ابتدائی مرحلہ میں ہے اور یہ فرض کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں کہ یہ موجودہ منازل سے آگے بڑھ کر بہتر حالت پر فائز ہو جائے گا۔ بعینہٖ جس طرح انسانی زندگی کی دھندلی سی ابتدا سے ترقی کر کے موجودہ منزل تک پہنچا ہے...... صحیح طور پر کہا جائے تو ابھی مخصوص انسانی ارتقاء کا عمل شروع ہی نہیں ہوا جن مدارج سے نوع انسانی گزر چکی ہے اور جن سے اس وقت گزرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے ان کی نوعیت محض ''تجربہ'' کی ہے۔[۱۶]

کیا انسان کو اسی درندگی اور بربریت سے نکلنے اور اخلاقی اعتبار سے اعلیٰ شرف انسانیت سے بہرہ ور ہونے کے لیے کسی فوق الانسان، مابعد الطبیعاتی الہامی سرچشمۂ ہدایت کی ضرورت ہے؟ دورِ جدید کے مغربی اخلاقی مفکرین ہر قسم کی مابعد الطبیعاتی الہامی رہنمائی کو مسترد کرتے ہیں اور انسان کو ہی خیر وشر کا پیمانہ قرار دیتے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں انیسویں صدی کے دوران منظم ہونے والی اخلاقی تحاریک نے اسی نظریہ کو اپنا بنیادی اصول (Motto) قرار دیا۔

" The aim of the ethical movement is to assert the supreme importance of the moral factor in all the relations of life, the goal being a society embodying the moral values of justice, love, loyalty, brotherhood and peace. Devotion to the ethical ideal is central and quite apart from any theological,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

metaphysical or ceremonial considerations."[۱۷]

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں پہلی اخلاقی سوسائٹی پروفیسر Felix Adler کی زیر قیادت ۱۸۷۶ء میں نیو یارک میں تشکیل دی گئی۔ پروفیسر اڈلر نے اس کے افتتاحی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا کہ سوسائٹی کا بنیادی مقصد عام لوگوں، والدین اور ان کے بچوں کو تقدس مآب پرانے مذاہب کے حلقۂ اثر سے نکالنا ہے۔

" Consisted of what would be called average people, especially of fathers and mothers who felt the need for themselves and their children of something to take the place of the consecrating influence of the old religions.[۱۸]

۱۹۲۸ء میں انگلستان کی مختلف اخلاقی انجمنوں (Ethical Societies) نے ایک متحدہ اخلاقی یونین (Ethicas Union) کی بنا رکھی۔ اس موقع پر اس یونین کے اہم مقاصد کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا کہ یونین کا بنیادی مدعا قانونی حدود و قیود میں رہتے ہوئے اخلاقی اصولوں کی ترویج ہے۔ انسانی اخوت اور جذبۂ خدمت و محبت ایک ضابطۂ زندگی کے طور پر پیش کرنا ہے۔ چونکہ مذاہب کا بنیادی مقصد بھی انسانوں کی فلاح و بہبود ہے۔ مگر یونین کے مشن کی اشاعت اور ابلاغ میں مذہبی عقائد اور حیات بعد الموت جیسے تصورات سے مکمل طور پر گریز کیا جائے گا کیونکہ ہمارا مذہب انسانیت ہے۔

" To promote by all lawful means the study of ethical principles: to advocate a religion of human fellowship and service, based upon the principle that the supreme aim of religion is the love of goodness, and that moral ideas and the moral life are indipendent of beliefs as to the ultimate nature of things and a life after death; and, by purely human and natural means, to help men to love, know, and do the right in all relations of life."[۱۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۵۲ء میں امریکہ اور انگلستان کی اخلاقی یونینوں (Ethical Unions) نے ویانا کی اخلاقی یونین (Ethische Gemeinde) کے اشتراک سے کئی ممالک میں بروئے کار عقلِ انسانی کی اساس پر انسانی مسائل کو حل کرنے والی انسان دوست انجمنوں Humanist Organizations) کے اتحاد سے بین الاقوامی انسان دوست اور اخلاقی یونین " International Humanist and Ethical Union" کی بنا رکھی۔ اس یونین کا پہلا اجلاس اسی سال ایمسٹرڈیم (Amsterdam) میں منعقد کیا گیا جس میں اس عزم کا برملا اظہار کیا گیا کہ اس بین الاقوامی یونین کی بنیادی غرض و غایت، مذاہب عالم کے متبادل محض انسان دوستی پر مبنی اخلاقی نظام وضع کرنا ہے۔ مذاہبِ عالم کی وضاحت یوں کی گئی کہ یہ مذاہب وحی الٰہی پر مبنی ہونے کے دعویدار ہیں اور مرکزیت پر منحصر ایک مطلق العنان نظام تشکیل دیتے ہیں۔

> " The effort was to meet the demand for "an alternative to the religions which claim to be based on revelation on the one hand and to totalitarian systems on the other". The alternative was considered to be ethical humanism."[۲۰]

علمِ بشریات کے ماہرین اور مغربی فلاسفۂ اخلاقیات کے مندرجہ بالا افکار و نظریات سے منطقی طور پر درج ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں:

۱۔ انسانی پیکر دراصل حیوانات کی ہی ایک ارتقائی اور ترقی یافتہ نوع ہے۔

۲۔ نچلے درجہ کے حیوانات اور انسانی جبلات یکساں ہیں اور جانور کی طرح انسان کے بھی تمام تر افعال و اعمال کا بنیادی محرک اسکی حیوانی جبلّات ہیں۔

۳۔ انسانوں کو اپنے شخصی اور اجتماعی معاملات کی تشکیل و تعمیر کے سلسلہ میں کسی ما بعد الطبیعاتی اور فوق الانسانی ذریعہ علم یعنی مذہبی تعلیمات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۴۔ انسان کے لیے خیر و شر، نیکی اور برائی اور دوسرے تمام اخلاقی قواعد و ضوابط کا منبع انسانی عقل و دانش ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی ماہرین علم بشریات (Anthropologists) کے نقطہ ہائے نظر کے بعد مذکورہ سوالات کے ضمن میں قرآنی نقطۂ نظر کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

قرآنِ مجید انسانی تخلیق کے حوالہ سے فلسفۂ ارتقاء کی مکمل طور پر نفی کرتا ہے اور اس امر کا برملا اظہار کرتا ہے کہ انسان کی تخلیق بحیثیت انسان ہی کی گئی ہے۔ گویا یہ نظریہ قطعی طور پر غلط ہے کہ نوعِ انسانی دراصل نوعِ حیوانی ہی کی ایک ترقی یافتہ ارتقائی منزل ہے۔ قرآنِ مجید میں چمنستان حیات کے گل سرسبد یعنی انسان کے، جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا تذکرہ کئی ایک مقامات پر مذکور ہے جس سے یہ حقیقت واشگاف ہوتی ہے کہ انسانِ اول کی تخلیق بحیثیت انسان ہی ہوئی تھی اور یہ کہ انسان کسی دوسری نوع کی ارتقائی کڑی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور اسے علم اور بارِ خلافت کی بنا پر مخلوقات میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز اور اسے، فرشتوں کا مسجود بنایا۔

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ○ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ﴾ (البقرۃ ۲:۲۹ — ۳۰)

''اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اللہ نے آدم کو اسماء کا علم دیا اور پھر ان کو فرشتوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ فرشتوں نے کہا کہ تو پاک ہے۔ جتنا علم تو نے ہمیں عطا کیا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ بے شک تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ تب خدا نے آدم کو حکم دیا کہ وہ ان کے نام بتائے۔ جب انھوں نے ان کو نام بتائے تو فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے تمھیں نہیں کہا تھا میں آسمانوں اور زمین کی سب پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو، مجھے سب معلوم ہے اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آ کر کافر بن گیا۔''

قرآنِ مجید کی سورہ ''ص'' میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے اسی مرحلہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾ (ص۳۸:۷۱،۷۲)

''جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں۔ جب اسے سنوار دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا۔''

حضرتِ انسان کی اس فوقیت اور عزوشرف کی وجوہات قرآنِ مجید میں نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے انسان کو اختیار و ارادہ کی حامل مخلوق بنایا ہے اور انسان نے اپنے آزادانہ ارادہ اور مرضی سے احکامِ خداوندی کی بجا آوری کا بار (امانت) اپنے سر لے لیا جبکہ کوئی اور مخلوق اس کی متحمل نہ ہو سکی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ (الدھر۷۶:۲-۳)

''ہم نے انسان کو نطفۂ مخلوط سے پیدا کیا تاکہ اسے آزمائیں۔ پھر اسے سننے اور دیکھنے والا بنا دیا اور اسے ہدایت کا راستہ دکھایا چاہے وہ شکر گزار ہو اور چاہے انکار کرنے والا۔''

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور ہدایت کی بجا آوری اور اس کے طے کردہ راستہ پر گامزن ہونا دراصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بار امانت کا اٹھانا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت سے موسوم کیا ہے۔

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَ أَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾ (الاحزاب ۳۳:۷۲)

''ہم نے یہ امانت (خلافت) آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی تو انھوں نے اس کی ذمہ داری اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا یقیناً وہ ظالم ہے جاہل ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کے پیکر خاکی میں جب اپنی روح پھونکی تو انسان فہم وشعور کی اعلیٰ ترین سطح پر فائز ہو گیا۔ انسان کو خلافت کا مقام جلیلہ عطا ہوا اور اسے ارادہ واختیار کی صلاحیتوں سے نوازا گیا تو انسانی زندگی کو مقصدیت عطا ہوئی۔ انسان پر اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ یہی زندگی اول و آخر نہیں بلکہ اس زندگی کے بعد ایک ناپیدا کنار زندگی کا آغاز ہو گا اور اس دنیا کی زندگی کے اعمال اس اخروی زندگی میں کامیابی یا ناکامی کا پیمانہ ثابت ہوں گے۔ قرآنِ مجید میں اس امر کا اظہار مختلف پیرائے میں کیا گیا ہے۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (الملک ۶۷:۱-۲)

''وہ خدا جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے، بڑی برکت والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمھاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے۔''

قرآنِ مجید میں پرزور الفاظ میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی تخلیق بلا مقصد نہیں ہے اور یہ کہ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندگی سے ہمکنار ہو کر اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ (المؤمنون ۲۳:۱۱۵)

''کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بلا مقصد پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مبداء سے معاد پر استدلال کرتے ہوئے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

﴿أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى O فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى O اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى﴾(القيمة ۷۵: ۳٦—٤٠)

''کیا انسان خیال کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو رحم میں ڈالی جاتی ہے۔ پھر یہ لوتھڑا ہوا پھر خدا نے اس کو بنایا اور اس کو سنوارا۔ پھر اس کی مذکر اور مؤنث دو قسمیں بنائیں، کیا خدا کو اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کر دے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے ''کراماً کاتبین'' مقرر فرمائے ہیں جو انسان کے تمام تر افعال کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ قیامت کے دن انسان اپنے نامہ اعمال کو پوری جزئیات کے ساتھ موصول پائے گا چنانچہ جن کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ اللہ کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے اور جن کی برائیوں کا پلڑا بھاری ہوگا تو اسے جہنم کا سزاوار ٹھہرایا جائے گا۔

﴿يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ O فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ O وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾(الزلزال ۹۹: ٦—۸)

''اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیے جائیں تو جس نے ذرہ برابر کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ O فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ O وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ O فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ O وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ Oنَارٌ حَامِيَةٌ(القارعة ۱۰۱: ٦—۱۱)

''تو جس کے نیک اعمال کے وزن بھاری ہوں گے تو وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے (نیک اعمال) ہلکے نکلیں گے، تو اس کا ٹھکانہ ھاویہ ہے اور تم کیا سمجھتے ہو کہ ہاویہ کیا ہے؟ وہ تو دہکتی ہوئی آگ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور برائی، خیر و شر اور ہدایت و ضلالت کے جملہ امور سے مکمل طور پر آگہی بہم پہنچائی اور پھر اسے ارادہ و اختیار (Freedom of Choice) کی مکمل آزادی بخشی ہے۔ چنانچہ انسان اپنے اچھے اور برے اعمال و افعال کا خود ہی ذمہ دار ہے اس لیے قیامت کے روز جب نامہ اعمال اسے تھمایا جائے گا تو وہ اپنی کتاب زندگی کے تمام تر واقعات کا ذمہ دار اپنی ذات کو ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردانے گا۔

﴿وَ كُلَّ اِنسَانٍ اَلزَمنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِىۡ عُنُقِهٖ وَ نُخۡرِجُ لَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلۡقٰهُ مَنۡشُوۡرًا ۝ اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا﴾(الاسراء ۱۷: ۱۳ - ۱۴)

''ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اس کے لیے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا (کہا جائے گا) پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔''

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اس کی تشریح میں لکھا ہے:

''ہر انسان کی نیک بختی و بدبختی، اور اس کے انجام کی بھلائی اور برائی کے اسباب و وجوہ خود اس کی ذات ہی میں موجود ہیں۔ اپنے اوصاف، اپنی سیرت، کردار اور اپنی قوت تمیز اور قوتِ فیصلہ وانتخاب کے استعمال سے وہ خود ہی اپنے آپ کو سعادت کا مستحق بھی بناتا ہے اور شقاوت کا مستحق بھی۔ نادان لوگ اپنی قسمت کے شگون باہر لیتے پھرتے ہیں اور ہمیشہ خارجی اسباب ہی کو اپنی بدبختی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا پروانۂ خیر وشر ان کے اپنے گلے کا ہار ہے۔ وہ اپنے گریباں میں منہ ڈالیں تو دیکھ لیں کہ جس چیز نے ان کو بگاڑا اور تباہی کے راستہ پر ڈالا اور آخر کار خائب وخاسر بنا کر چھوڑا، وہ ان کے اپنے ہی برے اوصاف اور برے فیصلے تھے نہ یہ کہ باہر سے آ کر کوئی چیز زبردستی ان پر مسلط ہو گئی تھی۔''[21]

انسان چونکہ اپنے اعمال کے ترک و اختیار کے سلسلہ میں خود مختار ہے اور ان اعمال کے حوالہ سے دنیا اور آخرت میں جوابدہی اور ان کے اچھے یا برے اثرات کی مکمل ذمہ داری بھی اسی کے ذمہ ہے۔ لہٰذا اس صورت احوال کا فطری تقاضا ہے کہ حق وصداقت اور ضلالت و گمراہی انسان پر واضح ہونا چاہیے قرآنِ حکیم میں اس فطری حقیقت کی تائید کی گئی ہے۔

﴿مَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا﴾(الاسراء ۱۷: ۱۵)

''جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لیے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اسی کو ہو گا اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور جب تک ہم رسول نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے۔"

قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نظریۂ ارتقاء کے گمراہ کن فلسفہ کی تکذیب کے ساتھ ساتھ دورِ جدید کے اس اہم فکری مغالطہ کی بھی تردید کی ہے کہ انسان نے اپنی حیات کا آغاز جہالت اور تاریکی سے شروع کیا اور بغیر کسی فوق الانسان ذریعہ ہدایت، بتدریج فکری ارتقاء کی منازل طے کی ہیں۔ عصرِ حاضر کے الحادی فلسفہ اور اس کی بنیاد پر استوار ہونے والے نظریۂ حیات کی اساس اس عقیدہ پر ہے کہ انسان حیوان کی ہی ایک ترقی یافتہ ارتقائی کڑی ہے۔ انسان کو اس کی فطری جبلات، حواس اور عقل کے علاوہ کسی قسم کا کوئی فوق الانسانی یا مابعد الطبیعاتی ذریعہ علم و ہدایت میسر نہیں ہے۔

چنانچہ انسان نے اپنی شخصی اور تمدنی زندگی کا آغاز جہالت اور عدم واقفیت کے اندھیروں میں کیا اور اپنی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے غلطی واصلاح(Trial and Error)اور کامیابی و ناکامی کی طویل مسافت طے کر کے بتدریج ،موجودہ علمی وفکری منازل سے ہمکنار ہوا ہے۔ انسان کے بارے میں اس نقطۂ نظر نے بنی نوع انسانی پر انتہائی اہم اور شدید ترین اثرات مرتب کیے ہیں۔ کائنات، اس کا آغاز و انجام، انسان کا کائنات میں مقام و مرتبہ، انسان اور کائنات کے مقاصد وجود اور انجام کار جیسے اہم ترین فکری سوالات کو ایک مخصوص نظریاتی سانچہ میں ڈھال دیا ہے جس کا اظہار مادیت پر مبنی موجودہ مغربی الحادی تمدن کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

قرآنی تعلیمات کے مطابق یہ وسیع وعریض کائنات اور اسی میں موجود متنوع مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ، مشیت اور خاص مقاصد کے پیش نظر وجود بخشا ہے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جاری وساری قوانین خداوندی سے مقصدیت عیاں ہو رہی ہے اور کوئی چیز بھی بلا مقصد نہیں پیدا کی گئی۔

﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(آل عمران ۳:۱۹۰—۱۹۱)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے ان کو بے مقصد نہیں پیدا کیا تو پاک ہے ہمیں قیامت کے دن عذاب جہنم سے بچانا۔''

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام مخلوقات کو مختلف مقاصد کے لیے وجود بخشا ہے۔ ان کے مقاصد تخلیق کا تعین کیا اور انھیں مختلف ذمہ داریاں سونپی ہیں جنھیں قرآن نے ''تقدیر'' سے تعبیر کیا ہے۔ خلاقِ اعظم سبحانہ وتعالیٰ کی خلاقیت کا نقطۂ کمال یہ ہے کہ تمام مخلوقات کو ان مقاصدِ تخلیق کی بجا آوری کے لیے جس قسم اور جس سطح کا علم درکار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فراوانی سے علم و رشد کے سرچشمے جاری و ساری فرمائے۔

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى O الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى O وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى﴾ (الأعلى ۸۷: ۱-۳)

''اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر ہدایت و رہنمائی عطا فرمائی۔''

سورۃ الاعلیٰ کی مندرجہ بالا تین مختصر آیات اپنے دامن میں جہانِ معانی و مفاہیم اور حکمت و دانش کی ایک لامحدود دنیا سموئے ہوئے ہیں۔ قرآنِ مجید زبان و ادب کے لحاظ سے ایک معجزاتی الہامی کلام ہے۔ مذکورہ آیات اعجازِ قرآنی اور فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہیں۔ تین الفاظ کی تشریح، آیات مذکورہ کو سمجھنے میں معاون ہوگی۔

۱۔ تسویہ:

الذی خلق فسوی: یعنی جس نے پیدا کیا اور تسویہ کیا۔ اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو متناسب اور متوازن انداز میں بنایا۔ علماءِ جمالیات نے توازن اور تناسب کو ہی حسن اور خوبصورتی کے بنیادی اجزا قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ''احسن الخالقین'' ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ہر تخلیق حسن و جمال کا مرقع ہے اور اس سے بہتر صورت بنانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سورۂ سجدہ میں اسی بات کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ﴿الذی احسن کل شیء خلقه﴾ جس نے ہر چیز جو بنائی خوب بنائی۔ سورۃ الملک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حسن خلاقیت کو ایک دعویٰ کے طور پر بیان کیا ہے کہ خالقِ کائنات کی ہر تخلیق حسن اور صناعیت کا شاہکار ہے اور انسان جتنی بار بھی کائنات کا مشاہدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا، اسے متناسب و متوازن اور موزوں ترین ہی پائے گا۔

﴿الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ﴾ (الملك ٦٧: ٣ — ٤)

''جس نے تہہ بہ تہہ سات آسمان بنائے۔تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہیں پاؤ گے۔ پھر پلٹ کر دیکھو کیا تمھیں کوئی خلل نظر آتا ہے بار بار نگاہ دوڑاؤ تمھاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔''

۲۔ تقدیر

امام راغب اصفہانی نے اپنی معروف لغات القرآن میں ''والذی قدر فهدی'' کے ضمن میں قدر کے کئی معانی بیان کیے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

''تقدیر الٰہی کی کئی صورتیں ہیں، ان میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی چیز کو پیدا کرنا اور پھر اسی کے ساتھ کوئی خاص کام یا مقصد منسلک کر دینا جس طرح کھجور کی گٹھلی کے متعلق تقدیر الٰہی یہ ہے کہ وہ کھجور ہی کا پودا اگائے گی، اس سے کوئی اور درخت یعنی سیب یا زیتون نہیں پیدا ہوگا اور ''فهدی'' سے مراد یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے کوئی چیز پیدا کی گئی ہے اس میں تعلیمی یا تسخیری طور پر اسی مقصد کے حصول کی ہدایت اور راہنمائی عطا کرنا۔''[۲۲]

مولانا مودودیؒ ''تقدیر'' کے حوالہ سے رقم طراز ہیں:

''ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے یہ طے کر دیا کہ اسے دنیا میں کیا کام کرنا ہے اور اس کے لیے اس کی مقدار کیا ہو، اس کی شکل کیا ہو، اس کی صفات کیا ہوں، اس کا مقام کس جگہ ہو، اس کے لیے بقاء اور قیام اور فعل کے لیے کیا مواقع اور کیا ذرائع فراہم کیے جائیں، کس وقت وہ وجود میں آئے، کب تک اپنے حصے کا کام کرے اور کب کس طرح ختم ہو جائے۔ اس پوری سکیم کا مجموعی نام اس کی ''تقدیر'' ہے۔ اور یہ تقدیر اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کے لیے اور مجموعی طور پر پوری کائنات کے لیے بنائی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تخلیق کسی پیشگی منصوبہ کے بغیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ یونہی الل ٹپ نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے لیے ایک پورا منصوبہ خالق کے پیش نظر تھا اور سب کچھ اس منصوبہ کے مطابق ہو رہا تھا۔'' ۲۴؎

۳۔ ہدایت وراہنمائی

''فھدی'' پھر راہ دکھائی یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی خلاقیت سے چیزوں کو صرف وجود ہی نہیں بخشا بلکہ انھیں کچھ مقاصد بھی سونپے گئے اور ان مقاصد کی بجا آوری اور تکمیل کے لیے اس کا اہتمام بھی بدرجہ کمال کیا گیا۔ مخلوقات کی دو بڑی قسمیں ہیں غیر ذی حیات (Inorganic) اور ذی حیات (Organic)۔ غیر ذی حیات مخلوات میں جمادات اور اجرام فلکی اور مختلف عناصر وغیرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مقصد وجود کے حوالہ سے ان میں طبعی قوانین (Physical Law) جاری فرمائے جن کی بدولت یہ تمام اجسام لگے بندھے قوانین کے زیر اثر مجوزہ مقاصد پورے کرتے ہیں۔ اجرام فلکی کا بسیط کائنات کی وسعتوں میں اپنے وجود کو برقرار رکھنا اور متعینہ تغیرات سے گزرتے ہوئے اپنے سفر کو جاری رکھنا، رات اور دن کے اندھیرے اجالے، ہواؤں کا چلنا، بارشوں کا برسنا وغیرہ میں زبردست حکمت و دانش اور مستقل قوانین اپنے مطلوبہ مقاصد کی تکمیل میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ کائنات کے چھوٹے سے چھوٹے ذرہ یعنی ایٹم (Atom) سے لے کر بڑے سے بڑے ستارے اور سیارے میں کارفرما یکساں اور منضبط قوانین کہ بقول علامہ اقبال ؎

لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا دل چیریں

اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ کائنات کا نظام اور انتظام و انصرام کسی زبردست صاحب قدرت اور دانا و حکیم ذات کے قبضۂ قدرت میں ہے جو اس کائنات کو کسی با مقصد منزل کی جانب رواں دواں کیے ہوئے ہے۔

ذی حیات (Organic) مخلوقات میں سے اولیں اور سادہ قسم نباتات کی ہے جس میں حیات ہے مگر شعور نہیں ہے جس طرح جمادات کی دنیا میں طبعی قوانین (Physical Laws) کی حکمرانی ہے اسی طرح نباتات میں حیاتیاتی قوانین (Biological Laws) کارفرما ہیں۔ خالقِ کائنات کے جاری کردہ حیاتیاتی قوانین میکانکی انداز میں نباتات اور حیوانات کی رگِ حیات میں خون کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوڑتے ہیں۔ نباتات کا زمین سے اُگنا، پروان چڑھنا، برگ و بار لانا اور بالآخر خزاں رسیدگی کا شکار ہو کر فنا کے گھاٹ اترنا، حیاتیاتی قوانین ہی کے مرہونِ منت ہے۔ حیوانات اور خود حضرتِ انسان کا حیاتیاتی وجود بھی انھیں حیاتیاتی قوانین کے خود کار نظام میں جکڑا ہوا ہے۔ انسانی بچہ کی پیدائش، نشوونما، بچپن، جوانی، بڑھاپا، بیماری اور تندرستی وغیرہ تمام تر حیاتیاتی قوانین ہی کی جلوہ گری ہے چونکہ اس میں شعور اور ارادہ شامل نہیں ہوتا بلکہ حیاتیاتی قوانین کی ہی مکمل عمل داری ہوتی ہے۔ چنانچہ

''قدرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی۔''

ذی حیات مخلوقات میں دوسری منزل حیوانات کی دنیا ہے۔ جہاں حیات کے ساتھ ساتھ شعور کی ایک قابل ذکر سطح موجود ہے۔ حیوانی سطح پر دو بنیادی داعیات ہیں یعنی تحفظِ ذات اور افزائشِ نسل۔ نباتات کی طرح حیوانات کے وجود کو برقرار رکھنے، نشوونما اور پروان چڑھانے کے لیے حیاتیاتی قوانین کے مطابق بنیادی ضروریات ہوا کرتی ہیں۔ جہاں نباتات میں تو یہ ضروریات قدرت خود بخود عطا کرتی ہے مگر حیوانات کو ان ضروریات کے حصول کے لیے خود ہی تگ و دو کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ قدرتِ خداوندی کا دستِ غیب حیوانات کی دستگیری کرتے ہوئے انھیں ایسے علم اور راہنمائی سے نوازتا ہے کہ جس کی روشنی میں جانور وہ تمام امور سرانجام دیتے ہیں جن کی بدولت وہ اپنے حیاتیاتی وجود کی ضروریات اور افزائش نسل کے تقاضوں کو کما حقہ پورا کرتے ہیں۔ ماہرین علم العلمیات (Epistemology) کے مطابق یہ ذریعہ علم جبلت (Instinct) کہلاتا ہے۔ یہ ایک براہ راست (Direct) علم کا ذریعہ ہے جس کے لیے کسی خارجی سہارے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ علم و آگہی کا یہ سرچشمہ ان کے اندر خود بخود رواں دواں ہوتا ہے۔ روشنی کا یہ چراغ قدرت نے حیوانات کے اندر روشن کیا ہوتا ہے جس کی روشنی میں وہ اپنے ضروری امور سرانجام دیتے ہیں۔

" It has been applied to Behaviour Driven from Within"[۲۴]

حیوانات کی مختلف انواع میں جبلی علم کی نوعیت مختلف ہوتی ہے مگر اس نوع کا ہر فرد اس علم کا حامل ہوتا ہے۔ مثلاً تمام مچھلیاں تیرنا جانتی ہیں۔ بطخ کا بچہ بھی قدرتی طور پر تیرنا جانتا ہے جبکہ بعض دوسرے جانور اور پرندے تیرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ شہد کی مکھی حیرت انگیز طور پر ایک منظّم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی زندگی گزارتی ہے۔ جس میں ہر فرد اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے اور اس طرح شہد کی مکھیوں کا پوا چھتہ اپنی جسمانی ضروریات اور افزائشِ نسل کا سلسلہ برقرار رکھتا ہے۔ ایک چھوٹی سی چڑیا درختوں پر لٹکتا ہوا گھونسلہ بناتی ہے جو بذاتِ خود صنّاعیت اور تخلیق کا شاہکار ہوتا ہے جس میں انڈوں اور بچوں کو بارش اور موسمی تغیرات سے محفوظ رکھنے کا بندوبست ہوتا ہے۔ سائبیریا کے سرد خطوں میں موسم سرما کی آمد پر پرندے اپنی اندرونی آگہی کی بنا پر اس امر سے واقف ہو جاتے ہیں کہ وہ اس سردی میں اپنے جسم و جاں کے سلسلہ کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔ چنانچہ وہ ہزار ہا میل کا سفر طے کر کے گرم ممالک اور خطوں میں آ جاتے ہیں۔ ایک خاص وقت گزارنے کے بعد ان کے اندر ہی سے سبز جھنڈی (Green Signal) لہراتی ہے اور انھیں علم حاصل ہو جاتا ہے کہ اب ان کے وطن کے موسمی حالات ان کے لیے سازگار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ یہ ''مہاجر پرندے'' دوبارہ اُنھی متعین راستوں سے ایک طویل مسافت طے کر کے اپنے وطن لوٹ جاتے ہیں۔ حیوانات کو اپنے بنیادی مقاصدِ زیست ...... تحفظِ ذات اور افزائش نسل ...... کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے جس قسم کے علم اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، قدرت نے نہایت فیاضی سے انھیں عطا کیا ہے۔ چرند، پرند اور حیوانات کی دنیا میں جو حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے جا رہے ہیں، ان پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور بہت سی دستاویزی فلمیں بن چکی ہیں۔ امریکی سائنسدان (A Cressy Morisson) کی کتاب "The Man Does not Stand Alone" اس سلسلہ میں اہمیت کی حامل ہے۔ دورِ جدید کے جید مصری عالم اور مفسر قرآن سید قطب شہیدؒ نے اپنی معرکۃ الآراء تفسیر ''فی ظلال القرآن'' میں اس کتاب کے مختلف اقتباسات دیے ہیں۔ جن کا مطالعہ بے حد دلچسپی کا باعث اور معلومات افزا ہے۔[۲۵]

ذی حیات مخلوقات کی تیسری اور اعلیٰ ترین منزل حیات انسانی ہے۔ اس سطح پر جوئے شعور شدید طغیانیوں اور جولانیوں کے ساتھ موجزن ہے اور حیات کا سلسلہ بھی لامتناہی ہے۔ فرشتۂ اجل انسانی حیات کی کشتی کو دنیاوی زندگی کے محدود دریا سے کھینچ کر حیاتِ اخروی کے بحرِ ناپیدا کنار میں داخل کر دیتا ہے اور انسان ہمیشگی کی زندگی سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ انسان شعور کی جس اعلیٰ و ارفع سطح پر فائز ہے اس کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ انسان کے قلب و ذہن میں کائنات اور انسان کے حوالہ سے کئی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا تسلی بخش جواب جاننا، انسان کا ایک بامقصد زندگی گزارنے کے لیے ازبس ضروری ہے۔ ان سوالات کی فہرست اگرچہ طویل ہے مگر اختصار کے ساتھ درج ذیل نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ یہ کائنات کیا ہے؟

۲۔ کیا یہ کائنات خود بخود معرضِ وجود میں آئی ہے یا کوئی اس کا تخلیق کنندہ ہے؟

۳۔ اس کائنات کا مقصدِ وجود کیا ہے؟

۴۔ اس کائنات کا انجامِ کار کیا ہے؟

۵۔ انسان کی اس کائنات میں کیا حیثیت ہے؟

۶۔ انسانی حیات کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

۷۔ انسان کی دنیاوی زندگی ہی اول آخر ہے یا اس کے بعد کوئی اور زندگی بھی ہے؟

۸۔ اگر حیات بعد الموت ہے تو اس کے مقاصد اور تقاضے کیا ہیں؟

یہ وہ بنیادی اور ضروری سوالات ہیں جو تمام انسانوں کو درپیش ہیں۔ جس طرح انسان کے حیاتیاتی وجود کے لیے پانی، ہوا اور غذا وغیرہ کی اہمیت ہے، انسان کے فکری وجود کو ان سوالات کے جوابات کی ضرورت ان سے بھی بڑھ کر ہے۔ ان سوالات کا تعلق چونکہ ما بعد الطبیعات (Meta-Physics) کے ساتھ ہے۔ لہٰذا انسان کو میسر علم کے ذرائع مثلاً جبلت، وجدان، حواس اور عقل وغیرہ انسان کی ان امور کے سلسلہ میں راہنمائی کرنے سے قاصر ہیں۔ انسانی فکر کی تاریخ ہمارے پاس موجود ہے۔ یونانی فلسفی تھیلسز (Thales) سے لے کر آج تک جن لوگوں نے ان ذرائع علم کو بروئے کار لا کر انسان کے ان بنیادی سوالات کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے انھیں ناکامی کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آیا اور متضاد، متناقض بلکہ مضحکہ خیز افکار و نظریات کی ایک دنیا قائم ہو گئی ہے۔ خالقِ کائنات چونکہ مخلوقات تخلیق کرتا ہے، ان کے مقاصدِ وجود متعین کرتا ہے اور پھر ان مقاصد کے حصول کے لیے علم و آگہی بھی بہم پہنچاتا ہے۔ لہٰذا حضرت انسان ......اس کائنات کی سب سے اہم مخلوق......کو بھی پوری جامعیت اور کاملیت کے ساتھ، اس کے مقاصد حیات اور ان کے حصول کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائحہ عمل سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ علم و ہدایت کے اس سرچشمہ کو وحی کہا جاتا ہے جو رسولوں کی وساطت سے انسانوں کی فکری آبیاری کے لیے جاری فرمایا جاتا ہے۔ اسی بات کو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون کے رب کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں کہا تھا۔

﴿قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوسٰى ○ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى﴾(طٰہٰ ۲۰:۴۹،۵۰)

''(فرعون نے) پوچھ کہ اے موسیٰ تمھارا رب کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے تمام اشیاء کو وجود بخشا اور پھر ان کی راہنمائی کی۔''

مندرجہ بالا حقائق سے منطقی طور پر یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ صرف خالقِ مخلوقات ہے بلکہ وہ ان کا ہادی اور راہبر ہے۔ تمام مخلوقات اپنے مقاصدِ حیات کے حصول کے لیے خالقِ حقیقی کی رہنمائی اور ہدایت کے مرہونِ منت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس اور عقل کی نعمتِ بے بہا سے نوازا ہے جس کی وساطت سے وہ اس مادی کائنات کے اسرار و رموز اور حقائق سے بتدریج اور بقدرِ ضرورت بہرہ ور ہو رہا ہے مگر انسانی زندگی سے متعلق انتہائی بنیادی اہمیت کے حامل ما بعد الطبیعاتی اور اخلاقی معاملات میں انسان وحی اور رسالت کا محتاج ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس ہدایت سے محروم نہیں رکھا۔ وحی الٰہی کے ذریعہ سے انسانی رشد و ہدایت کا سلسلہ انسانی تخلیق کے ساتھ ہی جاری و ساری ہو گیا تھا۔ سب سے پہلا انسان..... حضرتِ آدم علیہ السلام...... پہلے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ پہلے نبی اور رسول بھی تھے اور انھیں تمام ضروری امور کا علم عطا کیا گیا تھا۔ ﴿وعلم ادم الاسماء كلها﴾ اور پھر روشنی کا یہ سفر، قافلۂ انسانیت کی تاریک راہوں کو منور کرتا رہا۔

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾(ابراهيم ١٤:١)

''یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے تم پر اس لیے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جائیں۔ ان کے پروردگار کے حکم سے۔ غالب اور قابلِ تعریف خدا کے راستہ کی طرف۔''

قرآنِ مجید میں معدودے چند رسل اور انبیاء اور اقوام و ملل کا تذکرہ ہے، تاکہ امتِ مسلمہ اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت حاصل کرے، اور عبرت پکڑے، اس کرہ ارض پر کتنے کروڑ یا ارب سالوں سے انسانی بسیرا ہے؟ کتنی اقوام اور نسلیں آباد رہیں؟ اور کتنے انبیاء ان کی طرف مبعوث کیے گئے؟ قرآنِ مجید تعداد بتانے کی بجائے، بنیادی اصول واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور امت کی طرف رسول بھیجے ہیں۔

﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ﴾(یونس ۱۰: ۴۷)

''اور ہر امت کی طرف رسول بھیجا گیا۔''

﴿وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾(الرعد۱۳: ۷)

''اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہوا کرتا ہے۔''

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾(الفاطر ۳۵: ۲۴)

''ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں کہ جس میں کوئی ڈرانے والا نہ ہو گزرا ہو۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت و رسالت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا۔ قرآنِ مجید میں آپ کو خاتم النبیین کے لقب سے پکارا ہے اور اب قیامت تک آنجناب علیہ السلام کی نبوت و رسالت پوری بنی نوعِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ایک منارۂ نور کی حیثیت سے قائم و دائم رہے گی۔ قرآنِ مجید نے اس امر کا بھی اعلان فرما دیا کہ جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لائیں گے اور ان کی وساطت سے بھیجی گئی خدائی تعلیمات واحکامات کی پیروی کریں گے وہ کامیاب و کامران ہوں گے اور جو لوگ خدائی تعلیمات سے انکار کریں گے اور ان کو اپنا رہنما نہیں بنائیں گے وہ اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾(الاعراف ۷: ۳۵-۳۶)

''اے بنی آدم جب ہمارے رسول تمھارے پاس آئیں اور ہماری آیات تمھیں سنائیں تو ان پر ایمان لاؤ جو شخص ان پر ایمان لا کر خدا سے ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت کی اصلاح کرے گا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے، اور جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی وہ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسالت ونبوت کے حوالہ سے انسانی ہدایت اور فوز وفلاح کا بندوبست فرمایا تو دوسری طرف اس امر سے بھی آگاہ کیا کہ شیطان کی قیادت میں بدی، شر اور تاریکی کی قوتیں بھی کارفرما ہیں جو انسان کو گمراہ کرنے اور معصیت وظلم کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے ہر وقت کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر اس قصہ کو دہرایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی عظمت وبرتری کو تسلیم کرنے کے لیے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا حکم دیا تو سب نے بجا آوری کی مگر ابلیس نے انکار کر دیا جو کہ جنوں میں سے تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم عدولی پر اسے دھتکارا تو شیطان نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک کے لیے مہلت مانگی کہ وہ آدم اور اس کی ذریت کو گمراہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو قیامت تک کے لیے مہلت عطا فرما دی۔ اس طرح خیر اور شر کی قوتوں کی کش مکش کا ایک مستقل سلسلہ شروع ہو گیا جو قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ شاعر مشرق اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں:

ستیزہ کار ہے ازل تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ○ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ○ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ○ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ○ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ○ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ○ وَّاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ [79:38] قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ○ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ○ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ○ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ○ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ﴾ (صٓ ۳۸: ۷۰–۸۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں۔ جب اس کو درست کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر شیطان اکڑ بیٹھا اور کافروں میں ہو گیا (خدا نے) فرمایا اے ابلیس! جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا۔ کیا تو غرور میں آ گیا یا اونچے درجہ والوں میں تھا؟ بولا میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے (خدا نے) کہا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت پڑتی رہے گی (شیطان نے) کہا کہ مجھے قیامت کے روز تک مہلت دے۔ کہا، تجھ کو مہلت دی جاتی ہے۔ اس روز تک جس کا وقت مقرر ہے۔ کہنے لگا کہ مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب کو بہکاتا رہوں گا۔ ماسوا ان کے جو تیرے خالص بندے ہیں۔ (خدا نے) کہا کہ سچ ہے اور میں بھی سچ کہتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو ان میں سے تیری پیروی کریں گے سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔''

اعمال و افعالِ انسانی کا حقیقی محرک

گزشتہ صفحات میں ذی حیات مخلوقات کی ناگزیر ضروریات اور احتیاجات کی بنیاد پر تحفظِ ذات، غلبہ و تفوق اور جنس و بقائے نوع کے فطری داعیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حیوانات کی دنیا میں یہ داعیات، سعی و عمل اور سرگرمی کا باعث ہوتے ہیں۔ چونکہ حیوانات اپنے امور جبلت کی راہ نمائی میں سرانجام دیتے ہیں۔ لہٰذا ان داعیات کی تحصیل فطری اعتدال و توازن سے ہوتی رہتی ہے۔ انسانی سطح پر بھی مذکورہ بالا بنیادی ضروریات تحریک کا باعث ہیں۔ مگر حضرتِ انسان کے ہاں ان کے حصول کے حوالہ سے انتہائی افراط و تفریط کی صورت دکھائی دیتی ہے۔

قرآنِ مجید علم الانسان کی سب سے اہم، مستند اور ہر قسم کی تحریفات سے محفوظ و مامون الہامی کتاب ہے جس کے مطابق فطری داعیات و جبلّات کی بنیاد پر انسانی اعمال و افعال کا اصل محرک اس کا اپنا ''نفس'' ہے۔ نفس انسانی شعور کا منبع و مرکز ہے اور انسان کے تمام شعوری اعمال و افعال کی ترتیب و تشکیل کا سرچشمہ ہے۔ نفسِ انسانی کی تہذیب و تربیت جس انداز میں کی جائے گی انسانی کردار اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اعمال و افعال اسی سانچے میں ڈھلتے چلے جائیں گے۔ قرآنِ مجید میں خالقِ کائنات نے اس بنیادی اور اہم ترین حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان فرما دیا ہے کہ انسانی تخلیق اور سلسلہ حیات و ممات کا اصل مقصد انسان کی آزمائش و امتحان ہے کہ وہ کس قسم کے طرزِ عمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (الملك ٦٧: ١ - ٢)

''بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے جس نے زندگی اور موت کو بنایا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون زیادہ اچھا عمل کرنے والا ہے۔ وہ زبردست ہے اور معاف فرمانے والا ہے۔''

نفسِ انسانی کی ماہیت و کیفیت، انسانی اعمال و افعال سے اس کا ناطہ اور انسان کے مادی و حیاتیاتی وجود کے ساتھ تعلق کی نوعیت کیا ہے؟ اس حوالہ سے مشرق و مغرب کے فلاسفہ، علماءِ نفسیات، ماہرینِ حیاتیات اور علماء مذاہب و علم الانسان نے فکر و نظر کی ایک دنیا آباد کی ہے اور اپنے اپنے میدان ہائے علم میں قابل قدر علمی تخلیقات مہیا کی ہیں۔ مگر نفسِ انسانی کی تفہیم کا معاملہ مزید الجھاؤ کا شکار ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف نظریات، متنوع خیالات، متضاد اور متناقض افکار اور ژولیدہ فکری کا ایک عظیم الشان دفتر معرضِ وجود میں آ گیا ہے۔ دورِ جدید کی نفسیات نے نفسِ انسانی کی گتھی کو سلجھانے سے دست برداری کرتے ہوئے نفسیات کو کردار (Behaviour) کی سائنس قرار دیا ہے۔ مادیت کے متشدد علمبرداروں کے نزدیک نفسِ انسانی کوئی مستقل چیز نہیں ہے جسے فکر و شعور کا مرکز قرار دیا جائے۔ ان کے نزدیک شعور دراصل انسانی دماغ کے طبعی اور فطری اعمال کا نتیجہ ہے اور یہ دماغ (Brain) کے مادی اور حیاتیاتی خلیات (Cells) کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ یہ نظریہ میکانکی مادیت (Mechanical Materialism) کہلاتا ہے ورہابز اس کا بڑا علمبردار ہے۔ ۲۶

علم النفس میں کرداریت (Behaviourism) کے علم بردار ماہرینِ نفسیات کو متشدد مادیت کا حامی مکتبۂ فکر گردانا جاتا ہے جس کا اہم ترین نمائندہ واٹسن ہے جس کے مطابق فکر و شعور کا سرچشمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنِ انسانی کے خلیات پر اثر انداز ہونے والے خارجی مہیجات (Stimuli) کا تسلسل ہے جس کی بدولت تصورات (Concepts) پیدا ہوتے ہیں جو انسانی افعال و کردار کی تشکیل کا باعث ہوتے ہیں۔ سلسلۂ علت و معلول سے بندھے ہوئے یہ افعال و تصورات نسل در نسل منتقل ہو کر غیر شعوری طور پر معتقدات و مسلّمات کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ انسانی افعال و کردار کے پس منظر میں دراصل میکانکی طور پر تراشیدہ معتقدات و نظریات ہی ہوا کرتے ہیں۔ ۲۷

یورپ کے مرکزِ دانش، جرمنی سے تعلق رکھنے والا ہیکل، انیسویں صدی کا سب سے بڑا ماہرِ حیاتیات تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس فلسفی، فزیشن اور حیاتیاتی سائنس دان کا پورا نام Ernst Heinrich Philipp August Haechel ہے۔ حیاتیات کے موضوع پر متعدد کتب لکھنے کے علاوہ ہیکل نے ہزاروں نئی انواع دریافت کیں اور ان کے نام تجویز کیے۔ ڈارون کے فلسفۂ ارتقا کو دلائل و براہین سے ثابت کرنے کی کوشش کی اور ڈارون کی گمشدہ ارتقائی کڑی (Missing Link) کا نام ''قوتِ گویائی سے محروم بندر نما انسان'' (Ape man without speech) تجویز کیا اور حیاتیاتی انساب کا نقشہ (Genealogical Map) بھی تیار کیا۔ ہیکل کے نقطۂ نظر سے روح، نفس، شعور اور زندگی دراصل ایک ہی حقیقت کے مختلف نام ہیں۔ جن کا انحصار انسانی دماغ پر ہے۔ ہیکل کے نزدیک انسانی جسم کا حیاتیاتی میکانزم دماغ اور اس کے اعصابی نظام کی بدولت روبہ عمل رہتا ہے جس سے حیات اور فکر و شعور کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ جبکہ نفس اور روح وغیرہ محض افسانے ہیں۔ ۲۸

فکرِ انسانی کا عظیم ترین مغالطہ

مغرب کے قدیم و جدید فلاسفہ اور ماہرینِ علم النفس عمومی طور پر فکری مغالطہ کی بنا پر نفس، روح اور عقل و شعور کو ہم معانی اور ایک ہی حقیقت کے مختلف نام گردانتے رہے ہیں۔ مسلمان فلاسفہ کا ایک بڑا گروہ فلسفہ یونان اور مغربی فکر سے شدید متاثر رہا ہے۔ چنانچہ ان کے افکار میں بھی اس عظیم مغالطہ کی جھلک بالکل واضح ہے۔ قرآنِ مجید میں تقریباً ۳۰۰ آیات میں نفس اور ۲۰ آیات میں روح کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں مذکورہ موضوعات کا بے بہا خزینہ اس امر کا متقاضی تھا کہ ہمارے مفسرین اور ماہرین علم النفس ان پر خصوصی تحقیق کرتے اور بنی نوعِ انسانی کی صحیح راہ نمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے مگر اس پر مطلوبہ تدبر، تفکر اور تحقیق نہ ہونے کے سبب اکثر لوگوں نے روح اور نفس کو مترادفات کے طور پر لیا۔

قرآنِ حکیم کی روشنی میں نفس اور روح کی حقیقت اور ان کے فرق کو واضح کرنے سے پہلے فکرِ انسانی کے اس عظیم مغالطہ کا مختصر تذکرہ مسئلہ کی تفہیم کے لیے ممد و معاون ہو گا۔

انگریزی زبان کا لفظ Psyche نفس اور شعور کے معانی میں بولا جاتا ہے، جبکہ روح کے لیے Spirit, Soul, Ghost اور Breath کے الفاظ مستعمل ہیں۔ چونکہ نفس اور روح کو عمومی طور پر ایک چیز تصور کیا جاتا ہے، اس لیے تمام لغت کی کتب اور انسائیکلوپیڈیا میں ان تمام الفاظ کو مترادفات کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ Encyclopaedia of Britannica میں Spirit, Soul, Mind, Self اور Psyche کو ہم معانی بیان کیا گیا ہے اور ان الفاظ کو مترادفات کے طور پر درج کیا گیا ہے۔[۲۹]

۲۔ یونانی انگریزی قاموس الالفاظ میں نفس یعنی Psyche کے ضمن میں درج ذیل معانی بیان کیے گئے ہیں:

" The basic meanings of the Greek word "Psyche" was life. Derived meanings include "Spirit", "Ghost", "Self" and Conscious Personality."[۳۰]

۳۔ "The Concise English Dictionary" میں Psyche اور Soul کے الفاظ کی درج ذیل وضاحت کی گئی ہے:

Psyche:

" A Greek nymph, the personification of the soul, Beloved of Eros or cupid, the soul, the spirit, the mind.

Soul:

" The spiritual part of a person, A spiritual being, the moral and

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

emotional part of a person, the intellectual part of a person, consciousness. the heart, the spirit.۳۱

۴۔ انگریزی قاموس المترادفات میں نفس (Psyche) کے درج ذیل مترادفات بیان کیے گئے ہیں:

"Anima, Essential nature, individuality, inner man, innermost, self, mind. spirit, personality, self, soul, subconscious, true being.۳۲

۵۔ ارسطو نے "on The Soul" کے عنوان سے ایک کتاب رقم کی ہے۔ بظاہر یہ کتاب ''روح'' کے موضوع پر ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ شعور یا نفس کی کتاب ہے۔ ارسطو نے اس کتاب میں روح کے تین مدارج، نباتاتی، حیوانی اور انسانی یا عقلی جو دراصل شعور کے مدارج ہیں۔

ارسطو نے اس کتاب میں انسانی روح کے مختلف حصے بیان کیے ہیں۔ ارسطو کے مطابق روحِ انسانی کے سب سے نچلے درجہ میں فہم عامہ (Common Sense) پائی جاتی ہے۔

دوسرا درجہ قوتِ متخیلہ (Imagination) کا ہے۔ اس سے بلند درجہ حافظ (Memory) کا ہے اور سب سے بلند درجہ بازیافت (Recollection) کا ہے۔

درج بالا تمام مراحل دراصل شعور سے متعلق ہیں لیکن ارسطو جیسا عظیم المرتبت دانشور اسے روح کے مختلف مدارج قرار دیتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ ارسطو کے نقطۂ نظر سے روح اور نفس و شعور میں کوئی فرق نہیں ہے۔۳۳

۶۔ ماہرِ نفسیات Snimon Kemp نے اپنی کتاب میں اس امر واقعہ کی وضاحت کی ہے کہ قرونِ وسطیٰ میں بھی نفس اور روح کو ایک ہی قرار دیا جاتا ہے۔

"The term 'Psyche" was latinized to "Anima" that means soul."۳۴

۷۔ David J. Chalmers نے " Philosophy of Mind" نامی کتاب لکھی ہے جس میں انسانی شعور کے قدیم و جدید نظریات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مصنف کے نزدیک Soul, Mind

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور Consciousness یعنی ذہن، روح اور شعور ایک ہی شئے کے مختلف نام ہیں۔[۳۵]

۸۔ Encyclopaedia of Occultism and Parapsychology میں بھی Soul اور Mind یعنی روح اور شعور کو ایک ہی قرار دیا گیا ہے۔[۳۶]

درجِ بالا حوالہ جات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مغرب کے فلاسفہ، ماہرینِ نفسیات اور علماءِ علمِ بشریات اس عظیم مغالطہ کا شکار ہیں کہ روح اور نفس ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔

مسلمانوں کے دینی ادب کا جائزہ لیا جائے تو یہ حیرت انگیز صورتِ احوال سامنے آتی ہے کہ مسلمان فلاسفہ، علم النفس کے ماہرین، علماء اور مفسرین کی اکثریت بھی بالعموم مغرب کے تتبع میں اسی مغالطۂ عظیم کا شکار دکھائی دیتی ہے اور روح اور نفس کو ایک ہی حقیقت کے دو نام تصور کیا جاتا ہے۔ ''روح'' اور ''نفس'' بنیادی طور پر عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ چنانچہ عربی کتب اللغات، دائرہ معارفِ اسلامیہ، فلاسفہ کے اقوال اور علماء و مفسرین کے حوالہ سے مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ التھذیب میں ابوبکر الانباریؒ کہتے ہیں: ''روح اور نفس ایک ہی چیز ہیں ماسوائے اس کے کہ روح مذکر ہے جبکہ نفس اہلِ عرب کے ہاں مؤنث ہے۔[۳۷]

۲۔ لسان العرب، ابن منظور کی مرتب کردہ عربی زبان کی اہم ترین لغت کی کتاب ہے۔ اس میں درج ہے کہ ابن الاعرابی کے نقطہ نظر سے روح کے معانی فرح و خوشی ہے اور روح سے مراد قرآن ہے، روح کا معنی امر بھی ہے اور روح کا معنی نفس بھی ہے۔[۳۸]

۳۔ اسلامی موضوعات اور علوم پر مبنی دائرۃ المعارف انگریزی زبان میں Encyclopaedia of Islam لائیڈن سے مغربی اہلِ علم و دانش کی نگارشات سے شائع ہوا تھا۔ بعدازاں پاکستان کی معروف دانش گاہ پنجاب یونیورسٹی نے ''دائرہ معارفِ اسلامیہ'' اردو زبان میں شائع کیا تو اس میں "Encyclopaedia of Islam" کو بنیادی ماخذ بنایا، موضوعات کا ترجمہ اور ترامیم کی گئیں اور نئے مضامین اس میں شامل کیے گئے۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں نفس اور روح پر ''النفس والروح'' کے عنوان سے ایک ہی مقالہ ہے۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نفس'' کے بارے میں ہے جو E.E. colverley کا لکھا ہوا ہے۔ پروفیسر عبدالقیوم نے اس کا ترجمہ کیا ہے اور اس مقالہ کا دوسرا حصہ جو ''روح'' کے بارے میں ہے۔ انھوں نے خود تحریر کیا ہے۔ اس مقالہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نفس کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ''نفس الروح'' جو زندگی کا سبب اور باعث ہے اور ''نفس العقل'' جس سے برے بھلے میں تمیز کی جاتی ہے۔ اس نفس الروح کو نفس الحیات اور نفس العقل کو نفس التمیز بھی کہتے ہیں۔ حالتِ نیند میں نفس العقل انسان سے جدا ہو جاتا ہے۔ البتہ نفس الروح اس کے ساتھ رہتا ہے۔ روح نکل جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔[۳۹]

۴۔ الصحاح تاج اللغة و صحاح العربیه، عربی زبان کی لغت کی مشہور کتاب ہے جس میں نفس کے بارے میں لکھا ہے کہ نفس سے مراد روح ہے جیسے کہا جاتا ہے ''خرجت نفسة''۔[۴۰]

مسلمان مفسرین نے عمومی طور پر قرآنِ مجید میں مذکورہ نفس اور روح کی آیات پر سیر حاصل بحث کی اور نہ ہی مطلوبہ معیار کی تحقیق ہوئی ہے۔ بعض مفسرین نے ان موضوعات پر خیال آفرینی کی ہے اور عام طور پر روح اور نفس کو ہم معانی ہی قرار دیا ہے جس کی عکاسی اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ہوئی ہے:

معروف شیعہ عالم اور مفسرِ قرآن استاد سبحانی نے قرآنِ مجید کی تفسیر موضوعات کے حوالہ سے کی ہے اور اس کا نام ''تفسیر موضوعی'' ہے۔ سید نذیر حسین نجفی نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ ''روحِ انسانی کے ابعاد و جہات'' کے موضوع پر لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

''اس بحث کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جہاں روح ادراک و فکر عمل میں لاتی ہے۔ وہاں اسے عقل کہا جاتا ہے اور جب اس میں تحرک کے ساتھ خواہش جنم لیتی ہے تو اسے نفس کا نام دیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نفس و عقل، وجودِ روح کے دو مراتب یا روحِ انسانی کے دو اجزاء ہیں۔ تاہم یہ دونوں علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے جدا موجودات کی صورت میں نہیں ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انسان کی روح اور عقل و نفس ایک ہی چیز ہیں۔ دراصل یہ سب مروجہ فلسفیانہ اصطلاحات میں اور کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اگر ہم روح کو نفس یا عقل کا نام دیں۔''[۴۱]

جناب غلام احمد پرویز مرحوم ''حجیتِ حدیث'' کے بارے میں اپنے مخصوص نقطۂ نظر کی بنا پر ہمیشہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنقید کا شکار رہے ہیں۔ انھوں نے قرآنِ مجید کی تفسیر کے علاوہ قرآنی لغت پر بھی کام کیا ہے۔ عصری علوم پر یقیناً وسیع مطالعہ کے حامل تھے۔ قرآنِ مجید سے متعلق، مختلف موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں اور قرآن فہمی کے بارے میں ہمیشہ تعلّی کا شکار رہے ہیں۔ علم النفس اور قرآنِ مجید کے حوالہ سے قابل ذکر لٹریچر مہیا کیا ہے۔ مگر وہ بھی روح اور نفس کو ایک ہی چیز قرار دیتے ہیں۔

جناب پرویز صاحب نے اپنی معروف کتاب ''تصوف کی حقیقت'' میں لکھا ہے:

''قرآنِ کریم میں انسانی تخلیق کے سلسلہ میں ابتدائی کڑیاں تو وہی ہیں جو عام حیوانات کی تخلیق سے متعلق ہیں۔ لیکن اس کے بعد انسان کو دوسرے حیوانات سے یہ کہہ کر ممتاز کر دیا گیا ہے کہ: ﴿وَ نَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ﴾ (السجدة ۳۲: ۹) اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ''روح'' پھونکی، اور اس کا نتیجہ یہ بتایا کہ: ﴿جَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَةَ﴾ (السجدة ۳۲: ۹) انسان کو سمع و بصر یعنی ذرائع علم اور قلب عطا کیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں ''روحِ خداوندی'' سے مراد وہ الوہیاتی توانائی (Divine Energy) ہے جسے انسانی ذات Personality یا نفس Self کہتے ہیں۔ اور جس سے انسانی خصوصیات وابستہ ہیں۔''

وہ مزید لکھتے ہیں:

''واضح رہے کہ قرآنِ کریم نے کسی جگہ بھی ''انسانی روح'' کا ذکر نہیں کیا ''روحِ خداوندی'' ہی کا ذکر ہے۔ جب یہ روحِ خداوندی (الوہیاتی توانائی) انسان کو عطا کر دی جاتی ہے تو اسے قرآنِ کریم کی اصطلاح میں نفس کہا جاتا ہے۔ اسی کو انسانی ذات (Human Personality) یا خودی self یا انا کہتے ہیں۔''[۴۲]

حکیم الامت علامہ اقبالؒ اپنے مشہور نظریۂ خودی کے لیے انگریزی لفظ Ego یعنی نفس استعمال کرتے ہیں۔ اپنے معروف مجموعۂ خطبات "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" کے چوتھے خطبہ "The Human Ego- his Freedom and Immortality" میں روح کے بارے میں مندرجہ ذیل قرآنی آیت درج کرتے ہیں: ﴿وَيَسۡـَٔـلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّىۡ وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا﴾ (الاسراء ۱۷: ۸۵) چنانچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیتِ مبارکہ کی تشریح میں وہ روح کو ہی نفسِ انسانی یعنی "Ego" سے تعبیر کرتے ہیں:

"The verse quoted above means that the essential nature of the soul is directive, as it proceeds from the directive energy of God; though we do not know how divine "Amr" functions as ego- unities."[۴۳]

علامہ صاحب کے مشہور شارح اور اقبال شناس سید نذیر نیازی نے اقبال کے خطبات کا اردو میں ترجمہ ''تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ'' کے نام سے کیا ہے۔ انھوں نے مذکورہ پیرا کا ترجمہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

''پھر اوپر آیت میں بھی جس کا حوالہ ہم ابھی دے آئے ہیں روح کی حقیقی ماہیت کا اظہار لفظ ''امر'' ہی سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا سرچشمہ بھی تو ذاتِ الٰہیہ ہی کی قدرت اور خلاّقی ہے۔ گو ہم نہیں جانتے یہ کہ امرِ الٰہی کی کارفرمائی نے ان وحدتوں کی شکل کیوں کر اختیار کی جن کو ہم خودی سے تعبیر کرتے ہیں۔''[۴۴]

ڈاکٹر محمد امین اسلامی علوم کے نامور محقق اور معلم ہیں ''اسلام اور تزکیۂ نفس، مغربی نفسیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ'' کے عنوان سے کتاب لکھی ہے۔ جو دراصل ان کے Ph.D کا تحقیقی مقالہ ہے اور تزکیۂ نفس کے حوالہ سے ایک گراں قدر علمی کاوش ہے۔ ڈاکٹر امین صاحب نے اپنی کتاب میں انتہائی دلسوزی کے ساتھ اس افسوسناک حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ عصرِ حاضر میں مسلم امہ کے تعلیمی اداروں میں اسلامی علم النفس کے حوالہ سے تعلیم و تحقیق کا تسلی بخش کام سرانجام نہیں پا رہا۔ انھوں نے اس ضمن میں اسلامی علم النفس پر لکھی جانے والی انتہائی معدودے چند کتب کا تذکرہ کیا ہے جن میں ان کی اپنی کتاب بھی شامل ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں نفس کی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے عقل، قلب، روح اور ان کے متعلقہ خصائص کو نفسِ انسانی کا جزو قرار دیا ہے۔[۴۵]

درج بالا اقتباسات سے یہ حقیقت پوری طرح واشگاف ہو جاتی ہے کہ روح اور نفس کی حقیقت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہیت کے بارے میں انسانی فکر ایک بڑے مغالطہ کا شکار ہے کیونکہ ان دونوں کو ایک ہی شے سمجھا جاتا ہے۔

روح اور نفس کی حقیقت و ماہیت

روحِ انسانی اور نفسِ انسانی، وجودِ انسانی کے دو مختلف اور مستقل اجزاء ہیں۔ یہ دونوں غیر مادی اور غیر مرئی خدائی عطیات ہیں جن کا مشاہدہ حواسِ خمسہ اور انسان کو میسر دوسرے عمومی ذرائع علم سے ممکن نہیں ہے۔ وحی الٰہی ہی واحد ایسا ذریعہ علم ہے جس کی وساطت سے روح اور نفس کی حقیقت و ماہیت کا صحیح ادراک اور تفہیم ممکن ہے۔ روح، حیاتِ انسانی کا سرچشمہ ہے تو نفسِ انسانی فکر وشعور، عقل وخرد، خیر وشر کی تمیز، انتخاب اور ارادہ وعمل کا منبع ومرکز ہے جن لوگوں نے وحی الٰہی سے ہٹ کر روح اور نفس کی کنہہ اور حقیقت پر خیال آفرینی کی ہے۔ انھیں فکری انتشار کی تاریک وادیوں میں بھٹکنے کے سوا کچھ میسر نہیں آیا۔

قرآنِ مجید اس امر کو صراحت سے بیان کرتا ہے کہ انسان کے جسدِ خاکی میں جونہی روحِ خداوندی پھونکی جاتی ہے تو حیات جلوہ افروز ہو جاتی ہے۔ انسانی پیکر میں طبعی (Physical)، حیاتیاتی (Biological) اور نفسیاتی (Psychological) قوانین کی کارفرمائی جاری وساری ہو جاتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر وجود بخشا ہے۔

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ (التین ۹۵:۴)

یعنی جسدِ انسانی میں صلاحیتوں، خصائص اور امکانات کی ایک وسیع وعریض دنیا آباد کی ہے اور انسان کو عقل وشعور اور فہم وفراست کی بلند ترین سطح سے ہمکنار کیا ہے۔ انسانی عظمت وفضیلت اور دوسری مخلوقات پر اس کی برتری اسی عقل وشعور کی بدولت ہے جس کا منبع ومرکز انسانی نفس ہے۔ نفسِ انسانی، انسان کے باطن میں ایک ایسا غیر مرئی وجود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ''تسویہ'' کیا یعنی اسے خوب سے خوب تر بنایا، فکر ونظر، خیر وشر کی تمیز اور ارادہ وعمل کے سوتے اسی نفس ہی سے پھوٹتے ہیں۔ نفسِ انسانی کی یہ صلاحیت اور کارفرمائی اسی روحِ خداوندی کی مرہونِ منت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کے پیکرِ خاکی میں پھونکا اور جس سے حیات موجزن ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اللہ تعالیٰ نے انسانی روحِ حیات کو اپنی روح قرار دیا ہے۔

﴿ثُمَّ سَوّٰهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ﴾(السجدة ۳۲:۹)

یعنی پھر پیکرِ خاکی کو خوب سنوارا ور اپنی روح پھونک دی۔ اس سے یہ غلط فہمی نہیں پیدا ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات میں سے کوئی چیز انسان میں ڈال دی۔ انسان میں کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کا حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کی ذات ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ روحِ حیات اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے جو انسان کو عطا کیا گیا ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ساتھ منسوب کیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ہاتھوں سے بنانے کا تذکرہ کیا ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار روح کے ضمن میں لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روحِ انسانی کی اضافت اپنی طرف کر کے انسان کی عزت و شرف اور بزرگی ظاہر کی ہے۔ نیز انسان کی قدر و منزلت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اضافت تشریفی و تکریمی بھی ہے اور اضافت ملکیت بھی۔

روحِ انسانی کی اضافت کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف ہونے کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ روحِ انسانی اللہ تعالیٰ کی خصوصی تخلیق ہے کیونکہ یہ غیر فانی ہے۔

روح کے بارے میں ایک غلط فہمی باطنیت یا Mysticism کے حوالہ سے بہت عام ہے۔ باطنیت کے علمبرداروں کا عقیدہ ہے کہ روحِ انسانی دراصل روحِ خداوندی کا جزو ہے۔ انسانی جسم میں آ کر آلودہ ہو گئی ہے اور یہ آلودگی اس کو اپنے ''کل'' سے ملنے میں رکاوٹ ہے۔ چنانچہ روح کی پاکیزگی و طہارت اور منزہ کرنے کے لیے روحانی ریاضتیں ہیں۔ جن کی بدولت روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے اور مادی جسم کے قید خانہ سے آزاد ہو کر روحِ کل کے ساتھ اس کا وصال ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے متعدد روحانی سلسلہ ہائے موجود ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ انسانی روح نہ تو روحِ خداوندی کا حصہ ہے اور نہ ہی وہ انسانی مادی جسم میں آ کر آلودہ ہو جاتی ہے۔ روح کے پاکیزہ اور غیر پاکیزہ ہونے کا تصور ہی غلط ہے۔ روحانیت، باطنیت یا Mysticism کا بانی فیثا غورث ہے۔ افلاطون، فلاطینوس اور یہودی متصوف فیلو (Pheilo) کے نظریات نے باطنیت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروان چڑھایا اور ہندو ویدانت نے اسے نقطۂ کمال تک پہنچا دیا۔ مسلمانوں میں یہ نظریات تصوف کے حوالہ سے داخل ہوئے اور باقاعدہ ایک فن کی حیثیت اختیار کر گئے۔

روحِ انسانی اور نفسِ انسانی کی حقیقت و ماہیت کے حوالہ سے انسانی فکر اور قرآنی تعلیمات کا مختصر جائزہ:

عربی لغت کی مختلف کتب میں لفظ ''روح'' کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں اور ان میں بہت تنوع پایا جاتا ہے۔

مثلاً جان، امرِ الٰہی، سیدنا عیسیٰ ؑ، قرآن، سیدنا جبرائیل، وحی، نفس، سانس، راحت، ہوا، وسعت اور فراخی وغیرہ۔

مسلمان علماء، فلاسفہ اور مفسرین نے عمومی طور پر روح کو ''امرِ ربی'' ہونے کا قرآنی نقطۂ نظر اپنایا ہے اور اس کی ماہیت و کیفیت پر اظہار رائے سے گریز کیا ہے۔ مگر بعض علماء اور مسلم فلاسفہ مثلاً ابن قیم، امام مالکؒ، امام رازیؒ، علامہ سیوطیؒ، ابو الحسن اشعری، ابراہیم النظام المعتزلی اور علامہ آلوسیؒ وغیرہ نے روح کی ماہیت و کیفیت کے بارے میں اپنی کتب میں خیالات و آراء کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ تمام اصحاب کے افکار و نظریات مقدمہ کو طویل اور ثقیل بنا دیں گے۔ اس لیے چند ایک آراء کو اختصار سے درج کر دینا ہی مناسب ہو گا۔

معتزلی مکتبۂ فکر کے معروف دانش ور النظام کہتے ہیں:

''روح ایک لطیف جسم ہے جو روزِ اول سے جسم کثیف میں اس طرح چھپا ہوا ہے، جس طرح پھول میں مہک اور دودھ میں مکھن پنہاں ہوتا ہے۔''[۴۶]

علامہ ابن القیمؒ نے روح کے موضوع پر ''کتاب الروح'' لکھی ہے۔ علامہ صاحبؒ روح کی وضاحت کرتے ہیں:

''کتاب وسنت، اجماع صحابہ اور دلائل عقلی راہ نمائی کرتے ہیں کہ روح ایک جسم ہے جو مادی جسم کے برعکس ہے، وہ نورانی، ہلکا، زندہ اور متحرک ہے جو تمام اعضاءِ جسم میں نفوذ کر جاتا ہے وہ بدن میں اس طرح چلتا ہے جیسے پانی گلاب کے پھول میں، زیتون میں تیل اور کوئلہ میں آگ۔''[۴۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام غزالیؒ نے احیاء علوم الدین میں نفس، روح، قلب اور عقل کے فرق کو واضح کیا ہے۔ روح کے بارے میں لکھتے ہیں:

"روح امرِ ربی ہے اور یہ ایک عجیب ربانی شے ہے جس کی کنہہ و حقیقت کے ادراک میں عقول وفہم عاجز ہیں۔"[۴۸]

یونانی فلاسفہ کے افکار نے انسانی نظریات و معتقدات پر انتہائی دور رس اثرات مرتب کیے ہیں۔ چھٹی صدی قبل مسیح کا یونانی فلسفی فیثا غورث اواگون (Transmigration of Soul) کا قائل تھا۔ اس کے نزدیک جسم روح کا مقبرہ ہے اور روح اپنے اعمال کے لحاظ سے مختلف اجسام میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ نیک اعمال کی بدولت روح کو جسم کی قید سے چھٹکارا مل سکتا ہے تاکہ وہ ابدی سکون حاصل کر سکے۔[۴۹]

افلاطون انسانی روح کے غیر فانی ہونے کا علمبردار تھا۔ اس نے ٹھوس دلائل سے اسے غیر فانی ثابت کرنے کا انتہائی علمی فریضہ سرانجام دیا ہے۔ افلاطون بھی تناسخ کے عقیدہ کا قائل تھا اور اس کے نزدیک انسانی روح کا جسم کی قید سے آزاد ہو کر روحِ کل میں شامل ہو جانا ہی انسان کی کامیابی ہے۔

افلاطون نے روح کے تین اجزاء کی نشان دہی کی ہے۔

۱۔ The Logos یعنی ذہن اور عقل

۲۔ The Thymos یعنی جذبات

۳۔ The Eros خواہشات وغیرہ[۵۰]

فلاطینوس (Plotinus) تیسری صدی عیسوی کا اہم ترین فلسفی ہے۔ خدا، عقل اور روح کے بارے میں اس کے تصورات اور تخلیقِ کائنات کے نظریات نے مسلمان فلاسفہ اور صوفیاء کو بے حد متاثر کیا ہے۔ فلاطینوس کائنات کی تخلیق کی بجائے خدا سے صدور (Emanation) کا قائل ہے۔ اس کے نزدیک جس طرح پھول سے خوشبو یا سورج سے روشنی کا صدور ہوتا ہے۔ اسی طرح کائنات کا خدا سے صدور ہوا ہے۔ فلاطینوس کے نظریہ کے مطابق خدا سے عقل یا ناؤس (Nous) کا صدور ہوا اور عقل سے روح کائنات (World Soul)، روحِ کائنات سے متعدد منفرد ارواح کا صدور ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو مادہ سے مل کر ذی روح مخلوقات بن جاتی ہیں۔[۵۱]

مسلمان فلاسفہ میں سے بہت سے نمایاں اور نامور فلاسفہ نے فلسفہ یونان سے متاثر ہو کر روح کے بارے میں ایسے نظریات پیش کیے جو قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔ مثلاً فارابی نے عقول عشرہ اور نو افلاک اور ان کی ارواح کا خدا سے صدور کا نظریہ پیش کیا۔[۵۲]

زکریا رازی خدا کے ساتھ ساتھ روح، مادہ، زمان اور مکان کے قدیم اور غیر مخلوق ہونے کا قائل ہے۔ چنانچہ اس کے نظریہ کے مطابق خدا ذی روح مخلوقات کا خالق اس حوالہ سے ہے کہ اس نے انھیں غیر مخلوق قدیم روح اور مادہ کے امتزاج سے ذی روح مخلوقات کو وجود بخشتا ہے۔[۵۳]

تمام الہامی اور غیر الہامی کتب میں روح کا تصور اور اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ بائبل کے اردو ترجمہ میں روح کا لفظ ۳۷۸ بار استعمال ہوا ہے اور اس سے متعدد معانی و مفاہیم مراد ہیں مثلاً خدا کی روح، روح القدس، ہوا، انسانی روح وغیرہ۔[۵۴]

ہندومت کے مذہبی لٹریچر ''اپنشد' میں روح کی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

''جس طرح آگ سے چنگاریاں نکلتی ہیں اسی طرح ایشور سے ارواح کا صدور ہوتا ہے اور انجام کار یہ ارواح اسی کی طرف لوٹ جاتی ہیں۔(منڈک اپنشد)۔[۵۵]

جین مت کے حوالہ سے "The Columbia Encyclopaedia" کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ جین مت کے نقطۂ نظر سے دریاؤں، پہاڑوں اور ہواؤں وغیرہ میں بھی روح پائی جاتی ہے اسے "Animism" کہا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا افکار و نظریات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ روح کی حقیقت و ماہیت کے بارے میں متنوع آراء نے روح کی گتھی سلجھانے کی بجائے اسے مزید الجھا دیا ہے۔ روح کے بارے میں راہ نمائی کا اصل ذریعہ خالق روح یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ چونکہ اس وقت صرف قرآنِ مجید ہی وہ واحد الہامی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے مکمل طور پر محفوظ و مامون ہے۔ لہٰذا قرآنِ مجید میں جس قدر معلومات اور راہ نمائی موجود ہے وہی حرفِ آخر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کا تصورِ روح

قرآنِ مجید صرف بیس آیات ہیں جن میں روح کا ذکر ہے۔ جن میں اس بنیادی حقیقت کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ روح کی ماہیت اور کیفیت متشابہات میں سے ہے اور انسانوں کو اس کے بارے میں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔ صرف اس قدر صراحت کی گئی ہے کہ ''امر ربی'' یعنی میرے رب کے حکم سے ہے۔

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (الاسراء ۱۷:۸۵)

''اور لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔''

قرآنِ مجید میں روح کو صرف چار مختلف مفاہیم میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ وہ روح جو انسان میں پھونکی گئی اور پھونکی جاتی ہے:

انسان میں پھونکی جانے والی خدائی روح جو انسان کی ذات کا حصہ بن کر روح الانسان کہلاتی ہے۔ صرف تین آیات میں اس کا تذکرہ ہے۔

﴿فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾ (الحجر ۱۵:۲۹؛ ص ۳۸:۷۲)

''پس جب میں اس کو بنا سنوار کر ٹھیک ٹھاک کر دوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔''

دونوں سورتوں میں بالکل یکساں الفاظ میں روح الانسان کا تذکرہ ہوا ہے۔ اس سلسلہ کی تیسری آیت سورۃ السجدۃ کی آیت ۹ ہے۔

۲۔ روح سے مراد وحی الٰہی:

قرآنِ مجید کی تین آیات میں روح کو وحی الٰہی کے معانی میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَا فَاتَّقُوْنِ﴾ (النحل ۱۶:۲)

''وہ اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے اپنے حکم سے فرشتوں کو وحی دے کر بھیجتا ہے تاکہ لوگوں کو ڈرائیں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس مجھ سے ڈرو۔''

اس آیت مبارکہ کے علاوہ سورۃ المومن کی آیت نمبر ۱۵ اور سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۵۲ میں بھی مفسرین کی متفقہ رائے کے مطابق روح سے مراد وحی الٰہی ہی ہے۔

۳۔ روح سے مراد وحی الٰہی کو رسولوں تک پہنچانے پر مامور جلیل القدر فرشتہ جبرائیل بھی ہیں:

قرآنِ مجید کی دس آیات میں روح سے مراد حضرت جبرائیل ہیں۔

﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ﴾ (البقرۃ ۲:۸۷)

''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی۔ اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔ آخر کار عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانیاں دے کر بھیجا اور روح القدس (حضرت جبرائیل) سے اس کی مدد کی۔ پھر تمہارا کیا ڈھنگ ہے کہ جب بھی کوئی رسول تمہاری خواہشاتِ نفس کے خلاف کوئی چیز لے کر تمہارے پاس آیا تو تم نے اس کے مقابلہ میں سرکشی ہی کی، کسی کو جھٹلایا اور کسی کو قتل کیا۔''

سورۃ النحل آیت نمبر ۱۰۲، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۳ اور سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۰ میں بھی حضرت جبرائیل کو روح القدس سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس طرح کل چار آیات میں جبرائیل کو روح القدس کہا گیا ہے۔

پانچ آیات میں جبرائیل کو فقط روح کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۲۲. سورۃ المعارج آیت نمبر ۴، سورۃ النباء آیت نمبر ۳۸، سورۃ القدر آیت نمبر ۵ اور سورۂ مریم آیت نمبر ۱۷۔

ایک آیتِ مبارکہ میں حضرت جبرائیل کو روح الامین کہا گیا ہے۔ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۱۹۳

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر والد کے ہوئی اور یہ تاریخ انسانی کا ایک منفرد اور معجزاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ ہے۔ قرآنِ مجید کی تین آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے حوالہ سے ان کی والدہ حضرت مریم کے اندر اللہ کی روح کے پھونکے جانے کا تذکرہ ہے۔

﴿ وَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا فَنَفَخۡنَا فِیۡہَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَ جَعَلۡنٰہَا وَ ابۡنَہَاۤ اٰیَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴾ (الانبیاء ۲۱:۹۱)

''اور اس عورت کا تذکرہ کرو جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح میں سے پھونک دیا اور اس کو اور اس کے بیٹے کو تمام دنیا کے لیے ایک نشانی بنا دیا''

دوسری دو آیات سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷۱ اور سورۃ التحریم آیت نمبر ۱۲ ہے۔

درج بالا وہ تمام بیس آیات ہیں جو قرآنِ مجید میں روح کے حوالہ سے وارد ہوئی ہیں۔ ان آیات کے مطالعہ سے یہ حقیقت بین طور پر سامنے آتی ہے کہ روح، نفس سے بالکل مختلف چیز ہے اور روح کی صحیح ماہیت اور کنہہ کو سمجھنا مشکل ہے۔ قرآنِ مجید کے مطابق روح، خصوصی عطیہ خداوندی اور منبعِ حیات ہے اور اس کو بقاءِ دوام حاصل ہے۔ چنانچہ جب روح کو جسدِ انسانی سے نکال لیا جاتا ہے تو انسان پر موت واقع ہو جاتی ہے مگر انسانی روح عالمِ ارواح میں زندہ و قائم و دائم رہتی ہے اور اسی کی بنیاد پر انسان حیات بعد الموت سے ہمکنار ہوگا۔ روح کے اچھے یا برے ہونے کا تصور بہت بڑی غلط فہمی ہے روح کا بنیادی وظیفہ حیات و زندگی ہے اور روح کی یہ کارفرمائی بلاتمیز مذہب و ملت اور رنگ و نسل پوری بنی نوع انسانی میں جاری و ساری ہے۔ قرآنِ مجید میں روح کی تربیت، طہارت اور تزکیے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ دراصل نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمارے ہاں مستعمل روحانیات اور روحانی سلسلوں کی دراصل کوئی علمی و دینی حقیقت نہیں ہے۔ قرآن کا اصل مقصود نفس کی پاکیزگی یعنی تزکیۂ نفس ہے جس پر انسانی فلاح اور کامیابی کا دار و مدار ہے۔ چنانچہ اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے نفس انسانی، اس کے اجزاء و متعلقات اور تزکیۂ نفس کے قرآنی اسلوب پر تفصیل سے بات کی جاتی ہے۔

روح اور نفسِ انسانی کا تعلق

قرآن مجید میں حیات انسانی کے آغاز و ابتداء اور ارتقاء کے مختلف مراحل کو واضح کیا گیا ہے۔ پہلا مرحلہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مٹی اور پانی کو مختلف مراحل سے گزارنے کے بعد حضرت آدم کا پتلا بنایا اور پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کو پھونکا تو فہم و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعور اور ارادہ و اختیار سے مزین حضرت آدم معرضِ وجود میں آئے اور پھر انھیں میں سے حضرت حوا علیہا السلام کو بنایا۔

﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ O فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾ (الحجر ۱۵:۲۸،۲۹)

''اور پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔ جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا۔ چنانچہ فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔''

حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کی پیدائش کے بعد انسانی تخلیق کا دوسرا مرحلہ شروع ہو گیا جو قیامت تک جاری رہے گا اس مرحلہ میں انسانی توالد و تناسل کے سلسلہ کو جنسی ملاپ سے وابستہ کر دیا۔

﴿الَّذِىْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ O ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ O ثُمَّ سَوّٰهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾ (السجدۃ ۳۲:۷-۹)

''جو چیز بھی اس نے بنائی خوب بنائی۔ اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی۔ پھر اس کی نسل ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔ پھر اس کو نک سک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل و دماغ دیے۔ تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔''

اس آیتِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جونہی روح خداوندی انسان میں پھونکی جاتی ہے تو انسان میں سمع و بصر اور فؤاد کی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ نفسِ انسانی انھیں تین بنیادی اور ان سے منسلک، قرآن میں مذکور مزید سات، یعنی مجموعی طور پر دس بنیادی خصوصیات پر مشتمل ہے۔ یہی نفسِ انسانی کے اجزا ہیں جن کا مجموعہ انسانی نفس کہلاتا ہے جبکہ روح دراصل ایک خدائی عطیہ ہے جب یہ انسان میں داخل ہوتی ہے۔ تو اس فرد کی روح کہلاتی ہے۔ روح کے دو اعمال ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ حیاتِ انسانی اسی پر موقوف ہے جب تک یہ انسانی جسم میں موجود ہوتی ہے، انسانی زندگی رواں دواں رہتی ہے جونہی اللہ کے حکم سے اسے جسم انسانی سے نکال لیا جاتا ہے تو دنیاوی زندگی اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔

۲۔ نفس انسانی کے بنیادی اجزاء اسی روح کی بدولت ہی بیدار ہوتے ہیں اور روبہ عمل رہتے ہیں۔ ان کا باہمی تعلق کی نوعیت بالکل اس طرح سے ہے جیسے برقی آلات اور برقی رو۔ اگر برقی رو موجود ہو گی تو گھر میں نصب شدہ برقی آلات مثلاً قمقمے، پنکھے اور فرج وغیرہ اپنی صلاحیتِ کار کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح انسانی جسم میں روح، نفسِ انسانی اور اس کے اجزاء کی کارکردگی اور صلاحیتِ کار کا باعث بنتی ہے۔ جس طرح برق رو اور برقی آلات دو مختلف چیزیں ہیں۔ اسی طرح روح اور نفس انسانی کو غلط فہمی کی بنا پر بعض اوقات ایک ہی چیز گردانا جاتا ہے۔ لہٰذا اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔

قرآن کا تصورِ نفس

قرآنِ مجید میں لفظ ''نفس'' تقریباً ۳۰۰ بار مختلف آیات میں بیان ہوا ہے اور سیاق و سباق سے اس کے مختلف مفاہیم متعین ہوتے ہیں مثلاً انسان، انسانی ذات، انسان کی باطنی خصوصیات، قرآن کے نقطۂ نظر سے نفسِ انسانی ایک مستقل بالذات چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنایا۔ اس کا تسویہ کیا یعنی متناسب انداز میں سنوارا اور پھر اس نفس انسانی میں نیکی اور برائی کا شعور ودیعت کیا چونکہ نفس انسانی میں خیر و شر، دونوں راستوں کو اپنانے کی صلاحیت موجود ہے۔ لہٰذا جو شخص اپنے اختیار اور ارادہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے نفس کی تربیت اس انداز سے کرے کہ وہ پاکیزہ ہو کر نیکی کی جانب گامزن ہو جائے تو وہ انسان اپنے مقاصدِ زیست میں کامیاب و کامران ہو گیا اور جو شخص اپنے نفس کو خراب کرے گا اور اسے برائی کے راستہ پر چلائے گا تو وہ انسان اپنے مقاصدِ حیات میں ناکام و نامراد ٹھہرے گا۔

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ٥ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ٥ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ٥ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾ (الشمس ۹۱:۷-۱۰)

''اور نفسِ انسانی کی قسم اور اس ذات کی قسم جس نے اس کو سنوارا پھر اس کی برائی اور نیکی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر القاء کر دی۔ یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے دبا دیا (خراب کر دیا)۔"

نفسِ انسانی، انسان کی باطنی دنیا کی ایک مستقل بالذات شئے ہے۔ قرآنِ مجید میں اس کا اظہار درج ذیل پیرائے میں کیا گیا ہے۔

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنسٰهُمْ اَنفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (الحشر ١٩:٥٩)

"اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انھیں خود اپنا نفس بھلا دیا۔"

نفس انسانی، انسانی سعی و عمل اور سرگرمیوں کا بنیادی سرچشمہ اور اس کے تمام تر افعال و اعمال کا حقیقی محرک ہے۔ نوعِ انسانی کا پہلا قتل قابیل کے ہاتھوں ہابیل کا ہوا تھا قرآن نے اس قصہ کو انسانی اصلاح کے لیے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ قابیل کے نفس نے ہی اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا۔

﴿ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (المآئدة ٥: ٣٠)

"پس اس کے نفس نے بھائی کے قتل کی ترغیب دی، پھر اس نے بھائی کو قتل کر دیا اور وہ خسران پانے والوں میں سے ہو گیا۔"

قرآنِ مجید، انسانی اعمال کے پس پردہ نفسِ انسانی کی تحریکات کے حوالہ سے اس حقیقت کو منکشف کرتا ہے کہ نفسِ انسانی، انسانوں کو مختلف افعال کی آمادگی کے لیے وساوس پیدا کرتا رہتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (ق ٥٠: ٢٦)

"اور بے شک ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کا نفس جو وسوسے اس میں ڈالتا رہتا ہے، ہم اس کو بھی جانتے ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

قرآنِ مجید کی سورۂ یوسف میں سیدنا یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مصر سے واپس آ کر اپنے والد کو یہ بتاتے ہیں کہ ان کے بھائی (بنیامین) کو چوری کے الزام میں حکام نے پکڑ کر وہاں روک لیا ہے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام سے جھوٹ اور ان کے نفوس کی اختراع قرار دیتے ہیں:

﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕفَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ﴾ (یوسف ١٢: ٨٣)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''فرمایا (ایسانہیں) بلکہ تمہارے نفوس نے یہ بات تمہارے لیے مرغوب بنا دی ہے۔ اب صبر ہی اچھا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفس کی اسی حیثیت کے پیش نظر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اللھم آت نفسی تقواھا وزکھا انت خیر من زکاھا۔ انت ولیّ و مولاھا))(صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۷۲۲)

''اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اس کو پاکیزہ کر دے، تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے اور تو اس کا ولی اور مولیٰ ہے۔''

مذکورہ بالا آیات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ انسانی اعمال کا محرک، انسان کا نفس ہے۔ گویا یہ انسانی فکر و عمل کی گاڑی کا انجن (Psychomotor) ہے۔ اس کی تربیت (Training) جس انداز میں کی جائے گی، انھیں منازل کی جانب محو خرام رہے گا۔ نفسِ انسانی کی پاکیزہ تربیت ہی انسانی کامیابی کا زینہ ہے۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الأعلى ۸۷:۱٤)

''تحقیق کامیاب ہو گیا وہ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔''

نفسِ انسانی کے اجزاء

قرآنِ حکیم کی مذکورہ بالا آیات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسان کے فہم و ادراک اور حکمت و دانش کا مرکز دراصل اس کا نفس ہے کیونکہ انتخاب و ارادہ اور اعمال و افعال کے سرچشمے اسی سے پھوٹتے ہیں۔ چنانچہ انسانی ذات کے وہ تمام اجزاء جو فہم و شعور کا باعث بنتے ہیں، دراصل نفسِ انسانی کے معاون اور اس کے اعضاء و جوارح ہیں جس طرح کسی گھر میں بجلی کی رو آنے سے تمام برقی آلات خوابیدگی سے جاگ اٹھتے ہیں اور درِ و بام بجلی کے قمقموں سے روشن ہو جاتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح انسان کے حیاتیاتی وجود میں جب روح داخل ہوتی ہے تو حیات کی رو دوڑ جاتی ہے اور نفسِ انسانی کے تمام اجزاء اپنے اپنے وظائف سرانجام دینا شروع کر دیتے ہیں۔

﴿ثُمَّ سَوّٰهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَشۡكُرُوۡنَ ﴾(السجدۃ ۳۲: ۹)

''پھراس نے (خدا نے) انسان کو بنایا اور سنوارا ہے اور پھر اس میں اپنی روح میں سے پھونک دیا اور پھر (اے انسانو!) تمھارے کان، آنکھیں اور افئدہ (دل و ماغ) بنائے مگر تم اللہ کا شکر بہت کم ہی کرتے ہو۔''

آیت مذکورہ کے مطابق جب انسانی جسم میں روح پھونکی جاتی ہے تو حیاتِ انسانی انگڑائی لیتی ہے اور آنکھ، کان اور دماغ اپنا وظیفہ شروع کر دیتے ہیں۔ یہی تین بنیادی عناصر و اجزاء ہیں جو نفس انسانی کی تشکیل کرتے ہیں جسے انسانی افعال کا بنیادی محرک (Psychomotor) کہا جاتا ہے۔

۱۔ السّمعُ:

اس کا مطلب قوت سامعہ ہے اور یہ مصدر کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے جس کا معنی سننا ہے اور اس سے مراد عضو سماعت یعنی کان بھی لیا جاتا ہے۔ یہ لفظ قرآنِ مجید میں ۱۸۵ بار آیا ہے۔

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَ عَلٰى سَمۡعِهِمۡ ؕ وَ عَلٰٓى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ ۫ وَّ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ﴾(البقرۃ ۲: ۷)

''اللہ نے ان کے (بداعمالی کی بدولت) دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی۔''

﴿وَ لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ هُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ﴾(الانفال ۸: ۲۱)

''اور ان کی مانند نہ ہو جانا جنھوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا ہے حالانکہ انھوں نے (توجہ سے) ہرگز نہیں سنا۔''

۲۔ البَصَرُ:

اس کے معنی آنکھ کے ہیں۔ قوتِ بینائی کو بصر کہہ لیتے ہیں۔ دل کی بینائی پر بصر اور بصیرت دونوں الفاظ بولے جاتے ہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں تقریباً ۱۴۸ دفعہ بیان ہوا ہے۔

﴿وَ لَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡئُوۡلًا﴾(الاسراء ۱۷: ۳۶)

''(اے نبی) جس بات کا آپ کو علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑیئے کیونکہ کان، آنکھ اور دل، ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب چیزوں کی باز پرس ہوگی۔"

۳۔ **فؤاد / افئدۃ:**

فؤاد کا لفظ دل اور دماغ دونوں کے لیے آتا ہے۔ افئدہ اس کی جمع ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں تقریباً ۱۶ بار وارد ہوا ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (النحل ۱۶:۷۸)

"اور اللہ نے تو تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور پھر بنائے تمھارے کان، آنکھیں اور دل و دماغ تاکہ تم شکر کرو۔"

قرآنِ مجید نفسِ انسانی کے ان تینوں بنیادی عناصر کے ساتھ منسلک سات اور اجزاء یعنی لُب، قلب، الفقہ، رؤیۃ، الشعور، النظر اور العقل۔ یہ کل دس اجزاء نفس انسانی کے انجن کے کل پرزے ہیں۔ اگر نفسِ انسانی کو ایک وجود سے تشبیہ دی جائے تو یہ اجزاء اس کے اعضاء و جوارح ہیں۔

۴۔ **لبّ:**

اللُّبُ کے معنی عقلِ خالص کے ہیں جو آمیزش یعنی ظن و وہم اور جذبات سے پاک ہو۔ عقل کو لُب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انسان کے معنوی قویٰ (قوائے نفس (Psychoengine) کا خلاصہ ہوتی ہے جیسا کہ کسی خاص چیز کے خالص حصے کو اس کا لُب اور لُباب کہہ دیتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ لبّ کے معنی پاکیزہ اور ستھری عقل کے ہیں۔ چنانچہ ہر لب کو عقل کہہ سکتے ہیں لیکن ہر عقل لب نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو جن کا ادراک عقول زکیہ ہی کر سکتی ہیں "اولوالالباب" کے ساتھ مختص کیا ہے۔ ۵۶

یہ لفظ قرآنِ مجید میں تقریباً ۱۶ بار آیا ہے۔

﴿يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (البقرۃ ۲:۲۶۹)

"وہ (اللہ) جسے چاہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے حکمت عطا کی اسے خیر کثیر دیا گیا اور صرف دانش مند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ قلبٌ:

قلب کا مطلب کسی چیز کو پھیرنے یا ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پلٹنے کے ہیں۔ جیسے "قلب الثوب" سے مراد کپڑے کو الٹانا اور "قلب الانسان" کے معنی انسان کو اس کے راستہ سے پھیر دینے کے ہیں۔ انسان کے دل کو قلب اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ کثرت سے الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔ اور قلب سے مراد علم وفہم ہیں۔ ۵۷

یہ لفظ قرآنِ مجید میں ۱۳۲ بار استعمال ہوا ہے۔ قرآنِ مجید کے نقطۂ نظر سے قلب سے مراد صرف وہ گوشت کا لوتھڑا جو انسان کے سینہ میں ہے اور خون کو گردش دیتا رہتا ہے، ہی نہیں، بلکہ وہ اس عمل کے ساتھ ساتھ عقل وفہم کی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور ہے۔ جدید نفسیات ابھی تک اس کی صحیح کیفیت کو نہیں سمجھ سکی۔ مسلمان علماء نفسیات وحیاتیات کو اس پہلو پر تحقیق کرنا چاہیے۔

﴿اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَ لٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ﴾ (الحج ۲۲:۴۶)

"کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، مگر دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

قرآن مجید میں قلب کی مختلف کیفیات اور عوامل کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ قلبِ انسانی نفس کا اہم ترین جزو ہے۔ طبی اعتبار سے بھی قلب، انسان کے حیاتیاتی وجود کا سب سے اہم حصہ ہے۔ کیونکہ اس کے بند ہو جانے سے انسانی حیات کی گاڑی رک جاتی ہے۔ قلب کی نفسانی اہمیت طبی اہمیت سے بھی زیادہ ہے۔ فؤاد اور قلب یعنی دماغ اور دل انسانی نفس کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔

۶۔ الفقه:

اس سے مراد غور، فکر اور علم حاضر سے علم غیب تک پہنچنے کے ہیں۔ اور یہ علم سے اخص ہے۔ علم الفقہ سے مراد احکامِ شریعت کے جاننے کا نام ہے۔ ۵۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لفظ قرآنِ مجید میں تقریباً ۲۰ دفعہ آیا ہے۔

﴿وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾(الاعراف ۷:۱۷۹)

''اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے ہوئے ہیں۔''

۷۔ الرّؤية:

اس کے معنی ہیں کسی مرئی چیز کا دیکھنا، وہم وگمان سے کسی چیز کا ادراک کرنا یا عقل وبصیرت سے کسی چیز کا شعور حاصل کرنا۔[۵۹]

قرآنِ مجید میں یہ لفظ ۳۲۸ آیات میں بیان ہوا ہے۔

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ﴾(الأنعام ۶:۴۶)

''اے نبی ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ اگر اللہ تمھاری بینائی اور سماعت تم سے چھین لے اور تمھارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے علاوہ کون سا خدا ہے جو یہ قوتیں تمھیں واپس دلا سکتا ہو؟ دیکھو کس طرح ہم بار بار اپنی نشانیاں ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر یہ کس طرح ان سے نظر چرا جاتے ہیں۔''

۸۔ الشعور:

الشعر کے معانی بال ہے جس کی جمع اشعار ہے۔ شعرت کذا کے معنی بال کی طرح باریک علم حاصل کر لینے کے ہیں اور شاعر کو بھی اس کی فطانت اور لطافت نظر کی وجہ سے ہی شاعر کہا جاتا ہے۔[۶۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لفظ مختلف صورتوں میں تقریباً ۴۸ بار قرآنِ مجید میں آیا ہے۔

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا وَ مَا یَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ﴾ (الأنعام ٦:١٢٣)

''اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا ہے کہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں۔ دراصل وہ اپنے مکر کے جال میں آپ پھنستے ہیں مگر انھیں اس کا شعور نہیں ہے۔''

۹۔ النظر:

اس کے معنی کسی چیز کو دیکھنے یا اس کا ادراک کرنے کے لیے آنکھ یا فکر کو جولانی دینے کے ہیں۔ پھر کبھی اس سے محض غور و فکر کرنا مراد لیا جاتا ہے اور کبھی اس کو معرفت کہتے ہیں جو غور و فکر کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ محاورہ ہے نظرتَ فلم تنظُرْ یعنی تو نے دیکھا لیکن غور نہیں کیا۔ اگرچہ عوام کے نزدیک نظر کا لفظ رؤیت بصری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن خواص کے نزدیک یہ عام طور پر بصیرت کے معنی میں آتا ہے۔[٦١]

یہ لفظ قرآنِ مجید میں ۱۳۰ بار آیا ہے۔

﴿مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ﴾ (المآئدة ٥:٧٥)

''مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا۔ اس سے پہلے بھی اور بہت سے رسول گزر چکے تھے۔ اس کی ماں ایک راست باز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں۔ پھر دیکھو یہ کدھر الٹے پھرے جاتے ہیں۔''

۱۰۔ العقل:

العقل اس قوت کو کہتے ہیں جو قبول علم کے لیے تیار رہتی ہے اور وہ علم جو اس قوت کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اسے بھی عقل کہہ دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۱) العقل عقلان: مطبوع و مسموع

۲) ولا ینفع مسموع اذا لم مطبوع

۳) کما لا ینفع ضوء الشمس وضوء العین ممنوع

۱۔ یعنی عقل دو قسم کی ہے عقل طبعی جو طبیعت میں ودیعت کی گئی ہے اور عقل سمعی جو علم کی باتیں سن کر حاصل کی جائے۔

۲۔ اگر کوئی شخص فطرتاً عقل سے، عاری ہو تو سن کر بھی وہ عقل نہیں حاصل کرسکتا۔

۳۔ جیسا کہ سورج کی روشنی اندھے کے لیے بے فائدہ ہوتی ہے۔٦٢

قرآنِ مجید میں یہ لفظ تقریباً ۴۹ بار استعمال ہوا ہے۔

﴿وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ﴾ (البقرة۲: ۱۷۰)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل کیے ہیں، ان کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ''ہم تو اسی طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔'' اچھا، اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کچھ بھی کام نہ لیا ہو اور راہِ راست نہ پائی ہو تو کیا پھر بھی یہ ان کی پیروی کیے چلے جائیں گے۔''

درج بالا وہ بنیادی اجزاء یا ارکان ہیں جن کے مجموعہ کا نام نفسِ انسانی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خیر وشر کی پہچان یعنی اخلاقی حس الہامی طور پر القاء کی ہوئی ہے۔ ﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا﴾ (الشمس ۹۱: ۸) چنانچہ اس اخلاقی داعیہ کی بدولت نفسِ انسانی میں بے شمار خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ قرآنِ مجید میں نفسِ انسانی کی تقریباً ۱۸۰۰ مثبت اور منفی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔٦٣

مثلاً مثبت خصوصیات میں صبر، شکر، انکسار، ایثار، قناعت، صدق، حلم، عدل، حکمت، جہد اور مؤدت وغیرہ جبکہ منفی خصوصیات میں کفر، منافقت، ظلم، بہتان، بغض، حسد، حرص، کذب، غیظ اور جہل وغیرہ شامل ہیں۔ نفسِ انسانی میں خیر وشر کی خصوصیات کے غلبہ کا انحصار تہذیب وتربیتِ نفس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس طرح تمام مخلوقات کے لیے ان کے مقاصدِ وجود کے حوالہ سے مکمل ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست، ان کی مطلوبہ سطح کے مطابق، جاری و ساری فرمایا ہے۔ چنانچہ نفس انسانی کی مثبت خصوصیات کو پروان چڑھانے، منفی رجحانات کو دبانے اور متوازن شخصیت کی تعمیر کے سلسلہ میں وحی اور رسولوں کی سیرت طیبہ کی روشنی میں فکری اور عملی پہلوؤں سے رشد و ہدایت کا واضح اہتمام فرمایا ہے۔

نفس محض منبعِ شر نہیں ہے

جن علماء نے نفسِ انسانی پر قلم آرائی کی ہے ان میں سے اکثریت نے نفس کو مجسمۂ شر قرار دیا ہے۔ ان کے خیال میں نفسِ انسانی سے صرف شر اور بدی کا صدور ہوتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق یہ نظریہ درست نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نفسِ انسانی میں نیکی اور برائی کی پہچان کی حس ودیعت کی ہے۔ ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ (الشمس ۹۱: ۸) اور پھر اس کو خیر اور شر دونوں کے داعیات اور میلانات سے بہرہ ور کیا ہے۔ اب یہ انسان کے اپنے ارادہ اور انتخاب پر موقوف ہے کہ وہ تربیت و تزکیہ سے نیکی اور خیر کی خصوصیات کو پروان چڑھاتا ہے یا شر اور برائی کے داعیات کا اسیر ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں نفس کی تین نمایاں کیفیات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں سے ''نفسِ امارہ'' انسان کو برائی کی جانب مائل کرتا ہے جبکہ ''نفسِ لوامہ'' برائی کا فعل سرزد ہونے پر ملامت اور افسوس کرتا ہے اور ''نفس مطمئنہ'' نیکی اور پاکیزگی کی روش اختیار کرنے کی بدولت مطمئن ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ غلط فہمی رفع ہونا چاہیے کہ نفس محض شر کا منبع ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق نفسِ انسانی خیر اور شر دونوں کا سرچشمہ ہے۔ نیکی اور برائی دونوں کے سوتے اسی سے پھوٹتے ہیں۔

علماءِ نفسیات نے وحی الٰہی سے بے نیازی برتتے ہوئے نفسِ انسانی کی ماہیت و حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی تو انھیں شدید ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اگرچہ اس بیّن حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ علمِ نفسیات نے تاریخ کے مختلف ادوار میں انسان کے انفرادی اور اجتماعی مطالعہ کے حوالے سے وسیع و عریض علمی سرمایہ تخلیق کیا ہے۔ چنانچہ علمِ نفسیات کی اس وسعت کی بنا پر متعدد شعبہ جات اور مکاتب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر معرضِ وجود میں آ چکے ہیں جن میں سے نمایاں ترین درج ذیل ہیں:

Structural Psychology, Fuctional Psychology, Behavioural Psychology, Psychoanalysis, Gestalt Psychology. Humanistic Psychology, Existentialism, Clinical Psychology, Cognitive Psychology, Comparative Psychology, Developmental Psychology, Educational Psychology, Evolutionary Psychology, Industrial Psychology, Personality Psychology, Social Psychology اور Positive Psychology.

اب تو Biological Psychology کے حوالے سے عضویات (Physiology) اور اعصابیات (Neurology) بھی نفسیات کا حصہ بن چکے ہیں مگر اس تمام تر ترقی کے باوصف جدید علمِ نفسیات نفسِ انسانی کی حقیقت و ماہیت پر غور وخوض سے دست کش ہو چکا ہے۔

مسلمان صوفیاء نے تزکیۂ نفس پر لٹریچر کا بہت بڑا ذخیرہ مہیا کیا ہے لیکن نفس کی حقیقت و ماہیت پر بہت کم غور وخوض کیا گیا ہے۔ بعض صوفیا نے نفس کی ماہیت کے بارے میں عجیب وغریب اور مضحکہ خیز تجربات کا اظہار کیا ہے۔ علی ہجویریؒ نے اپنی معروف کتاب ''کشف المحجوب'' میں صوفیا کے نفس کی ماہیت و کیفیت کے بارے میں مشاہدات کا تذکرہ کیا ہے۔ جن میں سے دو کو یہاں بطورِ نمونہ نقل کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت محمد بن علیان نسوی جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ابتدائے حال میں جب میں نفس کی آفتوں پر بینا ہوا اور اس کی خفیہ پناہ گاہوں سے واقف ہوا اسی وقت سے میرے دل میں نفس کی طرف سے کینہ ہو گیا تھا۔ ایک دن لومڑی کے بچے کی مانند کوئی چیز میرے حلق سے باہر نکلی۔ حق تعالیٰ نے مجھے اس سے واقف کرایا اور میں جان گیا کہ وہ نفس ہے۔ میں اسے پاؤں سے روندنے لگا اور ٹھوکریں مارنے لگا۔ مگر وہ بڑھتا ہی رہا۔ اس وقت میں نے کہا اے نفس! ہر چیز مارنے اور زخمی کرنے سے ہلاک ہو جاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اس کے برعکس بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ نفس نے کہا میری تخلیق الٹی ہے۔ اوروں کو جو چیز تکلیف پہنچاتی ہیں۔ وہ مجھے آرام اور راحت پہنچاتی ہیں اور جو چیزیں دوسروں کو آرام وراحت پہنچاتی ہیں مجھے تکلیف دیتی ہیں۔

۲۔ حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی جو آج قطب زمانہ اور طریقت کے دار المہام ہیں۔ ابقاہ اللہ۔ وہ اپنے ابتدائے حال کی ایک نشانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نفس کو سانپ کی صورت میں دیکھا ہے۔ اور ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا ہے تو میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے والا ان کو شرارت اور برائی کی طرف بلانے والا اور دوستوں کی نجات ہوں۔ چونکہ میرا وجود سراپا آفت ہے تو وہ اپنی پاکی و طہارت پر نازاں ہوکر اپنے افعال پر تکبر کرنے لگتے ہیں وجہ یہ کہ جب وہ دل کی پاکیزگی، سیرت کی صفائی، نورِ ولایت اور اطاعت پر اپنی استقامت کو دیکھتے ہیں تو ہوا و تکبر ان میں پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ اپنے پہلو میں مجھے دیکھتے ہیں تو وہ ان تمام عیبوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔[۶۴]

اہلِ تصوف کے نزدیک نفس کا معاملہ نظری نہیں بلکہ عملی ہے۔ لہٰذا افعال و اعمال اور کمالات و عجائباتِ نفس پر توجہ مرکوز کی ہے۔ ان کے ہاں عمومی طور پر نفس کو محض شر کا مرکز و محرک تصور کیا گیا ہے۔ لہٰذا تربیت وتہذیب نفس کی بجائے نفس کشی کا راستہ اختیار کیا گیا ہے تا کہ برائی اور معصیت کے اس سرچشمہ کو مکمل طور پر خشک کر دیا جائے۔ عبدالکریم القشیری نے ''رسالہ قشیریہ'' ،امام غزالیؒ نے ''احیاء علوم الدین''، علی ہجویریؒ نے ''کشف المحجوب'' اور دوسرے صوفیاء نے مختلف کتب میں نفس کشی کو تقربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں نفس کی مخالفت وتعذیب کے مختلف طریقے بیان کیے ہیں۔ اہلِ تصوف عام طور پر نفس کو شر اور روح کو خیر کی قوت وعلامت قرار دیتے ہیں۔

صوفیا فرماتے ہیں:

''نفس ایک لطیف چیز ہے جو قالب میں موجود ہوتی ہے اور اسی سے صفاتِ مذمومہ اور اخلاقِ سیئہ کا صدور ہوتا ہے، جس طرح روح ایک لطیف چیز ہے اور جس کا محل و مقام قلب ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمیع اخلاقِ حمیدہ اور صفاتِ محمودہ کا صدور اسی سے ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس طرح آنکھ دیکھنے کا، کان سننے کا، ناک سونگھنے کا اور منہ قوتِ ذائقہ کا محل ہے۔ اسی طرح نفس اوصافِ مذمومہ کا محل ہے اور روح اوصافِ محمودہ کا۔''۶۵

پروفیسر احمد رفیق اختر بنیادی طور پر انگریزی ادبیات کے استاد ہیں۔ علومِ اسلامیہ کا وسیع مطالعہ کے علاوہ جدید فلسفہ، علوم وفنون اور روزمرہ سائنس پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ تصوف سے گہرا شغف ہے اور سلسلہ تصوف سے وابستہ ہیں۔ ان کی کتب اور خطبات مذہبی رجحان کے حامل جدید تعلیم یافتہ طبقات میں بے حد مقبول ہیں۔ موصوف روح اور نفس کو دو مختلف چیزیں تو قرار دیتے ہیں مگر اکثر صوفیا کی طرح روح کو خیر اور نفس کو شر کا منبع قرار دیتے ہیں۔ اور انھیں حق و باطل کی ازلی آویزش کا نمائندہ گردانتے ہیں۔ اپنی کتاب ''سرِ راہ گاہے'' میں روح اور نفس میں فرق کے حوالہ سے کیے گئے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''جیسے میں نے آپ سے کہا کہ روح اور نفس دو علیحدہ حقیقتیں ہیں اور روح کی حقیقت یہ ہے کہ الست بربکم جب اس کو بنایا تو اس میں ایک Positive اقرار رکھ دیا جب نفس کو بنایا تو اس میں انکار رکھ دیا اور حدیث یہ کہتی ہے کہ نفس انسان میں اللہ تعالیٰ نے اپنا سب سے بڑا دشمن تخلیق کیا۔ ادھر جبلتوں کا ارتکاز کر دیا ادھر عقل و معرفت کا شعور بخش دیا۔۔۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں دونوں دشمنوں کو ایک مکان میں رکھا، جسے وجودِ انسان کہتے ہیں۔ ساری عمر کی جنگ ہے، کون جیتے، کون ہارے۔''۶۶

پروفیسر صاحب نے الست بربکم والی آیتِ مبارکہ سے غلط استشہاد کیا ہے۔ قرآنِ مجید کی مذکورہ آیت درج ذیل ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ﴾ (الاعراف ۷:۱۷۲)

''اور (یاد کرو) جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انھیں خود ان کے نفوس پر گواہ بنایا (اور پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا، کیوں نہیں، ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہی دیتے ہیں (اللہ نے فرمایا یہ اس لیے) تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ بے شک ہم تو اس بات سے غافل تھے۔"

تمام مفسرین، متعدد احادیث کی روشنی میں اس امر پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت سے قیامت تک پیدا ہونے والی ذریت کو نکالا، انھیں مجسم کیا اور ان کی نفوس سے اپنے رب ہونے کی شہادت لی، روح سے گواہی لینے کا کہیں تذکرہ نہیں ہے۔ یوں بھی روح کی بجائے نفس ہی فکر وشعور کا مرکز ہے چنانچہ یہ عہد انسانی نفوس ہی سے لیا گیا تھا۔ روح سے عہد لینے کا نظریہ بعض لوگوں کی اپنی اختراع ہے۔

چونکہ صوفیاء نفس کو شر کا مرکز اور روح کو خیر کا منبع قرار دیتے ہیں، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ نفس کی بیخ کنی کر کے روح کی بالیدگی اور تزکیہ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور مختلف روحانی ریاضتوں سے روح کو پاکیزہ اور مصفّٰی و مجلّٰی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

کیفیاتِ نفس

قرآنِ مجید میں ارکان و اجزاءِ نفس اور نفس کی مثبت و منفی خصوصیات کو تفصیل اور صراحت سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ نفس انسانی کی تین نمایاں کیفیات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ نفس امّارہ :

نفسِ انسانی چونکہ مثبت اور منفی خصوصیات سے عبارت ہے لہٰذا اس میں خیر اور شر یعنی نیکی اور برائی دونوں کے رجحانات پوری شدّ ومد سے موجود ہیں۔ اگر نفس کی تہذیب اور اصلاح کا شعوری بندوبست نہ کیا جائے تو منفی خصوصیات غالب آ جاتی ہیں اور اس کیفیت میں نفس انسانی، انسان کو برائی کے راستہ پر گامزن کرتا ہے۔

﴿ وَ مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (یوسف ۱۲ : ۵۳)

"میں کچھ اپنے نفس کی براءت نہیں کر رہا۔ بے شک نفس ہی تو برائی کا حکم دیتا ہے۔ الا یہ کہ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو۔ بے شک میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ نفسِ لوّامہ:

جب انسان اپنے نفس کی مثبت خصوصیات کی نشو ونما سے اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے تو خیر کی قوتوں کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ خیر وشر کی کش مکش مسلسل جاری ہے اور شیطان اپنی ذریت کے ساتھ برائی اور شر کی ترویج کے لیے کوشاں رہتا ہے اور نفسِ انسانی کو برائی کی ترغیبات دیتا رہتا ہے۔ لہٰذا انسان اپنے فطری میلانات کی بدولت نفس کی دھوکہ دہی کا شکار ہو کر برائی کا مرتکب ہو جاتا ہے چونکہ انسان اپنی شعوری کوششوں سے، الہامی ہدایات کی روشنی میں، اپنے نفس کی اصلاح اس درجہ پر کر سکتا ہے کہ اس میں برائی کے خلاف حساسیت کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ اس حالت میں اگر انسان سے کوئی برائی کا فعل سرزد ہو تو نفس انسانی فوراً اس پر ملامت کرتا ہے۔ چنانچہ انسان برائی کا احساس کرتے ہوئے اللہ سے توبہ کرتا ہے اور اس کے ازالہ کی کوشش کرتا ہے نفس انسانی کی اس کیفیت کو ضمیر سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

﴿وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ﴾ (القیمۃ ۷۵:۲)

''اور نہیں میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔''

۳۔ نفس مطمئنہ:

جو شخص اپنے نفس کا تزکیہ کر لیتا ہے وہ دنیا میں بھی ایک متوازن اور خیر و برکت کی حامل زندگی گزارتا ہے اور حیات بعد الموت میں بھی عظیم الشان کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ کی یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اس دنیا میں خیر وشر کی کش مکش اور آویزش کے دوران اپنے خالقِ حقیقی کے بتائے ہوئے ہدایت نامہ کے مطابق اپنی زندگی کے تمام تر معمولات کو استوار کرتا ہے تو شر کی قوتوں کو مکمل شکست ہوتی ہے۔ اس وقت نفس انسانی میں اطمینان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اللہ بھی اسے بلاتا ہے کہ اس نے ضبطِ نفس، ریاضت اور جہدِ مسلسل سے جو معرکہ سر کیا ہے، چنانچہ اب وہ آئے اور اس کے پسندیدہ اور کامیاب بندوں میں شامل ہو جائے جن کا ٹھکانہ جنت ہے۔

﴿يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴾ (الفجر ۸۹:۲۷—۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے نفس مطمئن چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجامِ نیک سے) خوش اور (اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔''

سگمنڈ فرائیڈ بیسویں صدی کے آغاز کا بہت بڑا ماہر نفسیات اور دبستان تحلیلِ نفسی کا بانی و مبانی ہے۔ اگرچہ اس کے نزدیک انسانی شخصیت کا بنیادی جذبہ محرکہ (Libido) ہے جو پیدائشی اور بنیادی طور پر جنسی نوعیت کا ہے مگر وہ انسانی شخصیت کی تکمیل کے حوالہ سے نفسِ انسانی کے تین مدارج کا تذکرہ کرتا ہے جن میں قرآنی تعلیمات کی ایک ہلکی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اس کے نزدیک انسانی شخصیت کی تکمیل کے درج ذیل تین مراحل ہیں۔

۱۔ Id یعنی لاذات

فرائیڈ کے مطابق انسانی شخصیت یا نفسِ انسانی کا ابتدائی مرحلہ ہے جس میں انسانی بچہ اپنی خواہشات کی فوری تسکین چاہتا ہے۔ اس مرحلہ میں لذت کا حصول اور تکالیف سے بچاؤ کا اصول کار فرما ہوتا ہے۔ اس سطح پر معاشرتی بندھنوں یا اخلاقیات کا قطعاً خیال نہیں رکھا جاتا۔ اس سطح پر زیادہ تر افعال لاشعوری سطح پر ہوتے ہیں۔ ٦٧

۲۔ Ego یعنی انا

فرائیڈ کے نزدیک یہ انسانی شخصیت کی تکمیل کا دوسرا مرحلہ ہے اور یہ شعوری کیفیات کا ابتدائی دور ہے۔ اس میں بیرونی حقائق اور معاشرتی اقدار کا ایک حد تک لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔

۳۔ Super Ego یعنی فوق الانا:

فرائیڈ کے مطابق اس مرحلہ پر معاشرتی اقدار اور اخلاقی قواعد و ضوابط کا شعور مکمل طور پر بیدار ہو چکا ہوتا ہے۔ اس مرحلہ پر انسانی نفس معاشرتی نظام تعلیم و تربیت کی بدولت اخلاقی اقدار کو اپناتا ہے۔ اور ان قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہو تو ندامت اور افسوس کا اظہار ہوتا ہے۔ فوق الانا یعنی Super Ego کی جتنی بہتر تربیت ہوگی، انسانی اعمال و کردار اتنا ہی بہتر ہوگا۔ ٦٨

مندرجہ بالا قرآنی افکار و نظریات کی روشنی میں بنیادی انسانی سوالات کے ضمن میں درج ذیل جوابات مستنبط ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ انسانی وجود، حیات کی نچلی انواع کی ارتقائی اور ترقی یافتہ شکل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بحیثیت انسان ہی تخلیق فرمایا ہے۔

۲۔ انسانی اعمال و افعال کا بنیادی محرک نفسِ انسانی ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اخلاقی حس ودیعت کی ہے اور اس نفس میں خیر اور شر دونوں داعیات موجود ہیں۔

۳۔ انسانی حیات صرف دنیاوی زندگی تک محدود نہیں ہے بلکہ انسان کو موت کے بعد ایک ہیشگی کی زندگی سے دوچار ہونا ہے۔

۴۔ کائنات کی تمام مخلوقات کی طرح، انسان کا بھی ایک مقصدِ وجود ہے جو خالقِ انسان نے اپنے رسولوں کی وساطت سے مکمل طور پر آشکار کر دیا ہے۔

۵۔ انسان اپنے مابعد الطبیعاتی اور اخلاقی معاملات کے لیے خدائی ہدایت و رہنمائی کا محتاج ہے۔ جو وحی کی شکل میں رسولوں کی راہنمائی میں میسر آتی ہے۔

۶۔ دنیا میں خیر و برکت اور انسانیت کے لیے مفید معاشرہ کے قیام اور آخرت میں کامیابی کے حصول کے لیے نفس انسانی کی اصلاح اور تزکیہ نفس از بس ضروری ہے۔

۷۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا جس کی پاداش میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس پر لعنت بھیجی اور اسے مردود قرار دیا۔ ابلیس نے قیامت تک کے لیے مہلت طلب کی تاکہ وہ آدم اور اولادِ آدم کو صداقت و ہدایت کی راہ سے بھٹکائے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی درخواست کو قبول فرمایا اور شیطان کے بہکاوے سے اولادِ آدم کو بچانے کے لیے انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ وہ الہامی تعلیمات کی روشنی میں نفسِ انسانی کا تزکیہ کریں اور اعلیٰ اخلاقی اقدار پر مبنی عدل و انصاف کا معاشرہ قائم کریں جس میں تمام افراد کو ان کے بنیادی حقوق میسر آ سکیں۔

تزکیہ نفس

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا O فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا O قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا O وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾ (الشمس ۹۱:۷—۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور نفس انسانی اور اس ذات کی قسم جس نے اس کو سنوارا اور ٹھیک ٹھاک بنایا اور پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔ یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الاعلیٰ میں بھی اسی حقیقت کو بیان کیا ہے۔﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾(الاعلیٰ ۸۷:۱۴) یعنی وہ فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی یعنی اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ انسانی اعمال و افعال کا حقیقی محرک چونکہ نفسِ انسانی ہے اس لیے افرادِ معاشرہ میں اخلاقِ رذیلہ کی بیخ کنی اور اخلاقِ حمیدہ کی آبیاری کے لیے تہذیب و اصلاحِ نفس از بس ضروری ہے تاکہ انسانیت کے لیے فوز و فلاح اور انسانی مقاصدِ حیات کی بجا آوری کے لیے ممد و معاون معاشرہ کی تشکیل کی جا سکے۔ خیر و شر کی اس ازلی کشاکش میں چونکہ بنیادی اور فیصلہ کن کردار نفسِ انسانی کا ہی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جو رسول اور نبی مبعوث فرمائے، ان کا اہم ترین فریضہ انسانی نفس کا تزکیہ ہی قرار دیا گیا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ وہ فرعون کے پاس جائیں اور اسے تزکیہ کی دعوت دیں۔

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى﴾(النّٰزعٰت ۷۹:۱۷–۱۸)

"(اے موسیٰ!) فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے اور اسے کہو کہ کیا تم اپنا تزکیہ نہیں کرنا چاہتے؟"

انسانیت کے لیے تزکیۂ نفس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر فرما رہے تھے تو ان دونوں نے مل کر اپنی آئندہ نسلوں کے لیے دعا کی تو ایک رسول کے مبعوث کرنے کی التجا کی گئی تاکہ وہ ان کی اولاد کا تزکیۂ نفس کا فریضہ سرانجام دے۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾(البقرۃ ۲:۱۲۹)

"اے رب! ان لوگوں میں خود انھی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو، جو ان کو کتاب اور حکمت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، تو بڑا مقتدر اور حکمت والا ہے۔“

مفسرین کی رائے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مذکورہ دعا کی قبولیت جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صورت میں سامنے آئی۔ آنجناب علیہا لسلام کے منصبِ رسالت کے فرائضِ جلیلہ کا قرآن میں کئی بار تذکرہ ہوا ہے جن میں بنیادی ذمہ داری کتاب و حکمت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفوس گردانا گیا ہے۔

﴿كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيۡكُمۡ وَ يُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ﴾(البقرۃ۲:۱۵۱)

”جس طرح ہم نے تمھارے درمیان خودتم میں سے ایک رسول بھیجا جوتمھیں ہماری آیات سناتا ہے، تمھارا تزکیہ کرتا ہے، تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے جوتم نہ جانتے تھے۔“

کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیۂ نفس رسالت کے بنیادی مقاصد میں سے ہیں۔نوعِ انسانی کے لیے ان امور کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے مومنوں کے لیے اپنی طرف سے ایک احسانِ عظیم کے مترادف قرار دیتے ہیں۔

﴿لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ ۚ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴾(آل عمران ۳:۱۶۴)

”درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انھی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات سناتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔“

مسلمان علماء نے نفسِ انسانی اور علم النفس پر کئی گراں قدر علمی کتابیں لکھی ہیں جن میں نفس انسانی کی ماہیت اور اصلاحِ نفس کے حوالہ سے علمی مباحث اور عملی اقدامات بیان کیے گئے ہیں۔ قدیم علماء میں سے ابن مسکویہ کی ”الفوز الاصغر“ فخر الدین رازیؒ کی ”کتاب النفس والروح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و شرح قواھما"، ابن باجہ کی ''کتاب النفس''، ابن سینا کی "الشفاء" اور امام غزالی کی ''احیاء علوم الدین، جلد سوم''، کافی نمایاں ہیں۔ برصغیر کے علماء میں سے شاہ ولی اللہ کی ''حجۃ اللہ البالغۃ'' اور ''انفاس العارفین''، مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ''قصد السبیل''، ''اصلاح النفس'' اور ''تربیت السالک'' علامہ اقبال کی "Re-Construction of Religious Thought in Islam" کا چوتھا خطبہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی ''قرآن اور علم جدید''، ڈاکٹر محمد امین کی کتاب ''اسلام اور تزکیۂ نفس''، مغربی نفسیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ'' اور عصر حاضر کے معروف عرب ماہر نفسیات ڈاکٹر محمد عثمان نجاتی کی دو کتب ''القرآن وعلم النفس''، ''الحدیث النبوی وعلم النفس'' ڈاکٹر محمد اجمل کی ''نفسی طریقِ علاج میں مسلمانوں کا حصہ''، پروفیسر غلام نبی طارق کی ''القرآن شیءعجیب''، ڈاکٹر فاروق عزیز کی ''قرآن کا تصورِ نفس''، مولانا امین احسن اصلاحی کی ''تزکیۂ نفس''، ڈاکٹر ظفر آفاق انصاری کی ''نفس کے قرآنی تصورات'' اور پیر عبداللطیف خان نقشبندی کی ''تہذیبِ نفس'' قابل ذکر ہیں۔

تزکیہ نفس کا منہج

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر انبیاء اور رسل کی بعثت کے مقاصد اور فرائض منصبی کا تذکرہ کیا ہے جن میں نمایاں ترین کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیۂ نفس شامل ہیں۔ تزکیہ نفس سے مراد نفس انسانی کے برائی کے داعیات کو دبانا اور نیکی کے داعیات کو پروان چڑھانا تاکہ فرد کی زندگی نیکی اور خیر کا مرقع بن جائے اور دنیا اور آخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار ہو۔ **اس حوالہ سے ایک عمومی غلط فہمی کا ازالہ ازبس ضروری ہے۔**

عام طور پر تزکیۂ نفس اور باطنیت (Mysticism) کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے اور تزکیۂ نفس سے مراد باطنیت لیا جاتا ہے جسے مذہب کی زبان میں تصوف کہا جاتا ہے۔ باطنیت کے علمبردار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انسان کے باطن میں قدرت نے ایک خاص صلاحیت ودیعت کی ہوئی ہے جو خفتہ ہوتی ہے۔ مختلف ریاضتوں سے اگر اسے بیدار کیا جائے اور پروان چڑھایا جائے تو انسان کے باطن کی سکرین اس قدر مجلاّ اور مصفّا ہو جاتی ہے کہ مابعد الطبیعاتی یا غائب کے حقائق اس پر منکشف اور متشکل ہونا شروع ہو جاتے ہیں جس سے انسان کا ایمان حق الیقین اور عین الیقین کی سطح پر آ جاتا ہے۔ اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاہدۂ حق یا مشاہدۂ باطن بھی کہا جاتا ہے جس کے حصول کے لیے علائق دنیا سے کنارہ کشی کر کے طویل ریاضتیں، جانگسل مجاہدے، اور سلوک کی مختلف منازل طے کی جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ ہائے سلوک تمام ادیان میں پائے جاتے ہیں۔ رہبانیت یعنی دنیا سے طویل کنارہ کشی جس کا جزو اولین ہے۔ مسلمانوں میں بھی مختلف سلسلہ ہائے تصوف موجود ہیں جن کی ریاضتوں کے مختلف طریقۂ کار ہیں۔

تزکیۂ نفس، مذکورہ باطنیت سے بالکل مختلف عمل ہے جس میں رہبانیت یا دنیا سے کنارہ کشی کی بجائے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق ایک فعال اور بھرپور دنیاوی زندگی گزارنا جو اخروی زندگی میں کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری رسول ہیں۔ لہٰذا اب قیامت تک کے انسانوں کے لیے تزکیۂ نفس کے حوالہ سے آپؐ ہی **مزکی اعظم** ہیں۔ آپؐ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تزکیۂ نفس جس منہج پر کیا، پوری انسانیت کے لیے وہ ایک نمونہ ہے۔ قرآنِ مجید اور آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ سے تزکیۂ نفس کے ضمن میں چھ بنیادی اجزاء واضح ہوتے ہیں۔

۱۔ عقائد و ایمانیات

توحید، رسالت اور آخرت، اسلام کے بنیادی معتقدات ہیں۔ ان عقائد پر انسان کا ایمان جتنا پختہ ہو گا افکار و نظریات اسی سانچہ میں ڈھل جائیں گے جو کہ ایک مخصوص شاکلہ (Mindset) کی تشکیل کرتے ہیں۔ انسان کے اعمال و افعال کا سرچشمہ انسان کے بنیادی معتقدات اور نظریات ہی ہوا کرتے ہیں۔

۲۔ عبادات

نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اسلامی عبادات کا ایسا نظام ہے جو تزکیۂ نفس میں انتہائی مؤثر کردار سرانجام دیتا ہے۔ عبادات میں خشوع و خضوع اور حضوری قلب تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہیں اور یہ ایک مسلسل عمل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اخلاقیات

قرآنِ مجید اور سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اخلاقیات کا عظیم الشان خزینہ ہیں۔ چنانچہ قرآن و سنت میں بیان کردہ رذائلِ اخلاق کا سدِ باب اور فضائلِ اخلاق کی بجا آوری تزکیۂ نفس کا اہم ترین جزو ہے۔

فضائلِ اخلاق کی نمایاں اقدار میں صدق، عدل و انصاف، احسان، عفو و درگزر، صلہ رحمی، صبر، تواضع، انکسار، رزقِ حلال، انفاق فی سبیل اللہ، سخاوت، حقوق کی بجا آوری، عفت و عصمت، حیا، محبت وخشیتِ الٰہی، جرأت و بہادری اور حسنِ نیت وغیرہ شامل ہیں جبکہ رذائلِ اخلاق کے حوالہ سے کذب، ظلم، تکبر، وعدہ خلافی، غیبت، حق تلفی، بدنیتی، بزدلی، منافقت، ریاکاری، حرام خوری اور فحاشی وغیرہ نمایاں ہیں۔

۴۔ معاملات

کوئی انسان تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔ انسانی جبلت اور زندگی کے مختلف مراحل میں انسان کی باہمی ضروریات اسے اس امر پر مجبور کرتی ہیں کہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہے۔ چنانچہ معاشرتی معاملات میں اعلیٰ اخلاقی اقدار اور کسبِ معاش کے حوالہ سے رزق حلال کی تلاش اور اسلام کے اصولوں کے مطابق جملہ شعبہ جات کی تشکیل سے ایک عادلانہ اور منصفانہ معاشرہ کے قیام کی جدوجہد، تزکیۂ نفس کا ایک اہم شعبہ ہے۔

۵۔ امر بالمعروف ونھی عن المنکر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بہترین امت قرار دیا ہے جسے پوری انسانیت کے لیے برپا کیا گیا ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ چنانچہ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کا خدائی فریضہ کی کما حقہ بجا آوری بھی تزکیۂ نفس کا ایک بہت ہی اہم پہلو ہے۔

۶۔ جہاد فی سبیل اللہ

جہاد سے مراد اعلاءِ کلمۃ الحق اور اللہ کی راہ میں حتی الامکان کوشش و کاوش ہے۔ اس حوالہ سے انسان کا اپنی تمام تر ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں اور وسائل کو اللہ کی راہ میں صرف کرنا اور اگر کبھی اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان کا نذرانہ بھی دینا پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کرنا جہاد فی سبیل اللہ کہلاتا ہے اور یہ تزکیۂ نفس کا نہایت اہم جزو ہے۔

تزکیۂ نفس کے منہج کے حوالہ سے مذکورہ چھ اہم ترین پہلوؤں کا نہایت اختصار سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ اصل مقصود تزکیۂ نفس اور باطنیت (Mysticism) کے فرق کو واضح کرنا تھا۔ عمومی طور پر باطنیت کو تزکیۂ نفس ہی گردانا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں باطنیت کو تصوف سے موسوم کیا جاتا ہے اور اسے اسلام کی اصل یا روح کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ چونکہ باطنیت کے بہت سے اصول اور طریقے فلسفہ یونان، مجوسیت اور ہندومت کے افکار ونظریات سے ماخوذ ہیں اس سے مسلمانوں میں تزکیۂ نفس کے سلسلہ میں بہت سے غیر اسلامی نظریات و اصول در آئے ہیں۔ تزکیۂ نفس کا ایک ہی منہج ہے جسے منہجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جانا چاہیے۔ جو قرآنِ مجید، حدیثِ مبارکہ اور سیرتِ طیبہ پر مشتمل ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ ۶۹ اور ڈاکٹر محمد امین صاحب ۷۰ نے اس موضوع کو اپنی کتب میں نہایت مدلل انداز میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء اور رسل کی آمدِ باسعادت کے مقاصد میں کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیہ بیان فرمایا ہے جسے ہم نے اوپر وضاحت سے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام رسل کی بعثت کا ایک اور مشترک مقصد بھی بیان فرمایا ہے جو عدل وانصاف کا قیام ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحدید ۵۷:۲۵)

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

درج بالا آیتِ مبارکہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے جس میں رسولوں کی بعثت کا مشترکہ اور اہم ترین مقصد انسانوں کو عدل و انصاف پر استوار کرنا قرار دیا گیا ہے۔ عادلانہ معاشرہ کا قیام انسانی معاشرت کا حسن وسعادت اور فوز وفلاح کا نقطۂ کمال ہے۔ کتبِ لغت میں عدل کی ایک تعریف یہ بیان کی گئی ہے ''**وضع الشیء علی محلہ**'' یعنی جو چیز جہاں ہونی چاہیے، اسے وہیں رکھنا۔ قرآنِ مجید میں انصاف کے لیے عدل اور قسط کے دو مختلف الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کا عدالتی نظام طویل ارتقائی منازل طے کر کے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ انصاف کی دو قسمیں ہیں یعنی قانونی انصاف اور حقیقی انصاف چونکہ عدالتوں نے اپنے فیصلے گواہان، دستاویزی شہادت اور ظاہری حالات پر صادر کرنا ہوتے ہیں لہٰذا اس امر کا امکان ہے کہ عدالت اپنی حسنِ نیت اور اہلیت کے باوجود ظاہری حقائق کی بنیاد پر غلط فیصلہ کر دے۔ یہ قانونی انصاف تو ہوگا مگر حقیقی انصاف نہیں ہو گا۔ قسط سے مراد حقیقی عدل و انصاف ہے جس کا قیام انبیاء اور رسل کی آمد کا اہم ترین مشترکہ مقصد گردانا گیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ آیتِ مبارکہ کا مطلب ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بعثتِ رسل کا جو سلسلہ ازل سے جاری و ساری فرمایا ہے اور جو انھیں الہامی کتب اور نظام ہائے عدل سے نوازا ہے تو اس کا اصل مقصد ایسے انسانی معاشرہ کا قیام ہے جہاں ہر شخص حقیقی انصاف سے فیض یاب ہو کر اپنا حق حاصل کرے۔

دعویٰ مغرب

اہل مغرب اس بات پر بہت نازاں و فرحاں ہیں اور ان کا بزعم خود یہ دعویٰ ہے کہ بنیادی انسانی حقوق اور ان پر مبنی عدل و انصاف کے حامل معاشرہ کا قیام انھی کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ دنیا عدل و انصاف اور انسانی حقوق سے بالکل بے بہرہ تھی۔ انھوں نے ہی علمی و فکری سطح پر انسانی حقوق کا شعور بیدار کیا اور پھر ان کے حصول کے لیے عملاً جدوجہد بھی انھوں نے ہی کی ہے اور یہ سب ان کی ہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ بین الاقوامی اور بین الانسانی سطح پر مختلف معاہدہ جات کے تحت انسانی حقوق کو تسلیم کروا لیا گیا ہے اور بعض معاشروں میں ان حقوق کی عملاً جلوہ گری ہو چکی ہے۔

قرآنی موقف

گزشتہ صفحات میں قرآنی تعلیمات کو وضاحت سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس طویل بحث کی غرض و غایت یہ ہے کہ تاریخ انسانی میں انسانی کردار، اس کے محرکات اور داعیات کا فکری اور عملی سطح پر بے لاگ محاکمہ کیا جائے اور انسانی فوز و فلاح کے لیے صراطِ مستقیم کا تعین کیا جا سکے تا کہ انسانیت اپنی تخلیق کے مقاصد جلیلہ کے حصول کی منزل کی جانب گامزن ہو جائے۔ قرآنِ مجید کے مذکورہ بالا مباحث سے اہلِ مغرب کے مندرجہ بالا دعویٰ کا مکمل ابطال ہوتا ہے اور درج ذیل حقائق کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استنباط ہوتا ہے۔

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانی ہدایت اور رہنمائی کے لیے انبیاء اور رسل کی بعثت کا سلسلہ اولین انسان سے ہی جاری وساری فرمایا ہوا ہے۔

۲۔ انبیاء، انسانوں کو الہامی کتب اور حکمت و دانش کی تعلیم سے مستفید کرتے ہیں اور خیر وشر کی ازلی آویزش سے عہدہ برآ ہونے کے لیے انسانی نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں۔

۳۔ انبیاء کی بعثت کا اہم ترین مقصد حقیقی عدل و انصاف پر مبنی انسانی معاشرہ کا قیام ہے۔

۴۔ جو لوگ پیغمبروں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے وہ دنیا اور آخرت کی کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گے۔

درج بالا قرآنی حقائق کا یہ بدیہی تقاضا ہے کہ انسان پیغمبروں کو اپنا ہادی و رہنما بنائے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر عادلانہ و منصفانہ معاشرہ قائم کرے تاکہ وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوں اور آخرت میں بھی انھیں کوئی خوف نہ لاحق ہو۔

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (الاعراف ۷:۳۵،۳۶)

> ''اے بنی آدم یاد رکھو جب تمھارے پاس خود تم میں سے ہی ایسے رسول آئیں جو تمھیں میری آیات سنا رہے ہوں تو جو کوئی نافرمانی سے بچے گا اور اپنی اصلاح کرے گا، اس کے لیے کسی قسم کا کوئی خوف یا رنج نہیں ہے اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی اختیار کریں گے وہی اہل جہنم ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

قرآن مجید اس امر کی صراحت کرتا ہے کہ یہ خدائی حکم اب نہیں نازل ہو رہا بلکہ تخلیق آدم کے وقت جب ابلیس نے سرکشی کی اور قیامت تک بنی نوع انسانی کو بہکانے کے لیے مہلت حاصل کر لی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ حکم صادر فرما دیا تھا۔

﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴾(البقرة۲: ۳۸، ۳۹)

''ہم نے کہا کہ تم یہاں (جنت) سے اتر جاؤ۔ پھر جب میری طرف سے کوئی ہدایت تمھارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ اہل جہنم ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

موجودہ دور تاریخِ انسانی کا منفرد اور نہایت ممتاز دور ہے کیونکہ یہ رسالتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ہے جو کہ سلسلہ رسل کی آخری متبرک کڑی ہیں۔ اب قیامت تک پوری بنی نوع انسانیت کے لیے آپ ہی کی ذاتِ والا صفات خزینۂ ہدایت ہیں۔

﴿قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَاۨ الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ کَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ﴾(الاعراف ۷: ۱۵۸)

''(اے محمدؐ) کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے، اور پیروی اختیار کرو اس کی۔ امید ہے تم راہِ راست پا لو گے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم المرسلین ہونے کا اعلان بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بالکل واشگاف الفاظ میں بیان فرما دیا گیا ہے۔

﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا﴾(الاحزاب ۳۳: ۴۰)

''(لوگو!) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اس امر کو بھی صراحت سے بیان فرما دیا ہے کہ اللہ کی طرف سے انسانی رشد و ہدایت کا سلسلہ آنجناب علیہ السلام پر دین کامل کی صورت میں پورے شرح و بسط کے ساتھ نازل کر دیا گیا ہے اور یہ اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جو تمام انسانوں کو عطا کر دی گئی ہے اور اسلام کو انسانوں کے لیے ایک مکمل ضابطۂ زندگی کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔

﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المآئدۃ ۵:۳)

''آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو نظامِ حیات کی حیثیت سے منتخب کیا ہے۔''

بعثتِ نبویؐ اور انسانیت کی حالتِ زار

آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے وقت عالمِ انسانیت کا جائزہ لیں تو انتہائی روح فرسا منظر دکھائی دیتا ہے۔ شریعتِ موسوی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الہامی تعلیمات میں تحریفات کی بدولت مذہبی پیشوائیت من مانی تعلیمات کو مذہب کے نام پر پیش کر رہی تھی اور انسانیت کو صراطِ مستقیم سے منحرف کر کے خود ساختہ راستوں پر گامزن کیے ہوئے تھی۔ مذہب، انسانی استحصال کا بدترین ہتھیار بنا دیا گیا تھا جسے مذہبی پیشوائیت اپنے دنیاوی مقاصد کے حصول کے لیے بھرپور طور پر بروئے کار لا رہی تھی۔ قرآن نے اس صورتِ احوال کی تصویر کشی درج ذیل الفاظ میں کی ہے۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾ (التوبۃ ۹:۳۴)

''اے ایمان والو! ان اہل کتاب کے علماء اور درویشوں (پیروں) کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کا مال جھوٹے طریقوں سے کھاتے ہیں اور انھیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔''

چونکہ انبیاء اور رسل کی بعثت کا اولین مقصد انسانی نفوس کی تہذیب کے ذریعہ سے ایک عادلانہ اور منصفانہ معاشرہ کی تشکیل ہوا کرتا ہے مگر جب الہامی تعلیمات میں مذموم مقاصد کے پیش نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریفات کر دی جاتی ہیں تو انسانیت صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتی ہے اور انسانی معاشرہ ظلم و عدوان اور انسانی استحصال کی بدترین شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ قدیم انسانی مسکن ہندوستان، اس وقت مذہبی بنیادوں پر انسانی درجہ بندیوں اور طبقات پر مشتمل انسانیت سوز تہذیب کی نمائندگی کر رہا تھا۔ سرزمین عرب شرک اور بت پرستی کے حامل مختلف قبائل کی آماج گاہ تھی جو ہر وقت جنگ و جدل کا شکار رہتے تھے۔ ایرانی کسریٰ کی عظیم الشان سلطنت تنزل کی جانب سرعت سے گامزن تھی اور زوال پذیر معاشرہ کی جملہ قباحتوں سے معمور تھی۔

یونانی فلسفہ و دانش مفقود ہو چکی تھی اور یونانی تہذیبی بنیادوں پر استوار ہونے والی رومی سلطنت اپنی شان و شوکت کھو چکی تھی اور اس وقت تحریف شدہ عیسائیت کی قیادت و سیادت میں رومی سلطنت علوم و فنون کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن چکی تھی۔ یورپ کا بڑا حصہ رومی سلطنت کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا اور انتہائی ظالمانہ جاگیردارانہ نظام کی گرفت میں تھا۔ رابرٹ بریفالٹ پانچویں سے دسویں صدی عیسوی تک کے یورپ کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ ہر طرف بربریت اور وحشت کا دور دورہ تھا کہ جس کے تصور سے ہی انسانی روح کانپ اٹھتی ہے اور غالباً تاریخ انسانی کا یہ انتہائی بہیمانہ مظاہرہ یورپ میں ہوا کہ انسانی گوشت کی باقاعدہ تجارت کی جاتی تھی۔

> "Cases of cannibalism were not uncommon: there were man-hunts, not with a view to plunder, but for food, it is on record that at Tournus, on the saone, human flesh was publically put up for sale."[۲]

سید ابوالحسن علی ندویؒ اس دور کی تصویر کشی ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

> ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اپنی عمر کے چالیس سال پورے کیے اس وقت دنیا آگ کی ایک خندق کے بالکل کنارے بلکہ یہ کہنا صحیح ہو گا کہ لبِ بام کھڑی تھی۔ یہ وہ نازک وقت تھا جب انسانیت کی صبح صادق طلوع ہوئی۔ محروم و بدنصیب دنیا کی قسمت جاگی اور بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت قریب ہوا اللہ تعالیٰ کی سنت بھی ہے کہ جب تاریکی بڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے اور قلوب سخت اور مردہ ہونے لگتے ہیں تو اس کی رحمت کا کوئی جاں نواز جھونکا چلتا ہے اور انسانیت کے خزاں رسیدہ چمن میں بہار آجاتی ہے۔''۳ے

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق و کردار کے حوالہ سے مکہ کی اہم ترین شخصیت تھے۔ آپ کی ذات والا صفات کا ہر شخص گرویدہ اور آپ کو ''صادق'' اور ''امین'' کے القابات سے پکارا جاتا تھا۔آپ کی اس اعلیٰ ترین حیثیت اور مقام و مرتبہ کے باوجود آنجناب علیہ السلام نے مکہ کی شہری ریاست کے امور میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اعلان نبوت سے قبل اگر آپ چاہتے تو اس شہری ریاست کے اہم ترین منصب پر آپ کو بخوشی جلوہ افروز کیا جا سکتا تھا مگر آپؐ نے قصداً اس سے احتراز فرمایا۔ البتہ ایام جوانی میں ہی آنجناب علیہ السلام نے انسانی حقوق کی علمبردار ایک رضا کارانہ تنظیم ''حلف الفضول'' میں شرکت فرمائی اور پوری سرگرمی سے اس تنظیم کی کارروائیوں میں حصہ لیا۔ ابنِ ہشام نے اپنی کتابِ سیرت میں اور بلاذری نے ''فتوح البلدان'' میں اس کی تفصیلات بیان کی ہیں۔اس تنظیم کے شرکاء درجِ ذیل حلف اٹھاتے تھے۔

''خدا کی قسم ہم سب مل کر ایک ہاتھ بن جائیں گے اور وہ مظلوم کی حمایت میں اس وقت تک ظالم کے خلاف اٹھا رہے گا جب تک وہ (ظالم) اس (مظلوم) کا حق ادا نہ کردے اور یہ عمل اس وقت جاری رہے گا جب تک سمندر گھونگوں کو بھگوتا رہے گا اور حرا و ثبیر کے پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔''۴ے

پیغمبر علیہ السلام نے انسانی حقوق کی علمبرداری کا جو سفر حلف الفضول سے شروع فرمایا تھا، بعثتِ نبوی کے بعد دعوت و تبلیغ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، مشکلات و مصائب میں عزیمت کا مظاہرہ اور ہجرت کے مراحل سے گزرتا ہوا، مدینہ کی اسلامی ریاست کی تشکیل میں جلوہ گر ہوا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اپنے رفقاء اور متبعین کے نفوس کا تزکیہ اس مؤثر انداز میں فرمایا کہ عالم انسانیت کے پاکیزہ ترین افراد پر مشتمل ایک ایسی منفرد جماعت تیار ہوگئی کہ جن کی بدولت حقیقی عدل و انصاف اور انسانی حقوق پر مبنی ایک اعلیٰ و ارفع معاشرہ کا قیام عمل میں آیا۔ آپؐ کے دستِ اقدس سے مدینہ میں ایک ایسی اسلامی ریاست کی بنا رکھی گئی جو انسانی تہذیبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتقاء کا ایک نیا باب اور قرن بقرن سے پسی ہوئی انسانیت کے لیے ایک صبح امید ثابت ہوئی۔ آپ صلعم نے بنی نوع انسان کو ہمہ جہت فکری اور عملی جکڑ بندیوں سے آزاد کرایا اور انسانیت کی پیٹھ پر سے ان بوجھوں کو اتارا جس کے نیچے انسانیت دبی ہوئی تھی۔ قرآنِ مجید نے آنحضرت صلعم کے اسی کردار کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾(الاعراف ۷:۱۵۷)

"(اللہ کی رحمت ان لوگوں کے لیے ہے) جو اس پیغمبر، نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انھیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ (صلعم) انھیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔ ان پر وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے ہیں اور وہ ان بندشوں کو کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اس روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی لوگ فوز و فلاح پانے والے ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ گم کردہ راہ انسانیت کو کفر و شرک، ظلم و عدوان اور جہالت و گمراہی کے اندھیاروں سے نکال کر ایمان و ایقان، عدل و انصاف اور علم و حکمت کی روشن راہ پر گامزن کرنے والے مقدس انسانی گروہ کے آخری فرد ہیں۔ چنانچہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جہد مسلسل اور عزم صمیم سے دنیائے انسانیت کا وہ عظیم الشان انقلاب برپا ہوا جس سے انسانیت کا دھارا بدل گیا۔ تہذیب و تمدن کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ علم و دانش کی نئی دنیا آباد ہوئی، آزادی اور حریت کا نیا سورج طلوع ہوا، عدل و انصاف اور حقوق انسانی کی نئی روشن صبح کا آغاز ہوا اور حیاتِ انسانی اپنے مقاصدِ حیت کے حصول کی منزل کی جانب گامزن ہوئی۔ یہ انقلاب اتنا ہمہ گیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جامع تھا کہ انسانی زیست کا کوئی بھی شعبہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس انقلاب عظیم کی اثر انگیزی کا اعتراف مغرب و مشرق کے بڑے بڑے دانشوروں نے کیا ہے۔ مثلاً تھامس کارلائل (Thomas Carlyle) نے ۱۸۴۰ء میں سکاٹ لینڈ کی معروف یونیورسٹی ایڈنبرا میں انسانی زیست کے متنوع شعبہ جات کی نمائندہ عظیم ترین شخصیات کے بارے میں " Heroes, Hero-worship and the Heroic in History" کے عنوان سے چھ خطبات دیے تھے۔ اس سلسلہ ہائے خطبات کا دوسرا خطبہ پیغمبروں میں سے عظیم ترین شخصیت (The Hero as Prophet - Muhamamd) کے بارے میں تھا جس میں انھوں نے آنجناب علیہ السلام کو پیغمبروں میں سے عظیم ترین قرار دیا۔۵۷

مغرب کا مشہور تاریخ دان جان ولیم ڈریپر (John William Draper) آپ صلعم کے بارے میں رقم طراز ہے:

''۵۶۹ عیسوی میں جسٹینین کی وفات کے چار سو سال بعد عرب کے شہر مکہ میں وہ شخصیت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئی جس نے بنی نوع انسانی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا''۶۷

۱۹۷۸ء میں مائیکل ہارٹ نے "The Hundred" نامی کتاب لکھی جس میں دنیا کی ۱۰۰ عظیم ترین شخصیات کا تذکرہ کیا گیا جنھوں نے اپنے اپنے شعبہ کے حوالہ سے انسانیت کو متاثر کیا۔ مائیکل ایچ ہارٹ کی درجہ بندی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام شخصیات میں سے پہلے نمبر پر ہیں جنھوں نے تاریخ عالم میں بنی نوع انسانی کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔ مائیکل ایچ ہارٹ کی درجہ بندی کے مطابق آنجناب علیہ السلام تاریخ کی وہ واحد شخصیت ہیں جو دینی اور دنیاوی دونوں پہلوؤں سے کامیاب ترین شخص ہیں آپؐ نے دنیا کے عظیم ترین مذہب کی بنا ڈالی اور ایک انتہائی با اثر سیاسی قائد بھی بن گئے اور تیرہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آپؐ کی شخصیت کا سحر اقوام عام پر بدستور قائم ہے۔

" But he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels. Of humble origins, Muhammad founded and promulgated one of the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

world's great religions, and became an immensely effective political leader. Today, thirteen centuries after his death, His influence is still powerful and pervasive."ہے

انسانی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ حق و باطل کی ازلی کشاکش و آویزش میں جب کبھی کسی پیغمبر یا مصلح نے نظامِ باطل کا قلع قمع کر کے حق و صداقت کا بول بالا کرنے کی کوشش کی تو نظام کہن کے علمبرداروں، بالخصوص اجارہ دار طبقات، نے اس کی شدید مخالفت کی۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین حجاز میں جاری و ساری کفر وضلالت اور ظلم و عدوان پر استوار انسانی استحصالی نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر عدل و انصاف اور انسانی مساوات پر مبنی نظام قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا تو طاغوتی قوتیں لرزہ براندام ہو گئیں۔ علامہ اقبال نے جاوید نامہ میں ''نوحہ روح ابوجہل در حرم کعبہ'' کے عنوان سے ابوجہل کو طاغوتی نظام کے محافظین کے نمائندہ کے طور پر پیش کیا ہے کہ انقلابِ محمدی کو کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہوئے دیکھ کر ابوجہل کی روح انتہائی بے قراری کے عالم میں حرم کعبہ میں غلافِ کعبہ کو تھام کر نوحہ کناں ہے۔ علامہ اقبال کی اس طویل نظم کے چند اشعار درج کیے جاتے ہیں جس سے مطلب واضح ہو جاتا ہے۔

سینۂ ما از محمد داغ داغ .... از دمِ او کعبہ راگل شد چراغ

از ہلاک قیصر و کسریٰ سرود .... نوجواناں راز دست ما ربود

ساحر و اندر کلام ساحری است .... ایں دو حرف لا الہ خود کافری است

''ہمارا سینہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے داغ داغ ہے۔ اس کی پھونک سے کعبہ کا چراغ بجھ گیا ہے۔ اس (آپؐ) نے قیصر و کسریٰ کی تباہی و بربادی کی بات کی اور نوجوان نسل کو ہم سے چھین لیا۔ وہ جادوگر ہے اور اس کے کلام میں جادوگری ہے۔ یہ جو ''لا الہ'' کے دو الفاظ ہیں بجائے خود کافری ہیں۔''

مذہب او قاطعِ ملک و نسب .... از قریش و منکر از فضلِ عرب

در نگاہِ او یکے بالا و پست .... با غلامِ خویش بر یک خواں نشست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرِ احرارِ عرب نشناختہ .... باکلفتانِ حبش در ساختہ
احمراں با اسوداں آمیختند .... آبروئے دو زمانے ریختند

''اس (آپؐ) کا مذہب ملک اور خاندان کی جڑیں کاٹنے والا ہے۔ اس کا تعلق قریش سے ہے اور وہ عرب کی فضیلت کا منکر ہے۔'' اس (آپؐ) کی نگاہ میں اعلیٰ و ادنیٰ تمام برابر ہیں اور وہ اپنے غلام کے ساتھ ایک ہی دستر خواں پر بیٹھتا ہے۔ اس (آپ صلعم) نے عرب کے آزاد لوگوں کی قدر نہیں پہچانی اور اس نے حبشہ کے بدصورت سیاہ فام لوگوں سے موافقت کر لی ہے۔ (محمد صلعم کی تعلیمات کے باعث) گورے اور کالے باہم مل گئے ہیں اور یوں انھوں نے خاندان کی آبرو مٹی میں ملا دی ہے۔''

اے ہبل اے بندہ راپوزش پذیر .... خانۂ خود را ز بے کیشاں بگیر
گلۂ شاں را بگرگاں کن سبیل .... تلخ کن خرمائے شاں را بر نخیل
صرصرے دہ باہوائے بادیہ .... انھم اعجاز نخل خاویہ

''اے ہبل! تو جو بندوں کی معافی و معذرت قبول کرنے والا ہے، بے دینوں سے اپنا گھر واپس لے۔ ان کے بھیڑوں کے ریوڑ کو بھیڑیوں کے سپرد کر دے اور کھجور کے درخت پر جو کھجوریں ہیں ان کو مسلمانوں کے لیے کڑوی کر دے۔ تو ان پر صحرا کی ہوا کو تیز اور زہریلی گرم ہوا بنا کر بھیج دے تاکہ وہ اس طرح گر جائیں جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے گرتے ہیں۔

ابوجہل کی ہبل (خانہ کعبہ میں قریش کی طرف سے رکھا ہوا بت) کے حضور عجز و انکسار اور انتہائی صمیم قلب سے کی گئیں دعائیں اور بد دعائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برپا کردہ خیر و برکت، بنیادی انسانی حقوق، انسانی مساوات اور عدل و انصاف پر استوار انقلاب عظیم کا راستہ نہ روک سکیں اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ آئمہ کفر کی تمام مزاحمتیں دم توڑ گئیں اور خاتم النبیین کی کاوشوں سے انسانی عز و شرف کے حامل انقلاب کا وہ سورج طلوع ہوا جو قیامت تک حق و صداقت کے علمبرداروں کے لیے روشنی مہیا کرتا رہے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكٰفِرُوْنَ O هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾(التوبۃ۹:۳۲،۳۳)

''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر رہنے والا نہیں۔ خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے چاہے مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔''

آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ اور قرآنی تعلیمات پر مبنی آپ کا برپا کردہ انقلاب عظیم قیامت تک کے لوگوں کے لیے مینارہ نور ہے۔ اگر آج بھی انسانیت اپنی فوز و فلاح چاہتی ہے تو اسے اسی سرچشمہ رشد و ہدایت سے مستفید ہونا ہو گا۔ اس وقت پوری انسانیت بے پناہ مسائل کا شکار ہے۔ معاشرتی اونچ نیچ، انسانی طبقات، رنگ و نسل اور زبان و ثقافت کے امتیازات، ادنیٰ اور اعلیٰ درجات میں انسانی تقسیم پر مشتمل معاشرت، وسائل رزق کی غیر منصفانہ تقسیم اور استحصال پر مبنی معاشی نظام، غیر متوازن، ظالمانہ اور آمرانہ سیاسی نظام اور حکومتیں، اخلاقیات کے میدان میں انتہائی بے راہ روی اور انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیاں اس امر کی متقاضی ہیں کہ انسانیت قرآنِ مجید اور سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں نظامِ حیات کے تمام تر شعبہ جات کی تشکیل کر کے بنیادی انسانی حقوق پر مبنی خیر و برکت کا حامل بین الانسانی معاشرہ قائم کر کے دنیا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصلِ مطالعہ

۱۔ تمام ذی حیات مخلوقات بشمول انسان میں چند ایک ناگزیر بنیادی ضروریات، احتیاجات، جبلات اور داعیات مثلاً ہوا، پانی، خوراک ولباس، مسکن، جذبہ جنس و ابنائے نوع اور تغلب وتفوق وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

۲۔ حیوانات ان احتیاجات و داعیات کا حصول جبلی علم کی روشنی و راہ نمائی میں قانونِ فطرت کے مطابق کرتے ہیں۔

۳۔ انسانی سطح پر ان احتیاجات و داعیات کی تحصیل وتکمیل میں شدید بے اعتدالی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ انسانی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ انسانوں نے اس حوالے سے انتہائی ظلم و تشدد، سفاکیت، خودغرضی اور بہیمیت کا شرمناک رویہ اختیار کیا ہے۔

۴۔ انسان کا اپنے ابنائے جنس کے ساتھ معاملہ اس رویہ سے بدرجہا بدتر ہے جو جانوروں نے اپنے جیسے جانوروں کے ساتھ روا رکھا ہے۔

۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو بحیثیت انسان ہی وجود بخشا ہے۔ حیات کا انتہائی نچلے درجہ سے ترقی کر کے بتدریج مختلف انواع کے ارتقائی مراحل طے کر کے نوعِ انسانی میں ظہور پذیر ہونے کا نظریہ یکسر غلط ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے مقاصدِ حیات متعین کیے ہیں اور ان مقاصد کے حصول کے لیے انہیں علم و آگہی سے نوازا ہے۔

۷۔ خالقِ کائنات نے انسان کو ''احسن تقویم'' یعنی بہترین جسمانی وذہنی ساخت اور صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا ہے، مقاصدِ حیات سے آگہی نیز انسان اور کائنات کے تناظر سے پیدا ہونے والے بنیادی اور ضروری مابعد الطبیعاتی سوالات کی راہ نمائی کے لیے انبیاء و رسل کی وساطت سے وحی کی روشنی کا بندوبست فرمایا ہے۔

۸۔ نفسِ انسانی فکر وشعور کا مرکز اور انسان کی ناگزیر بنیادی ضروریات و احتیاجات اور جبلی داعیات کے حصول کا حقیقی محرک ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ روح، انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ اور حیات کا سرچشمہ ہے۔ روح کے انسان کے پیکرِ خاکی میں داخل ہونے سے طبیعاتی، حیاتیاتی اور نفسیاتی اعضاء و جوارح اور قوانین کارفرما ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ روح، حیاتِ انسانی کا باعث ہے اور اسے ابدیت حاصل ہے۔ جب روح کو جسدِ انسانی سے نکال لیا جاتا ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ بعدازاں اسی روح پر حیات بعد الموت کو استوار کیا جائے گا اور انسان حیات ابدی سے بہرہ ور ہوگا۔

۱۱۔ روح سے نیکی کے سوتے پھوٹنے یا روح کے اچھا اور برا ہونے کا تصور قطعی طور پر غلط ہے۔ چنانچہ روح کی بالیدگی یا اس کے تزکیہ کے لیے اختیار کردہ متصوفانہ ریاضتوں کی کوئی دینی یا علمی حقیقت نہیں ہے۔

۱۲۔ انسان میں پھونکی جانے والی روح ذاتِ خداوندی کا حصہ نہیں ہے اور نہ ہی اسے واپس روحِ خداوندی میں جذب ہونا ہے۔ روح کے بارے میں اسی قسم کے تصور کی بنیاد فیثاغورث، افلاطون، فلاطینس اور ہندو ویدانت کے نظریات ہیں جو مسلمانوں میں تصوف کے راستہ سے در آئے ہیں۔

۱۳۔ روح اور نفس، انسانی ذات کے دو مختلف اور مستقل اجزاء ہیں انھیں ایک قرار دینا انسانی فکر کا عظیم ترین مغالطہ ہے۔

۱۴۔ انسان کی بنیادی احتیاجات اور جبلی داعیات انسان کو سعی و عمل اور جدوجہد کے لیے تحریک پیدا کرتے ہیں مگر انسانی کاوشوں کے لیے راستوں کا تعین انسانی نفس ہی کرتا ہے۔ نفس، انسان کے لیے (Psychomotor) ہے۔

۱۵۔ انسانی نفس میں خیر اور شر دونوں کے داعیات و رجحانات موجود ہیں۔ انسانی نفس کو محض شر کا منبع گردانا خلافِ حقیقت ہے۔ تہذیب و تربیت نفس، انسانی کردار کے تعین میں فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے مثلاً اگر نفس پاکیزہ ہوگا تو انسان اپنی ضروریات کے حصول کے لیے جائز، قانونی اور اخلاقی اصولوں پر استوار ذرائع استعمال میں لائے گا، جنسی داعیت کو عفت و عصمت کے اخلاقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدود کا پابند رکھے گا اور فوقیت وتغلب کے جذبہ کو انسانی مساوات سے حیات افروز اصولوں کے تابع کر کے خیر و برکت کا حامل انسانی معاشرہ تشکیل کرے گا بصورتِ دیگر ظلم و عدوان کی کار فرمائی جاری و ساری ہو جائے گی۔

۱۶۔ اسلام تربیت وتہذیب نفس کا داعی ہے۔نفس کشی کا متصوفانہ نظریہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور دراصل نفس کشی کا تصور نفس کے بارے میں قرآنی تعلیمات کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی بدولت پیدا ہوا ہے۔

۱۷۔ انبیاء و رسل کی بعثت کا مقصد عدل و انصاف کے معاشرہ کا قیام اور تزکیۂ نفس ہے۔

۱۸۔ عدل و انصاف کا معاشرہ بنیادی انسانی حقوق کے اصولوں پر استوار ہوتا ہے۔

۱۹۔ تزکیۂ نفس، بنیادی انسانی حقوق پر مبنی منصفانہ معاشرہ کے قیام کے لیے از بس ضروری ہے۔

۲۰۔ مغرب کا یہ دعویٰ درست نہیں ہے کہ بنی نوع انسان کو ان کے بنیادی حقوق سے نظری طور پر بھی انھوں نے ہی روشناس کرایا ہے اور ان کے حصول کے لیے عملاً جدوجہد بھی انھی کی مرہونِ منت ہے۔

۲۱۔ پندرہ صدیاں قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت اور تزکیۂ نفس کی بدولت تاریخِ انسانی کے بہترین افراد تیار کیے اور مدینہ میں بنیادی انسانی حقوق پر مبنی ایک فلاحی ریاست قائم کی۔

۲۲۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اب چونکہ قیامت تک آپؐ ہی کی رسالت کو قائم ودائم رہنا ہے۔ لہٰذا وہی انسانوں کے لیے مرکزِ اعظم ہیں اور ان کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ ہی عدل و انصاف اور انسانی بنیادی حقوق کے حصول کے لیے کامل نمونہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ Anthropology یونانی الفاظ Anthropos بمعنی Human Beings یعنی بنی نوع انسان اور Logia بمعنی Study یعنی مطالعہ ہے۔ گویا Anthropology بنی نوع انسانی کے مطالعہ کا نام ہے۔

انسان کا مطالعہ کئی علوم کے حوالہ سے کیا جاتا ہے مثلاً فلسفہ، حیاتیات، عمرانیات، سیاسیات، تاریخ، اخلاقیات، آثارِ قدیمہ، لسانیات، مذہبیات اور نفسیات وغیرہ مگر Anthropology میں ان تمام علوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجموعی طور پر انسان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے اسے علمِ بشریات یا علم الانسان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ Anthropology لفظ سب سے پہلے جرمن فلاسفر Magnus Hundtc نے ۱۵۰۱ استعمال کیا۔ کانٹ (Immamuel Kant) بھی جرمنی کا مشہور ماہر علمِ بشریت ہے۔ مارکوپولو (Marcopolo) کو جدید علم الانسان کا بانی گردانا جاتا ہے۔

Dr. Robert Briffault, E.B. Tylor, James George Frazarm, Boas, Mrs. Ruth Benedict, Marcel Mauss.

انیسویں اور بیسویں صدی کے معروف برطانوی، امریکی اور فرانسیسی ماہرین علمِ بشریات گردانے جاتے ہیں۔ گیارھویں صدی عیسوی کا مشہور ایرانی مسلمان عالم ابوریحان البیرونی فی الحقیقت علمِ بشریات کا بانی و مبانی ہے۔ البیرونی کے علاوہ ابن خلدون اور ابن مسکویہ کا شمار اہم ترین مسلمان ماہرین علمِ بشریات میں کیا جاتا ہے۔

۲۔ غلامی کے بارے میں تفصیلات ''اسلام اور غلامی'' کے باب میں بیان کی گئی ہیں۔

۳۔ Joad, C.E.M., Guide to the Philosophy of Morals and Politics, P.40

۴۔ W.B Cannon, The Wisdom of the Body,

۵۔ Bertrand Russell, Power, A New Social Analysis, George Allen, & Unwin Ltd. 1962.

۶۔ Ibid.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷- Alfred Adler, Understanding Human Nature

۸- Russel, Bertrand, Power, P.9

۹- Encyclopaedia of Social Sciences, New York, The Macmillan Co. 1937, P.605

۱۰- Morgenthau, Politics of Nations,

۱۱- Sigmund Freud, Collected Papers, Volume, 4

۱۲- U.N. Slavery Convention, 1956

۱۳- Victor Nell, Cross-Cultural Neuropsychological Assesment, Theory and Practice,

۱۴- William Mcdougall, An Introduction to Social Psychology,

۱۵- Dr. Robert Briflault, The Making, of Humanity, Islamic Book Foundation, Samanabad, Lahore, P.13

۱۶- Ibid, P.363

۱۷- Encyclopaedia Britannica, Vol.8, Article, Ethical Movement.

۱۸- Ibid.

۱۹- Ibid

۲۰- Ibid

۲۱۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد دوم، ص

۲۲۔ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، مفردات القرآن، بذیل مادہ "قدر"

۲۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، سورۃ الاعلیٰ

۲۴- L.Zusne, Names in The History of Psychology

۲۵۔ سید قطب، فی ظلال القرآن، تفسیر سورۃ الاعلیٰ

۲۶- B.B. Wolman, Contemporary Theories and Systems in Psychology,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Harper and Row, New York, 1960

۲۷۔ Watson J.B. Behaviourism

۲۸۔ Ernst Haechel, The Riddle of the Universe, Walls and Company, London

۲۹۔ Encyclopaedia Britannica 2010

۳۰۔ A Greek English Lexicon, Entry Psyche

۳۱۔ The Concise English Dictionary, Entry Psyche and Soul.

۳۲۔ The Collins Thesaurus, in A-to-Z form, Collins London and Glasgow.

۳۳۔ W.T. Stace, A Critical History of Greek Philosophy

۳۴۔ Simon Kemp, Medieval Psychology.

۳۵۔ David J. Cholamers, Philosophy of Mind, Classical and Coutemporary Readings, Oxford University Press

۳۶۔ Encyclopaedia of Occultism and Parapsychology, Second Edition, Cole Research Cornpany, Michigan.

۳۷۔ الزبیدی، محمد مرتضٰی، تاج العروس من جواهر القاموس بذیل مادہ ''روح''، دار الفکر، بیروت

۳۸۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، حرف الحاء، فصل الراء، دار الفکر، بیروت

۳۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، بذیل مادہ ''النفس والروح'' پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۴۰۔ الجوهری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربی، بیروت، لبنان

۴۱۔ آیت اللہ استاد سبحانی، تفسیر موضوعی، جلد ۴، (ترجمہ): سید نذیر حسین نجفی) مصباح القرآن ٹرسٹ، گنگا رام بلڈنگ، لاہور

۴۲۔ پرویز، غلام احمد، تصوف کی حقیقت، ص ۴۰-۴۲، طلوع اسلام ٹرسٹ، گلبرگ، لاہور

۴۳۔ Muhammad Iqbal, Sir, The Reconstruction of Religious Thought in Islam

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۴۔ سید نذیر نیازی، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، بزم اقبال، کلب روڈ، لاہور

۴۵۔ محمد امین، ڈاکٹر، اسلام اور تزکیۂ نفس، مغربی نفسیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ ص۱۹، اردو سائنس بورڈ، اپر مال، لاہور

۴۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، بذیل مادہ ''نفس و روح''

۴۷۔ ابن القیم، کتاب الروح،

۴۸۔ الغزالی، ابو حامد محمد، احیاء علوم الدین، (مترجم: محمد احسن صدیقی نانوتوی)، مقبول اکیڈمی، لاہور

۴۹۔ Bertrand Russell, History of Western Philosophy, Unwin University Boosk.

۵۰۔ Ibid

۵۱۔ W.T. Slace. A Critical History of Greek Philosophy

۵۲۔ الفارابی ابونصر، رسالہ فی آراء اہل المدینۃ الفاضلہ

۵۳۔ Abdurrahman Badawai, A History of Muslim Philosophy. Edited By Prof. M.M. Sharif.

۵۴۔ ایف۔ ایس۔ خیر اللہ، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، فیروز پور روڈ۔ لاہور

۵۵۔ یوسف سلیم چشتی، تاریخِ تصوف، دار الکتاب، لاہور، ص۴۳

۵۶۔ اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، بذیل مادہ ''لب''، اہل حدیث اکادمی، کشمیری بازار، لاہور،

۵۷۔ اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، بذیل مادہ قلب،

۵۸۔ مفردات القرآن، بذیل ''فقہ

۵۹۔ مفردات القرآن، بذیل ''رویۃ''

۶۰۔ مفردات القرآن، بذیل ''شعور''

۶۱۔ مفردات القرآن، بذیل ''نظر''

۶۲۔ مفردات القرآن، بذیل ''عقل''

۶۳۔ غلام نبی طارق، پروفیسر، القرآن شیءعجیب، ص۵۷، نعمانی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۴۔ علی ہجویریؒ ،کشف المحجوب،(ترجمہ: مفتی غلام معین الدین نعیمی)، ص ۳۴۸،۳۴۹،بابا پبلشرز اردو بازار،لاہور

۶۵۔ پیر عبداللطیف خان نقشبندی،تہذیب نفس،ص ۱۱۶،نشانِ منزل پبلی کیشنز،لاہور

۶۶۔ پروفیسر احمد رفیق اختر،سرِ راہِ گاہے،ص ۱۶۳،الفرقان اکیڈمی،کراچی

۶۷۔ Sigmund Freud, New Introductory Lectures on Psycho analysis, P.129

۶۸۔ Calvin S. Hall, A Primer of Freudian Psychology, P.34,35

۶۹۔ اصلاحی،مولانا امین احسن،تزکیہ نفس،جلد اول و جلد دوم،فاران فاؤنڈیشن،لاہور

۷۰۔ محمد امین،ڈاکٹر،اسلام اور تزکیہ نفس،مغربی نفسیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ،اردو سائنس بورڈ،لاہور

۷۱۔ بنیادی انسانی حقوق کے لغوی اور اصطلاحی معانی باب اول میں ملاحظہ فرمائیں

۷۲۔ Dr. Robert Briflault, The Making of Humanity, P.165

۷۳۔ سید ابوالحسن علی ندوی،نبی رحمت صلعم،مجلس نشریات اسلام،کراچی،ص ۱۴۳

۷۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ،رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی،دارالاشاعت،اردو بازار،کراچی،ص ۵۹،۶۰

۷۵۔ Thomas Carlyle, Heroes, Hero-Worship and the Heroic in History, Chapman and Hall, Piccadilly, London, 1872, Lecture II, P.39

۷۶۔ Draper, John William, A History of the Intellectual Development of the Europe, 1/299

۷۷۔ Michael H. Hart, The Hundred, A Ranking of the most influential persons in History, Simon & Schuster London, P.3

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

حقوق و فرائض

انسان فطری طور پر مدنی الطبع ہے۔ افرادِ خاندان اور ابنائے جنس کے ساتھ مل جل کر رہنے کا رجحان انسانی جبلت میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں انسان کی ذاتی ضروریات اور احتیاجات بھی اسے مجبور کرتی ہیں کہ وہ معاشرتی زندگی اختیار کرے۔ کوئی بھی انسان تنہا اپنی ذات کے تحفظ اور اپنی متنوع ضروریات کی فراہمی کے سلسلہ میں خود مکتفی نہیں ہے۔ حیوانی بچہ کو بہت ہی قلیل عرصہ کے لیے خارجی سہارے کی ضرورت ہوا کرتی ہے، اور وہ بہت جلد زندگی کی مسافتیں از خود طے کرنا شروع کر دیتا ہے۔ فطرت نے جانوروں میں اپنے تحفظ، ضروریاتِ زیست کی فراہمی اور موسمی تغیرات سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت ودیعت کی ہوتی ہے۔ حیوانات کے برعکس انسانی بچہ انتہائی کمزور اور ناتواں ہوتا ہے۔ ایک طویل عرصہ تک اگر انتہائی شفقت و مؤدت سے آراستہ پر خلوص ہاتھ اس کی اعانت اور دستگیری کے لیے موجود نہ ہوں تو انسانی بچہ کا زندہ رہنا ہی ممکن نہیں ہے۔ جانوروں کی ضروریات انتہائی محدود ہوتی ہیں جبکہ انسان کی جملہ ضروریات کا سلسلہ انتہائی طویل ہے۔ چنانچہ انسانوں کا مل جل کر رہنا اور ایک دوسرے کی ضروریات کی فراہمی کا بندوبست کرنا انسانی مجبوری ہے۔ انسان کی اس معاشرتی ضرورت اور معاشرت پسندی کے پیش نظر تقریباً اڑھائی ہزار سال قبل یونانی فلسفی اور دانشور ارسطو نے بالکل بجا کہا تھا کہ انسان ایک معاشرتی اور سیاسی حیوان ہے اور یہ تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔ اکیلا کوئی دیوتا رہ سکتا ہے یا کوئی جانور۔[1]

علمِ عمرانیات (Sociology) اور فنِ تاریخ نویسی (Historiography) کے بانی ابن خلدون (۱۳۳۲ء-۱۴۰۶ء) نے اپنی مشہور عالم تصنیف "المقدمہ" میں انسان کے مدنی الطبع ہونے کو پورے شرح وبسط سے بیان کیا ہے اور انسانی ضروریات اور دفاع کو انسانی معاشرت کی بنیاد گردانا ہے۔

"إن الاجتماع الإنساني ضروري ويعبر الحكماء عن هذا بقولهم:

"الإنسان مدني بالطبع."[2]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(انسان کے لیے معاشرت ناگزیر ہے یہی مطلب ہے حکماء کے اس قول کا کہ انسان مدنی الطبع ہے۔)

نامور مسلم ماہرِ علمِ سیاسیات فارابی نے بھی اجتماعیت کو انسان کے لیے ازبس ضروری قرار دیا ہے۔

"والإنسان من الأنواع التی لا یمکن ان یتم لها الضروری من امورها ولا تنال الأفضل من احوالها إلا باجتماع ماعات."[۳]

(مگر انسان کا تعلق ان انواع سے ہے جو اجتماعی زندگی کے بغیر نہ تو اپنی بنیادی ضروریات پورا کر سکتے ہیں اور نہ ہی زندگی کی اعلیٰ ترین حالت تک پہنچ سکتے ہیں۔)

مسلمان مفکرین فارابی اور ابن خلدون نے دسویں اور چودھویں صدی عیسوی میں جس عمرانی فلسفہ اور معاشرتی نظریات کا پرچار کیا تھا۔ مغربی فلاسفہ نے اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں ان نظریات کو پیش کیا۔ مغرب میں علمِ عمرانیات اٹھارہویں صدی عیسوی میں نمو پذیر ہوا اور تحریک احیاء علوم کے جلو میں انیسویں اور بیسیوں صدی میں نشو و ارتقاء کی منازل طے کرتا ہوا ایک مکمل شعبہ علم کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس دور کے معروف عمرانی علماء میں آگست کومتے (August Comte)، ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer)، ایف۔ ایچ گڈنگز (F.H. Giddings)، جارج سمل (George Simmel) ایمل درخائیم (Emile Durkheim)، میکس ویبر (Max Weber) اور رالف لنٹن (Ralph Linton) وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔ اٹھارہویں صدی کے نصف اول میں ہندوستان کے ممتاز ترین عالم اور دانشور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "حجۃ اللہ البالغۃ" میں اپنے عمرانی نظریات بیان کیے۔ مغرب و مشرق کے ان علماءِ عمرانیات میں معاشرت کے بارے میں کئی ایک پہلوؤں میں اختلاف کے باوصف انسان کے عمرانی میلانات اور معاشرت کے ناگزیر ہونے پر مجموعی طور پر اتفاق پایا جاتا ہے۔ ان ماہرین عمرانیات کے نقطۂ نظر سے معاشرہ کے قیام کے عوامل درج ذیل ہیں۔

۱۔ انسانی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی اور تکمیل

۲۔ تحفظ خویش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ قرابت داری

۴۔ مذہبی معتقدات کی ہم آہنگی

۵۔ بیرونی دشمنوں سے تحفظ

۶۔ امن و امان کا قیام

۷۔ زبان کا اشتراک

۸۔ ہم نسلی کا احساس

۹۔ جغرافیائی اشتراک

انسان کی فطری معاشرت پسندی اور انسانی نفس کے خیر اور شر کے میلانات کی بدولت یہ امر از بس ضروری تھا کہ معاشرہ کو منظم و منضبط رکھنے کے لیے ایک با اختیار ادارہ معرض وجود میں لایا جائے تا کہ قیام معاشرہ کے اغراض و مقاصد پورے ہو سکیں۔ چنانچہ یہی معاشرتی تنظیم بتدریج وسعت اختیار کرتے کرتے ایک مقتدر سیاسی ڈھانچہ بن گئی اور بالآخر ایک منظم ریاست کی شکل میں منتج ہوئی۔

ریاست و حکومت کا آغاز

انسانی معاشرت کو ایک مقتدر و منظم حکومت اور ریاست کے سانچے میں ڈھلنے اور متشکل ہونے میں کن ارتقائی منازل و مراحل سے گزرنا پڑا۔ علماءِ سیاسیات اور فلسفہ ریاست و حکومت کے ماہرین نے کئی ایک نظریات قائم کیے ہیں جو کہ علم سیاسیات (Political Science) کا مستقل اور وسیع و عریض موضوع ہے۔

مسلمان مؤرخین نے سیدنا آدم علیہ السلام کو بنی نوع انسان کا پہلا حاکم قرار دیا ہے جنھوں نے ایک منظم ریاست و حکومت قائم کی۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے سیدہ حوا علیہا السلام کے ساتھ مل کر گھر کا نظام قائم کیا اور ''سیاست البیت'' کا آغاز ہوا۔ اولاد میں خاطر خواہ اضافہ ہونے پر ''سیاست المنزل''، یعنی خاندانی حکومت قائم ہوئی جو بالآخر ''سیاست مدنیہ''، یعنی قومی حکومت میں نمودار ہوئی۔

معروف مسلمان مؤرخ ابن الاثیرؒ لکھتے ہیں:

''وکان آدم مع ما اعطاہ اللہ من الملک نبیا و رسولا الی ولدہ وانزل اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیه احدی و عشرین صحیفه کتبها آدم بیده علمه ایاه جبریل."[۴]

(اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے حکومت دی اور وہ اپنی ذریت کے لیے نبی اور رسول بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ۲۱ صحائف عطا کیے جن کو آپ نے جبریل کی تعلیم سے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔)

امام طبری رقم طراز ہیں:

''سیدنا آدم علیہ السلام کے انتقال کے بعد ریاست و حکومت ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو منتقل ہوئی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر ۵۰ صحائف نازل کیے تھے۔''[۵]

ارسطو نے انسان کو سیاسی حیوان قرار دیا تھا جو تنظیم کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔[۶]

افلاطون اور ارسطو نے اپنی کتب جمہوریہ (Republic)، قانون (Law) اور سیاست (Politics) میں منظم ریاست و حکومت کی اہمیت کو واضح کیا ہے تاکہ عدل و انصاف کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔

مسلمان سیاسی مفکر ابن ابی الربیع اپنی مشہور کتاب ''سلوک المالک فی تدبیر الممالک'' میں بیان کرتا ہے:

''انسان کی فطرت معاشرت پسندی اور ضروریات و احتیاجات کی بدولت انسان ہمیشہ معاشرہ میں قیام پذیر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ افرادِ معاشرہ کے مختلف ذہنی رجحانات کی بدولت ہر وقت امن و امان کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔ علاوہ ازیں بیرونی حملہ ہونے کے امکانات بھی ہمہ وقت انسانوں کو مضطرب رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکمران مقرر فرمائے اور وحی کے ذریعہ سے احکام و قوانین عطا کیے تاکہ انسانی معاشرہ امن و آشتی کا گہوارہ بن سکے۔''[۷]

ابونصر فارابی اور ماوردی نے اپنی کتب ''آراء اهل المدینة الفاضله'' اور ''الاحکام السلطانیه'' میں انسان کی معاشرتی زندگی کو مطلوبہ ثمرات حاصل کرنے کے لیے منظم ریاست و حکومت کی ضرورت و اہمیت کو واضح کیا ہے۔

مغرب میں ۱۵ تا ۱۸ صدی عیسوی میں ریاست و حکومت کے حوالہ سے نہایت قابلِ قدر علمی نگارشات منصۂ شہود پر آئی ہیں۔ میکاؤلی، جان بودین (Jean Bodin)، ہیوگو گروشس (Hugo

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Grotius)، ہابز(Hobbes)، لاک(Lacke)اور روسو(Rousseau)وغیرہ کے نام اس حوالہ سے قابل ذکر ہیں۔ مملکت کے آغاز وارتقاء کے بارے میں عمومی طور پر پانچ نظریات پائے جاتے ہیں۔

۱۔ سرقبیلی حکومت(Patriarchal)یعنی انسانوں نے سب سے منظم حکومت کا آغاز قبائلی زندگی سے کیا اور قبیلہ کا بزرگ مرد اس کا حاکم تسلیم کیا جاتا تھا۔

۲۔ مادری حکومت(Matriarchal)بعض قبائل میں مرد کی بجائے بزرگ خاتون کو سربراہ تسلیم کیا جاتا تھا۔

۳۔ خدائی اختیارات کا نظریہ(Theory of Divine Rights)انسان ابتدائی زندگی میں پروہتوں اور مذہبی پیشواؤں کو بہت بڑا مقام دیتا تھا۔ وہ روحانی قوتوں کے حامل اور دیوتاؤں کی اولاد تصور کیے جاتے تھے۔ ان مذہبی راہ نماؤں نے رفتہ رفتہ ''الوہیاتی اختیارات'' کے تصورات پھیلائے اور اپنے آپ کو خدا کا نمائندہ کے طور پر پیش کیا۔ لوگوں نے بلا چون و چرا ان کی اطاعت کرنا شروع کر دی۔

۴۔ نظریہ قوت(Theory of Power)اس نظریہ کے مطابق جس کی لاٹھی اس کی بھینس یعنی Might is Right کا دور دورہ ہوا۔ طاقتور شخص قبیلہ کا سربراہ بن جاتا تھا اور اسی طرح طاقتور قبیلہ اپنے سے کمزور اور چھوٹے قبائل کو فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کر لیتا تھا۔ یہ نظریہ قوت پورے شد و مد کے ساتھ آج تک اقوام عالم میں جاری و ساری ہے۔[۸]

۵۔ نظریہ میثاق(Social Contract Theory)اس نظریہ کے مطابق افرادِ معاشرہ باہمی رضا مندی سے ایک اجتماعی نظم قائم کرتے ہیں جس میں حکومت اور افراد ریاست کے حقوق و فرائض کا تعین کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ نظریہ قدیم زمانہ میں بھی ایک حد تک موجود تھا مگر سترہویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں اسے ہابز، لاک اور روسو نے اپنی کتب میں دلائل کے ساتھ پیش کیا اگرچہ یہ نظریہ محض تصوراتی ہے مگر اس سے جمہوریت کے فروغ اور انسانی حقوق کے حوالہ سے پیش رفت ہوئی ہے۔[۹]

انسانی معاشرہ کو ایک منظم ریاست کی شکل اختیار کرنے کے لیے مختلف منازل اور متعدد ارتقائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراحل کی ایک طویل مسافت طے کرنا پڑی ہے جو نشیب و فراز سے عبارت ہے۔ گیٹل (Gettle) کہتا ہے کہ ریاست کی کوئی ایک بنیاد نہیں ہے اور نہ ہی یہ مسلسل ترقی کی جانب گامزن رہی ہے۔

" The state did not have a single origin or a regular or continuous evolution."[۱۰]

مشہور مغربی ماہر علم سیاسیات بارکر (Ernest Barker) کے نظریہ کے مطابق، ریاست مختلف نظامہائے حکمرانی سے گزرتے اور ترقی کرتے کرتے موجود جمہوری ریاست کے قالب میں ڈھلی ہے۔

"From monarchy to aristocracy, from aristocracy to tyranny and from tyranny to democracy."[۱۱]

یعنی بادشاہت سے امراء و اشرافیہ کی حکومت اور اشرافیہ سے استبدادی حکومت اور استبدادی حکومت سے جمہوری حکومت۔

اختصار کے ساتھ بیان کردہ درج بالا عمرانی اور سیاسی نظریات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسان نے اپنی معاشرت کو بااختیار مقتدر حکومتی ادارہ میں اس لیے منضبط کیا تھا کہ اسے چند ایک ناگزیر احتیاجات اور تحفظات میسر آ سکیں۔ یہی تحفظات اور احتیاجات و مراعات انسان کا حق کہلاتی ہیں۔ معاہدہ عمرانی کے فلسفہ کے علمبردار مفکرین ہابز، لاک اور روسو کے نظریہ کے مطابق انسان نے آزادانہ فطری حالت سے دستبردار ہو کر ریاست و حکومت کی اطاعت صرف اس امر کے پیش نظر قبول کی تھی کہ اس کے فطری حقوق کا تحفظ ہو سکے۔

حق سے کیا مراد ہے؟

حق بنیادی طور پر عربی زبان کا لفظ ہے۔ قرآنِ مجید میں ۲۲۷ بار استعمال ہوا ہے۔ اور وسیع المعنی ہے۔ امام راغب اصفہانی نے اپنی معروف لغت القرآن ''مفردات القرآن'' میں اس کے مختلف معانی و مفاہیم کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کے نزدیک ''حق'' کے اصل معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں۔ جیسے کہ دروازے کی چول اپنے گڑھے میں اس طرح فٹ آ جاتی ہے کہ وہ استقامت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اس میں گھومتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ قرآنِ مجید میں درج ذیل معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ وہ ذات جو حکمت کے تقاضوں کے مطابق اشیاء کو ایجاد کرے۔

۲۔ ہر وہ چیز جو مقتضائے حکمت کے مطابق پیدا کی گئی ہو۔

۳۔ کسی چیز کے بارے میں اسی طرح کا اعتقاد رکھنا جیسا کہ وہ نفسِ واقع ہے۔

۴۔ وہ قول یا عمل جو اسی طرح واقع ہو جس طرح پر کہ اس کا ہونا ضروری ہے۔

۵۔ حق، واجب، لازم اور لائق کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[۱۲]

امام رازیؒ نے ''تفسیر کبیر'' میں حق کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ''الثابت الذی لا یسوع انکاره'' یعنی ایسی ثابت شدہ حقیقت جس کا انکار نہ ہو سکے۔

ابن منظور الافریقی کے مطابق:

''الحق نقیض الباطل. یعنی حق باطل کا متضاد ہے۔''[۱۳]

دورِ جدید کے انتہائی نامور شامی مسلم فقیہ وھبۃ الزحیلی حق کی تعریف بیان کرتے ہیں:

''الحق هو مصلحة مستحقة شرعا.''[۱۴]

(حق وہ مصلحت ہے جس کا انسان شریعت کے مطابق مستحق قرار پاتا ہے۔)

انگریزی زبان میں حق کے لیے "Right" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی لغت کی کتب میں اس کے درج ذیل معنی بیان کیے گئے ہیں:

" Morally good, Justified, Acceptable, True or Correct as a fact, Just, Honourable, A moral or legal entitlement to have or do something. That which is consonant with equity, Justifiable claim on legal or moral grounds to have or obtain something or to act in a certain way."

انسان کی معاشرتی زندگی حقوق و فرائض سے عبارت ہے۔ زندگی کے مختلف مراحل اور معاشرہ میں متنوع مناصب اور ذمہ داریوں کی بجا آوری میں ہر جگہ حقوق و فرائض کی کارفرمائی ہی دکھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتی ہے۔ انسانی بچہ جب اس کائناتِ رنگ و بو میں جنم پذیر ہوتا ہے، تو انتہائی ناتواں ہوتا ہے۔ اس کسمپرسی کے عالم میں اسے کئی ایک حقوق کا تحفظ حاصل ہوتا ہے جو کہ والدین اور معاشرہ اپنی ذمہ داریوں کے حوالہ سے پورا کرتا ہے۔ نومولود بچہ کی پرورش اور نگہداشت والدین کی بالخصوص اور معاشرہ کی بالعموم اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے۔ بچہ کا اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ والدین اور افرادِ خاندان کی عزت و تکریم کرے اور ان کے احکامات کی بجا آوری کرے تا کہ اس کی تعلیم و تربیت بہتر خطوط پر کی جا سکے۔ جونہی بچہ بڑا ہوتا ہے تو اس کا دائرہ عمل خاندان سے ہوتا ہوا پورے معاشرہ پر پھیل جاتا ہے۔ معاشرہ کو منضبط کرنے اور اسے افرادِ معاشرہ کے لیے مفید بنانے کے لیے اخلاقی دائرہ کے ساتھ ساتھ قانونی قواعد و ضوابط کا ہونا از بس ضروری ہے۔ چنانچہ اخلاقی حقوق کے علاوہ قانونی حقوق کا ایک وسیع تر دائرہ معرضِ وجود میں آتا ہے۔

ماہرینِ قانون و اصولِ قانون (Jurisprudence) نے حق (Right) کی مختلف تعریف اور اصطلاحی معنی بیان کیے ہیں۔

ماہر اصولِ قانون ہالنڈ (T.E. Holland) کے مطابق ''حق'' سے مراد کسی شخص کی کسی دوسرے فرد کے اعمال پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت ہے۔ جس میں متعلقہ شخص کی قوت کی بجائے معاشرہ کی رائے اور قوت کا دخل ہوتا ہے۔ یعنی سوسائٹی کی طاقت اور معاشرتی دباؤ افرادِ معاشرہ پر اس قدر اثر انداز ہوتا ہے کہ اس سے افعال مطلوبہ روش اختیار کریں جس سے دوسرے افراد کے قانونی اور اخلاقی تقاضے پورے ہو سکیں۔

"A right generally, as "one man's capacity of influencing the acts of another, by means, not of his own strength, but of openion or the force of society."[۱۵]

جان ڈنلے (John Donnely) اپنی کتاب میں ماہرِ قانون مارٹن (Rex Martin) کے حوالہ سے حق کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حق ایک دعویٰ ہے جسے قانون تسلیم کرتا ہے اور جسے حکومت نافذ کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"The right is the claim as recognized in Law and maintained by Governmental action."[۱۶]

مسلمان فقیہ عبدالرزاق السنھوری نے بھی حق کو ایک گراں قدر مصلحت قرار دیا ہے جسے قانون کی قوت سے نافذ کیا جاتا ہے:

"الحق مصلحة ذات قيمة مالية يحميها القانون."[۱۷]

(یعنی حق وہ قیمتی مصلحت ہے جس کی حمایت قانون کرتا ہے۔)

انگلستان کے ماہر اصول قانون سالمنڈ (Salmond) نے حق (Right) کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

" A right is an interest recognized and protected by a rule of Law. It is an interest, respect for which is a duty, and the disregard of which is a wrong."[۱۸]

(حق سے مراد ایک ایسا مفاد ہے جسے قانون کا اصول تسلیم کرتا ہے اور اس کا تحفظ کرتا ہے یہ ایسا مفاد ہے جس کا احترام فرض ہے اور جس کی بے حرمتی ناجائز ہے۔)

حقوق اور فرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہ لازم و ملزوم ہیں یعنی ایک کے بغیر دوسرے دوسرے کا انعقاد ممکن نہیں ہے۔ مثلاً میرا یہ حق ہے کہ میری جان اور ملکیت کا تحفظ کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ یہ اصول جہاں دوسرے افرادِ معاشرہ کا فرض قرار دیتا ہے کہ وہ مجھے میری جان اور مال سے محروم نہ کریں وہاں مجھ پر بھی یہ فریضہ عائد کرتا ہے کہ میں دوسرے افراد کی جان اور مال کے لیے نقصان کا باعث نہ بنوں T.E.Holland نے اس اصول کی درج ذیل الفاظ میں وضاحت کی ہے:

" It indicates the fourfold relation between (1) The subject or person who has the right, or the "Person entitled;" (2) The person who has the corresponding duty, or 'the person obliged'; (3) The object over which the right is exercised; and (4) The act

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

of forbearance which is exacted."[۱۹]

تھامس پین(Thomas Paine)اٹھارویں صدی کا عظیم سیاسی دانشور اور بنیادی انسانی حقوق کا فلسفی اور علمبردار ہے۔ تھامس کی تخلیقات و نظریات نے یورپ اور امریکہ میں بنیادی انسانی حقوق کا شعور بیدار کیا۔انقلابِ فرانس اور امریکہ کے اعلان آزادی کے پس پردہ تھامس کی دانش و نظریات کا اہم کردار ہے۔ انقلاب فرانس کی مذمت میں برطانوی دانشور ایڈمنڈ برک (Edmund Burk) نے "Criticism in Reflections on the Revolution in France" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔تھامس نے اس کتاب کا علمی محاکمہ کیا اور "Right of Man" کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں "Edmund Burk" کے نظریات کو بدلائل رد کیا۔ تھامس پین نے اپنی اس کتاب میں حقوق و فرائض کے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ حقوق کا اعلامیہ دراصل جوابی طور پر فرائض کا اعلامیہ ہی ہوتا ہے۔چنانچہ اس امر میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونا چاہیے کہ میرے لیے جو چیز حق ہے وہ دوسروں کے لیے بھی حق ہے۔ چنانچہ یہ میرا فرض ہے کہ میں دوسروں کے حق کا تحفظ کروں۔ تھامس کے الفاظ میں:

"A declaration of Rights is, by reciprocity, a Decelaration of duties also. Whatever is my right as a man is also the right of another; and it becomes my duty to guarantee as well as to possess."[۲۰]

یونیسکو (UNESCO) (United Nation's Education, Science and Cultural Organization) اقوامِ متحدہ کا ایک اہم ادارہ ہے جو تعلیم، سائنس اور کلچر کے حوالہ سے بین الاقوامی سطح پر خدمات سرانجام دیتا ہے۔ انسانی حقوق کا فروغ اور امن عالم کا قیام بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔ علمی موضوعات پر نگارشات شائع کی جاتی ہیں جس میں دنیا کے اربابِ دانش کی تحریروں کو شامل کیا جاتا ہے۔ ۱۹۴۹ء میں یونیسکو نے انسانی حقوق پر UNESCO شائع کیا جس میں درج ذیل فاضل اصحاب نے حقوق اور فرائض کے تعلق کی وضاحت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاتما گاندھی نے کہا کہ حقوق کو متعلقہ فرائض کی بجا آوری کے ساتھ منسلک ہونا چاہیے یعنی جہاں حقوق کا تقاضا کیا جاتا ہے وہاں فرائض سے عہدہ برآ ہونا ازبس ضروری ہے۔۲۱

E.H.Carr کے نقطۂ نظر سے فرائض حقوق کے اندر مضمر ہوتے ہیں۔ اگر افرادِ معاشرہ اپنے فرائض ادا نہیں کریں گے تو ریاست، حقوق کا اہتمام نہیں کر پائے گی۔۲۲

انسان کی عمرانی جبلت اور انتہائی ضروری احتیاجات کی تکمیل کی خاطر منظّم معاشرت، ریاست و حکومت کی متقاضی رہتی ہے۔ ریاست وحکومت کے امور کی بجا آوری قواعد وضوابط اور قوانین کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ انھی قوانین کے حوالہ سے انسانوں کے حقوق وفرائض کا تعین کیا جاتا ہے جس کی بدولت معاشرہ امن کا گہوارہ بنتا ہے اور انسانی ضروریات کی فراہمی ممکن ہو پاتی ہے۔ ریاست و حکومت کے ضوابط وقوانین کے ضمن میں مختلف سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً قانون کا ماخذ کیا ہے؟ قانون کے پیچھے قوت نافذہ کیا ہے؟ اس حوالہ سے دو بنیادی نقطہ ہائے نظر ہیں۔

۱۔ دینی ۲۔ غیر دینی

۱۔ دینی نقطہ نظر

اس نظریہ کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و راہ نمائی کے لیے ہر دور میں انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری و ساری رکھا ہے۔ انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اور معاملات کی تعمیر وتشکیل کے لیے کتب اور صحائف نازل فرمائے اور ایک نظام عدل وانصاف عطا فرمایا تاکہ انسانی معاشرت کو عادلانہ اور منصفانہ بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحدید ۵۷:۲۵)

''یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح احکامات دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ ہم نے کتاب اور میزان (نظام عدل) نازل کیا تاکہ انسانوں کو عدل وانصاف پر قائم کیا جائے۔''

سر رابرٹ فلمر (Sir Robert Filmer) نے اپنی کتاب "Patriarcha" میں خدائی قانون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خدائی اختیارات کا نظریہ بیان کیا ہے جو حضرت آدم سے شروع ہوا۔۲۳

۲۔ غیر دینی نظریہ

غیر دینی نقطۂ نظر کے مطابق انسان نے اپنے تمدنی سفر کا آغاز جہالت و تاریکی سے شروع کیا اور عقل و شعور کی راہ نمائی میں غلطیوں اور ناکامیوں کی ایک طویل مسافت طے کر کے بتدریج عصر حاضر کے مقام و مرتبہ پر فائز ہوا ہے۔ قدیم فلاسفہ بالعموم اور جدید مغربی مفکرین کی اکثریت اسی نقطہ نظر کی حامی ہے۔

درج بالا دونوں نقطہ ہائے نظر کے علمبردار، اپنے اختلافات کے باوصف اس بات پر متفق ہیں کہ انسانوں نے ہمیشہ ایک منظم معاشرتی زندگی بسر کی ہے اور مختلف مجموعہ ہائے قوانین میں حقوق و فرائض کا تعین کیا ہے۔ اس امر سے قطع نظر کہ یہ مجموعہ قوانین الہامی ہیں یا غیر الہامی انٹرنیشنل انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز میں "Human Rights" کا مقالہ نگار اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> " The expression "Human Rights" as a term of art, is of recent origion. Even in its French - inspired form "Rights of Man", it goes back only to the last decades of the eighteenth century. The idea, however, of the Law, or the Law-giver, defining and protecting the legal rights of men - mainly the mutual rights of the member of the community - is very old indeed. It would, perhaps, be somewhat farfetched to look for elements of the protection of human rights in the code of Babylonian king Hammurabi (about 2130-2088B.C) the most ancient code of law at present known."۲۴

انسائیکلوپیڈیا کا درج بالا اقتباس اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ قدیم قانونی مسودہ جات نے انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض کی بجا آوری اور قانونی حقوق کے تعین اور نفاذ میں اہم کردار ادا کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ قانونی دستاویزات جرائم اور سزاؤں کو بیان کرتے ہیں جن کے نفاذ کی بدولت افرادِ معاشرہ ایسا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں جو باہمی حقوق کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ قدیم تہذیبوں کے مطالعہ اور ان کے آثار پر ہونے والی تحقیقات کی بدولت کئی ایک قدیم قانونی دستاویزات کو دریافت کیا گیا ہے جن کا مطالعہ انسانی حقوق کی تاریخ کے تعین میں مفید ہوگا۔

قدیم قانونی دستاویزات کا مختصر جائزہ

عام طور پر حمورابی بادشاہ کے قانونی مجموعہ کو قدیم ترین قانونی دستاویز گردانا جاتا ہے مگر جدید تحقیقات کے نتیجہ میں حمورابی سے قبل ادوار کے قانونی مسودہ جات تک محققین کو رسائی حاصل ہوئی ہے۔ درج ذیل میں حمورابی سے ماقبل اور مابعد معروف قانونی دستاویزات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اروکا گینا (Urukagina)

میسوپوٹیمیا کے شہر لاگاش (Lagash) کی شہری ریاست کا حکمران تھا۔ اس کا زمانہ ۲۳۶۰-۲۳۸۰ قبل مسیح کا ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے مبعوث قرار دیتا تھا۔ اس کے ضابطۂ قانون کو انسانی تاریخ کا سب سے پہلا معلوم ضابطہ قانون ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اگرچہ یہ مسودہ تو ناپید ہے مگر چونکہ اس کے حوالہ جات بعد کے دریافت شدہ قانونی مسودات میں موجود ہیں۔ یہ حکومتی اصلاحات کا پہلا مجموعہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس قانونی دستاویز میں آزادی اور مساوات کے لیے قانون سازی کی گئی ہے۔ بیوگان اور یتامی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا اور امراء اور مذہبی پیشوائیت کے اختیارات کو کم کیا۔ اس نے عورتوں کے لیے بیک وقت ایک سے زیادہ خاوند رکھنے (Polyandry) کو قانوناً ختم کیا۔[۲۵]

۲۔ ارنمو کا ضابطۂ قانون (Code of Ur-Nammu)

سمیری زبان میں لکھا گیا یہ دنیا کا قدیم ترین مجموعہ جو اب تک دریافت ہوا ہے ارنمو کا زمانہ اقتدار ۲۰۵۰-۲۱۰۰ قبل مسیح بیان کیا جاتا ہے۔ Nipper کے مقام سے یہ ضابطۂ قانون دو اجزاء میں ۱۹۵۲ اور ۱۹۶۵ء میں دریافت ہوا۔ سیموئل کریمر (Samuel Krammer) نے اس دستاویز کا ترجمہ کیا۔ بعدازاں ایک نسخہ Sipper کے مقام سے کھدائی کے دوران دریافت ہوا۔ دونوں نسخہ جات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں معمولی فرق ہے۔حمورابی سے تین سو سال قبل یہ تحریر شدہ مجموعہ قانون ہے۔ جرم اور اس کے مقابلہ میں سزا کے لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔قتل اور ڈاکہ زنی کی سزا موت مقرر کی گئی ہے۔کل ۳۲ جرائم اور ان کی سزاؤں کا تذکرہ ہے۔۲۶؎

۳۔ اشننا کے قوانین (Laws of Eshnunna)

یہ مجموعہ ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۷ء میں طہٰ باقر عراقی ڈائریکٹر آثارِ قدیمہ نے عراق کے قریب تل ابو حرل کے علاقہ سے دو اجزاء میں دریافت کیا۔Eshnunna شہر کے نام سے اس مجموعہ کو موسوم کیا گیا۔ ان قوانین کو ۱۹۳۰ء قبل مسیح میں مرتب کیا گیا تھا اور اکادی Akadian زبان میں تحریر کیا گیا تھا۔ اس کی ساٹھ دفعات محفوظ ہیں۔University of Yale نے اس کا ترجمہ کروایا اور اسے چھاپ دیا گیا ہے۔ چونکہ ابتدائی چند صفحات دریافت نہیں ہو سکے لہٰذا اس دور کے حاکم کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اس مجموعہ قانون میں چوری، جسمانی آزار، جنس اور دوسرے جرائم کے متعلق سزائیں درج ہیں۔۲۷؎

۴۔ حمورابی کا ضابطۂ قانون (Babylonian Law یا Code of Hammurabi)

قدیم بابلی حکومت کا چھٹا حکمران حمورابی ۱۷۵۰ ق م میں فوت ہوا۔ حمورابی نے بابل اور میسوپوٹیمیا (Mesopotania) کو فتح کر کے ایک وسیع و عریض سلطنت قائم کی تھی۔ پیرس کے میوزیم میں ۸ فٹ لمبی اور تین فٹ موٹی عجوبہ روزگار لاٹ شیشے کے کور میں محفوظ ہے۔ اس لاٹ پر بابل کا دیوتا مروک (Marduk) بنایا گیا ہے۔حمورابی بادشاہ کو مردک دیوتا کے حضور دست بستہ کھڑے اور اس سے مجموعہ قانون حاصل کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔حمورابی کا مجموعہ قانون سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے قبل کا مجموعہ قانون ہے۔اس ضابطۂ قانون کو ایک بڑے پتھر پر لکھ کر سرِ عام رکھا گیا تھا تاکہ سب لوگ اس کو دیکھ سکیں۔ اس پتھر کو چرا لیا گیا تھا۔ ۱۹۰۱ء میں دوبارہ دریافت ہوا تو اسے پیرس کے عجائب گھر میں رکھا گیا۔

حمورابی کا قانونی مجموعہ اپنے پیش رو مجموعہ ہائے قوانین سے زیادہ جامع اور مبسوط ہے۔۲۸۲ قوانین پر مشتمل یہ مجموعہ قانون ۱۲ تختیوں پر لکھا گیا ہے۔اس مجموعہ قانون کا آغاز میں ایک طویل تمہید ہے جس میں بادشاہ قانون کی غرض و غایت بیان کرتا ہے۔ اس مجموعہ قانون سے اس دور کی مکمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عکاسی ہوتی ہے۔سزا کا تعین مجرم کے سماجی مرتبہ کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک ہی جرم کی سزا مختلف طبقاتِ معاشرہ کو مختلف ہے۔حمورابی کے دور میں مکان کرایہ پر دیئے جاتے تھے اور قانونی کرایہ نامہ لکھا جاتا تھا۔ املاک، لین دین، ضابطہ فوجداری، ازدواجی تعلقات، آقا اور غلام کے تعلقات اور محنت کشوں کی اجرتوں کے قوانین درج ہیں۔ جرم کے بدلے سزا کے لحاظ سے ان ضابطہ قانون کو مرتب کیا گیا ہے۔بعض اوقات نہایت مضحکہ خیز اور نامعقول سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کی گائے کو مار دے گا تو بدلے میں اس کی گائے کو مار دیا جائے گا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اس سزا پر تبصرہ کرتے ہوئے تجویز کیا تھا کہ مجرم کی گائے کو بدلے میں مارنے کی بجائے اس شخص کو دے دی جانی چاہیے تھی جس کی گائے کو مارا گیا تھا۔[28]

حمورابی مجموعہ قانون کے مطابق اگر کوئی کسی کی بیٹی کو قتل کرے گا تو بدلہ میں اس کی بیٹی کو قتل کیا جائے گا۔اس مجموعہ میں ۳۴ جرائم کی سزا، موت کی سزا تجویز کی گئی ہے۔[29]

درج بالا قانونی دستاویزات کے علاوہ بابلی تہذیب ایسن(Isin) خاندان کے پانچویں فرماں روا لپٹ اشتر (Lipit Ishtar)(۱۹۲۴-۱۹۳۴ ق م) کا مجموعہ قانون بھی دریافت ہو چکا ہے۔ ۳۷ دفعات پر مشتمل یہ مجموعہ قانون روایتی طریقہ پر جرم اور اس کی سزا کے طریقہ پر مرتب کیا گیا ہے۔[30]

ترکی کے علاقہ Hattusa سے حتی خاندان(Hittite) کے حکمرانوں (۱۵۰۰- ۱۶۵۰ ق م) کا مجموعہ قانون بھی آثارِ قدیمہ کے ماہرین نے دریافت کرلیا ہے۔ ۲۰۰ دفعات پر مشتمل یہ مسودہ قانون حتی زبان میں لکھا ہوا ہے۔[31]

۵۔ شریعتِ موسوی(Mosiac Law)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام انتہائی جلیل القدر رسول ہیں جن پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تورات نازل فرمائی تھی جو شریعت موسوی یا یہودی قوانین کا بنیادی سرچشمہ ہے۔عبرانی زبان میں تورات سے مراد شرع، قانون، انسانی تعلیم یا خدا کی شریعت لیا جاتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ جناب مسیح علیہ السلام سے تقریباً ۱۵۰۰ سال قبل کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت موسوی کے سلسلہ میں یہودی علماء نے دو بنیادی ماخذ تسلیم کیے ہیں۔

۱۔ تورات ۲۔ تلمود ۳۲

۱۔ تورات

بائبل کے عہد نامہ قدیم (Old Testament) میں تورات یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ پانچ کتب، پیدائش (Genesis)، خروج (Exodus)، احبار (Leviticus)، گنتی (Numbers)، اور استثناء (Deuteronomy) شریعتِ موسوی کا مرکز ومحور ہیں۔ کتاب خروج میں بیان کردہ احکام عشرہ (Ten Commandments) موسوی شریعت کے روحِ رواں ہیں (خروج ۲۰:۱۷-۳) سماجی، دیوانی، عدالتی یا سیاسی نوعیت کے قوانین کے لیے درج ذیل قوانین اہمیت کے حامل ہیں۔

خروج (۲۰:۲۳،۲۳:۳۳) احبار میں ۱۷ تا ۲۶ ابواب اور استثناء کی کتاب میں ۲۱ تا ۲۵ ابواب قابل ذکر ہیں۔

دینی قوانین میں کتاب خروج کے ۲۲، ۲۳ اور ۳۴ ابواب اور کتاب استثناء میں ۵، ۶، ۸، ۱۱، ۱۷ اور ۳۰ ابواب قابل ذکر ہیں۔

۲۔ تلمود

آرامی زبان کا لفظ ہے۔ یہ یہودی شرعی قوانین کا مجموعہ ہے۔ اس میں مشنہ اور جمرا شامل ہیں۔ تورات میں مذکور قوانین کو تحریری اور تلمود کے قوانین کو غیر تحریری بھی کہا جاتا ہے۔ یہودی علماء کے مطابق تلمود دراصل تورات کے بیان کردہ قوانین کی تشریح ہے۔ یہودی احبار کے عقیدہ کے مطابق توریت کے اجمالی قوانین کی تشریح یعنی تلمود بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی تھی جسے آپ نے یشوع کے سپرد کیا تھا۔

بعدازاں یہ تشریحات نسل درنسل، سینہ بہ سینہ غیر تحریری طور پر منتقل ہوتی رہیں۔ قانون کے اس حصہ کا نام مشنہ یعنی دہرانا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی قانون کے ماخذ میں وہ نظائر (Precedents) بھی شامل ہیں جو مختلف شرعی مقدمات کے فیصلوں کی صورت میں نمایاں طور پر سامنے آئے اور بعد کے فیصلوں کے لیے نمونہ بنے۔ ان کی تفسیر کا نام مدراش ہے۔ چنانچہ ان نظائر اور ان کی تفسیر کے مجموعہ کو جمرا کہتے ہیں۔ ۲۰۰ عیسوی میں طبریاس مدرسہ کے اساتذہ نے ربی یہوداہ کے ساتھ مل کر ان کو تحریری شکل میں جمع کیا۔

تلمود دو قسم کے ہیں۔ فلسطینی مدارس خاص طور پر طبریاس کے مشہور مدرسہ میں ربی یوحنا نے تیسری صدی عیسوی میں یروشلمی تلمود شائع کی۔ بابلی تلمود کا پہلا مؤلف ربی آشی تھا۔ ان دونوں تلمودوں پر کام جاری رہا اور ان کی حتمی شکل بعد میں بنی، یروشلمی تلمود چوتھی صدی عیسوی اور بابلی تلمود چھٹی صدی عیسوی میں پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔ ۳۳

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئی شریعت نہیں لے کر آئے بلکہ عیسوی قوانین کا ماخذ شریعتِ موسوی ہی ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اپنا فرمان ہے۔

> ''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔ (متی ۵:۱۷-۲۰)

۶۔ ہندو ویدک قانون

ہندوستان قدیم ترین تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ ہندو تہذیب تین ہزار سال قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ دو ہزار سال قبل مسیح میں اپنے عروج پر پہنچنے کے بعد زوال پذیر ہوئی۔ اس تہذیب کو میسوپوٹیمیا اور مصر کی تہذیب کا معاصر قرار دیا جا سکتا ہے۔

دھرم، مذہب اور قانون دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ ہندو قانون کے بنیادی منابع وید، سمرتی اور گیتا ہیں۔ لیکن وید دراصل دھرم یا قانون کا اصل سرچشمہ ہیں۔ اس کے علاوہ آچار (روایات اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرف) پرشد (علماء کا اجماع) اور ششٹا (انفرادی اجتہاد) بھی ہندو قانون کا ذریعہ ہیں۔[۳۴]

سمرتی کا مطلب ہے جسے یاد رکھا جائے۔ یہ ہندو مذہبی ادب کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ان میں راست بازی اور خیر پر مبنی زندگی گزارنے کے قواعد بیان کیے گئے ہیں۔ سمرتی کی ایک ذیلی صنف ''دھرم شاستریں'' ہیں جن کا لغوی مطلب دھرم کا علم یعنی ''قوانین کا مجموعہ'' ہے۔

''دھرم شاستر'' قدیم ترین مجموعہ ہائے قانون ہیں جو اٹھارویں صدی قبل مسیح سے لے کر چھٹی صدی قبل مسیح میں لکھے گئے۔ منو دھرم شاستر یا منوسمرتی سب سے زیادہ مصدقہ تسلیم کی جاتی ہے۔ اسے منوسوبھو سے منسوب کیا جاتا ہے۔ شاستر، سنسکرت میں نصیحت، حکم اور ضابطہ و قانون کہلاتا ہے۔ انگریزوں نے برطانوی ہندوستان میں ہندوؤں کے لیے قانون کے ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ حالانکہ اس میں قانون کے علاوہ مذہبی زندگی کے اور پہلوؤں کے بارے میں بھی ہدایات ہیں۔ منوسمرتی کا سر ولیم جونز (Sir William Jones) نے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔[۳۵]

۷۔ رومی ضابطۂ قانون (Roman Law Code)

رومی مجموعۂ قانون قدیم روم کا قانونی نظام اور مسودہ قانون ہے۔ رومی قانون سازی کا سفر تقریباً ایک ہزار سال تک محیط ہے۔ پہلا مجموعہ قانون دس الواح پر مرتب کیا گیا تھا۔ یہ مجموعہ قانون ۴۵۰ ق۔م میں گال قوم کے روم پر حملہ کے وقت ضائع ہو گیا تھا جنھوں نے روم کو جلا دیا تھا۔

اہلِ روم نے دوبارہ قانونی مجموعہ مرتب کرنے کے لیے کمیشن مقرر کیا۔ یونان کی مختلف شہری ریاستوں کی طرف وفود بھیجے اور قانونی مسودہ جات حاصل کیے۔ بعدازاں ایک قانونی مجموعہ تیار کیا گیا جسے بارہ الواح (Twelve Tables) میں مرتب کیا گیا۔

یہ قانونی مجموعہ اس لیے بنوایا گیا کہ مجسٹریٹ کے پاس زبانی قانونی روایات کی بجائے ایک باقاعدہ تحریر شدہ مسودہ قانون ہونا چاہیے۔ رومی معاشرہ چونکہ انسانی طبقات پر مشتمل تھا، اس لیے یہ رومی ضابطہ قانون معاشرہ کے دونوں طبقات یعنی مفاد یافتہ طبقہ (Patricians) اور عوام الناس (Plebians) دونوں کے حقوق کا تحفظ کرتا تھا اور ان کے درمیان نزاعات کو ختم کرتا تھا۔ اس مجموعہ قانون کو روم کی عوامی اسمبلی نے منظور کیا تھا۔ امتدادِ زمانہ سے یہ مجموعہ قانون بھی ضائع ہو گیا اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ حصے باقی رہ گئے ہیں۔

جسٹینین (Justinian) بادشاہ کے حکم سے ماہرین قانون کی ایک جماعت کو ضابطۂ قانون مرتب کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ماہرین قانون کے اس پینل نے انتہائی محنت اور علمی و پیشہ وارانہ مہارت اور سالہا سال کی ریاضت (A.D 528-35) سے (Corpus Juris Civilis) مرتب کیا جسے ''جسٹینین کوڈ'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مجموعہ قانون مشرقی روم یعنی بازنطین میں بھی نافذ رہا۔ بعدازاں یورپ کی قانونی تاریخ کی بنیاد ثابت ہوا۔ لاطینی امریکہ اور ایتھوپیا نے بھی قانون سازی میں مجموعہ قانون سے استفادہ کیا۔ ۳۶ے

۸۔ سائرسِ اعظم کا ضابطۂ قانون (Cyrus Cylinder)

ایران کے بادشاہ سائرس اعظم نے بابل کی فتح کے موقع پر ۵۳۹ قبل مسیح میں یہ ضابطہ قانون جاری کیا تھا جو کہ مٹی کے ایک سلنڈر پر تحریر کروایا گیا تھا۔ ۱۸۷۹ کو میسوپوٹیمیا کے علاقہ سے ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے دریافت کیا۔ ۴۵ سطور پر مشتمل اس مجموعہ قانون کو اکادی زبان میں تحریر کیا گیا تھا۔ مٹی کا یہ تاریخی سلنڈر اب شکست و ریخت کا شکار ہو چکا ہے۔ جسے خصوصی طور پر محفوظ کیا گیا ہے۔ بعض ماہرینِ قانون نے اسے انسانی حقوق کا چارٹر (Human Rights Charter) قرار دیا ہے۔ شہنشاہِ ایران رضا شاہ پہلوی نے ۱۹۷۱ء میں خاندانی بادشاہت کا اڑھائی ہزار سالہ جشن بڑی دھوم دھام سے منایا تھا جس میں دنیا بھر کے سربراہانِ مملکت کو مدعو کیا گیا تھا۔ ان تقریبات میں شاہِ ایران نے سائرسِ اعظم کے اس مجموعہ قانون کی نمائش کی تھی۔ ۳۷ے

۹۔ ڈریکونین قانون (Draconian Law)

ڈریکو (Draco) ۶۲۰ قبل مسیح میں قدیم ایتھنز کی قانون ساز اسمبلی کا رکن تھا۔ اس سے قبل ایتھنز میں تحریری قانون کا رواج نہیں تھا۔ ڈریکو (Draco) نے تحریری قانون کا ایک مسودہ تیار کروایا جس کو عدالتوں کے ذریعہ سے نافذ کیا گیا۔ یہ ضابطۂ قانون غیر لچک دار تھا اور مختلف جرائم کی انتہائی سخت سزائیں تجویز کی گئی تھیں۔ چنانچہ سخت گیر قوانین کے سلسلہ میں ڈریکونین قانون (Draconian Law) کی اصطلاح معرضِ وجود میں آئی۔ یہ مجموعہ قانون لکڑی کی الواح پر لکھا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔۱۸۵۰ء میں ایک اطالوی ماہرِ آثارِ قدیمہ نے اس کو دریافت کیا۔ جرائم کے علاوہ شادی بیاہ، طلاق، حقوقِ ملکیت اور وراثت وغیرہ کے قوانین کو ضبطِ تحریر میں لایا گیا۔

یونان کی ایک شہری ریاست Gortyn کا ایک مجموعہ قانون Gortyn Code کے نام سے موسوم ہے۔ اسے ضابطۂ عظیم (Great Code) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ضابطۂ قانون ایک دیوار پر تحریر کیا گیا تھا جسے دریافت کرلیا گیا ہے۔[۴۸]

درج بالا مجموعہ ہائے قوانین کے علاوہ کئی ایک قدیم قانونی مسودہ جات مثلاً قدیم چینی ضابطہ قانون اور ریڈ انڈین (Red Indian) مجموعہ قوانین وغیرہ بھی دریافت ہو چکے ہیں۔ ان مجموعہ ہائے قوانین نے انسانوں کو قوانین وضوابط کا پابند بنا کر حقوق وفرائض کے تعین اور عمل داری میں اہم کردار سرانجام دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱- Aristotle, The Politics, Edited and Translated by Ernost Barker, P5,6

۲- ابن خلدون، علامہ، المقدمہ، الباب الاول من الکتاب الاول، ص ۶۹، ۷۰

۳- الفارابي، السیاسة المدینہ، ص ۶۹

۴- ابن الاثیر جزری، الکامل، ۱/۴۷، طبع بیروت

۵- طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۱/

۶- Dunning, William Archibald, A History of Political Theories, Ancient and Modern, P. 56

۷- ابن ابی الربیع، سلوک المالک فی تدبیر الممالک،

۸- Encyclopaedia of Social Sciences Under State,

۹- Dunning, A History of Political Theories, Ancient and Modern

۱۰- Ernest Barker, Plato and his Predecessors London, U.K.. 1950, P.2

۱۱- Gettle, An Introductions to Political Science, Cambridge University Press, 1940 P.56

۱۲- اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، بذیل مادہ حق

۱۳- ابن منظور الافریقی، لسان العرب

۱۴- وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ

۱۵- T.E. Holland, Elements of Jurisprudeuce, P.82

۱۶- John Donnely, The Coucept of Human Rights

۱۷- السنھوری، عبدالرزاق، مصادر الحق فی الفقہ الاسلامی،

۱۸- Encyclopaedia of Religion and Ethics, Edited by James Hastings, Under "Right"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔ T.E. Holland, Elements of Jurisprudence

۲۰۔ Thomas Paine, Rights of Man,

۲۱۔ Gandhi, M. In UNESCO (Ed) Human Rights, Bomments and Interpretations, P.18, Columbia University Press, New York, 1949

۲۲۔ Car. E.H. In UNESCO (Ed) Human Rights, Bomments and Interpretations, P.19-23, Columbia University Press, New York, 1949

۲۳۔ Filmer R., Patriarcha and Other Political Works, ed. Peter Laslett, Oxford, Basic Black Well.

۲۴۔ International Encyclopaedia of The Social Sciences, David, L. Sills Editors.

۲۵۔ Walter Wink Engaging The Powers, P. 40, Fortress Press

۲۶۔ Krameer Samuel, History Begins at Sumer.

۲۷۔ B.L. Eichler, Literary Structure in The Laws of Eshnunna in Language, Literature and History, 1987

۲۸۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، خطباتِ بہاول پور، خطبہ تاریخ اصول فقہ واجتہاد، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

۲۹۔ Robert William Rogers, A History of Babylonia and Assyria, Voll, Eaton and Mains 1900

۳۰۔ James R. Court, Codex Collections from Mesopotamia and Asia Minor, Scholar's Press, 1995

۳۱۔ Oliver J. Thatchor, ed. Code of Nesilim, The Library of Origional Sources.

۳۲۔ خیر اللہ، الف۔ ایس، قاموس الکتاب

۳۳۔ محولہ بالا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۴۔ Pandurang Vaman Kane, History of the Dharmashastra, Bhandarkar Oriental Research Institude, 19662

۳۵۔ Patrick Olivelie, Dharma Sutras, The Law Codes of Anciat India, Oxford World Class, 1999

۳۶۔ Roman Law, Catholic Encyclopaedia, New York, Robert Appleton Company, 1913

۳۷۔ Kuhrt Amelic. Cyrus The Great, Images and Realitics.

۳۸۔ Gagarin, Michal, Drakon and Early Athenian Homicide Law, New Haven, Yale University Press, 1981

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

بنیادی انسانی حقوق

باب اول میں منظم و مقتدر معاشرہ کی تشکیل میں انسان کی فطری معاشرت پسندی اور احتیاجات وضروریات کی فراہمی کے حوالہ سے اس کے ناگزیر ہونے کا تفصیل سے مطالعہ کیا گیا ہے اور یہ حقیقت بھی واضح ہوئی ہے کہ انسانی معاشرہ کے حسن وتوازن کا انحصار حقوق وفرائض کے ایک ہمہ گیر سلسلہ پر ہوا کرتا ہے۔ انسانی معاشرہ میں ہر فرد کو زندگی کے مختلف مراحل اور متنوع عمرانی حیثیتوں کی بدولت متعدد حقوق حاصل ہوتے ہیں اور اس کے بدلہ میں اسے بہت سی ذمہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برآ ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً انسانی بچہ پیدائش کے فوراً بعد کے زمانہ میں انتہائی لاچارگی اور کسمپرسی کے عالم میں ہوتا ہے۔ اس بے کسی کی کیفیت میں انسانی بچہ کو اخلاقی اور قانونی حق حاصل ہوتا ہے کہ اس کے والدین، قریبی عزیز و اقرب، نگران (Guardian) اور معاشرہ اس کی پرورش اور نگہداشت کریں تا آنکہ وہ اپنی زندگی کی گاڑی کو خود کھینچنے کے قابل ہو سکے۔ جونہی بچہ باشعور ہو کر انسانی معاشرہ کے دھارے میں شامل ہوتا ہے تو زندگی کی مختلف منازل اور معاشرتی حیثیتوں سے اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اور کچھ حقوق سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ ان حقوق کی کئی اقسام ہیں جن میں سے درج ذیل نمایاں ہیں:

ا۔ اخلاقی حقوق

اخلاقی حقوق کا تعلق انسان کی باطنی کیفیت اور تہذیب نفس کے ساتھ ہے۔ بڑوں اور بزرگوں کی اطاعت واحترام، چھوٹوں کے ساتھ شفقت آمیز طرزِ عمل، بیمار کی تیمارداری، مصیبت و پریشانی کی صورت میں دوسروں کی مدد کرنا، غرباء و مساکین کی خبر گیری کرنا وغیرہ۔ اخلاقی حقوق کے زمرے میں شامل ہیں۔ اخلاقی حقوق برضا و رغبت، رضا کارانہ (Voluntary) طور پر ادا کیے جاتے ہیں۔ ان حقوق کو قانون یا انتظامیہ کے ذریعہ نافذ نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان کی عدم بجا آوری پر عدلیہ کے ذریعہ سے کوئی سزا دی جاتی ہے۔ اخلاقی حقوق کی بنیاد، اخلاقی قوانین یا اخلاقی اقدار ہیں جو کہ علم الاخلاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Ethics) کا ایک وسیع موضوع ہے۔ علماءِ اخلاقیات نے اخلاق اقدار کی نوعیت، علمی وفکری بنیادیں اور ان اخلاقی اقدار کے لیے قوتِ نافذہ(Implementing Force) کے ضمن میں اختلافی نظریات کا وسیع وعریض ادبی سرمایہ (Literature) مہیا کیا ہے۔ یونان کے سوفسطائی (Sophists) فلاسفہ سے لے کر جرمن اخلاقی فلسفی کانٹ(Kant) تک اور مابعد ماہرینِ اخلاقیات نے افکار ونظریات کا گراں قدر سرمایہ تخلیق کیا ہے۔

اختصار کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ معاشرہ میں کچھ رسوم و رواج اور روایات ہوا کرتی ہیں۔ جن روایات واقدار کو معاشرہ قبول کرتا ہے وہ مثبت اور اخلاقی اقدار کہلاتی ہیں اور جن اقدار کو معاشرہ مسترد کرتا ہے وہ منفی یا غیر اخلاقی اقدار کہلاتی ہیں۔ مذاہبِ عالم عمومی طور پر اخلاقی اقدار کا بنیادی سرچشمہ ہوا کرتے ہیں اور انھی سے اخلاقی حقوق متعین ہوتے ہیں۔ اخلاقی حقوق چونکہ رضا کارانہ نوعیت کے ہوتے ہیں اور انھیں حکومت، انتظامیہ یا عدالتوں کے ذریعہ سے نافذ نہیں کیا جاتا۔ البتہ انسان کا اپنا ضمیر اور معاشرہ کا دباؤ اخلاق حقوق کے نفاذ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اخلاقی حقوق کے حوالہ سے اسلام کا نقطۂ نظر انفرادیت کا حامل ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبوی میں اخلاقی تعلیمات کو پوری جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ اسلام میں بھی اخلاقی حقوق کا نفاذ ریاست وحکومت کے ذریعہ سے نہیں بلکہ رضا کارانہ بنیادوں پر ہی ہے۔ مگر اسلام تزکیۂ نفس کے ضمن میں عبادات کا ایک مربوط نظام تشکیل دیتا ہے جو انسانی نفس کی تہذیب وتربیت اس انداز سے کرتا ہے کہ اخلاقی حس بیدار ہو کر انسان کو اخلاقی حقوق وفرائض کی بجا آوری کے لیے آمادہ کرتی ہے۔ مزید برآں اسلام اس عقیدہ ونظریہ کو انسانی قلوب واذہان میں راسخ کرتا ہے کہ انسان کی دنیاوی زندگی آخرت کی کھیتی اور امتحان گاہ ہے، جو کچھ انسان یہاں بوئے گا اسی کی فصل آخرت میں کاٹے گا اور اس دنیا کے تمام تر اعمال کے لیے حیات بعد الموت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہونا ہوگا۔

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (الزلزال۹۹:۷،۸)

''پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر بدی کی ہوگی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو دیکھ لے گا۔"

۲۔ قانونی حقوق

اخلاقی حقوق کے پہلو بہ پہلو انسانی معاشرہ میں حقوق کا ایک اور نہایت اہم سلسلہ قانونی حقوق پر مشتمل ہے۔ قانونی حقوق کا تعلق چونکہ کسی مفاد کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اس لیے اسے قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً حق ملکیت، حقِ مقابلہ و مسابقت اور عدل و انصاف کا حق وغیرہ۔ قانونی حقوق (Legal Rights) کو مثبت حقوق (Positive Right) بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس کا تعلق انسان کے کسی مفاد کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے اخلاقی پند و نصائح اور شخصی ارادہ و اختیار کے دائرہ سے نکال کر حکومت اور قانون کے دائرہ میں لایا جاتا ہے۔ ریاست کا قانون ان حقوق کی حفاظت (Protection) کرتا ہے اور عدلیہ کے ذریعہ سے ان حقوق کی خلاف ورزی پر مواخذہ کیا جاتا ہے۔ ریاست ان حقوق کے نفاذ کے سلسلہ میں قانون سازی کرتی ہے۔ مجموعۂ ہائے قوانین کو باضابطہ طور پر تحریری صورت میں مدون کیا جاتا ہے اور اس کی اشاعت کی جاتی ہے۔ قانونی حقوق ہر ریاست کے اپنے ہوتے ہیں اور ان کا نفاذ ملکی حدود میں کیا جاتا ہے۔ قانونی حقوق وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور ان کی کوئی مستقل اقدار نہیں ہوتیں۔

۳۔ فطری قانون (Law of Nature)

ایک مقتدر اور با اختیار ریاست وحکومت کی تشکیل کا بنیادی مقصد افراد ریاست کے باہمی حقوق و فرائض کا تعین اور ان کا نفاذ تھا تاکہ انسان پر امن، خوشحال اور کامیاب زندگی گزار سکے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ طاقت ہمیشہ ظلم و تعدی کا باعث ہوتی ہے۔ اور زیادہ طاقت زیادہ ظلم وعدوان کا سبب ہوتی ہے۔

"Power corrupts and absolute power tends to corrupt absolutely." (Lord Acton)

ریاست ایک با اختیار اور طاقتور ادارہ ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ حکمرانوں نے ریاستی قوت و اختیار کو انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرنے کی بجائے اسے اپنے اور مخصوص طبقات کے مفادات کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ گویا باڑ نے ہی کھیت کو کھانا شروع کر دیا۔ ریاست کا طاقتور ادارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتدریج ظلم و عدوان اور انسانی حقوق کی پامالی کا ادارہ بن گیا۔ مطلق العنان اور باجبروت حکمرانوں نے استبدادی اور استحصالی حکومتیں قائم کیں اور عامۃ الناس کو جانوروں کی مانند، بلا چون و چراں اپنی اطاعت پر مجبور کیا۔ کوسِ لمن الملک بجاتے ہوئے بادشاہوں اور حکمرانوں نے اپنے خود ساختہ قوانین کو رعایا پر جبراً مسلط کیا جبکہ یہ حکمراں خود قانون سے مبرّیٰ گردانتے جاتے تھے۔ چنانچہ اس صورتِ احوال میں انسانوں سے بالاتر منبعِ قانون کا تصور اجاگر ہوا جس کی پابندی، بشمول حکمران طبقہ، سب پر لازم تصور کی گئی۔ اسے فطری قانون(Law of Nature) قرار دیا گیا جس کی رو سے تمام انسان برابر ہیں اور ان سب کو فطری قانون کی پابندی کرنا چاہیے۔ انسانوں کی معلوم اور دستیاب فکری تاریخ میں، رسولوں سے ہٹ کر، رواقی (Stoics) پہلے دانشور ہیں جنھوں نے فطری قانون اور انسانی مساوات کا علم بلند کیا۔ رواقی فلسفہ کا بانی زینو (۲۶۵-۳۴۰ق م) یونان کا باشندہ تھا۔ اس نے سب سے پہلے فطری قانون کا تصور پیش کیا۔ زینو کی وفات کے بعد کلینتھیز (Cleanthes) اور کرسپس (Chrysippus) نے اس فلسفیانہ تحریک کو آگے بڑھایا اور اس میں اضافے کیے۔ بعدازاں یہ فلسفہ روم میں بہت مقبول ہوا اور سسرو جیسے عظیم المرتبت مقنن، اپکٹیٹس (Epictetus) جیسے مفکر اور مارکس اوریلیس (Marcus Aurelius) جیسے دانشور حکمراں کی بدولت فلسفہ رواقیت کو انسان دوست نظریات کی بدولت بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔[۱]

رواقی فلاسفہ نے تمام انسانوں کو ایک ہی خدا کی مخلوق قرار دیا اور اس طرح انھوں نے ایک بین الاقوامی اور بین الانسانی اخوت و برابری کا درس دیا۔ انھوں نے کہا کہ اگر سیزر بادشاہ کی قرابت تحفظ کا باعث ہے تو خدا کی قربت تو بدرجہ اولیٰ انسانی تحفظ کی ضامن ہونا چاہیے۔

> God is the father of men, and we are all brothers. We should not say' I am an Athenian' or ' I am Roman, but ' I am a Citizen of the Universe'. If you were a kinsman of Caesar, you would feel safe; how much more should you feel safe in being a kinsman of God[۲]

فطری قانون سے فطری حقوق کا صدور

برٹرینڈ رسل فلسفہ رواقیت (Stoicism) کی تشریح کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ سولھویں صدی سے اٹھارویں صدی عیسوی کے درمیان معرضِ وجود میں آنے والا فطری حقوق (Natural Rights) کا نظریہ دراصل رواقی فلسفہ سے اخذ کردہ ہے۔ انسانی مساوات پر مبنی فطری قانون اور فطری حقوق کا رواقی فلسفہ قدیم رومی معاشرہ میں مساوی حقوق اور مساوی آزادیوں کی نظریاتی اساس کا باعث ہوا۔ اگرچہ یہ رواقی نظریات کا پودا پوری طرح برگ و بار نہ لا سکا مگر اسکی بدولت عورتوں اور غلاموں کے حقوق کے حوالہ سے قانون سازی میں نمایاں مثبت پیش رفت ہوئی۔ عیسائیت بھی اس فلسفہ سے متاثر ہوئی اور بالآخر سترھویں صدی میں استبدادی اور ظالمانہ مطلق العنان حکومتوں کے خلاف انھیں فلسفیانہ بنیادوں پر فطری قانون اور مساوات کی راہیں ہموار ہوئیں۔

"The doctrine of Natural Right, as it appears in the sixteenth, seventeenth and eighteenth Centuries, is a revival of a stoic doctrine, though with important modifications .... By nature, the stoics held, all human beings are equal. Marcus Aurelius, in his Meditations, favours a polity in which there is the same law for all a polity administered with regard to equal rights and equal freedom of speech, and kingly government which respects most of all the freedom of the governed. This was an ideal which could not be consistently realized in in the Roman Empire, but it influenced legislation, particularly in improving the status of Women and slaves."[۳]

فطری حقوق کا تحفظ بذریعہ معاہدہ عمرانی

تھامس ہابز Thomas Hobbes (۱۵۸۸ء-۱۶۷۹ء)، جان لاک John Locke (۱۶۳۲ء-۱۷۰۴ء) اور جین جیکوئس روسو (۱۷۱۲ء-۱۷۷۸ء) نے ریاست کے قیام اور فطری حقوق کے تحفظ کے حوالہ سے معاہدہ عمرانی کا نظریہ (Social Contract Theory) پیش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ معاہدہ عمرانی کا لبِ لباب یہ ہے کہ منظم معاشرہ کی تشکیل سے ماقبل انسان فطری حالت میں رہتا تھا تو اسے چند ایک فطری حقوق حاصل تھے۔ ان فطری حقوق کو بوجوہ خطرہ لاحق ہوا تو انسانوں نے باہمی رضا مندی سے اختیارات ایک مرکز میں مرتکز کر کے رضا کارانہ اطاعت اختیار کی تاکہ ایک با اختیار منظم معاشرہ قائم ہو جائے جو افرادِ ریاست کے چند ایک فطری حقوق کا تحفظ کرے۔ چنانچہ یہ معاہدہ عمرانی انسانوں کے فطری حقوق کی ضمانت ہے۔

تھامس ہابز نے اپنے نظریات "Laviathan" نامی کتاب میں ۱۶۵۱ء میں پیش کیے۔ ہابز کے نقطۂ نظر سے فطری حالت میں انسان مفاد پرست تھا۔ چونکہ انسان فطری طور پر شر پسند اور لڑاکا ہے۔ لہٰذا فطری معاشرہ میں امن و امان کا فقدان تھا:

"Man's life in the natural state was brutish and short"۴

انسان امن چاہتا تھا۔ چنانچہ معاہدہ عمرانی وقوع پذیر ہوا تاکہ انسان اپنے فطری حقوق یعنی جان اور آزادی کا تحفظ کر سکے۔۵

معاہدہ عمرانی کے علمبردار فلاسفہ میں سے جان لاک (John Locke) بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ جان لاک نے کئی اہم کتب تصنیف کیں جن میں تحریر کردہ نظریات نے امریکہ کی تحریکِ آزادی میں اہم کردار سرانجام دیا۔ امریکہ کے اعلان آزادی اور دستور کی ترتیب میں بھی ان کتب سے استفادہ کیا گیا۔ لاک نے " Two Treatises of Government" میں معاہدۂ عمرانی کے نظریہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جان لاک کے مطابق انسان فطری طور پر امن پسند ہے۔ لہٰذا فطری ماحول میں وہ امن وسکون اور بقائے باہمی کے اصولوں پر فطری قانون کے تحت زندگی بسر کر رہا تھا۔ مگر فطری ماحول میں قانونِ فطرت کی تشریح و تاویل کے لیے کوئی مشترکہ ادارہ موجود نہیں تھا۔ چنانچہ قانونِ فطرت کے تحت پرامن ماحول کو مزید مستحکم کرنے کی غرض سے معاہدہ عمرانی وقوع پذیر کیا گیا تاکہ جان، آزادی اور ملکیت کے فطری حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔ اس معاہدہ کے تحت ایک مملکت معرضِ وجود میں آئی جس میں قانونِ فطرت کی عمل داری تھی۔۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان لاک چونکہ اللہ کی ذات اور اس کے شارع ہونے پر یقین کامل رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ واضح طور پر قانونِ فطرت کو قانونِ خداوندی گردانتا ہے۔ جان لاک کے معروف شارح لائیڈ تھامس(Lloyd Thomas) نے "Locke on Governments" کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کی جس میں لاک کی دونوں کتب کے نظریات کو سمویا گیا ہے۔ معاہدہ عمرانی، قانونِ فطرت اور فطری حقوق کے حوالہ سے درج ذیل اہم نکات بیان کیے ہیں۔

۱۔ ریاست کے تمام شہری، دولت و ثروت کے فرق کے باوصف، سیاسی اعتبار سے یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔

۲۔ قانونِ فطرت دانش اور حکمت کا قانون ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا عقل و دانش پر عمل کرنا ہے۔

۳۔ قانونِ فطرت خدا کا قانون ہے جو کہ الہامی کتب میں درج کیا گیا ہے۔

۴۔ قانونِ فطرت آفاقی ہے۔ اس کا اطلاق تمام انسانوں پر ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔ تمام ریاستوں کو اپنے قوانین کو فطری قوانین کے مطابق بنانا چاہیے۔

۵۔ حکومت میں جن لوگوں کے ہاتھ میں زمام کار اور اختیارات ہیں، وہ انھیں انسانوں کی بھلائی کے لیے استعمال کریں اور ہر قسم کے ذاتی مفادات سے بالاتر ہونا قانونِ فطرت کا فطری تقاضا ہے۔

۶۔ حکومت کی تشکیل کا بنیادی مقصد عوام کی فلاح اور ان کے فطری حقوق کا تحفظ ہے۔ اگر کوئی حکومت استبدادی اقدامات کرتی ہے تو وہ حقِ حکومت کھو دیتی ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف عوامی اقدام کیا جا سکتا ہے اور قوت کا استعمال بھی بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔[۷]

روسو (Rousseau) کے نظریہ کے مطابق فطری ماحول میں ہر طرف وحشت و بربریت تھی۔ چنانچہ ہر شخص کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ روسو نے ۱۷۶۲ء میں اپنے معروف کتاب "The Social Contract" لکھی جس میں اس معاہدہ عمرانی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جس کی بدولت انسان نے اپنے حقوق کا تحفظ کیا۔ ان فطری حقوق میں آزادی اور مساوات نمایاں ہیں۔ روسو نے اپنے دور میں ان فطری حقوق کی پامالی کا مشاہدہ کیا تو کتاب کا آغاز اس جملہ سے کیا:

" Man is born free and everywhere he is in chains."[۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسفۂ معاہدہ عمرانی کے بانیان کے علاوہ متعدد ماہرینِ قانون نے فطری حقوق کے نظریہ کی تائید کی اور اس کے حق میں دلائل دیے۔ بلیک سٹون (Black Stone) اٹھارویں صدی کا ممتاز ماہر قانون تصور کیا جاتا ہے۔ بلیک سٹون فطری حقوق کو حتمی (Absolute) قرار دیتا ہے۔ اس کے نزدیک فطری حقوق جملہ انسانوں کو فطری طور پر حاصل ہیں چاہے وہ کسی معاشرہ میں رہتے ہیں یا نہیں:

" Those which are so in their primary and strictest sense; such as would belong to their persons merely in a state of nature; and which every man is entitled to enjoy, whether out of society or in it."[9]

۱۷۷۶ء میں امریکہ کے اعلان آزادی کے موقع پر ورجینیا ریاست نے اپنے دستور میں "Virginia Bill of Rights" کے نام سے ایک مسودہ قانون شامل کیا۔ اس مسودۂ حقوق میں فطری انسانی مساوات اور فطری حقوق کے تصور کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس مسودہ حقوق کے مطابق تمام انسان فطری طور پر مساوی اور آزاد ہیں۔ چنانچہ جونہی کوئی انسان ایک معاشرہ میں شامل ہوتا ہے تو اسے فطرت کے ودیعت کردہ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ انسانوں کو ان فطری حقوق سے کسی صورت میں بھی محروم نہیں کیا جا سکتا:

" All men are by nature equally free and independent and have a certain inherent natural rights of which when they enter society, they cannot by any compact deprive or divest their posterity."[10]

نظریۂ فطری حقوق پر مغربی علماء کی تنقید

اگرچہ جان لاک نے قانونِ فطرت کا ماخذ، خداوند تعالیٰ کی ذات کو قرار دیا ہے جسے الہامی کتب سے حاصل کیا جاتا ہے مگر عمومی طور پر فطری حقوق کے علمبردار علماء نے فطرت یعنی Nature کے مبہم تصور کو اس کی اساس قرار دیا۔ مغرب کے سیکولر دانشوروں نے اس نظریہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا جن میں ایڈمنڈ برک (Edmund Burke)، ڈیوڈ ہیوم (David Hume)، جرمی بینتھم (Jeremy

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Bentham) اور جان سٹوارٹ مل (John Stuart Mill) کے نام بہت نمایاں ہیں۔

ایڈمنڈ برک (Edmund Burke) اگرچہ خود بھی ایک حد تک فطری قانون کو تسلیم کرتا ہے اور انسانی آزادیوں کا علمبردار ہے۔ مگر وہ انقلاب فرانس کے طریق کار اور اس انقلاب میں کارفرما انسانی مساوات کا مخالف تھا۔ اس نے اپنی کتاب " Reflections on the Revolution in France" میں ان تمام لوگوں پر شدید تنقید کی جنھوں نے فرانس کے انقلابی منشور "Rights of Man and of the Citizen" کو تخلیق کیا تھا۔ برک نے اس منشور میں بیان کردہ انسانی برابری (Human Equality) کے تصور کو ایک خوفناک افسانہ (Monstrous Fiction) قرار دیا۔ اس نے کہا کہ انسانوں کے حقیقی حقوق کا تعلق معاشرہ اور معاشرت سے ہے اور فطرت یا مابعد الطبیعات کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جھوٹے تصورات اور موہوم توقعات کی بدولت انسانی زندگی کے پرمشقت سفر میں تاریک راہیں مقدر ہو جاتی ہیں۔

" False ideas and vain expectations in men destined to travel in the obscure walk of laborious life."[۱۱]

جرمی بینتھم (Jeremy Bentham) نے فطری حقوق کے نظریہ کا پورے شدومد سے ابطال کیا۔ بینتھم کہتا ہے کہ قانون کو عقلی بنیادوں پر استوار ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس کے لیے مبہم اور غیر حقیقی تصورات کا خاتمہ نہایت ضروری ہے۔ انسانی زندگی میں مسرت و الم کی بنیادوں پر عقل و خرد کی راہنمائی میں قانون سازی ہونا چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے زیادہ سے زیادہ خوشیاں مہیا کی جاسکیں۔ بینتھم قانون سازی میں "The greatest happiness of the greatest number" نظریہ افادیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فطری قانون، حقوق کی کوئی جامع فہرست وضع نہیں کر سکا۔ بینتھم کہتا ہے کہ قانون فطرت (Law of Nature) حقیقی نہیں بلکہ محض تصوراتی ہے۔ حقیقی قانون سے حقیقی حقوق میسر آتے ہیں۔ جبکہ تصوراتی قانون سے تصوراتی حقوق ہی برآمد ہوں گے۔ وہ کہتا ہے کہ فطری قانون ایک نامعقول تصور ہے جس کی کوئی حقیقی اور پائیدار بنیاد نہیں ہے۔

"Right is the child of law; from real law come real rights; but

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

from imaginary laws, from 'law of nature' come imaginary rights; natural right is simple nonsense."[۱۲]

جرمن قانون دان فریڈرک کارل (Friedrich Karl)، انگلستان کے ماہر قانون جان آسٹن (John Austin)، ہنری مین، (Sir Hanry Maine) اور جان سٹوارٹ مل وغیرہ نے قانونِ فطرت اور فطری حقوق کے نظریہ کو بدلائل رد کیا۔[۱۳]

بنیادی انسانی حقوق

ہر انسان کو انسانوں کے حوالہ سے باہمی طور پر اور بالخصوص ریاست جیسے طاقتور اور بااختیار ادارہ کے حوالہ سے کچھ تحفظات، اختیارات، رعایات اور مراعات حاصل ہیں جو بنیادی حقوق کہلاتے ہیں۔ یہ حقوق تمام بنی نوع انسان کو بحیثیت انسان حاصل ہیں اور اس میں رنگ، نسل، زبان، جنس، مذہب اور علاقہ وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے۔

"Human rights are those minimal rights which every individual must have against the state or other public authority by virtue of his being a member of the human family, irrespective of any other consideration."[۱۴]

(انسانی حقوق وہ کم از کم حقوق ہیں جو کہ ہر فرد کو ریاست اور اس کے اداروں کے حوالہ سے لازماً حاصل ہونا چاہیے محض اس بنا پر کہ وہ انسانی برادری کا ایک فرد ہے۔)

بنیادی انسانی حقوق ایک بالکل نئی اصطلاح ہے جو جنگ عظیم دوم کے بعد قانون کی کتب اور انسانی حقوق کے ادب (Literature) میں شامل ہوئی۔ یہ دراصل اسی فطری حقوق کی بازگشت ہے جس کی صدا تاریخ کے ہر دور میں کسی نہ کسی سطح پر سنائی دیتی رہی ہے۔ Gaines Ezejiofer نے بنیادی انسانی حقوق کی تعریف اسی حوالہ سے کی ہے:

"Human or fundamental rights is the modern name for what have been traditionally known as natural rights, are these may be

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

defined as moral rights which every human beings. everywhere, at all times, ought to have simply because of the fact that, in contradistinction with other beings, he is rational and moral, no man may be deprived of these rights without grave affront to justice.:"۱۵

(انسانی یا بنیادی حقوق دراصل جدید نام ہے ان حقوق کا جو روایتی طور پر فطری حقوق کہلاتے ہیں اور جن کی تعریف یوں بھی ہوسکتی ہے کہ وہ اخلاقی حقوق جو ہر انسان کو ہمیشہ اور ہر جگہ اسی لیے حاصل رہتے ہیں کہ وہ دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ وہ ذی شعور اور اخلاق کا حامل ہے۔ انصاف کی کھلی پامالی کے بغیر کسی بھی شخص کو ان حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔)

علماءِ سیاسیات اور ماہرینِ انسانی حقوق کے مطابق بنیادی انسانی حقوق دراصل انسان ہونے کا خاصہ ہیں اور بحیثیت انسان ہمیشہ انسان کا استحقاق رہے ہیں اگرچہ ان حقوق کا اظہار تاریخ کے مختلف ادوار میں تدریجاً ہوا ہے مگر فی الحقیقت یہ اس وقت بھی انسان کا ''حق'' تھے جب ''انسانی حقوق'' کا نام بھی معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا اور نہ ہی اقوامِ عالم نے باہمی معاہدہ جات کی صورت میں اس کا اہتمام کیا تھا۔

"The historical evolution of visions of international human rights that continues to this day started centuries ago with efforts attempting to address these difficult and universal questions. It began as soon as men and women abandoned nomadic existence and settled in organized society, long before anyone had ever heard of the more recent expression 'Human Rights', or before nations-states negotiated specific international treaties."۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی حقوق کو بنیادی(Fundamental) حقوق اس لیے بھی کہا جاتا ہے کیونکہ دستور ان کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور دستور ریاست کا بنیادی قانون ہوا کرتا ہے۔

"When human rights are guaranteed by a written constitution, they are called "Fundamental Rights" , because a written constitution is the fundamental law of a state."[۱۷]

عصرِ حاضر کی ریاست میں دستور کی بنیادی اہمیت ہوا کرتی ہے۔ دستور بنیادی قوانین اور اصولوں کا مجموعہ ہوتا ہے جس کی روشنی اور حدود میں ریاست کے تمام امور سرانجام دیے جاتے ہیں۔ اس اہمیت کے پیش نظر دستور کو انتہائی تقدس حاصل ہوتا ہے اور اس کو عام قانون کی طرح تبدیل بھی نہیں کیا جا سکتا۔ دستور کے ذریعہ سے افراد اور اداروں کی سرکشی کو روکا جاتا ہے اور ایک محدود حکومت(Limited Government) معرضِ وجود میں آتی ہے جس میں ''افراد کی بجائے قانون کی حکومت'' قائم ہوتی ہے۔ امریکہ کی ریاست Massachusetts نے اسے اپنے دستور میں ان الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے۔

" Government of Laws and not of men"[۱۸]

انسانی حقوق کو دستورِ ریاست میں شامل کرنے سے ریاست ان انسانی حقوق کی عمل داری کی پابند ہو جاتی ہے اور اس طرح ان حقوق کو تحفظ اور ضمانت حاصل ہو جاتی ہے۔

ادارہ اقوام متحدہ(United Nations Orgaization) ایک بین الاقوامی اور بین الانسانی ادارہ ہے۔ موجودہ دور میں اقوام متحدہ نے بنیادی انسانی حقوق کو مختلف معاہدہ جات کی شکل میں مرتب کر کے ان حقوق کو قومی یا ریاستی سطح سے بلند کر کے بین الاقوامی اور بین الانسانی حیثیت دے دی ہے۔ مندرجہ ذیل تین مسودہ جات تمام بنیادی انسانی حقوق کا لب لباب اور خلاصہ ہیں:

1. Universal Declaration of Human Rights, 1948
2. International Covenant on Civil and Political Rights, 1966
3. International Covenant on Economic, Social and Cultural

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Rights, 1966

ان تینوں معاہدہ جات کے تمہیدی جملوں میں بنیادی انسانی حقوق کی جو تعریف اور وضاحت کی گئی ہے۔ اسے سند کا درجہ حاصل ہے۔ جس کے مطابق انسانی حقوق تمام انسانوں کے حقوق ہیں۔ یہ حقوق تمام انسانوں کو یکساں طور پر حاصل ہیں۔ ہم ان حقوق کے سزاوار محض اس لیے ہیں کہ ہم انسان ہیں۔ ان حقوق کا صدور انسان میں فطری طور پر ودیعت کردہ تقدس و تکریم ہے۔

"Human rights are the rights of humans. They re the rights of all human beings in full equality. We are entitled tc them simply because we are human beings. They emanate from the 'inherent dignity of the human person, irrespective to gender, race territory, language or creed."

مندرجہ بالا تعریفوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ فطری حقوق (Natural Rights)، پیدائشی حقوق (Birth Rights)، یا بنیادی حقوق (Basic or Fundamental Rights) سے مراد انسان کے وہ لازمی حقوق ہیں جن کا تحفظ، ذمہ داری اور ضمانت ملک کے عام قانون کی بجائے، ریاست کا دستور ہوا کرتا ہے۔ ریاست و حکومت کا کوئی بھی ادارہ ان حقوق کی خلاف ورزی کر سکتا ہے اور نہ ہی انھیں رد کر سکتا ہے۔ یہ حقوق من حیث المجموع پورے قافلۂ انسانیت کو میسر ہیں جو رنگ، نسل، زبان، علاقہ اور مذہب و عقیدہ وغیرہ کے امتیازات سے ماوراء ہیں اور بحیثیت انسان سب کو میسر ہیں۔ یہ بنیادی حقوق انسانوں کے درمیان کسی معاہدہ یا ریاست کی قانون سازی کے طفیل معرضِ وجود میں نہیں آتے بلکہ انسان ہونے کے ناطہ سے خود بخود اس کو میسر ہوتے ہیں۔ ان حقوق کا حصول اس امر پر بھی موقوف نہیں ہے کہ انسان کو ان حقوق کا شعور اور اس میں ان حقوق کی طلب پائی جاتی ہو۔ انسانی بچہ کو حاصل حقوق کی مانند یہ حقوق بنی نوع انسانی کے ہر فرد کو خود بخود حاصل ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ریاست ان حقوق کو تسلیم کرنے اور نافذ میں کوتاہی کرتی ہے تو اسے انسانی حقوق غصب کرنے کا مجرم تصور کیا جائے گا کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حقوق ناقابلِ تنسیخ (Irrevocable) اور ناقابل انتقال (Inalienable) ہیں۔ ان حقوق میں ترمیم یا عارضی تعطلی دستور کے طے شدہ طریقہ کے مطابق انتہائی صورت میں ہی ممکن ہے۔

مغرب کا دعویٰ انسانی حقوق

مغرب، بالخصوص یورپ اور امریکہ، اس امر کا دعویدار ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کا تصور اور اس کی فلسفیانہ بنیادیں مغربی علماء اور دانشوروں کی علمی اور فکری کاوشوں کی مرہونِ منت ہیں۔ ساری انسانیت، انسانی حقوق کے حوالہ سے، مکمل تاریکی اور جہالت کا شکار تھی۔ انسانی حقوق کا شعور عنقا تھا۔ مغرب کے اصحاب دانش نے نا صرف علمی سطح پر حقوقِ انسانی کی حقیقت و اہمیت کو واضح کیا بلکہ ان کے حصول اور عمل داری کے لیے عملاً جدوجہد بھی کی۔ آج انسانیت جن بنیادی انسانی حقوق سے متمتع ہو رہی ہے وہ سراسر مغرب کی فکری اور عملی کامرانی کا ثمرہ ہے۔

اہلِ مغرب کا یہ دعویٰ مکمل طور پر درست نہیں ہے۔ دورِ جدید میں مغربی دانش وحکمت اور انسانی حقوق کے ضمن میں ان کی فکری اور عملی کاوش یقیناً قابل ستائش ہے۔ اگرچہ انسانی حقوق کے بارے میں مغربی فکر وعمل دوہرے معیار کی غمازی کرتے ہیں کیونکہ جن حقوق کو انھوں نے بنیادی انسانی حقوق قرار دیا اور ان کے حصول کے لیے طویل جدوجہد بھی کی مگر جب وہ اس کاوش میں کامیاب ہوئے تو انھوں نے ان حقوق کا حق دار ''انسان'' کی بجائے محض اپنی قوم کو قرار دیا اور باقی انسانوں، بالخصوص اپنی نوآبادیات میں بسنے والے انسانوں کو اس حق سے محروم رکھا۔ اس دوہرے طرزِ عمل کے باوجود انسانیت ان کی شکر گزار ہے کہ ان کی بدولت عصرِ حاضر میں انسانی حقوق کا شعور بیدار ہوا۔

مغرب کے فلاسفہ اور مؤرخین عمومی طور پر اس علمی بددیانتی کے مرتکب ہوتے ہیں کہ وہ چھٹی صدی عیسوی سے چودھویں صدی عیسوی تک کے زمانہ کو ازمنہ مظلمہ (Dark Ages) قرار دیتے ہیں اور اپنے فکری سفر کا آغاز پانچ سو سال قبل مسیح کے یونانی فلسفہ وحکمت سے کرتے ہیں۔ بعدازاں رومی تہذیب اور اس کے دورِ عروج کے علوم وفنون کو اپنا علمی وتہذیبی ورثہ قرار دیتے ہیں اور پھر چھٹی صدی عیسوی سے لے کر چودھویں صدی عیسوی تک کی تاریخ سے اپنا سلسلہ منقطع کر لیتے ہیں اور اس طرح ایک طویل غیر حاضری کے بعد دوبارہ تاریخ کے دھارے میں شامل ہو جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امرِ واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ صدیاں ظلمت کی صدیاں ہیں اور نہ ہی یہ جہالت و اندھیرے کا زمانہ ہے۔ بلکہ یہ وہ زمانہ ہے جب اسلام کا سورج اپنی پوری ضوفشانیوں کے ساتھ جلوہ گر تھا اور مسلمان علماء وحکماء کی فکر سے پوری انسانیت منور ہو رہی تھی۔ اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پھر مسلمان بوجوہ زوال کا شکار ہو گئے، انھوں نے اپنی حکمت و دانش کے سوتے خود ہی بند کر دیے اور جمود کا شکار ہو گئے۔

مغرب کے موجودہ علمی وفکری دورِ تاباں سے قبل مغربی معاشرہ جس وحشت و بربریت کا شکار تھا اور انسانیت جس زبوں حالی سے دوچار تھی، خود مغربی علماء اور مؤرخین نے اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ رابرٹ بریفالٹ اس دور کی تصویر کشی کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ غلاموں کی تجارت پورے عروج پر تھی۔ غلاموں سے بھرے ہوئے سیکڑوں بحری جہاز لیور پول (Liver Pool) سے روانہ ہوتے تھے۔ چھوٹی قسم کے چور امریکی نو آبادیوں کے ہاتھ پانچ شلنگ فی کس کے حساب سے فروخت کیے جاتے تھے۔ ٹائی برن (Tyeburn) کے مقام پر دوکانوں سے چوری کرنے والی عورتوں کو سرعام پھانسی کی سزا دی جاتی تھی اور یہ مناظرِ قتل عوام کے لیے تفریح کا موقع بہم پہنچاتے تھے۔ ملحدانہ کتابیں شائع کرنے والوں کو چیرنگ کراس، ٹمپل بار اور رائل ایکسچینج پر قتل کیا جاتا تھا۔ عوام کو اجازت دی جاتی تھی کہ وہ ان کو سنگسار کر دیں۔ بیگار کے لیے پکڑنے والے ملک میں گھومتے پھرتے تھے۔ مردوں کو بازار سے ان کے گھروں سے اور ان کی شادی کی مجالس سے گرفتار کر لیا جاتا تھا اور زنجیر میں ڈال کر بادشاہ یا انڈیا کمپنی کے جہازوں میں روانہ کر دیا جاتا تھا۔ نیم عریاں عورتیں اور بچے کوئلے کی کانوں میں کام کرتے تھے۔ سکاٹ لینڈ کے کوئلے اور نمک کی کانوں میں کام کرنے والے قانوناً مستقل غلام سمجھے جاتے تھے۔ براعظم یورپ کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ جاگیرداری نظام اپنے تمام مظالم کے ساتھ نافذ تھا۔ پیرس میں ظلم وتشدد عام تھا۔ آزاد خیال انسانوں کو ان کی ہر تصنیف پر ظلم کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ بیگاریوں کے جہاز بھرے ہوتے تھے۔ ہسپانیہ میں عدالت احتساب (Inquisition) منعقد ہوتی تھی اور ملحدوں کو جلانے والی چتائیں جلتی رہتی تھیں۔[۱۹]

مغرب میں انسانی حقوق کا آغاز وارتقاء

رابرٹ بریفالٹ نے درجِ بالا اقتباس میں مغربی معاشرہ کی جو تصویر کشی کی ہے اس سے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وحشت و بربریت کے اس ماحول میں انسانی حقوق نام کی کسی چیز کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔ یونانی فلسفہ وحکمت اور رومی تہذیب کے آثار پر جو نیم مہذب معاشرہ قائم کیا گیا تھا وہ بھی مکمل طور پر زوال سے ہمکنار ہو چکا تھا۔ یہ وہی دور تھا جس میں بریفالٹ کے مطابق انسانی گوشت باقاعدہ طور پر دوکانوں پر بکا کرتا تھا۔ ذلت و پستی پر استوار اس مغربی معاشرہ میں جب انسانیت "اسفل السافلین" کی قرآنی اصطلاح کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی، انسانی تاریخ ایک نئے باب کا آغاز کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں روشنی کی کرن دکھائی دیتی ہے۔ احیاءِ علم کا آغاز ہوتا ہے اور قعرِ مذلت میں گری ہوئی انسانیت، رفعت وسربلندی کی جانب گامزن ہوتی ہے۔

مغرب میں موجودہ انسانی حقوق کے حصول کی جدوجہد اور مختلف ارتقائی مراحل کی تاریخ رقم کی جاتی ہے تو اس میں برطانیہ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور فرانس کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ برطانیہ میں پارلیمنٹ اور مطلق العنان بادشاہ کے درمیان قوت و اختیارات کے حوالہ سے ایک طویل کشاکش، جس میں بتدریج بادشاہ کے اختیارات محدود ہوتے گئے اور پارلیمنٹ مضبوط ہوئی اور قوت و اختیارات کا مرکز بن گئی۔ امریکی ریاستوں نے برطانیہ کی غلامی کا طوق گلے سے اتار پھینکا اور انسانی حقوق سے آراستہ دستور کے تحت آزاد مملکت کی حیثیت اختیار کی اور جمہوری معاشرہ کا آغاز ہوا۔ فرانس میں ظالم اور استبدادی بادشاہت نے انسانی حقوق کو پامال کیا ہوا تھا۔ فرانس کے شہریوں نے طویل اور جاں گسل جدوجہد کی بدولت ایک انقلاب برپا کیا جسے انقلابِ فرانس سے موسوم کیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسانی حقوق کی بازیافت کی راہیں ہموار ہوئیں۔

مغرب میں انسانی حقوق کی بازیافت کی طویل مسافت کے اہم واقعات اور سنگ ہائے میل کا مختصر جائزہ:

برطانیہ میں ۱۰۳۷ء میں بادشاہ کانریڈ ثانی (Conred II) نے ایک منشور جاری کیا جس میں پارلیمنٹ کا طریقِ کار اور اس کے اختیارات کا تعین کیا گیا۔ اس حکم نامہ کے بعد برطانوی پارلیمنٹ نے عامۃ الناس کے حقوق کے حصول کی تاریخی جدوجہد کا آغاز کیا۔

جزیرہ نما آئبیریا کی مملکت لیون (Leon) کے بادشاہ الفانسونہم (Alfonso IX) سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاگیرداروں اور طبقہ امراء نے ۱۱۸۸ء میں ملکیت، عزت وتکریم، ملزم کے خلاف قانون کے مطابق معاملہ اور جان کے تقدس کا حق منظور کروایا۔

۱۲۲۲ء کو ہنگری کے بادشاہ انیڈریو ثانی (Andrew II) سے اشرافیہ نے اپنے لیے یہ حق منظور کروایا کہ عدالت کے سزا جاری کرنے تک گرفتار نہیں کیا جائے گا۔

۱۲۱۵ء برطانیہ کے بادشاہ جان (John) اور جاگیردار امراء (Feudal Barons) کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جسے میگنا کارٹا (Magna Carta) کہا جاتا ہے۔ انسانی حقوق کی تاریخ میں اس معاہدہ کو بہت ہی اہم گردانا جاتا ہے۔ حالانکہ بنیادی طور پر یہ معاہدہ بادشاہ اور امراء کے درمیان ہوا تھا اور انھی کے حقوق کا تحفظ کیا گیا تھا۔ میگنا کارٹا کی ۶۳ دفعات ہیں۔ اگرچہ اصل دستاویز میں اسے مسلسل تحریر کی صورت میں لکھا گیا تھا مگر بعد ااسے دفعات (Clauses) میں مرتب کیا گیا۔ میگنا کارٹا کی دفعات واضح الفاظ میں اس حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ مذکورہ حقوق طبقۂ امراء اور ان کی آئندہ نسلوں کے لیے منظور کیے گئے ہیں۔ اس دستاویزِ حقوق میں دفعہ ۳۹ اور ۴۰ بالکل منفرد ہیں کیونکہ ان میں عام آدمی کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ میگنا کارٹا کی دفعات امراء کے خودغرضانہ حقوق کی ہی وضاحت کرتی ہیں۔ البتہ دفعہ ۳۹ میں عام آدمی کی آزادی کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے۔ جس کی اہمیت صدیوں تک قائم رہی۔ ۱۳۵۵ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے اس معاہدہ کی توثیق کی اور اس طرح میگنا کارٹا کی دفعات ۳۹ اور ۴۰ کی بدولت عام آدمی کو قانونی چارہ جوئی (Due Process of Law) کا حق حاصل ہوگیا جس کے تحت کسی بھی فرد کو عدالتی کاروائی کے بغیر زمین سے بے دخل نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اسے قید کیا جا سکتا تھا۔[۲۰]

۱۶۲۸ء میں عرض داشتِ حقوق (Petition of Rights) برطانوی پارلیمنٹ سے منظور ہوئی۔ اس دستاویز کی کل گیارہ دفعات ہیں جن کے ذریعہ سے انسانی حقوق کے سلسلہ میں مزید پیش رفت ہوئی۔

۱۶۸۹ء میں انگلش بل آف رائٹس (English Bill of Rights) کے نام سے انسانی حقوق پر مبنی ایک قانونی دستاویز برطانوی پارلیمنٹ نے منظور کی۔ چونکہ ۱۷۷۹ء میں امریکی دستور میں انسانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق کے پیش نظر جو دس ترامیم منظور کی گئی تھیں انھیں بھی (Bill of Rghts) کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں میں فرق کو ملحوظ رکھنے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ والے "Bill of Rights" کو "English Bill of Rights" لکھا جاتا ہے۔ انسانی حقوق کے ارتقاء کے حوالہ سے برطانوی بل آف رائٹس ایک نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔

۱۶۸۰ء میں جیمز دوئم انگلستان کا بادشاہ بنا جو ایک متشدد رومن کیتھولک تھا۔ انگلستان کے غیر تحریری دستوری روایات کے مطابق بادشاہ کا پروٹسٹنٹ ہونا لازمی شرط ہے۔ جیمز نے جب اپنے عقائد کا برملا اظہار کرنا شروع کیا تو اس کی شدید مخالفت ہوئی۔ اس وقت تک برطانوی پارلیمنٹ کافی مضبوط ہو چکی تھی۔ چنانچہ بادشاہ جیمز کو پارلیمنٹ کے اندر سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور بالآخر وہ ملک چھوڑ کر چلا گیا۔ پارلیمنٹ نے ولیم اور اس کی بیوی میری (Mary) کو تخت پر متمکن ہونے کی دعوت دی اور اس طرح برطانیہ کو ایک پروٹسٹنٹ بادشاہ میسر آ گیا۔ ولیم کی تخت نشینی ۱۶۸۸ء میں ہوئی اور ۱۶۸۹ء میں مسودہ حقوق (Bill of Rights) پارلیمنٹ نے منظور کیا جس کی بدولت پارلیمنٹ کو زبردست قوت حاصل ہوگئی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بادشاہ پر غالب آ گئی۔ چونکہ اس مسودہ حقوق کے ذریعہ بہت سے انسانی حقوق کو قانونی اور دستوری حیثیت حاصل ہوگئی۔ مزید برآں پرامن تبدیلی کے ذریعہ سے کیتھولک بادشاہ سے چھٹکارا حاصل ہو گیا اس لیے اس واقعہ کو عظیم الشان انقلاب یعنی (Glorious Revolution) کہا جاتا ہے۔

انگلش مسودہ حقوق (English Bill of Rights) انسانی حقوق کی بازیافت کے سلسلہ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مسودہ حقوق سے درج ذیل نمایاں حقوق کا حصول ممکن ہوا۔

۱۔ بادشاہ پارلیمنٹ کی اجازت کے بغیر قانون کا اجراء یا منسوخی نہیں کر سکے گا۔

۲۔ ٹیکس عائد کرنے کے لیے پارلیمنٹ سے اجازت لینا لازم ہوگا۔

۳۔ ہر تین سال بعد پارلیمنٹ کا چناؤ۔

۴۔ پارلیمنٹ میں کی گئی بادشاہ کے خلاف تقریر پر ممبر پارلیمنٹ کا مواخذہ نہیں کیا جا سکے گا۔

۱۷۰۱ء برطاوی پارلیمنٹ نے Act of Settlement کے نام سے ایک ایکٹ منظور کیا جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں افرادِ ریاست کی مختلف آزادیوں کے حوالہ سے حقوق کا تعین کیا گیا۔ ان حقوق کو انگلستان کے لوگوں کے پیدائشی حقوق(The Birth Right of the People of England) قرار دیا گیا۔

نظریۂ معاہدہ عمرانی(Social Contract Theory) کے علمبر دار سیاسی مفکرین ہابز(Hobbes)، جان لاک(John Locke) اور روسو(Rousseau) نے سترھویں اور اٹھارویں صدی میں معاہدہ عمرانی(Social Contract) کا نظریہ پیش کیا جس کے مطابق انسان کو فطری حالت میں چند ایک فطری حقوق(Nautral Rights) حاصل تھے۔ انسان نے انھیں فطری حقوق کے تحفظ کے لیے ہی منظم معاشرہ اور ریاست میں ایک معاہدہ کے تحت رہنا اختیار کیا کہ اس کے فطری حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔ لہٰذا ہر انسان کو بحیثیتِ انسان کچھ فطری حقوق مثلاً جان، ملکیت اور آزادی وغیرہ حاصل ہیں اور کوئی ریاست یا کوئی شخص ان حقوق کا غصب نہیں کر سکتا۔

۱۷۶۵ء میں بلیک سٹون(Black Stone) نے بھی فطری حقوق کا نظریہ پیش کیا جو انسان ہونے کے ناطے سے تمام انسانوں کو میسر ہیں۔

معاہدہ عمرانی کے علمبردار سیاسی مفکرین کے علاوہ اسی دور میں مغرب میں برپا احیاء علوم کی تحریک کی بنا پر علم وحکمت کا چرچا عام ہوا۔ عامۃ الناس کو تعلیم کی سہولت میسر آئی تو مختلف علوم وفنون مدون ہوئے۔ سائنس کے مضامین میں تحقیق کی بدولت نئی نئی ایجادات وجود میں آئیں اور صنعتی انقلاب کی راہیں ہموار ہوئیں۔ عمرانی علوم میں بھی نمایاں ترقی ہوئی اور خیالات ونظریات کی ایک دنیا قائم ہوگئی۔ سیاسیات اور انسانی حقوق کے حوالہ سے میکاولی(Machiavelli)۱۴۶۹ء، جین بودن(Jean Bodin)۱۵۳۰ء، ھوگو گروشس(Hugo Grotius)۱۵۸۳ء، مانٹیسکو(Montesquies)۱۶۸۹ء، ڈیوڈ ہیوم(David Hume)۱۷۱۱ء، جرمی بینتھم (Jermy Bentham)۱۷۴۸ء، جیمز مل(James Mill)۱۷۷۳ء، ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer)۱۷۷۶ء، جان سٹوارٹ مل(John Stourt Mill)۱۸۰۳ء، ایمینول کانٹ(Ammanuel Kant)۱۷۲۴ء، فریڈرک ہیگل(Friedrich Hegal)۱۷۷۰ء، کارل مارکس(Karal Marx)۱۸۱۳ء، جان ڈیوی (John Dewey)۱۸۵۹ء، ہیرالڈ لاسکی (Herold

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(J. Laski ۱۸۹۳ء اور لا تعداد برطانوی، فرانسیسی، جرمن ، ولندیزی اور امریکی علماء اور فلاسفہ کی نگارشات اور دانش نے مغرب میں علمی وفکری انقلاب برپا کیا۔ عامۃ الناس میں انسانی حقوق اور شخصی آزادیوں کا شعور بیدار ہوا۔ تحریف شدہ عیسائیت کی بنیادوں پر خود ساختہ نظریات کی پرچارک مذہبی پیشوائیت کی گرفت کمزور ہوتی چلی گئی۔ جدید تحقیقات اور علمی ارتقاء کی بدولت معرضِ وجود میں آنے والے ٹھوس سائنسی اور معاشرتی حقائق نے دقیانوسی مذہبی تاریک خیالی، عدم برداشت، فرقہ وارانہ تشدد اور مذہبی تعصبات کو مکمل طور پر رد کر دیا۔ مذہب کو انسانوں کے اجتماعی معاملات سے بے دخل کر کے چرچ تک محدود کر دیا گیا اور سیکولرازم کے نظریہ کو فروغ حاصل ہوا۔

علم و دانش کی بنیادوں پر ظہور پذیر ہونے والے فکری ارتقاء اور روشن خیالی نے مغرب پر مسلط، انسانیت کش جاگیردارانہ نظام، استبدادی بادشاہت اور نو آبادیاتی تسلط کے خاتمہ کی تحریک برپا کر دی۔ تھامس پین (Thomas Paine) جیسے مصلحین (Reformer) پیدا ہوئے جن کے افکار نے حریت اور انسانی حقوق کے شعور کو بہت بلند کر دیا۔ تھامس پین نے انسانی حقوق پر لکھی جانے والی معروف کتاب "Rights of Man" لکھی جسے یورپ اور امریکہ میں بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔

تھامس پین (Thomas Paine) نے اپنی اس کتاب میں ببانگِ دہل اعلان کیا کہ تمام انسان یکساں اور برابر پیدا ہوئے ہیں اور انھیں مساوی فطری حقوق حاصل ہیں۔

"All men are born equal and with equal natural rights"

امریکہ کا اعلانِ آزادی ۱۷۷۶ء مغرب میں انسانی حقوق کے حصول کی جدوجہد کا اہم ترین باب ہے۔ تاریخِ انسانی کا یہ عدیم النظیر واقعہ، استعماریت کی شکست، انسانی حقوق اور حریت و آزادی کی روشن شاہراہ کا اہم موڑ ہے۔

جیفرسن (Jefferson) جیسے آزادی و حریت کے علمبردار مدبر نے امریکہ کا منشورِ آزادی (Declaration of Indipendence) کو مرتب کرتے ہوئے استعماریت کی نفی اور آزادی پر مبنی بنیادی انسانی حقوق کے تصور کو انتہائی بلاغت سے پیش کیا۔

"We hold these truths to be self-evident; that all men are created

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

equal; that they are endowed by their creator with certain inalienable rights; that among these are life, liberty, and the pursuit of happiness..."

(ہم ان حقائق کو بدیہی قرار دیتے ہیں کہ تمام انسانوں کو برابری کی بنیاد پر پیدا کیا گیا ہے۔ انھیں ان کے خالق نے کچھ غیر منفک حقوق عطا کیے ہیں، جن میں تحفظِ جان، آزادی اور حصولِ مسرت کے حقوق شامل ہیں۔)

امریکہ نے اعلان آزادی کے تین سال بعد اپنے دستور میں انسانی حقوق کو سمونے کے لیے دس ترامیم کیں جنھیں امریکی حقوق کا بل (American Bill of Rights) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

انقلاب فرانس (French Revolution) کو بھی مغرب میں انسانی حقوق کی بازیافت کے معرکہ کا اہم واقعہ قرار دیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں بادشاہ کے اختیارات میں کمی اور پارلیمنٹ کی وساطت سے عوامی نظریات کو پذیرائی حاصل ہونے کا عمل تدریج کے ساتھ رواں دواں تھا۔ شہریوں کو مراعات بھی بتدریج حاصل ہو رہی تھیں مگر فرانس میں جابرانہ بادشاہت نے ظالمانہ تسلط قائم کیا ہوا تھا اور عامۃ الناس ہر قسم کے حقوق سے محروم تھے۔ معاشی اور معاشرتی عدم مساوات نقطۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کے مصداق لوگوں نے بے شمار قربانیاں دے کر بادشاہت کا تختہ الٹ دیا۔ اس طرح انقلاب فرانس، انسانی حقوق کی جدوجہد کا استعارہ بن گیا۔ ۱۷۸۹ء کو انقلاب فرانس میں بادشاہت کا خاتمہ ہوا تو قومی اسمبلی میں انسانوں اور شہریوں کے حقوق کا اعلامیہ Declaration of the rights of man and of the citizen پیش کر دیا گیا جس میں اس امر کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا کہ انسانی حقوق کو پس پشت ڈالنے کی بدولت حکومت ظلم و تعدی اور بد دیانتی کی راہ پر گامزن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس اعلامیہ میں انسانوں کے مقدس فطری اور غیر منفک حقوق کا اظہار کیا جاتا ہے۔ فرانس کی اسمبلی نے ۱۷۹۱ء کو اس اعلامیہ حقوق کو منظور کیا۔

امریکہ کے اعلانِ آزادی اور انقلاب فرانس نے مغرب میں بنیادی انسانی حقوق کے حصول کی تحریک کو مہمیز دی اور ہر جگہ یہ جدوجہد بار آور ہونے لگی، برطانیہ میں بھی حصول حقوق کی رفتار تیز ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ برطانیہ کے عظیم الشان شعراء لارڈ بائرن (George Gorden Byron) اور شیلے (Percy Bysshe Shelley) نے انسانی آزادی اور حقوق کے نغمے تخلیق کیے۔ حکومتی مظالم اور تشدد کے خلاف شیلے نے "Masque of Anarchy" جیسے بے مثل ادب پارے تخلیق کیے اور لوگوں کو عدم تشدد کی پالیسی پر گامزن رہتے ہوئے حقوق کی جدوجہد کا جذبہ بیدار کیا جس کے نتیجہ میں برطانیہ میں مکمل جمہوریت اور انسانی حقوق کا دور دورہ ہوا۔

مغرب میں انسانی حقوق کی بازیافت کا دوسرا مرحلہ

میکنا کارٹا سے شروع ہونے والا حصولِ حقوقِ انسانی کا سفر امریکہ کے اعلانِ آزادی، انقلاب فرانس اور برطانوی پارلیمنٹ کی بادشاہ پر مکمل بالادستی سے مغرب میں سول اور سیاسی حقوق کا ایک مرحلہ کامیابی سے ہمکنار ہوا جس میں بادشاہتوں اور آمرانہ حکومتوں کا خاتمہ ہوا اور جمہوریت کے حوالہ سے عوامی حاکمیت اور جمہوریت کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی مگر اس دوران یورپ میں ایک انتہائی ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام قائم ہو چکا تھا۔ احیاء علوم کی تحریک کی بدولت علوم وفنون کو بہت ترقی ہوئی۔ سائنسی ایجادات و اختراعات کی وجہ سے صنعت کو فروغ حاصل ہوا مشین کی ایجاد نے پیداواری صلاحیت کو بہت بڑھا دیا۔ صنعتی پیداوار کی کھپت کے لیے نئی منڈیوں کی تلاش اور مختلف ملکوں سے میسر خام مال کے حصول کی بدولت نو آبادیاتی دور کا آغاز ہوا۔ یورپ کے اندر مشین کے استعمال کی وجہ سے بے روزگاری میں اضافہ ہوا۔ پہلے جہاں دس افراد کام کرتے تھے، مشین کی بدولت صرف ایک فرد اس کام کو کرنے کے قابل ہو گیا۔ چنانچہ بے روزگاری میں اضافہ ہوا۔ لوگ بامر مجبوری کم معاوضہ پر کام کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اخراجات پورے کرنے کے لیے خواتین کو بھی گھروں سے نکلنا پڑا اور فیکٹریوں وغیرہ میں بہت ہی قلیل معاوضہ پر کام کرنے لگیں، حکومتیں عمومی طور پر سرمایہ داروں کی پشت پناہی کر رہی تھیں اور معاشی عدم مداخلت (Laissez-Fair) کی پالیسی پر گامزن تھیں کہ مقابلہ و مسابقت کی بنا پر صنعتی پیداوار بھی سستی ملے گی اور مزدور کا معاوضہ بھی معقول ہو گا۔ مگر سرمایہ داروں نے مقابلہ و مسابقت کی بجائے اجارہ دارانہ اتحاد Cartal قائم کر کے من مانی کارروائیاں جاری رکھیں۔ سرمایہ بڑی تیزی سے چند ہاتھوں میں سمٹنا شروع ہو گیا۔ غربت و افلاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ہر گھر میں ڈیرے ڈال دیے۔ معاشرہ مفاد یافتہ طبقہ (Haves) اور محروم (Have Nots) میں واضح طور پر تقسیم ہو گیا۔

مغرب میں وقوع پذیر ہونے والے انتہائی بدترین سرمایہ دارانہ نظام کے ردِ عمل میں ہیگل، مارکس اور انیگلز نے سوشلزم اور کمیونزم کا نعرہ بلند کیا اور ذاتی ملکیت کو انسانی استحصال اور معاشی مظالم کی بنیاد قرار دیے۔ پوری انسانیت کو دو طبقات یعنی مفاد یافتہ طبقہ (بورژوا) اور محروم طبقہ (پرولتاری) میں تقسیم کر دیا اور پوری انسانی تاریخ کو جدلیاتی مادیت (Dialectrical Materialism) کے حوالے ان دو طبقات کی کشاکش قرار دیا گیا۔ مغرب میں معاشی حقوق کے حصول کی بیداری پیدا ہوئی۔ اشتراکیت ایک تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ مزدور اور کسان اس تحریک سے متاثر ہو کر منظم ہونا شروع ہو گئے۔ کیمونسٹ پارٹی نے اپنا منشور (Manifesto) جاری کیا جس میں جلی حروف میں مزدوروں اور کسانوں کو متحد ہو کر اپنے حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے کے جذبہ کو ابھارا گیا۔

The Proletarians have nothing to lose but their chains. They have a world to win. Working men of all countries, unite.

اس صورتِ حال کے پیش نظر مغرب کی ریاستوں نے معاشی عدمِ مداخلت (Laissez - Faire) کی پالیسی کو خیر باد کہا اور اس امر کو تسلیم کر لیا گیا کہ لوگوں کی بنیادی ضروریات کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے اور وسائل رزق کی تقسیم کا بندوبست اس انداز میں ہونا چاہیے کہ تمام لوگوں کو بنیادی ضروریات کی فراہمی ممکن ہو سکے۔ ۱۹۱۹ء میں انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (International Labour Organisation) معرضِ وجود میں آئی، جس کے مرتب کردہ قوانین کو ریاستوں نے اپنایا اور مزدوروں کی حالت میں نمایاں بہتری ہونا شروع ہو گئی۔ سوشل سکیورٹی (Social Security) کا نظام جرمنی اور برطانیہ میں شروع ہوا جو مغرب میں اکثر ریاستوں نے اپنایا اور اس طرح مغرب بالآخر فلاحی ریاست (Welfare State) کے سفر پر گامزن ہو گیا جس کی بدولت انسانوں کو معاشی حقوق حاصل ہوئے۔[۲۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب کے تصورِ بنیادی حقوق کا ناقدانہ جائزہ

مغربی دنیا میں رائج بنیادی انسانی حقوق کی تاریخ اور فلسفہ و تصور پر تنقیدی نظر ڈالی جائے تو درجِ ذیل علمی و عملی اسقام واضح طور پر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

ا۔ فکری بنیادیں:

انسانی حقوق کے حوالہ سے سب سے اہم سوال ان حقوق کے ماخذ (Source) کا ہے۔ مغربی فکری تاریخ میں بنیادی حقوق کی اولیں بنیاد، فطری قانون (Natural Law) کو قرار دیا گیا جس سے فطری حقوق (Natural Rights) کا صدور ہوا۔ یونان کے رواقی فلاسفہ سے اس کا آغاز ہوا جسے بعد میں ہابز، لاک روسو گاور بلیک سٹون وغیرہ نے پورے شد و مد سے پیش کیا۔ فطری قانون اور فطری حقوق کا تصور انتہائی مبہم اور غیر واضح ہے۔ اسی لیے قانونی اثباتیت (Legal Positivism) کے علمبردار کہتے ہیں کہ انسانی حقوق کا سرچشمہ، انسانی حقوق کا قانون (Human Rights Law) ہے جسے سیاسی عمل کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights) کا حتمی متن طویل مباحث اور رائے شماری کے مختلف مراحل کے بعد تیار ہوا۔[۲۲]

مغرب کے متعدد علماء قانون و سیاسیات نے فطری قانون اور فطری حقوق کی بھرپور مخالفت کی ہے اور اسے بالکل بے بنیاد قرار دیا ہے۔ جرمی بینتھم نے فطری قانون کو لغو گردانا ہے اور نظریہ افادیت کو انسانی حقوق کی بنیاد قرار دیا ہے۔[۲۳]

فطرت یا فطری قانون کے متنازعہ اور مبہم تصور کی بجائے بعض مغربی مفکرین کے نزدیک فطرت سے مراد خالقِ کائنات ہے۔ چنانچہ انھوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ یا خالق انسان کو انسانی حقوق کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ جان لاک نے انسانی حقوق کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات کو تسلیم کیا جبکہ امریکہ کے اعلانِ آزادی میں اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ بنیادی حقوق خالقِ انسان کے عطا کردہ ہیں۔

مغرب کے فکری افلاس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کی ذات کو انسانی حقوق کا ماخذ قرار دینے کے باوجود وہ کسی بھی الہامی کتاب کی طرف رجوع کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انسانی بنیادی حقوق کی فہرست میں کسی بھی حق کو کسی الہامی کتاب سے اخذ کردہ نہیں دکھایا گیا۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ مغرب کی تہذیب نو دراصل اس علمی اور فکری تحریک کی پیداوار ہے۔ جسے نشاۃِ ثانیہ (Renaissance) سے موسوم کیا جاتا ہے جو دراصل قرونِ وسطٰی کے مذہبی جبر وتشدد کے خلاف اعلان بغاوت اور سیکولرازم (Secularism) اور فکری حریت (Liberalism) کی بنیاد پر ایک نئے سماج کی تشکیل وتعمیر کرتا ہے۔ احیاءِ علوم کے دھارے سے اٹھنے والی یہ فکری لہر، تحریف شدہ عیسائیت کو بہا کر لے گئی اور مذہب کو اجتماعی معاملات سے مکمل طور پر بے دخل کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ فطری حقوق کا علمبردار دلندیزی ماہر قانون ہوگو گردشس (Hugo Grotius) کہتا ہے کہ فطری قانون اور فطری حقوق کے نظریہ پر یقین رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالٰی کے وجود کو تسلیم کیا جائے۔[۲۴]

انسانی حقوق کے حوالے سے برپا ہونے والی تحریک، کیمونزم یا سوشلزم بھی اسی مادہ پرستانہ لبرل تحریک کی پیداوار ہے جو مذہب کو انسانی حقوق کی راہ میں سنگِ گراں گردانتی ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک محض انکارِ مذہب کافی نہیں ہے بلکہ اس کا مکمل خاتمہ، انسانی حقوق کے حصول کے لیے ازبس ضروری ہے۔[۲۵]

کیمونزم کا ایک اور علمبردار لاسکی (Laski) کہتا ہے کہ مذہب بھی طبقاتی تقسیم کی بدولت پیدا ہوا ہے۔ یہ عوام کو ان کے حقوق کی پامالی پر صبر کی تلقین کرتا ہے۔ مذہب صرف فرائض کی تلقین کرتا ہے۔ حقوق کے بارے میں کوئی تحریک نہیں پیدا کرتا اس لیے مذہب کو مٹائے بغیر انسانی حقوق کی کوئی صورت پیدا نہیں کی جا سکتی۔[۲۶]

مذہب کو سیاست اور ریاست و معاشرہ کے اجتماعی معاملات کی صورت گری سے مکمل طور پر بے دخل کر کے اسے انسان کے ذاتی معاملہ (Personal Matter) تک محدود کر دینے کے سلسلہ میں مغرب میں قدیم، جدید فلاسفہ اور دانشوروں نے افکار ونظریات کا وسیع ذخیرہ ادب مہیا کیا ہے۔ چنانچہ مارکس اوریلس (Marcus Aurelius)، ایپیقورس (Epicurus)، والٹیئر (Voltaire)، سپائینوزا (Spinoza)، جان لاک (John Locke)، میڈیسن (Madison)، جیفرسن (Thomas Sefferson)، تھامس پین (Thomas

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Paine)، جیکب ہولی اوک (George Jacob Holyoake) اور برٹرینڈ رسل (Bertrand Russel) وغیرہ کی نگارشات بہت اہم ہیں۔ مزید برآں اس دوران مغرب میں نمو پذیر ہونے فکری تحریکیں مثلاً روشن خیالی کی تحریک (Enlightenment Movement) اور متعدد لادینیت کی انجمنیں (Secular Societies) اس حوالہ سے اہمیت کی حامل ہیں۔[۲۷]

۲۔ انسانی حقوق کے تحفظات:

مغرب کے تصورِ حقوق کی فکری اساس انتہائی کمزور ہے۔ فی الحقیقت ریاست اور چرچ کی مکمل دوئی کی بنیاد پر تعمیر ہونے والی تہذیب کے پاس کوئی اعلیٰ اور برتر مستقل اقدار نہیں ہیں۔ جنھیں عامۃ الناس میں قبولیتِ عامہ حاصل ہو سکے اور جس سے ان حقوق کو تحفظ بھی میسر آئے۔ انسانی حقوق کے سلسلہ میں انتہائی مناسب اور مؤثر تحفظات کا ہونا ازبس ضروری ہے وگرنہ ان کا نفاذ ممکن نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ ریاست کی اندھی بہری قوت، حکمرانوں کی بے لگام خواہشات اور مفاد یافتہ طبقات کا استحصالی نظام کو قائم و دائم رکھنے کا عزم بالجزم، انسانی حقوق کو قانونی دستاویزات کی زینت بنائے رکھے گا اور معاشرہ میں ان کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ مغرب میں انسانی حقوق کے علمبردار فلاسفہ اور ماہرینِ قانون نے انسانی حقوق کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے درج ذیل دو تحفظاتی اقدامات وضع کیے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں تحفظات (Protections) ناکافی ہیں۔ ان کی فکری بنیادیں مضبوط نہیں ہیں اور یہ اس قابل نہیں ہیں کہ انسانی بنیادی حقوق کے نفاذ کو یقینی بنا سکیں۔

الف۔ معاہدۂ عمرانی:

اس نظریہ کو ہابز، لاک، روسو اور بلیک سٹون نے پیش کیا تھا اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ منظم معاشرہ یعنی ریاست کے معرضِ وجود میں آنے سے قبل انسان ایک فطری ماحول میں رہ رہا تھا جس میں اسے چند ایک حقوق حاصل تھے جنھیں فطری حقوق کہا جاتا ہے اور یہ بلا امتیاز تمام انسانوں کو میسّر تھے۔ ان حقوق کو بوجوہ خطرہ لاحق تھا۔ چنانچہ ان حقوق کے تحفظ کے لیے انسانوں نے برضا و رغبت ایک معاہدہ کے تحت، ایک منظم و مقتدر معاشرہ یعنی ریاست کو قائم کیا تا کہ ان کے فطری حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔ ان فلاسفہ کے نقطۂ نظر سے چونکہ ریاست کا وجود ہی ان فطری حقوق کے تحفظ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریاتی معاہدہ کا مرہونِ منت ہے۔ لہٰذا ریاست قانونی، اخلاقی اور بدیہی طور پر اس امر کی پابند ہے کہ وہ انسان کے ان بنیادی فطری حقوق کا نفاذ اور تحفظ کرے۔

''معاہدہ عمرانی'' بظاہر انسانی حقوق کی قانونی اور اخلاقی تحفظ کی بنیاد فراہم کرتا ہے، مگر درحقیقت یہ محض خیالاتی اور تصوراتی نظریہ ہے جس کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔ تاریخ، علمِ عمرانیات اور علمِ سیاسیات بھی اس نظریہ کی تائید نہیں کرتے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مغرب اور مشرق کے مفکرین نے اس نظریہ کی بھرپور مخالفت کی ہے اور اسے ایک افسانہ قرار دیا ہے۔

معروف مغربی ماہرِ علمِ سیاسیات، قانون اور انسانی حقوق جے۔ڈبلیو۔ گف (John Wiedhofft Gough) نے ''معاہدہ عمرانی'' کے نظریہ کے مؤسس جان لاک کے سیاسی فلسفہ پر "John Locke's Political Philosophy" کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ انھوں نے معاہدہ عمرانی کے نظریہ پر ایک اور ناقدانہ کتاب "The Social Contract", A Critical Study of its Developments" کے عنوان سے تحریر کی ہے۔ ان دونوں کتب میں نظریہ معاہدہ عمرانی اور ریاست کی تشکیل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور اس موضوع پر مختلف علماء کے خیالات کو ان کتب میں سمویا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ ریاست اور حکومت کسی معاہدہ کے نتیجہ میں معرضِ وجود میں نہیں آئی بلکہ فطری انداز میں خاندان اور قبیلہ سے بتدریج ارتقائی منازل طے کر کے وجود پذیر ہوئی ہے۔ [۲۸]

جے۔ ڈبلیو۔ گف اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ معاہدہ عمرانی کا نظریہ تاریخی طور پر غلط ثابت ہو چکا ہے مگر اس نظریہ کے جدید علمبرداروں مثلاً کانٹ (Ammanuel Kant) وغیرہ نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ اگرچہ تاریخ اس معاہدہ کے وقوع پذیر ہونے کی گواہی نہیں دیتی لیکن عقلی بنیادوں پر یہ معاہدہ درست ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ انسانی حقوق کا نفاذ ہونا چاہیے۔ [۲۹]

الہ آباد یونیورسٹی ہندوستان کے شعبہ سیاسیات کے استاذ، الیاس احمد نے "The Social Contract and the Islamic State" کے عنوان سے کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے علمی دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ دنیا میں صرف مدینہ کی ریاست ہی وہ واحد ریاست ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلعم کے دستِ اقدس سے باقاعدہ ایک عمرانی معاہدہ کے تحت قائم کی گئی تھی۔ جہاں تک ''معاہدہ عمرانی'' کے فلاسفہ کی خیالی ریاست کا تعلق ہے تو وہ یقیناً ایک افسانہ ہے اور مختلف مفکرین کی ذہنی اختراع ہے۔

"Hence it is the incontrovertible judgment of history that the social contract theory as an explanation to the origin of state is false because it has no validity in human experience and that it is a pure figment of man's imagination, and therefore, it is nothing but an intellectual treat of various thinkers who have found delight in its exposition."[۳۰]

ب۔ دستوری تحفظ:

جمہوری ریاستوں اور معاشروں میں دستور ملک کا اعلیٰ ترین قوانین اور اصولوں کا مجموعہ ہوا کرتا ہے جس کے تحت ریاست کے مختلف شعبہ جات کے اختیارات اور حدود و قیود کا تعین کیا جاتا ہے اور جن کی پابندی ان ریاستی شعبہ جات پر لازم ہوا کرتی ہے۔

کلکتہ ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جسٹس، دستوری قانون کے ماہر اور متعدد کتب کے مصنف درگاداس باسو، دستور کی اس اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دستور ریاست کا بنیادی اور برتر قانون ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے ریاست کے تمام اداروں کے اختیارات کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہ دستور، ریاست کے تمام اداروں پر فوقیت رکھتا ہے اور اس کے ذریعہ سے مقننہ کے قانون سازی کے اختیارات پر بھی قدغن لگائی جاسکتی ہے۔

"A written constitutions is adopted with the object of imposing limitations upon the powers of all the organs of the state, by adopting a paramount law of the land which stands above them all. A constitution may impose various kinds of limitations on

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

the legislative competence of the legislature."[۳۱]

انسانی حقوق کو دستور میں درج کیا جاتا ہے۔ اس طرح ان حقوق کو تحفظ (Protection) حاصل ہوتا ہے اور اگر ریاست کا کوئی ادارہ ان بنیادی حقوق کی خلاف ورزی یا غصب کرتا ہے تو عدلیہ کے ذریعہ سے اسے حاصل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عدلیہ دستور کی محافظ ہوا کرتی ہے۔

دستور کے ذریعہ سے بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کا انتظام و انصرام بظاہر کافی مستحکم نظر آتا ہے اور دنیا کے کئی ترقی یافتہ ممالک مثلاً برطانیہ، فرانس، کینیڈا اور جرمنی وغیرہ میں کامیابی سے چل رہا ہے لیکن اس میں درج ذیل خامیاں اور کمیاں موجود ہیں۔

الف: دنیا کے ہر دستور میں دستوری ترمیم کی دفعہ اور طریقِ کار درج ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے دستور میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ دنیا کے تمام دساتیر میں ترامیم کی جاتی ہیں اور اکثر ریاستی حکمرانوں کی خود غرضانہ خواہشاتِ اختیار کے پیشِ نظر ترامیم کی جاتی ہیں جس سے بنیادی حقوق بھی متاثر ہوتے ہیں۔

ب: دستور سازی حکمران طبقہ ہی کیا کرتا ہے جو عمومی طور پر اپنے مفادات کو پیشِ نظر رکھتا ہے۔ جماعتی رجحانات اور مفاد یافتہ طبقات کی خواہشات بھی دستور کی تشکیل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

ج: دنیا کے اکثر ممالک میں بادشاہتیں اور آمرانہ حکومتیں قائم ہیں جن میں فردِ واحد کی حیثیت فیصلہ کن ہوا کرتی ہے اور دستور کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔ بین الاقوامی قانون اور ادارے بڑی طاقتوں کے زیرِ اثر ہیں اور ان کے مذمومہ مقاصد کے پیشِ نظر اس صورتِ حال سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔ چنانچہ مختلف ممالک میں سالہا سال تک دستور کو معطل یا منسوخ کر دیا جاتا ہے اور من مانے طریقے سے ریاست و حکومت کے امور کو سرانجام دیا جاتا ہے۔

د: دنیا کے تمام دساتیر میں ایمرجنسی (Emergency) کی ایک دفعہ موجود ہوتی ہے۔ جس کے تحت ہنگامی صورتِ حال میں بنیادی حقوق کو معطل کر دیا جاتا ہے۔ ہنگامی حالت کے تعین میں بھی اکثر ابہام پایا جاتا ہے۔ حکمران طبقہ من مانی تاویلات کے ذریعہ سے دستور کی اس دفعہ کا غلط استعمال کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ر: بعض ممالک کے دساتیر میں بنیادی انسانی حقوق کو "Priciples of Policy" کے عنوان کے تحت درج کیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہوتا ہے کہ ریاست ابھی اس قابل نہیں کہ ان بنیادی حقوق کو نافذ کر سکے۔ چنانچہ حکومت جب مطلوبہ استعداد حاصل کر لے گی تو بنیادی حقوق کی مذکورہ دفعات مؤثر ہو جائیں گی۔ پاکستان کے دستور کی دفعات ۲۸ تا ۴۰ جن کا تعلق بنیادی حقوق سے ہے۔ دستور کی تاسیس سے لے کر آج تک اسی زمرے میں شامل ہیں اور ان بنیادی حقوق کو دستور کا مؤثر حصہ بنانے کے لیے آج تک کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔

۳۔ مغرب کے تصورِ بنیادی حقوق کا دہرا معیار:

مغرب کے تصورِ بنیادی حقوق کا ایک اہم سقم ان کا دوہرا معیار ہے۔ انسانی حقوق کے حصول کے مختلف مراحل میں بنیادی حقوق کے حوالہ سے جو دستاویزات اور اعلامیے جاری کیے گئے ان میں تمام انسانوں کو بحیثیت انسان ان بنیادی حقوق کا حق دار گردانا گیا مگر عملاً ان حقوق کو صرف اپنی قوم تک محدود رکھا گیا۔ ان کا تصورِ حقوق عملاً نسلی اور قومی ہے۔ وہ جن حقوق کو اپنی قوم کے لیے "بنیادی انسانی حق" گردانتے ہیں، اسے دوسری اقوام کو دینے کے لیے تیار نہیں۔ مثلاً انقلاب فرانس کے بعد انسانی حقوق کے اعلامیہ Declaration of the Rights of Man and of the Citizens کو ۱۷۸۹ء میں فرانس کی قومی اسمبلی سے منظور کرایا گیا تو اس امر کی وضاحت کر دی گئی کہ ان حقوق کا اطلاق فرانس کی نوآبادیات میں بسنے والے انسانوں پر نہیں ہوگا۔

> "Although the colonies and the French possessions in Asia, Africa and America form part of the French empire, the constitution, aforesaid still does not extend to them."[۳۲]

فرانس نے اپنے اس اعلامیہ میں بنیادی انسانی حقوق کو فطری، غیر منفک اور انتہائی مقدس قرار دیا۔ انسانی حقوق کا اعلامیہ جسے قومی اسمبلی کے ذریعہ سے دستور میں شامل کیا گیا، کی پہلی تین دفعات میں انتہائی خوشنما الفاظ میں اس امر کا اعلان کیا کہ تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور تمام حقوق میں برابر ہیں۔ سیاسی اداروں کے قیام کا مقصد انسانوں کے فطری اور ناقابلِ تنسیخ حقوق کا تحفظ ہے جن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سرِفہرست آزادی، ملکیت، تحفظ اور ظلم کے خلاف جدوجہد کرنا شامل ہیں۔ تمام اقوام کو حقِ حاکمیت حاصل ہے اور کوئی بیرونی طاقت اس حقِ حاکمیت کو حاصل نہیں کر سکتی۔ اعلامیہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:

1. Men are born free and equal in rights. Social distinctions may be founded only upon the general good.
2. The aim of all political association is the preservation of the natural and imprescriptible rights of man. These rights are liberty, property, security and resistance to oppression.
3. The principle of all sovereignty resides essentially in the nation. Nobody nor individual may exercise any authority which does not proceed directly from the nation.[۳۳]

فرانس کے آئین کے یہ خوشنما الفاظ اور انسانی آزادی، مساوات اور تکریمِ آدمیت کے حقوق صرف فرانسیسی قوم کو ہی میسر آئے۔ فرانس نے تمام انسانوں اور قوموں کی سیاسی آزادی کے بنیادی حق کا اظہار ۱۸۳۰ میں الجزائر پر حملہ اور قبضہ کی صورت میں کیا۔ اس جنگ اور وبائی امراض کے پھیل جانے سے الجزائر کی ایک تہائی ۱/۳ آبادی لقمہ اجل بن گئی ہے۔ بعدازاں الجزائر کے عوام نے بے شمار جانی قربانیوں اور طویل جدوجہد کے بعد ۱۹۶۲ء میں فرانس کے دستور میں ۱۷۸۹ء میں درج شدہ سیاسی آزادی کا حق قوتِ بازو سے حاصل کیا۔ فرانس نے ویتنام اور دوسری نو آبادیات کے ساتھ بھی اسی قسم کے انسانیت سوز طرزِ عمل کا مظاہرہ کر کے انسانی حقوق کے دوہرے معیار کی تاریخ رقم کی۔

انسانی حقوق کے اس دوہرے معیار کے حوالہ سے امریکہ کا کردار بھی انتہائی شرمناک ہے۔ امریکہ میں سفید فام نوواردان نے اس سرزمین کے اصل قدیم باشندوں ریڈ انڈینز (Red Indians) کی نسل کشی کی اور پھر افریقہ سے جہازوں میں بھر بھر کر غلاموں کو لایا گیا۔ امریکہ کے اعلانِ آزادی اور ۱۷۷۹ء میں Bill of Rights کے نام سے انسانی حقوق کی دس دفعات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستور میں شامل کر کے اسی مقدس دستور کے زیرِ سایہ افریقہ سے درآمد شدہ غلاموں سے جانوروں سے بدتر حالات میں جبری مشقت کی بدولت امریکی بنجر زمینوں کو سرسبز و شاداب کیا۔ رابرٹ ڈیوی نے اس صورتِ احوال کا برمحل تذکرہ کرتے ہوئے بالکل درست کہا تھا کہ امریکہ کے اعلانِ آزادی کے خالق تھامس جیفرسن نے ۵ لاکھ غلاموں اور ہزارہا سفید فام خدمت گاروں کے انسانیت کش ماحول میں بیٹھ کر کس شان سے انسانی حقوق پر مبنی امریکہ کے اعلانِ آزادی کے خوشنما الفاظ رقم فرمائے ہیں۔

"In a colony of 500,000 slaves and thousands of white indentured servants, Thomas Jefferson, a wealthy slave owner, sat down and wrote the memorable words of the declaration of independence."[۳۴]

امریکہ اکیسویں صدی کے اس روشن دور میں بھی اپنی اسی روش پر گامزن ہے۔ واحد عالمی طاقت کے مقامِ جلیلہ پر فائز ہو کر ساری دنیا کو اپنا باجگزار بنانا چاہتا ہے اور وسائل رزق پر قبضہ جمانے کی مہم پورے جاہ و جلال سے جاری و ساری ہے۔ نام چومسکی کی تحریریں جرأت رندانہ کا بھرپور اظہار اور ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' کی نمایاں مثال ہیں۔

عالمی استعماریت کے عفریت، برطانیہ کا کردار بھی انتہائی شرم ناک ہے اور انسانی حقوق کے حوالہ سے دوہرے معیار کا مظہر ہے۔ برطانیہ نے میگنا کارٹا ۱۲۱۵، عرض داشت حقوق (Petition of Rights) ۱۶۲۸ء اور مسودۂ حقوق (Bill of Rights) ۱۶۸۹ء میں درج شدہ انسانی حقوق کا سزاوار صرف اپنی قوم کو گردانا۔ اپنی نو آبادیات کے طویل و عریض خطوں میں بسنے والے انسانوں کو ان حقوق کے قابل نہیں سمجھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی میں بھی آزادی کے لیے کوشاں نو آبادیات میں انتہائی سفاکیت کا مظاہرہ کیا گیا اور بے شمار انسانوں کو آزادی و حریت کے بنیادی انسانی حق کو حاصل کرنے کے لیے قربانیوں کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔

جنوبی افریقہ میں ایک مختصر گوری برطانوی اقلیت کو ایک بہت بڑی کالی اکثریت پر مسلط کیا گیا تھا۔ ان مقامی افریقی باشندوں کو ہر قسم کے حقوق سے محروم رکھا گیا تھا۔ نسلی امتیاز کی اس انسانیت سوز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورتِ حال کے پیش نظر ۱۹۶۶ء میں نسلی امتیاز کے خلاف اقوامِ متحدہ کا مسودۂ قانون (International Convention on the Elimination of all from of Racial Discrimination) منظور ہوا مگر برطانیہ اور اس کے حواریوں نے جنوبی افریقہ کی گوری اقلیت کے تسلط کی بھرپور تائید جاری رکھی۔ نومبر ۱۹۷۳ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے نسلی امتیاز کو قابلِ تعزیر جرم بنانے کے لیے ایک قرارداد منظور کی تو اس کی مخالفت میں جنوبی افریقہ اور پرتگال کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کے عالمی دعویدار امریکہ اور برطانیہ بھی شامل تھے۔ بعدازاں نیلسن منڈیلا کی تاریخ ساز قیادت میں ایک طویل جدوجہد کے بعد جنوبی افریقہ کے انسانوں کو حقوق میسر آئے اور برطانیہ کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔

مغرب کے انسانی حقوق کے سلسلہ میں روا رکھے جانے والے اس دوہرے معیار کو ہنٹنگٹن (Huntington) نے انتہائی دلسوز الفاظ میں بیان کیا ہے کہ غیر مغربی لوگ اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ مغرب کے قول اور فعل میں تضاد ہے۔ ہنٹنگٹن کہتا ہے کہ منافقت اور دوہرے معیار کا دور دورہ ہے۔ جمہوریت کا راگ الاپا جاتا ہے مگر جمہوریت کے ذریعہ سے اگر اسلامی نظام کے علمبردار کامیاب ہوتے ہیں تو نتائج کو قبول نہیں کیا جاتا۔ ایران اور عراق کے لیے تو جوہری ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کے اصول پر عمل کیا جاتا ہے جبکہ اسرائیل کو مکمل آزادی دے رکھی ہے۔ چین کے لیے انسانی حقوق کا مسئلہ کھڑا کیا جاتا ہے مگر سعودی عرب سے اغماض برتا جاتا ہے۔

"Non-westerners do not hesitate to paint to the gaps between western principle and western action. Hypocrisy, double standards, and 'but nots' are the price of Universalist pretensions. Democracy is promoted but not if it brings Islamic Fundamentalists of power; non proliferation is preached for Iran and Iraq but not for Israel; human rights are an issue with China but not with Saudi Arabia." ؁۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ Stace, W.T, A Critical History of Greek Philosophy. The Stoics, Macmillan and Co. Ltd., 1962

۲۔ Rostovtseff, The Social and Economic History of the Roman Empire, P.179

۳۔ Bertrand Russell, History of Western Philosophy, Stoicism.

۴۔ Thomas Hobbes, Leviathan

۵۔ Ibid

۶۔ John Locke, Treatise on Government.

۷۔ Loyd Thomas D.A., Locke on Government, Routledge Philosophy Guide Book, Pak Book Corporation

۸۔ Rousseau Jean Jacques, The Social Contract and Discourses, Translator G.D.H Cole, Every Man's Library, 1963

۹۔ Black Stone, Commentries on the Law of England, Chap.I

۱۰۔ Preamble of Virginia Bill of Rights 1976

۱۱۔ Edmund Burke, Reflections on the Revolution in France

۱۲۔ Waldron, J. (Ed.) 'Nonsense Upon Stilts', Bentham, Burke and Marx on the Rights of Man, London: Methuen, 1987

۱۳۔ Encyclopedia Americana, Human Rights

۱۴۔ Encyclopedia of Human Rights, Second Ed. Under Human Rights

۱۵۔ Gaius Ezejiofor Protection of Human Rights Under the Law, 1964. P.80

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ Lauren, P.G., The Evolution of International Human Rights, Visions Seen, 1998, P.5

۱۷۔ Durga Das Basu, Comparative Constitutional Law, P.159

۱۸۔ Constitution of Massachusetts, 1780, Article 30

۱۹۔ Robert Briffault, Dr., The Making of Humanity, P.168, Islamic Book Foundation, Lahore, 1919

۲۰۔ Encyclopedia of Social Sciences, Human Rights

۲۱۔ مغرب میں انسانی حقوق کا آغاز و ارتقاء، درج ذیل دائرۃ المعارف (Encyclopedia) میں Human Rights, Social Security اور Welfare State کے ضمن میں درج معلومات کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔

1. Encyclopedia Britanica

2. Encyclopedia of Social Sciences

3. Encyclopedia Americana

4. Encyclopedia of Religion and Ethics

5. Encyclopedia of the United Nations.

6. Encyclopedia of Human Rights.

۲۲۔ Morsink, J. The Universal Declaration of Human Rights, Origins, Drafting and indent, Philadelphia, University of Pennsylvania Press, 1999

۲۳۔ Welch, C.B., Liberty and Utility, the French Ideologues and the Transformation of Libralism, P.137, Columbia University Press, New York, 1984.

۲۴۔ Tierney, B., The Idea of Natural Rights, Atlanta, GA. Scholars Press.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵- Karl Marx. Frederich Engels, Manifesto of the Communist Party, Chapter II,

۲۶- Herald Laski, communism, London, 1935

۲۷- Holyoake, George, Jl, English Secularism, Chicago, The Open Court Publishing Company, 1896

۲۸- J.W. Gough, The Social Contract, A Critical Study of its Development, Clarendon Press Oxford, 1967, P.4

۲۹- Ibid, P.245

۳۰- Ilyas Ahmad, The Social Contract and the Islamic State, P.I, Shazad Publishers. Lahore, 1979

۳۱- Durga Das Basu, Human Rights in Constitutional Law, 2nd Edition 2003, P.107, Wadhwa, Nagpur, India.

۳۲- Vyshinsky Andrie, The Law of Soviet State, The Macmillan Co., New York. 1948, P.555

۳۳- Declaration of the Rights of Mand and of the Citizen. Articles, 1/3

۳۴- Dewey Robert. Freedom, The Macmillan Co., London, 1970, P.347

۳۵- Huntington, S.P., The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order, 1996, P.184

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

انسانی حقوق سے بین الاقوامی انسانی حقوق

مغرب میں انسانی حقوق کا شعور بتدریج ارتقائی منازل طے کر رہا تھا احیاءِ علوم کی بدولت حکمت و دانش کے چراغ روشن ہو رہے تھے۔ علماء اور فلاسفہ نے انسانی حقوق کی نظریاتی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ امریکہ کے اعلانِ آزادی، انقلابِ فرانس اور برطانوی پارلیمنٹ کے با اختیار ہونے کی بدولت ان ممالک میں ایک حد تک انسانی حقوق کا نفاذ بھی ہوا مگر مغربی معاشرہ مجموعی طور پر ابھی تک ذہنی پسماندگی کا شکار تھا۔ نسلی وقومی تعصبات اور عیسائیت کے نام پر خود ساختہ اور تحریف شدہ معتقدات کے حامل چرچ کے تسلط نے قلوب و اذہان کو مسموم کر رکھا تھا۔ مارٹن لوتھر نے اصلاح کلیسا کا آوازہ بلند کیا اور پروٹسٹنٹ (Protestant) فرقہ معرضِ وجود میں آیا۔ کیتھولک چرچ کے اربابِ بست و کشاد نے اسے اپنی مذہبی اجارہ داری اور قائم کردہ مقام تقدس وتغلب کے خلاف خطرہ محسوس کرتے ہوئے فرقہ وارانہ جذبات وتعصبات کو انتہائی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ چنانچہ فرقہ وارانہ تشدد کا دور دورہ ہو گیا۔ مغرب پہلے ہی نسلی اور قومی تعصبات سے مغلوب تھا۔ مذہبی فرقہ واریت نے جذبات کو مزید برانگیختہ کر دیا اور دونوں فرقوں کے درمیان ''جذبہ جہاد'' سے سرشار ہو کر جنگ و جدل کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس سلسلہ کی ایک طویل ترین فرقہ وارانہ خونریز لڑائی یورپ میں لڑی گئی جو تیس سال پر محیط تھی اور جس میں ہزارہا لوگ مذہبی جنونیت کا شکار ہو گئے۔ ۱۶۱۸ء سے شروع ہونے والی یہ منفرد جنگ ۱۶۴۸ء کو معاہدہ ویسٹ فیلیا (Westphalia Treaty) پر منتج ہوئی اور دونوں فرقوں نے بالآخر ایک دوسرے کو تسلیم کر لیا اور دونوں کے یکساں حقوق کا حامل قرار دیا گیا۔ اسی معاہدہ کے تحت مختلف حکومتوں کی قومی جغرافیائی سرحدات کو بھی تسلیم کر لیا گیا اور اس طرح یورپ میں قومی ریاستوں (Nation States) کے دور کا آغاز ہوا مگر نپولین کے اقتدار میں آنے پر یہ صورتِ حال قائم نہ رہ سکی۔[1]

امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اپنے اپنے ممالک میں انسانی حقوق کے نفاذ کا سلسلہ شروع کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا جس کے اثرات یورپ کے دوسرے ممالک پر بھی مرتب ہو رہے تھے۔ مگر عمومی طور پر مغرب اور دنیا کے دوسرے خطوں میں اقوام عالم باہمی جنگ و جدل میں ملوث تھیں اور انسانی بنیادی حقوق کی صورتِ احوال دگرگوں تھی۔ ان حالات میں بین الاقوامی امن اور انسانی حقوق کا احساس اجاگر ہونے لگا۔ مغرب کے اصحابِ دانش میں سے جرمنی کے ایمونیل کانٹ(Immanuel Kant)نے سب سے پہلے ۱۷۹۵ء میں اقوام عالم کے دائمی امن کے قیام کے حوالہ سے ایک فلسفیانہ خاکہ تیار کیا۔ انھوں نے عالمی امن کو حاصل کرنے کے لیے اقوام عالم کے لیے فوری اور مستقل اقدام پر مشتمل دو سطحی طریق کار تجویز کیا تاکہ اقوام عالم دائمی امن سے ہمکنار ہوسکیں۔ مگر کانٹ کا فلسفیانہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔[۲]

انیسویں صدی کے آغاز سے ہی مغربی معاشرہ ایک دوسرے دور میں داخل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ قبل ازیں انسانی حقوق کا معاملہ ہر ریاست کا انفرادی معاملہ سمجھا جاتا تھا اور دوسری ریاستوں کے انسانوں کی صورتِ حال کو ریاستوں کا اندرونی معاملہ گردانا جاتا تھا مگر اب انسانی حقوق کا مسئلہ بین الانسانی اور بین الاقوامی سطح پر سلجھانے کے لیے اقدامات کیے جانے لگے۔ اس حوالہ سے غلامی کا مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔ چنانچہ ۱۸۱۴ء کو فرانس کے دار الخلافہ پیرس میں ایک امن معاہدہ(Peace Treaty)طے پایا جس کے بعد غلاموں کی تجارت ختم کرنے کے ضمن میں ۱۸۱۵، ۱۸۲۲ء اور پھر ۱۸۶۲ء، ۱۸۸۵ء اور ۱۸۹۰ء مختلف معاہدہ جات عمل میں لائے گئے جن کی بدولت غلامی کے خلاف ایک تحریک معرضِ وجود میں آئی۔ آخر کار ۱۹۲۶ء میں لیگ آف نیشنز(League of Nations)کے تحت بین الاقوامی کنونشن برائے غلامی (Slavery Convention)وقوع پذیر ہوا جس میں غلامی کی متفقہ تعریف بیان کی گئی اور اس کنونشن پر مختلف ممالک کے نمائندوں نے دستخط کیے۔[۳]

جنگی قیدیوں اور جنگ کے دوران زخمی فوجیوں کے بارے میں انیسویں صدی کے نصف آخر میں کئی معاہدہ جات طے پائے۔ سوئٹزرلینڈ کے دو افراد نے شروع شروع میں اس انتہائی اہمیت کے حامل انسانی فلاحی کام کا بیڑا اٹھایا اور بعد میں سوئس سوسائٹی کے افراد اس میں شامل ہو گئے اور جنیوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تحریک کا مرکز بن گیا چنانچہ ۱۸۶۴ء میں انٹرنیشنل ریڈ کراس معرضِ وجود میں آئی اور معاہدہ طے پایا جس میں جنگ کے دوران زخمی ہونے والے اور بیمار فوجیوں کی حفاظت اور علاج کا اعلان کیا گیا۔ ۱۸۶۸ء میں سینٹ پیٹرس برگ(Saint Peters Burg)،۱۸۷۴ء میں برسلز (Brussels)اور ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۷ء میں ہیگ(Hague)میں جنگی قیدیوں اور زخمیوں کے بارے میں معاہدہ جات ہوئے۔ ان معاہدہ جات کو ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۹ء میں مزید قانونی اور بین الاقوامی تحفظات حاصل ہوئے۔ آخر کار جنگ عظیم دوم کے بعد ۱۹۴۹ء میں جنیوا (Geneva)کے مقام پر چار کنونشن(Conventions) ہوئے جن میں جنگی قیدیوں اور زخمیوں کے بارے میں بین الاقوامی قوانین کو حتمی شکل دی گئی۔[۴]

۱۸۸۹ء میں ولیم رنڈال کریمر (William Randal Cremer)اور فریڈرک پیسی(Frederic Passy) کی کوششوں سے مختلف ممالک کی پارلیمنٹس (Parliments)کے اشتراک سے بین الپارلیمانی یونین(Inter-Parliamentary Union)معرضِ وجود میں لائی گئی جس میں ۲۴ ممالک کے نمائندگان شامل تھے۔ اس یونین کا مقصد تھا کہ باہمی مذاکرات اور ثالثی کے ذریعہ بین الاقوامی تنازعات کو حل کیا جائے تاکہ امن عالم اور انسانی حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔[۵]

درج بالا تمام اقدامات اور مختلف معاہدہ جات انتہائی ناکافی ثابت ہوئے۔ مختلف افراد اور اقوام کے نفس کی سرکشی، جذبۂ تغلب وتفوق اور دوسروں کے وسائل رزق پر قبضہ کرنے کی بے لگام خواہشات نے مغربی اقوام کی صف آرائی کی اور جنگ عظیم اول ۱۹۱۴ء میں برپا ہوگئی۔ اس جنگ میں کم از کم ۸۵ لاکھ فوجی مارے گئے، اڑھائی کروڑ زخمی اور معذور ہو گئے اور اندازاً ایک کروڑ سول آبادی اس ہولناک عالمی جنگ کی نظر ہوگئی۔ اس اندوہناک انسانی المیہ کی بدولت بین الاقوامی رائے عامہ جنگ کی شدید مخالف تھی۔ جی۔ ایچ ویلز(G.H.Wells)نے انسانی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا "The war to end all wars" "یعنی یہ ایسی جنگ ہے جس سے آئندہ کے لیے جنگوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔[۶]

جنگِ عظیم اول نے پوری انسانیت کو جھنجھوڑ دیا اور بین الاقوامی سطح پر ایک عالمی تنظیم کی ضرورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہائی شدت سے محسوس کی جانے لگی جو اقوام کے تنازعات کو پرامن طریق پر حل کر سکے تاکہ انسانیت کو تحفظ اور امن میسر آ سکے۔ امریکی صدر وڈرو ولسن (Woodrow Wilson) نے امن کے لیے چودہ نکاتی پروگرام پیش کیا جس کے آخری نقطہ میں اسی قسم کی بین الاقوامی تنظیم کی ضرورت بیان کی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں لیگ آف نیشنز (League of Nations) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ لیگ کے اولین مقاصد میں عالمی امن بذریعہ مذاکرات، تحدیدِ اسلحہ، مزدوروں کے مسائل، اقلیتوں کا تحفظ، جنگی قیدی اور انسانی سمگلنگ (Human Trafficking) وغیرہ شامل تھے۔

جنگ عظیم کے خاتمہ پر جب فاتح اقوام اور جرمنی اور اس کے اتحادیوں کے درمیان ۱۹۱۹ء میں پیرس کے مقام پر امن معاہدہ جات طے پا رہے تھے تو اسی معاہدہ میں لیگ کا قیام بھی عمل میں لایا جا رہا تھا۔ اس موقع پر جاپان جو کہ فاتح اقوام کا اتحادی تھا، نے یہ تجویز دی کہ معاہدہ میں اس بات کو شامل کیا جائے کہ لیگ کے ممبر ممالک کو اس امر کا پابند کیا جائے کہ قانون کا اطلاق نسلی اور قومی امتیازات سے ماوراء ہونا چاہیے۔ برطانیہ اور امریکہ نے اس تجویز کی مخالفت کی اور اسے قبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ بعدازاں جاپان نے تجویز کیا کہ نسلی اور قومی امتیازات کے خاتمہ کے اصول کو اس معاہدہ (Covenant) کے دیباچہ میں ہی شامل کر لیا جائے۔ کئی ایک ممالک کی حمایت کے باوجود بنیادی انسانی حقوق پر مبنی اس اصول کو منظور نہیں کیا گیا۔ برطانیہ اور امریکہ کے اس اقدام سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وہ انسانی مساوات کے بنیادی انسانی حق کو تسلیم نہیں کرتے۔

لیگ آف نیشنز انسانی حقوق کے حوالہ سے اگرچہ بہت زیادہ کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکی مگر درج ذیل اقدامات، انسانی حقوق کے سلسلہ میں اہمیت کے حامل ہیں۔

۱۔ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (International Labour Organization, I.L.O) لیگ کا اہم ادارہ جو ۱۹۱۹ء کو معرضِ وجود میں لایا گیا۔ اس میں حکومتی نمائندوں کے ساتھ ساتھ، انڈسٹری کے مالکان کے نمائندے اور مزدوروں کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ اس تنظیم نے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے حوالہ سے اہم خدمات سرانجام دی ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام کے تحت مزدوروں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ایک حد تک تدارک کیا ہے۔ مزدوروں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت، ویلفیئر، کام کے اوقات اور ماحول، ذاتی تحفظ اور چھٹیوں وغیرہ کے قوانین کے ساتھ ساتھ جبری محنت (Forced Labour) کا کنونشن ۲۹ جو ۱۹۳۰ء میں منظور ہوا، جس کے ذریعے جبری محنت کے خلاف اقدامات کیے گئے۔ بعدازاں U.N.O کے تحت اس ادارہ نے اور بھی قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ جن کی بدولت یہ ادارہ انسانی حقوق کے حوالہ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اقوامِ عالم کے تمام ممالک اس ادارہ کے بنائے ہوئے قوانین بغیر تحفظات (Without Reservations) تسلیم کرتے ہیں۔

۲۔ لیگ آف نیشنز کے تحت ۱۹۲۶ء میں غلامی کے بارے میں کنونشن (Slavery Convention) میں غلامی کی آفاقی تعریف کی گئی اور اس کے خاتمہ کے لیے اقدامات کیے گئے۔

۳۔ مستقل بین الاقوامی عدالتِ انصاف (Permanant Court of International Justice)، W.H.O اور UNESCO کے اداروں کے حوالہ سے بھی انسانیت اور انسانی حقوق کے سلسلہ میں اہم پیش رفت ہوئی۔

لیگ شروع سے ہی بڑے ممالک کی کٹھ پتلی بنی ہوئی تھی۔ محوری طاقتوں (Axis Powers) کا رویہ جارحیت اور عدم تعاون پر مبنی تھا۔ چنانچہ جرمنی نے لیگ سے علیحدگی اختیار کر لی تو اٹلی اور جاپان نے بھی اس ادارہ کو خیرباد کہا۔ لیگ کے امتیازی طرزِ عمل پر مسولینی نے تبصرہ کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا:

"The league is very well when sparrows shout, but no good at all when eagles fall out."

لیگ آف نیشنز (League of Nations) کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے اہم ترین مقصد عالمی امن اور آئندہ عالمگیر جنگ کے امکانات کا خاتمہ تھا۔ مگر مختلف ممالک کا معاندانہ رویہ، عدم تعاون اور جارحانہ انداز کی بدولت دوسری جنگ عظیم کو نہ روکا جا سکا۔ اس جنگ میں جنگ عظیم اول سے بھی زیادہ جانی و مالی نقصان ہوا۔ انسانیت کو پہلی دفعہ جوہری ہتھیاروں کی ہلاکت آفرینی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنا کرنا پڑا۔ انسان نے اپنے ہی ہاتھوں سے انسانیت کشی کی ایسی ہیبت ناک داستان رقم کی کہ عالمی تاریخ جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔[۸]

جنگ عظیم دوم کے بعد ۱۹۴۵ء میں لیگ آف نیشنز کی جگہ اقوام متحدہ کی تنظیم (United Nations Organization) قائم کی گئی جس کے دیباچہ کی ابتداء اس عزم کے اظہار سے کی گئی کہ ہم آئندہ نسلوں کو جنگ کے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں کیونکہ ہم اپنی زندگی میں دوبار اس جنگ سے دوچار ہو چکے ہیں جس سے بنی نوعِ انسانی کو ناقابلِ بیان مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔

" We the peoples of the United Nations determined to save succeeding generations from the scourge of war, which twice in our lifetime has brought untold sorrow to mankind."[۹]

اقوام متحدہ کے چارٹر کے دیباچہ میں ہی انسانی بنیادی حقوق پر یقین واثق کا اظہار کیا گیا۔ انسانی ذات کی تکریم اور اہمیت کا اعلان کیا گیا اور تمام اقوام، بڑی ہوں یا چھوٹی، کے یکساں حقوق کا اعادہ کیا گیا۔

" To reaffirm faith in fundamental human rights, in the dignity and worth of the human person, in the equal rights of men and women and of nations large and small."[۱۰]

اقوامِ متحدہ کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے آرٹیکل (Article) ایک کی شق ۲ اور ۳ میں درجِ ذیل وضاحت کی گئی ہے۔

حقوق کی برابری کے اصول پر اقوام کے درمیان دوستانہ تعلقات استوار کرنا، لوگوں کے حقِ خودارادیت کو تسلیم کرنا اور ایسے مناسب اقدام کرنا جن کی بدولت عالمی امن قائم ہو سکے اور یہ کہ بین الاقوامی سطح پر معاشی، معاشرتی، ثقافتی اور انسانی نوعیت کے مسائل کو حل کرنے اور بلا امتیاز نسل، زبان، جنس اور مذہب، تمام انسانوں کے حقوق اور بنیادی آزادیوں کی ترویج اور حوصلہ افزائی کے لیے بین الاقوامی تعاون کو حاصل کرنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"To develop friendly relations among nations based on respect for the principle of equal rights and self-determination of peoples, and to take other appropriate measures to strengthen Universal peace; To achieve international cooperation in solving international problems of an economic, social cultural, or humanitarian character, and in promoting and encouraging respect for human rights and for fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language or religion."[۱]

اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے تحت قائم ہونے والی اکنامک اینڈ سوشل کونسل (Economic and Social Council) کے دو ذیلی ادارے انسانی حقوق کا کمیشن (The Commission on Human Rights) اور عورتوں کی حیثیت کا کمیشن (The Commission on the Status of Women) ہیں، جنہیں انسانی حقوق کے حوالہ سے انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ کمیشن برائے انسانی حقوق کے ذمہ، انٹرنیشنل بل آف رائٹس (International Bill of Rights) کی تیاری سونپی گئی۔ چنانچہ ماہرین کی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ جن کی علمی وفکری کاوشوں اور وسیع وعریض مشاورت سے درج ذیل مسودہ انسانی حقوق تیار کیے گئے اور جنرل اسمبلی سے منظوری لی گئی۔

۱۔ حقوقِ انسانی کا عالمی منشور "The Universal Declaration of Human Rights" ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو حقوقِ انسانی کا یہ عالمی منشور اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ اڑتالیس ممالک نے اس کے حق میں ووٹ دیا اور اس کے مخالف کوئی ووٹ نہیں ڈالا گیا۔ آٹھ ممالک نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا جن میں سعودی عرب، روس، یوگوسلاویہ اور جنوبی افریقہ وغیرہ شامل ہیں۔

عالمی منشور حقوق انسانی ۳۰ دفعات پر مشتمل ہے اور جملہ حقوقِ انسانی کا لب لباب ہے۔ بعدازاں بین الاقوامی سطح پر تیار اور منظور کیے جانے والے انسانی حقوق کے مسودہ جات کا منبع و ماخذ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی منشورِ حقوقِ انسانی ہی ہے۔ اس عالمی منشورِ انسانی حقوق میں انسان کے سیاسی، معاشرتی، معاشی، ثقافتی اور مذہبی حقوق کو اختصار کے ساتھ سمو دیا گیا ہے۔ مغرب میں انسانی حقوق کے حصول کی صدیوں پر محیط طویل جدوجہد اور علوم وفنون کی ترقی کی بدولت، انسانی حقوق کی فکری بلندیوں کا خلاصہ منشورِ حقوقِ انسانی کی صورت میں انتہائی بلیغ انداز میں پیش کیا گیا۔

۲۔ بین الاقوامی سول اور سیاسی حقوق کا مسودہ International Covenantion on Civil and Political Rights انسانی حقوق کا یہ مسودہ ۱۹۶۶ء میں جنرل اسمبلی میں پیش کیا اور منظور ہوا مگر اس کا نفاذ مارچ ۱۹۷۶ء میں ہوا۔ عالمی حقوق منشور انسانی میں سول اور سیاسی حقوق کو اختصار سے پیش کیا گیا تھا۔ اس مسودہ میں ان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس مسودہ حقوق کی ۵۳ دفعات ہیں۔

۳۔ بین الاقوامی سول اور سیاسی حقوق کا اضافی مسودہ:

" Optional protocol to the international covenant on civil and political rights "

یہ مسودہ حقوق بھی ۱۹۶۶ء میں پیش کیا گیا اور ۱۹۷۶ء میں روبہ عمل لایا گیا۔ اس مسودہ حقوق کے ۱۴ آرٹیکل (Articles) ہیں۔

۴۔ بین الاقوامی سول اور سیاسی حقوق کا دوسرا اضافی مسودہ:

" Second optional protocol to the international covenant on civil and political rights."

یہ دوسرا اضافی مسودہ حقوق دسمبر ۱۹۸۹ء کو منظور ہوا اور جولائی ۱۹۹۱ء میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس مسودہ حقوق میں مختلف جرائم کے سلسلہ میں موت کی سزا کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی گردانتے ہوئے ختم کیا گیا۔ اس مسودہ حقوق کی کل گیارہ دفعات ہیں۔

۴۔ معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی مسودہ:

" International covenant on Economic, Social and Cultural

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Rights."

یہ ایک بہت ہی اہم مسودہ حقوق ہے جسے ۱۹٦٦ء میں جنرل اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ اس مسودہ پر عمل درآمد جنوری ۱۹۷٦ء میں ہوا۔ اس مسودہ حقوق کی ۳۱ دفعات ہیں جن میں انسانوں کے معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا تفصیل سے احاطہ کیا گیا ہے۔

درج بالا حقوقِ انسانی کے بین الاقوامی مسودہ جات کو عالمی حقوق کا بل (International Bill of Rights) کہا جاتا ہے۔ اقوامِ متحدہ نے انسانی حقوق سے متعلق اور بھی متعدد مسودہ جات منظور کیے ہیں۔ جن میں خواتین کے حقوق، بچوں کے حقوق، نسلی امتیاز کے خاتمہ کا مسودہ، غلامی کے خاتمہ کا مسودہ، مہاجرین کے حقوق اور مزدوروں کے حقوق وغیرہ کے مسودہ جات جن میں انسان کے مختلف حیثیتوں سے حقوق کو شامل کیا گیا ہے۔[۱۲]

انسانی حقوق کی درجہ بندی

اقوامِ متحدہ کے تحت انسانی حقوق کے مختلف مسودہ جات میں بیان کردہ انسانی حقوق کی درجہ بندی مختلف حوالوں سے کی جا سکتی ہے۔ مثلاً موضوع کے اعتبار سے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی وغیرہ کے موضوعات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ انسانی حقوق کے حصول میں جدوجہد کے مختلف ادوار میں حاصل کردہ حقوق کی زمانی درجہ بندی بھی کی جا سکتی ہے۔ سابقہ چیکوسلواکیہ نژاد فرانسیسی دانشور کارل واسک (Karel Vasak) نے اپنی مدوّن کتاب "The International Dimensions of Human Rights" میں انسانی حقوق کی درجہ بندی تین مراحل یعنی (Three Generations of Human Rights) کے حوالہ سے کی ہے۔

مغرب میں انسانی حقوق کے حوالہ سے جدوجہد کے پہلے مرحلہ میں بادشاہتوں اور ظالمانہ آمریتوں کا خاتمہ ہوا اور لوگوں کو سیاسی آزادیاں اور جمہوری حقوق میسر آئے۔ ان حقوق کو شخصی یا انفرادی حقوق بھی کہا جاتا ہے۔ کارل واسک Karal Vasak نے سیاسی آزادی یعنی Liberty کو انسانی حقوق کا پہلا دور (First Generation) قرار دیا ہے۔ سول اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی مسودہ (International Covenant on Civil and Political

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Rights) میں انھیں سیاسی آزادیوں اور عدل و انصاف پر مبنی حقوق کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

انسانی حقوق کے حصول کی جدوجہد کے دوسرے دور میں انسانوں نے ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف جدوجہد کی اور ریاستوں کو اس امر کا پابند ہونا پڑا کہ وہ ایسا معاشی نظام رائج کرے جس میں وسائلِ رزق کی تقسیم کو منصفانہ اور عادلانہ بنیادوں پر کیا جائے اور ریاست اپنے افراد کی کم از کم ضروریات کی ذمہ داری پورا کرے۔

اس مرحلہ میں رفاہی ریاستوں کا تصور اُجاگر ہوا، ان حقوق کو Second Generation of Human Rights گردانا جاتا ہے۔ یہ انفرادی حقوق کی بجائے اجتماعی حقوق کا دور ہے۔ اس مرحلہ میں معاشی حقوق کے ساتھ ساتھ معاشرتی (Social) اور ثقافتی (Cultural) حقوق کا بھی تحفظ حاصل ہوا۔ معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی مسودہ International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights میں اسی دوسرے مرحلہ کے انسانی حقوق کا تفصیل سے احاطہ کیا گیا ہے۔ Karal Vasak نے اس مرحل کو Equality سے تعبیر کیا ہے۔

انسانی حقوق کے تیسرے دور (Third Generation) کو اتحاد و اخوت (Solidarity) سے موسوم کیا ہے۔ اس مرحلہ میں تمام بنی نوع انسان کے مجموعی مفادِ عامہ کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں عالمی امن کا حق (Right to Peace)، ماحولیات کا حق (Right to Healthy Environment) اور (Right to Development) وغیرہ شامل ہیں۔

انسانی حقوق کی عالمگیریت اور ثقافتی اضافیت

(Universalism in Human Rights and Cultural Relativism)

مغرب میں حقوق کا تصور فطری قانون کی بنیاد پر فطری حقوق سے ہوا اور ملکی قانونی تحفظ حاصل ہونے کی بدولت اسے قانونی حقوق کا درجہ اختیار ہو گیا۔ بعد ازاں جن حقوق کو ملک کے بنیادی قانون یعنی ملکی دستور میں شامل کیا گیا۔ انھیں بنیادی انسانی حقوق (Fundamental Human Rights) کے نام سے موسوم کیا گیا۔ مورسنک (Morsink) کہتا ہے کہ انسانی حقوق نے فطری حقوق کے متنازعہ تصور کو ختم کر دیا۔[۱۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی انسانی حقوق کو جب اولاً لیگ آف نیشنز (League of Nations) اور ما بعد اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلق مختلف مسودہ جات میں درج کیا گیا تو ان کی حیثیت عالمی انسانی حقوق کی ہوگئی۔ نکل (Nickel) کہتا ہے کہ عالمی انسانی حقوق کے اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights) نے انسانی حقوق کو بین الاقوامی اور بین الانسانی حقوق کا درجہ دے دیا اور فطری حقوق کے روایتی تصور کو ختم کر دیا کیونکہ پہلے فطری حقوق کے مبہم تصور پر ان حقوق کو تمام انسانوں کے حقوق گردانا جاتا تھا۔[۱۵]

انسانی حقوق کو عالمی انسانی حقوق کا درجہ اس لحاظ سے حاصل ہوگیا کہ عالمی انسانی برادری کی نمائندہ تنظیم اقوامِ متحدہ نے ان حقوق کو مرتب کیا تو یہ بین الاقوامی قانون (International Law) بن گئے اور تمام ممالک نے ان مسودہ جات پر دستخط کیے اور پھر ان کی توثیق (Ratification) کی تو اس طرح یہ حقوق بین الاقوامی یا عالمی انسانی حقوق کا درجہ اختیار کر گئے۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ عصرِ حاضر میں انسانی حقوق کی بازیافت میں مغربی فکر و دانش اور جدوجہد کا بنیادی کردار ہے۔ چنانچہ مغرب کے اکثر اصحابِ دانش بین الاقوامی انسانی حقوق (International Humran Rights) کو انسانی حقوق کی بین الاقوامیت (Internationalism of Human Rights) یا انسانی حقوق کی عالمیت (Universalism in Human Rights) سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس موضوع پر مغرب میں ایک طویل بحث مباحثہ جاری ہے اور اس حوالہ سے بہت سا ادب (Literature) معرضِ وجود میں آچکا ہے۔[۱۶]

عالمی انسانی حقوق اور انسانی حقوق کی عالمیت میں بہت فرق ہے۔ عالمی انسانی حقوق سے مراد ہے کہ انسانی حقوق کے تصور کو عالمی سطح پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ بین الاقوامی انسانی برادری انسانی حقوق کا شعور و ادراک رکھتی ہے اور ان کا اپنے ممالک میں نفاذ اخلاقی، دستوری اور بین الاقوامی قانون کا تقاضا سمجھتی ہے۔ اگرچہ اکثر ممالک میں حکمران طبقہ کی بدنہادی اور عوامی شعور میں کمی کی بدولت، ابھی تک ان انسانی حقوق کا مؤثر اطلاق نہیں ہوسکا، مگر ان حقوق کو انسانی حقوق سمجھا جاتا ہے اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول کے لیے اسی انداز میں جدوجہد ہو رہی ہے کہ جس طرح ایک زمانہ میں مغرب میں ہوئی تھی۔ جبکہ انسانی حقوق کی عالمیت یا بین الاقوامیت(Universalism in Human Rights) سے مراد ہے انسانی حقوق کے بارے میں عالمی سطح پر مکمل طور پر فکری ہم آہنگی یعنی اقوامِ متحدہ کے تحت مرتب کردہ انسانی حقوق کے مختلف مسودہ جات میں درج شدہ انسانی حقوق و من و عن تسلیم کرنا، انھیں انسانیت کا فکری اثاثہ قرار دینا اور ان کے الفاظ اور روح کے عین مطابق ان کے نفاذ کے لیے کوشاں ہونا ہے۔ چونکہ اقوامِ متحدہ کے تحت مرتب شدہ انسانی حقوق کے بنیادی نوشتہ جات مغربی علماء کی فکری کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ اس لیے اہلِ مغرب کے خیال میں تمام بنی نوع انسانی، مغرب کی طے کردہ اقدار پر یقین کامل رکھتے ہوئے اپنے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی معاملات کو انھی خطوط پر استوار کر کے مغربی تہذیب پر مشتمل ایک عالمگیر معاشرہ کا قیام ممکن بنائے گی۔ مغرب، علمی بیداری اور علوم وفنون کے وافر سرمایہ کی بدولت دنیا کے نقشہ پر تہذیبی فوقیت کا حامل معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ چنانچہ مغرب کے متعدد فضلاء بزعمِ خود اس مبالغہ آمیز خوش فہمی کا شکار ہو چکے ہیں کہ ان کا معاشرہ تہذیبی ارتقاء کے نقطۂ کمال پر فائز ہو چکا ہے اور انسانیت ایک طویل مسافت طے کر کے گم گشتہ جنت کو پانے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ ۱۹۹۲ء میں فرانسس فوکو یاما مغربی تہذیب کے سحر میں مبتلا ہو کر اختتام تاریخ(End of History and the Last Man) نامی کتاب میں اسی قسم کے مضحکہ خیز دعویٰ کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مغربی جمہوری طرزِ حکومت کی بدولت معاشرہ اور تہذیب و تمدن، بلندیوں کی آخری منزل سے ہمکنار ہو گئے ہیں۔ مغربی جمہوریت کی عالمگیریت نے انسان کے فکری ارتقاء کو اوجِ کمال پر فائز کر دیا ہے اور موجودہ دور، تہذیب انسانی کا آخری مرحلہ ہے گویا تاریخ نے اپنی مسافتوں کو طے کر لیا ہے۔[۱۷]

بین الاقوامی شہرت کے حامل جرمن فلسفی اور کمیونزم کے علمبردار، بانی فکری راہنما کارل مارکس، جنھوں نے کمیونسٹ پارٹی کا منشور مرتب کیا اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف انقلابِ آفرین کتاب داس کیپٹل(Das Kapital (Capital)) تحریر فرمائی، ان کے خیال میں انسانی کشاکش سے عبارت تاریخ کے اختتام کا وقت آ پہنچا ہے کیونکہ کمیونزم، سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کر کے اس کی جگہ آ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔

روس نژاد فرنسیسی دانشور الیگزنڈر کوجو(Alexender Kojeve)، ہیگل(Hegal) کا خوشہ چیں ہے۔ اس کے خیال میں مغربی افکار و نظریات کی بدولت تاریخ کا پہیہ تیزی سے حرکت میں آ گیا ہے اور جلد ہی ایک ہم آہنگ عالمی ریاست معرضِ وجود میں آ جائے گی۔ ۱۸؎

انسانی حقوق کے حوالہ سے بھی مغرب کے بعض دانشور اسی احساس برتری کا شکار ہیں اور انسانی حقوق کی عالمگیریت پر یقینِ کامل رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں انسانی حقوق مغربی ثقافت کی پیداوار ہیں اور مغربی کلچر بین الاقوامی انسانی حقوق کے لیے ایک نمونہ(Model) ہے۔ ۱۹؎

انسانی حقوق کی عالمگیریت کے مقابلہ میں دوسرا مکتبہ فکر ثقافتی اضافیت (Cultural Relativism) کا علمبردار ہے۔ ان کے نقطۂ نظر سے انسانی حقوق کے بنیادی فلسفہ کو تسلیم کرنے کے باوصف ان کی بعض تشریحات اور تعبیرات میں مذہبی اور علاقائی ثقافتی تنوع کی بدولت اختلافات کا ہونا ایک فطری امر ہے یہی وجہ ہے کہ بعض ریاستیں انسانی حقوق کے مسودہ جات کو تحفظات(Reservations) کے ساتھ اختیار(Adopt) کرتی ہیں۔

ثقافتی تنوع اور اختلافات ایک بدیہی حقیقت ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی انسانی حقوق کے ادارے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ بین الاقوامی انسانی حقوق کے مختلف مسودہ جات(Instruments) کی تشریحات میں مختلف ثقافتوں اور جغرافیائی خطوں کے نمائندگان کو شامل کیا جائے اور بہتر نتائج حاصل کیے جائیں۔ چنانچہ سول اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی مسودہ International Covenant on Civil and Political Rights کی دفعہ ۳۱(۲) میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ انسانی حقوق کی کمیٹی (Human Rights Committee) کے انتخاب میں جغرافیائی اور ثقافتی نمائندگی کے ساتھ ساتھ اہم قانونی مکاتب فکر کی نمائندگی کا بھی اہتمام کیا جائے:

"Consideration shall be given to equitable geographical distribution of membership and to the representation of the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

different forms of civilization and of the principal legal systems."

اس انسانی حقوق کی کمیٹی نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ خاندانی زندگی کا حق (Right to Family Life) کی نوعیت معاشی، معاشرتی اور ثقافتی امتیازات کی بدولت مختلف ہوسکتی ہے۔[۲۰]

انسانی حقوق کی عالمگیریت(Universalism to Human Rights)کے خلاف ایک دلیل یہ بھی فراہم کی جاتی ہے کہ ۱۹۴۸ء میں جب عالمی انسانی حقوق کا اعلامیہ (Universal Delaration of Human Rights)اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے منظور کروایا گیا تو اس وقت اقوام متحدہ کے صرف ۵۸ ممالک ممبر تھے۔ ان میں سے بھی آٹھ ممالک نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا اور بعدازاں اس کی مختلف مشاورتی مجالس میں اس کی مختلف دفعات خصوصاً ۱۶ اور ۱۸ پر شدید اعتراضات وارد ہوئے۔[۲۱]

انسانی حقوق کی عالمگیریت کے خلاف، انسانی ثقافتی تنوع کے پیش نظر ۱۹۴۷ء میں امریکہ کی علم بشریات کی ایسوی ایشن(American Anthropological Association) کی مجلسِ عاملہ(Eecutive Board) نے اقوامِ متحدہ کو ایک یادداشت بھجوائی جس میں اس امر کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی کہ انسانی حقوق کا کمیشن، عالمی انسانی حقوق کا اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights)مرتب کرتے ہوئے اس حقیقت کو پیش نظر رکھے کہ اس وقت دنیا میں بہت سے معاشرتی طبقات ہیں جن کے زندگی کے متنوع انداز ہیں۔ چنانچہ انسانی حقوق کے تعین کے لیے بہت سے امور کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا۔ اگر صرف مغربی یورپ اور امریکہ کے معاشروں کی اقدار کو ہی پیش نظر رکھا گیا تو دوسرے انسانوں پر اس کا اطلاق کیونکر ہو سکے گا۔ اعلامیہ ایسا ہونا چاہیے جسے دنیا بھر کے لوگوں کی تائید حاصل ہو۔ اگر اس مسودہ انسانی حقوق کو بھی گزشتہ دستاویزات کی طرز پر بنایا گیا تو مختلف ممالک کے افراد کے لیے اسے قبول کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ بیسویں صدی میں انسانی حقوق کا تعین کسی ایک ثقافت یا کسی خاص طبقہ انسانی کی نمائندگی کے مفاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کیا جائے گا تو دوسرے لا تعداد لوگ اس کو قبول نہیں کریں گے:

" Because of the great numbers of societies that are in intimate contact in the modern world, and because of the diversity of their ways of life, the primary task confronting those who would draw up a declaration on the rights of man is this, in essence, to resolve the following problem: How can the proposed declaration be applicable to all human beings, and not be a statement of rights conceived only in terms of the values prevalent in the countries of western Europe and America? .... The rights of man in the twentieth century cannot be circumscribed by the standards of any single culture or be dictated by the aspirations of any single people. Such a document will lead to frustration, not realization of the personalities of vast numbers of human beings."[۲۲]

اقوامِ متحدہ کا معاش، ثقافت اور کلچر کا ادارہ یونیسکو (U.N. Economic, Social and Cultural Organization) نے ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۵ء کے درمیان انسانی حقوق پر ہونے والی تحقیق اور علمی کام کا جائزہ لیا تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ اس حوالہ سے صرف قانون سے متعلق اداروں میں کام ہوا ہے اور اس کے ساتھ متعلق علمی شعبہ جات مثلاً اخلاقیات، سیاسیات، معاشیات، نفسیات، سوشیالوجی اور علمِ بشریات کا اس اہم کام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ چنانچہ یونیسکو نے یہ تجویز دی کہ اگر انسانی حقوق کے ضمن میں مذکورہ علوم سے استفادہ کیا جائے تو انسانی حقوق کو زیادہ مفید بنایا جا سکتا ہے۔[۲۳]

درجِ بالا حقائق سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ انسانی حقوق میں عالمگیریت کا تصور علمی صداقت پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ مختلف ثقافتی اقدار اور روایات کو پیشِ نظر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس وسیع و عریض انسانی دنیا میں اس قدر تنوع اور رنگا رنگی ہے کہ اب بھی مذہبی اور ثقافتی بنیادوں پر اختلافات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی ایک صورتیں موجود ہیں۔انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights) مرتب کرنے کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ متعدد ڈرافٹ تیار کیے گئے اور انتہائی طویل مشاورت کے بعد متفقہ نکات کو مختلف دفعات میں سمویا گیا۔چنانچہ دیباچہ کے آخری پیرا میں اسی بات کا اظہار کیا گیا ہے:

" Whereas a common Understanding of these rights and freedoms is of the greatest importance for the full realization of this pledge."

بنیادی انسانی حقوق کی فہرست

اقوامِ متحدہ کے تحت منظور کردہ،انسانی حقوق کے مختلف معاہدہ جات (Covenants) کنونشنز(Conventions)اور چارٹرز (Charters) کی بنیاد پر بنیادی انسانی حقوق کی فہرست مختلف کتابوں میں درج کی گئی ہے۔قانونِ دستور (Constitutional Law)اور انسانی حقوق کے حوالے سے کئی کتابوں کے مصنف اور عالمی شہرت یافتہ ریٹائرڈ جج ہائی کورٹ کلکتہ،ہندوستان، جناب اچاریہ ڈاکٹر درگا داس باسو کی انتہائی عالمانہ تصنیف،''قانونِ دستور میں انسانی حقوق'' (Human Rights in Constitutional Law)میں بیان کردہ بنیادی انسانی حقوق کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ زندگی یا جان کا حق

۲۔ انسانی عزت و آبرو کا حق

۳۔ مساوات، یکساں قانونی تحفظ اور عدم امتیاز کا حق

۴۔ تشدد، ظالمانہ اور غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک یا سزا کے خلاف حق

۵۔ شخصی آزادی کا حق

۶۔ غلامی سے نجات اور جبری مشقت سے نجات کا حق

۷۔ ذاتی زندگی کا حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ شفاف عدالتی کاروائی کا حق

۹۔ عقائد، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق

۱۰۔ اجتماع کا حق

۱۱۔ مجلس سازی کا حق

۱۲۔ نقل وحرکت اور رہائش اختیار کرنے کا حق

۱۳۔ ملکیت کا حق

۱۴۔ خاندان کا حق

۱۵۔ بچہ کے حقوق

۱۶۔ تعلیم کا حق

۱۷۔ ملازمت کا حق

۱۸۔ تمام حقوق اور آزادیوں کے مؤثر نفاذ کا حق [۲۴]

اقوامِ متحدہ کا منہجِ نفاذِ حقوقِ انسانی

انسانی حقوق کا نفاذ بنیادی طور پر ہر ریاست کی اپنی ذمہ داری ہے۔ اقوامِ متحدہ کا چارٹر تمام ریاستوں کی جغرافیائی حدود کا احترام اور اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کا پرچار کرتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے تحت تیار کردہ، انسانی حقوق کے مختلف مسودہ جات کی دو قانونی حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت سے یہ بین الاقوامی قانون کا حصہ ہیں اور دوسری جانب ان کی حیثیت بین الاقوامی معاہدہ جات کی ہے جس پر اقوامِ متحدہ کے رکن ممالک دستخط کر کے انھیں قبول کرتے ہیں اور پھر ان کی توثیق (Ratification) کرتے ہیں۔ان معاہدہ جات میں جملہ اقوام اس امر کا وعدہ کرتی ہیں کہ وہ ان میں مذکورہ انسانی حقوق کا اپنے ملک میں نفاذ کریں گی۔ اقوامِ متحدہ کے حوالہ سے بنیادی اور انتہائی اہمیت کے حامل تین مسودہ جات ہیں جنھیں باقی تمام انسانی حقوق کا خلاصہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان میں انسانی حقوق کا بین الاقوامی اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights)، سول اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ (International

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Covenant on Civil and Political Rights)اور معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی اقرار نامہ (International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights)شامل ہیں۔ انسانی حقوق کے ان مسودہ جات کو بین الاقوامی مسودۂ انسانی حقوق (International Bill of Rights) بھی کہا جاتا ہے۔ ان تینوں مسودات میں رکن ممالک اس امر کا وعدہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے ممالک میں مذکورہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا نفاذ بلا کم و کاست اور بلا امتیاز تمام افرادِ ریاست پر کریں گے۔ بین الاقوامی قانون کے حامل انسانی حقوق کے تینوں مسودات کے اس حوالہ سے اصل الفاظ درج ذیل ہیں:

۱۔ انسانی حقوق کا بین الاقوامی اعلامیہ:

" Whereas member states have pledged themselves to achieve , in cooperation with the United Nations, the promotion of Universal respect for and observance of human rights and fundamental freedoms."[۲۵]

۲۔ سول اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ:

"Each state party to the present covenant undertakes to respect and to ensure to all individuals with its territory and subject to its Jurisdiction the rights recognized in the present covenant, without distinction of any kind, such as race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status. "[۲۶]

۳۔ معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ:

"The state parties to the present covenant undertake to guarantee that the rights enunciated in the present covenant will be

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

exercised without discrimination of any kind as to race, colour, sex, language, religion, political or other openion national or social origin, property, birth or other status." ۲۷

درجِ بالا اقرار نامے اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ ریاستیں مذکورہ "حلف" کی بنا پر بین الاقوامی قانون اور اخلاقی سطح پر اس بات کی پابند ہیں کہ وہ ان انسانی حقوق کو اپنے اپنے دائرہ کار میں بلا امتیاز، رنگ ونسل، علاقہ، زبان، مذہب، جنس اور معاشی و معاشرتی حیثیت وغیرہ، سب پر یکساں نافذ کریں۔ اس پابندی کے پیش نظر ہی ریاستیں ان انسانی حقوق کو اپنے دساتیر کا حصہ بناتی ہیں تاکہ ان کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے، مگر عملاً ایسا نہیں ہو پاتا۔ نفسِ انسانی کی تربیت کا فقدان، حکمرانوں کی آمرانہ روش، مفاد یافتہ طبقات کا انسانی حقوق کے منافی استحصالی نظام کو برقرار رکھنے کی کاوش اور عامۃ الناس میں حقوق کے بارے میں آگہی کی شدید کمی، انسانی حقوق کے عدم نفاذ کا باعث ہیں۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر اقوامِ متحدہ نے انسانی حقوق کے نفاذ (Enforcement) کا درج ذیل ایک نظام وضع کر رکھا ہے۔ اگرچہ یہ ابھی تک کوئی نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکا۔

اقوامِ متحدہ کی معاشی اور سوشل کونسل (Economic and Social Council) نے ۱۹۴۶ء میں کمیشن برائے انسانی حقوق (Cmmission on Human Rights) تشکیل دیا جس نے انسانی حقوق کے مسودہ جات کی تیاری اور انھیں منظور کروانے کا اہم فریضہ سرانجام دیا۔ ان حقوق کے نفاذ کی ذمہ داری بھی انھی اداروں پر تھی۔ اس حوالہ سے اقلیتوں کے تحفظ اور امتیازی سلوک کو روکنے کا ذیلی کمیشن (Sub-Commission on Prevention of Discrimination and Protection of Minorities) اور عورتوں کی حیثیت کا کمیشن (Commission on the Status of Women) بھی تشکیل دیے گئے۔ ۱۹۶۷ء تک کمیشن برائے انسانی حقوق، ان حقوق کے نفاذ کے سلسلہ میں کوئی اقدام نہیں کر سکا۔ ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۰ء میں معاشی اور سوشل کونسل (Economic and Social Council) نے دو قرار دادیں ۱۲۳۵ اور ۱۵۰۳ منظور کیں جن کی بدولت ان اداروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو انسانی حقوق کے نفاذ کے سلسلہ میں کچھ اختیارات حاصل ہو گئے۔ چنانچہ اس حوالہ سے درج ذیل اقدامات اختیار کیے جاتے رہے ہیں۔

۱۔ مختلف ممالک میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لینا اور غور وفکر کرنا۔

۲۔ خصوصی رپورٹس تیار کرنے کے لیے نمائندے مقرر کرنا۔ متعلقہ ممالک کے ساتھ اس حوالہ سے بات کرنا، رپورٹس شائع کرنا اور غیر ریاستی تنظیموں (NGO's) کے ذریعہ سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف رائے عامہ میں شعور بیدار کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

۳۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو ایک موضوع (Theme) کے طور پر اختیار کر کے اس پر علمی مجالس منعقد کرنا، رپورٹس تیار کرنا اور اس کے بارے میں ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لاتے ہوئے تشہیری مہمات کا انعقاد شامل ہے۔ اس ضمن میں مختلف موضوعاتی مہمات مثلاً ''لاپتہ افراد'' (Enforced Disappearance)، مذہبی عدم برداشت (Religious Intolerance) وغیرہ شامل ہیں۔

اقوامِ متحدہ کے تحت حقوقِ انسانی کے نفاذ کا نظام انتہائی ناکافی ہے۔ عموماً سول اور سیاسی حقوق کے حوالہ سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نوٹس لیا جاتا ہے۔ دوسرے جملہ حقوق سے صرفِ نظر کیا جاتا رہا ہے۔ سول اور سیاسی حقوق کے حوالہ سے بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی جب انتہائی صورتیں پیدا ہوتی ہیں اور انسانیت کشی تک معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ تو اقوامِ متحدہ کا ادارہ حرکت میں آتا ہے۔ ان تمام تر خامیوں، کوتاہیوں اور عدمِ اختیارات کے باوجود چلی، ایسٹ تیمور، نائیجریا، روانڈا اور سابقہ یوگوسلاویہ کے حوالہ سے انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں بارے میں اقوامِ متحدہ کے متعلقہ اداروں کا کام اہمیت کا حامل ہے۔

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے مؤثر تدارک نہ کر سکنے کی وجہ سے کمیشن برائے انسانی حقوق (Commission on Human Rights) کو شدید تنقید کا سامنا تھا۔ چنانچہ مارچ ۲۰۰۶ء کو کمیشن کو ختم کر کے انسانی حقوق کی کونسل (U.N.Human Rights Council) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سابقہ کمیشن میں افراد کو انفرادی طور پر شکایات درج کرانے کی اجازت نہیں تھی جبکہ موجودہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونسل میں کوئی بھی شخص انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے حوالہ سے انفرادی طور پر شکایت درج کروا سکتا ہے۔ ۲۰۰۷ء میں کونسل نے اس کی کارکردگی بہتر کرنے کے لیے ادارہ کی مضبوطی کا لائحہ عمل (Institution Building Package) مرتب کیا جس میں درج ذیل اقدامات طے کیے گئے۔

۱۔ انسانی حقوق کا عالمی سطح پر جائزہ (Universal Periodic Review)، اس سلسلہ میں وقفہ وقفہ سے انسانی حقوق کے بارے میں رپورٹس تیار کر کے ان کو شائع کرنا جس میں ۱۹۳ ممالک کی صورتِ حال کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۲۔ مشاورتی کمیٹی (Advisory Committee) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس کی حیثیت ایک مطالعاتی و تجزیاتی ادارہ یعنی Think Tank کی ہے۔

۳۔ شکایات کا طریقہ کار (Complaint Procedure) تبدیل کر دیا گیا ہے۔ کونسل میں افراد اور ادارے اپنی شکایات درج کروا سکتے ہیں۔

جارج بش کی حکومت کے دور میں امریکہ نے کونسل سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اوباما کے دور میں امریکہ دوبارہ انسانی حقوق کی کونسل میں شامل ہو گیا ہے۔ ۲۰۰۹ء کے بعد کونسل کی کارکردگی میں بہتری آئی ہے۔ چنانچہ اس نے برما، گنی، شمالی کوریا، کرگستان، لیبیا، ایران اور سری لنکا وغیرہ کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریوں کو قدرے بہتر انداز میں ادا کیا ہے۔ اس دوران کونسل نے مندرجہ ذیل انسانی حقوق کی موضوعاتی مہمات (Thematic Human Rights Issues) سرانجام دی ہیں۔

۱۔ اجتماع اور مجلس کے قیام کی آزادی (Freedom of Association and Assembly)

۲۔ اظہارِ بیان کی آزادی (Freedom of Expression)

۳۔ خواتین سے امتیازی سلوک (Discrimination Against Women)

۴۔ مذہبی آزادی (Freedom of Religion) وغیرہ

اقوام متحدہ کی اپنی کوئی فوج نہیں ہے لیکن اگر کسی ملک میں مذہبی، لسانی یا نسلی بنیادوں پر انسانیت کشی ہو رہی ہو اور ریاستی طاقت کو استعمال میں لا کر انسانی حقوق کی پامالی کی جا رہی ہو تو سلامتی کونسل کے فیصلہ کے بعد مختلف ممبر ممالک سے حاصل کردہ فوج کو بھیج کر کارروائی کی جا سکتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ سربیا اور کئی ایک دوسرے ممالک میں اس کا مظاہرہ کیا جا چکا ہے۔

یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ اقوامِ متحدہ کا ادارہ اپنے چارٹر کے مطابق اپنا کردار مطلوبہ انداز میں ادا نہیں کر رہا۔ دنیا کی بڑی طاقتوں، بالخصوص امریکہ اور اس کے حواریوں نے اقوامِ متحدہ کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ ان ممالک کے اپنے مفادات ہیں اور اقوامِ متحدہ میں صرف انھی معاملات پر کوئی اقدام کیا جاتا ہے جن کے لیے ان ممالک کی اشیر باد حاصل ہوتی ہے۔ اقوامِ متحدہ کے مختلف ممبر ممالک اگر انسانی حقوق کی کسی شدید خلاف ورزی کو اقوام متحدہ میں لانا بھی چاہیں تو بڑی طاقتوں کے پاس ویٹو کا اختیار موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ویٹو کا نامنصفانہ حق ختم کیا جائے تاکہ بین الاقوامی برادری برابری کی بنیاد پر اقوامِ متحدہ کے معاملات کو انسانیت اور انسانی حقوق کے نقطۂ نظر سے بہتر طور پر چلا سکے۔

یورپی یونین نے انسانی حقوق کے نفاذ کا بہت ہی مناسب بندوبست کیا ہوا ہے اور یورپی یونین کی عدالت برائے انسانی حقوق (European Union Court for Human Rights) قائم کی ہے۔ جہاں یورپی یونین کا کوئی بھی فرد اپنے ملک میں انسانی حقوق کی کسی بھی خلاف ورزی کے خلاف مدد حاصل کر سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ Encyclopaedia of Social Sciences, Human Rights.

۲۔ Immanuel Kant, Perpetual Peace: A Philosophical sketch.

۳۔ Encyclopaedia of Social Sciences, Human Rights.

۴۔ Ibid

۵۔ Ibid

۶۔ Encyclopaedia Americana.

۷۔ Encyclopaedia of Social Sciences, Human Rights.

۸۔ Ibid

۹۔ Preamble. Charter of the United Nations

۱۰۔ Ibid

۱۱۔ Charter of United Nations, Article I.

۱۲۔ اقوامِ متحدہ اور اس کا ذیلی ادارہ I.L.O کے مختلف مسودہ ہائے انسانی حقوق، مختلف علاقائی تنظیموں مثلاً یورپی یونین اور افریقی یونین وغیرہ کے منظور کردہ انسانی حقوق کے مسودہ جات، اسلامی اور عرب تنظیمں کے منظور کردہ انسانی حقوق کے مسودہ جات کی مکمل فہرست ضیمہ (Annexture) کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اہم ترین انسانی حقوق کے مسودہ جات کے مکمل متن کو بھی ضیمہ جات کی شکل میں کتاب میں درج کیا گیا ہے۔

۱۳۔ Karal Vasak, International Dimentions of Human Rights.

۱۴۔ Morsink, J., The Universal Declaration of Human Rights, Origins, Drafting, and Intent, P.294-6, Philadelphia: University of Penn Sylvania Press, 1999

۱۵۔ Nickeel, J.W., Making Sense of Human Rights. Philosophical Reflections on the Universal Dclaration of Human Rights, P.9,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Berkeley, University of California Press, 1987

۱۶- Steiner, H.J. and Alston, P., International Human Rights in Context, Law Politics Morals, Oxford, Oxford University Press, 2nd Ed. 2000

۱۷- Francis Fukuyama, End of History and the Last Man.

۱۸- Alexender Kojeve, Lectures on Phenodmenology of Spirit.

۱۹- D'Amato, A.A., Collected Papers, International Law Studies, Volume 2. P.139, Kluwer Law International, Hague, 1997

۲۰- Robertson. A.H, and Merrills, J.G., Human Rights in the World: an Introduction to the Study of the International Protection of Human Rights, P.96, Manchester University Press, 1996

۲۱- Morsink, J. The Universal Declaration of Human Rights; Drigins, Drafting and Intent, P.24

۲۲- American Anthropological Association, Statement on Human Rights, 1947

۲۳- Michael Freeman, Human Rights, an Interdisciplinary approach, P78, Polity Press, U.K.

۲۴- Durga Das Basu, Human Rights in Constitutional Law, 2nd Ed. P92, Wadhwa and Company Nagpur, India.

۲۵- Preamble of Universal Declaration of Human Rights, Para, 6

۲۶- International Covenant on Civil and Political Rights, Article, 2/1

۲۷- International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights, Article, 2/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

فصلِ اول

اسلام کے عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق

اسلام کے عطا کردہ انسانی حقوق کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل، اسلام کے بارے میں چند ایک ضروری امور کی وضاحت، اسلام کے تصورِ حقوق کا صحیح ادراک کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو گی۔

۱۔ اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے

غیر مسلموں میں بالخصوص اور مسلمانوں میں بالعموم یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اسلام کا آغاز پیغمبر آخر الزماں سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور اس طرح یہ باقی ادیان کے تناظر میں ایک نیا دین ہے۔ قرآنِ مجید اس نظریہ کی واضح تردید کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کا سلسلہ اولیں انسان کی تخلیق سے ہی شروع فرما دیا تھا۔ کائنات اور انسان کی تخلیق، مقاصدِ تخلیق اور انجام کار، حیات اور حیات بعد الموت کے مقاصد اور اس کے تقاضے اور ان سے متعلق دوسرے اہم معاملات کی مکمل آگہی کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری و ساری رہا ہے جس کی آخری کڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ (الشوریٰ ۴۲:۱۳)

''اس نے تمہارے دین کو وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کا نوح کو حکم دیا گیا تھا اور جس کی (اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا گیا تھا اور یہ کہ دین کو قائم کرنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔''

قرآنِ مجید کی اس آیت سے یہ حقیقت بالکل بیّن اور واضح ہو جاتی ہے کہ تمام انبیاء اور رسل،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانیت کی راہنمائی کے لیے ایک ہی دین لائے تھے۔ قرآنِ مجید میں مذکور مختلف انبیاء کی دعوت دین اور موجودہ ادیانِ عالم کا جائزہ لیا جائے تو توحید، رسالت، آخرت، اخلاقیات اور انسانی حقوق وغیرہ کے معتقدات تمام ادیان کی مشترک میراث ہیں۔ تہذیب وتمدن اور انسانی معاشرہ کے ارتقاء کی بدولت مختلف زمانوں میں مبعوث انبیاء کی تعلیمات میں بعض جزئیات میں اختلافات ہونا ایک فطری بات ہے، مگر بنیادی عقائد میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ امر بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ انسانوں نے انبیاء کی تعلیمات میں من مانی تحریفات کی ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً سلسلہ رسل کو جاری و ساری رکھا ہے تاکہ دین کی تعلیمات کو دوبارہ واضح کیا جا سکے۔ چونکہ قرآنِ مجید من وعن، بلا ادنیٰ تحریف اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے اور اس کی تشریحات وتعبیرات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی صورت میں احادیثِ صحیحہ میں محفوظ ہیں۔ اسی لیے اب کسی نئے نبی یا رسول کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اعلان خود واضح طور پر فرما دیا ہے۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الاحزاب ۴۰:۳۳)

''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

قرآنِ مجید میں اس بات کو بھی بالکل واضح کر دیا گیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ تمام انبیاء بنی نوع انسانی کی راہنمائی کے لیے ایک ہی دین لے کر مبعوث ہوئے تھے بلکہ جو بھی ان تعلیمات پر ایمان لاتا ہے اور انھیں تسلیم کرتا ہے، سابقہ الہامی کتب میں بھی ان کا نام مسلمان تھا اور اس کتاب کے ماننے والوں کا نام بھی مسلمان ہے۔

﴿وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا﴾ (الحج ۷۸:۲۲)

''اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسے کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر دین کی کسی بات میں تنگی نہیں کی۔ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین تمہارے لیے پسند کیا ہے۔ اس نے پہلی کتابوں میں تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی تمہارا نام وہی رکھا ہے۔''

مذکورہ بالا قرآنی آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تمام انبیاء کا ایک ہی دین ہے اور ان کی لائی ہوئی الہامی کتب کو ماننے والوں کا نام مسلمان ہے۔

۲۔ اسلام، دین یعنی مکمل نظام حیات ہے

دین، قرآنِ مجید کی ایک اہم اور وسیع المعانی جامع اصطلاح ہے۔ اس سے مراد ایسا نظام حیات ہے جو انسان کے انفرادی اور اجتماعی جملہ پہلوؤں پر محیط ہو۔ گویا ایک طرف ذاتی اصلاح اور باطنی تزکیہ کے لیے عبادات و اخلاقیات کا ایک مربوط نظام دیتا ہے تو دوسری طرف انسان کے اجتماعی معاملات مثلاً عمرانیات، سیاسیات اور معاشیات وغیرہ کو منضبط کرنے کے لیے ملکی اور بین الاقوامی قوانین کا مکمل اور جامع نظام حیات ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اسلام کے ایک کامل ضابطۂ حیات ہونے کا خود اعلان فرمایا ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المآئدة ۵:۳)

''اور آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا ہے۔''

۳۔ اسلامی حکومت کے قیام کا بنیادی مقصد انسانی حقوق پر مبنی منصفانہ معاشرہ کا قیام

اسلام چونکہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے یہ بات از حد ضروری ہے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جملہ معاملات کی تشکیل، اسلامی احکامات و ہدایات کے مطابق کریں۔ ریاست و حکومت انسانی اجتماعی زندگی کا اہم ترین شعبہ ہے۔ اگر اس کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہوئی تو یہ ادارہ انسانیت کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔ بصورتِ دیگر یہ ادارہ اور اس کی قوت تاریخ کے ہر دور میں ظلم و تعدی اور انسانیت کشی کا اہم ترین شعبہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس امر کی صراحت فرما دی ہے کہ جو لوگ اپنے معاملات کی تشکیل اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے فیصلے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق نہیں کرتے وہ ظالم و فاسق اور کافر ہیں۔

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾(المآئدة ٥:٤٤)

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔"

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾(المآئدة ٥:٤٥)

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم نہ دے وہ ظالم ہیں۔"

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾(المآئدة ٥:٤٧)

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ انبیاء اور رسل کی بعثت کا اہم ترین مشترکہ مقصد عدل و انصاف پر مبنی انسانی معاشرہ کا قیام ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾(الحديد ٥٧:٢٥)

"ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا، ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو یعنی نظام عدل دیا تاکہ انسان عدل و انصاف پر استوار ہوں۔"

انسانی حقوق کا تمام تر انحصار معاشی، معاشرتی اور سیاسی عدل و انصاف پر ہی ہوتا ہے، اسی لیے اقوامِ متحدہ کے اہم ترین بنیادی انسانی حقوق کے درج ذیل مسودہ جات (Covenants) کا عنوان اسی بات کی عکاسی کرتا ہے:

۱۔ سول اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ (International Covenant on Civil and Political Rights)

۲۔ معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق بین الاقوامی معاہدہ (International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights)

قرآنِ مجید کی انتہائی مختصر سورۃ العصر میں بلیغ انداز میں خدائی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر انسان صرف اسی سورہ پر ہی غور کر لیں تو یہی ان کی ہدایت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کافی ہے۔ اس سورۂ مبارکہ میں مختصر ترین الفاظ میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ انسان کی کامیابی وکامرانی کا راستہ کون سا ہے اور کون سا راستہ یا طرزِ عمل ہے جو انسان کے لیے ہلاکت وخسران کا باعث ہو گا۔ اس سورہ کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر حضرت عبداللہ بن حصن الدارمی ابو مدینہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی دو صحابی بھی آپس میں ملتے تھے تو وہ اس وقت تک جدا نہ ہوتے تھے تا آنکہ وہ یہ سورت ایک دوسرے کو نہ سنا دیں۔

﴿وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر ۱۰۳: ۱-۳)

''زمانے کی قسم! انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

مولانا مودودیؒ ''حق کی نصیحت'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حق کا لفظ باطل کی ضد ہے اور بالعموم یہ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے، ایک صحیح اور سچی اور مطابق عدل و انصاف اور مطابقِ حقیقت بات خواہ وہ عقیدہ اور ایمان سے تعلق رکھتی ہو یا دنیا کے معاملات سے، دوسرے وہ حق جس کا ادا کرنا انسان پر واجب ہو۔ خواہ وہ خدا کا حق ہو یا بندوں کا حق یا خود اپنے نفس کا حق، پس ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ ایمان کا یہ معاشرہ ایسا بے حس نہ ہو کہ اس میں باطل سر اٹھا رہا ہو اور حق کے خلاف کام کیے جا رہے ہوں مگر لوگ خاموشی کے ساتھ اس کا تماشہ دیکھتے رہیں بلکہ اس معاشرہ میں یہ روح جاری و ساری رہے کہ جب اور جہاں بھی باطل سر اٹھائے کلمہ حق کہنے والے اس کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوں اور معاشرہ کا ہر فرد صرف خود ہی حق پرستی اور راست بازی اور عدل و انصاف پر قائم رہنے اور حق داروں کے حقوق ادا کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ دوسروں کو بھی اس طرزِ عمل کی نصیحت کرے۔ یہ وہ چیز ہے جو معاشرہ کو اخلاقی زوال و انحطاط سے بچانے کی ضامن ہے۔ اگر یہ روح کسی معاشرہ میں موجود نہ رہے تو وہ خسران سے نہیں بچ سکتا اور اس خسران میں وہ لوگ بھی آخر کار مبتلا ہو کر رہتے ہیں جو اپنی جگہ حق پر قائم ہوں مگر اپنے معاشرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حق کو پامال ہوتے ہوئے دیکھتے رہیں۔"[۲]

انسانی حقوق کی عمل داری چونکہ اسلامی ریاست وحکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔اسی احساس ذمہ داری کا اظہار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارِ خلافت سنبھالنے کے بعد مسجدِ نبوی میں کی گئی پہلی تقریر میں بھرپور انداز میں فرمایا:

"لوگو! مجھے تمہارا حکمران بنایا گیا ہے حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں ٹھیک طرح کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر غلطی کروں تو مجھے سیدھا کر دیا کرو، سچ بولنا امانت ہے اور جھوٹ بولنا خیانت ہے۔تم میں سے کمزور شخص میرے نزدیک طاقت ور ہوگا جب تک میں اس کا حق نہ دلوا دوں اور تم میں سے طاقتور شخص میرے نزدیک کمزور ہوگا جب تک میں اس سے کمزور کا حق نہ لے لوں۔ جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فقر و ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی کے کام پھیل جائیں تو اللہ اس پر مصائب نازل فرما دیتا ہے۔میری اطاعت کرو جب تک میں خود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں۔ لیکن جب میں ان کی نافرمانی پر اتر آؤں تو پھر تم پر میری اطاعت واجب نہیں ہے۔"[۳]

اسلامی ادب میں مسلم فقہاء نے اسلامی نظامِ حکومت کی غرض و غایت کو "مقاصدِ شریعت" کی اصطلاح میں بیان کیا ہے۔ امام غزالی مقاصدِ شریعت کی وضاحت کرتے ہوئے شریعت یعنی اسلامی نظام کو قائم کرنے کے پانچ بنیادی مقاصد ہیں:

"مصلحت سے ہماری مراد مقصودِ شریعت کی محافظت ہے اور شریعت کا مقصد خلقِ خدا کے سلسلہ میں پانچ چیزوں سے عبارت ہے۔ وہ یہ کہ ان کے دین، جان، نسل، عقل اور مال کی حفاظت کی جائے ہر وہ چیز جو ان پانچ چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہو، مصلحت شمار ہوگی اور ہر وہ چیز جو ان بنیادوں کے لیے خطرہ ہو، مفسدہ شمار ہوگی جسے دور کرنا مصلحت قرار پائے گا۔"[۴]

امام شاطبیؒ نے مقاصدِ شریعت کی وضاحت درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

"وہ جس پر انسانی زندگی کا انحصار ہو، جس پر اس کی حیثیت مبنی ہو اور جس پر ان چیزوں کے حصول کا انحصار ہو جن کا تقاضا انسان کے شہوانی اور عقلی اوصاف کرتے ہوں۔"[۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد

اسلام کے نظریہ کے مطابق یہ کائنات اور اس میں موجود تمام مخلوقات بشمول انسان، خالق اور مالک اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے اور اس معاملہ میں اللہ کے ساتھ اور کوئی شریک نہیں ہے۔

﴿وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ﴾ (الحجر ۱۵: ۸۵، ۸۶)

''اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو مخلوقات ان میں ہیں، ان کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور قیامت تو ضرور آکر رہے گی۔ تم ان لوگوں سے اچھی طرح سے درگزر کرو بے شک تمہارا رب ہی سب کچھ پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نا صرف خالق کل ہیں بلکہ مالک بھی وہی ہیں اور اسی کی آفاقی بادشاہی ہے۔

﴿اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ﴾ (التین ۹۵: ۸)

''کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟''

اللہ تعالیٰ کی یہ حاکمیت صرف تکوینی نہیں ہے بلکہ تشریعی حاکمیت بھی خداوند قدوس ہی کی ہے۔

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ﴾ (الأعراف ۷: ۵٤)

''خبردار! خلق اسی کی ہے اور امر بھی اسی کا ہے۔''

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو مزید وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾ (یوسف ۱۲: ٤۰)

''حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے، اس کا فرمان ہے کہ صرف اسی کی بندگی کرو، یہی صحیح دین ہے۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ صرف اسی کے نازل کردہ قوانین واحکامات کی پیروی کی جائے۔

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ﴾ (الأعراف ۷: ۳)

''پیروی کرو اس چیز کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور اسے چھوڑ کر دوسرے کارسازوں کی پیروی نہ کرو۔''

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی اس حقیقت کی غمازی کرتی ہیں کہ احکامات وقوانین کا اصل سرچشمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتِ خداوندی ہے۔ چونکہ قرآنِ مجید میں اخلاقیات اور قوانین ساتھ ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور چونکہ ان سب کا منبع اور ماخذ ایک ہی ہے،لہٰذا ان میں جوہری اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾(الأنعام٦:١٥١–١٥٣)

''(اے محمدؐ!) کہہ دیجیے کہ آؤ میں تمھیں وہ چیزیں بتاؤں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور مفلسی کے اندیشے سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا، کیونکہ تمھیں بھی اور ان کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کاموں کے قریب مت جانا چاہے ظاہر ہوں چاہے پوشیدہ اور کسی جان کو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے، قتل نہ کرنا مگر جائز طریقے سے، یہ باتیں ہیں جن کی ہدایت اس نے تمھیں کی ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یہ کہ یتیم کے مال کے قریب مت جانا مگر ایسے طریقہ سے جو بہترین ہو۔ یہاں تک کہ وہ سنِ رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو۔ ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اتنا ہی بوجھ ڈالتے ہیں جتنی اس میں استعداد ہوتی ہے اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو۔ خواہ معاملہ اپنے عزیز کا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کرو، ان باتوں کی ہدایت تمھیں اللہ نے کی ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ اور یہ کہ میرا راستہ سیدھا یہی ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستہ سے ہٹا کر تمھیں پراگندہ کر دیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمھیں کی ہے، شاید کہ تم کج روی سے بچو۔“

ان آیات میں مختلف اقسام کے احکامات کو ایک ہی جگہ پر بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلاً شرک سے اجتناب، والدین کے ساتھ حسن سلوک، غربت و افلاس کے اندیشہ سے اولاد کو قتل کرنا، بے حیائی کے امور، انسانی جان کا تقدس و تحفظ، مالِ یتیم سے اجتناب، ناپ تول میں دیانت، سچ بولنا، اللہ سے عہد بندگی اور اس کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلنے کی تلقین۔ اس سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے۔ اخلاقی حقوق اور انسانی حقوق میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ماسوائے اس کے کہ اخلاقی حقوق کی خلاف ورزی پر حکومت و ریاست کوئی اقدام نہیں کرتی، اس کے لیے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی باز پرس ہو گی جبکہ بنیادی انسانی حقوق کا اطلاق اور نفاذ اسلامی ریاست وحکومت کی دینی ذمہ داری ہے۔

ہمارے فقہاء نے حقوق کی تقسیم حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالہ سے بھی کی ہے۔ اس کی تقسیم کچھ اس طرح کی جاتی ہے کہ عقائد یعنی توحید کا اقرار اور شرک سے اجتناب، نماز، روزہ اور حج وغیرہ کو حقوق اللہ کے زمرے میں لایا جاتا ہے جبکہ انسانوں کے آپس کے مالی معاملات، لین دین اور وراثت و مہر وغیرہ کو حقوق العباد گردانا جاتا ہے۔ حقوق کی یہ تقسیم محض رُخ کے متعین کرنے کی خاطر کی گئی ہے۔ یعنی جن حقوق کا بظاہر وصول کنندہ (Recepient) اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ حقوق اللہ کے زمرے میں آتے ہیں اور جن حقوق کا وصول کنندہ بذاتِ خود انسان ہے۔ انھیں حقوق العباد سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حقوق کی یہ تقسیم بھی درست نہیں ہے کیونکہ دونوں حقوق کا تعین اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ جن حقوق کا نفاذ مثلاً زکوٰۃ کی وصولی، وراثت کی تقسیم اور لوگوں کے اموال وغیرہ کا تحفظ، حکومت و ریاست کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ اسلامی ریاست پابند ہے کہ وہ ان حقوق کا تحفظ کرے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے جن حقوق کا تعلق اخلاقیات یا انفرادی ذمہ داری سے ہے مثلاً استطاعت کے باوجود روزہ کا اہتمام نہ کرنا یا حج نہ کرنا، والدین کی اطاعت نہ کرنا وغیرہ تو ان حقوق کے نتائج حیات بعد الموت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہی کی صورت میں مرتب ہوں گے۔

فقہاء نے جن حقوق کو حقوق العباد قرار دیا ہے ان میں سے اکثر حقوق کا نفاذ رضا کارانہ اور اخلاقی بنیادوں پر ہے۔ ریاست اور حکومت ان حقوق کے نفوذ کی ذمہ دار نہیں ہے۔ اسلام ان حقوق کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہائی اہمیت کا حامل گردانتا ہے اور ان کی خلاف ورزی اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت عذاب اور رسوائی کا باعث ہوگا۔ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ مفلس ہم میں سے وہ شخص ہے جس کے پاس نہ کچھ روپیہ ہے نہ سامان۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مفلس میری امت میں وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہو اور کسی پر تہمت زنا لگائی ہوگی اور کسی کا مال خورد و برد کر لیا ہوگا ور کسی کا خون کیا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہو گا۔ اس شخص کی نیکیاں ان کو دے دی جائیں گی۔ اگر نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کی خطائیں لے کر اس شخص پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اس کو آتشِ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''[۶]

۵۔ انسانی بنیادی حقوق کا حقیقی معیار، کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ہے۔

اقوامِ متحدہ کے مرتب کردہ مسودہ جات انسانی حقوق کا اصل معیار نہیں ہیں۔ ہم اس موضوع پر ''مقدمہ'' میں سیر حاصل معروضات پیش کر چکے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ صرف خالقِ انسان ہیں بلکہ ان کی ہدایت اور راہنمائی کا اصل سرچشمہ بھی وہی ذاتِ بابرکات ہے اور رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ روزِ ازل سے انبیاء اور رسل کی وساطت سے جاری و ساری رہا ہے جو آنحضرت صلعم پر اپنے کمال کو پہنچا اور آپؐ سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ چنانچہ اب قیامت تک قرآن مجید اور آنحضرتؐ کی احادیثِ صحیحہ حقیقی ماخذ ہیں۔ کتاب وسنت میں انسانی حقوق کا ایک جامع تصور موجود ہے۔ جس کا عملاً نفاذ مدینہ کی ریاست میں آنحضرتؐ کے یدِ اقدس سے ہوا ورخلافتِ راشدہ کے دور میں انسانی فوز و فلاح کے ایک جامع نظام کی صورت میں تشکیل پذیر ہوا۔ چونکہ بعد ازاں خود مسلمانوں نے ہی ان تعلیمات کو پس پشت ڈالا تو مسلم معاشرہ بتدریج انحطاط کا شکار ہوگیا۔ عصرِ حاضر میں مسلم امہ میں انسانی حقوق کے حوالہ سے مختلف نقطہ ہائے نظر اور رویے موجود ہیں۔

۱۔ اُمتِ مسلمہ کا ایک بہت بڑا طبقہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر تشکیل پذیر مذہبی پیشوائیت کا ہے۔ قرآنِ کریم کی صریحاً خلاف ورزی پر استوار اس مذہبی پیشوائیت کا نظریاتی اور علمی اثاثہ تقلیدِ جامد، داستان سرائی اور خود ساختہ نظریات ہیں جنھیں اسلام کے نام سے پیش کیا جاتا ہے۔[۷] اس طبقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انسانی حقوق کے بارے میں تصور فرسودہ ہے اور اسلام کی غلط تصویر پیش کرتا ہے چونکہ اس وقت غالب طبقہ یہ فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت ہی ہے، اس لیے انسانی حقوق کے بارے میں ان کے ہاں کوئی تصور موجود نہیں۔ فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت، انسانی حقوق اور مغرب کے ہر نظریہ کو کفر سے تعبیر کرتا ہے اور اس کی پورے شد و مد سے مخالفت ایمان کا تقاضا سمجھتا ہے۔

۲۔ دوسرا طبقہ ان عناصر پر مشتمل ہے جو مغرب سے علمی اور فکری لحاظ سے حد درجہ مرعوب ہیں اور یہ فکری مرعوبیت ذہنی غلامی کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ چنانچہ اس طبقہ کے نزدیک مغرب سے آنے والا ہر نظریہ علم، حکمت کا خزینہ اور مستند ہے اور اسے بلا چون و چراں تسلیم کر لینا چاہیے۔ انسانی حقوق کے بارے میں بھی اس طبقہ کی یہی رائے ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اسلامی تعلیمات کو اس طرح توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں کہ جس سے مغرب کے مؤقف کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں مسلمان ممالک اور مغرب میں قیام پذیر مسلمان مصنفین کی متعدد کتب موجود ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے صرف دو مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

الف: سر محمد ظفر اللہ خاں معروف احمدی دانشور اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے اور بعدازاں اقوامِ متحدہ کے تحت قائم ہونے والی بین الاقوامی عدالتِ انصاف (International Court of Justice) کے جج بھی رہے تھے۔ انھوں نے انگریزی زبان میں "Islam and Human Rights" کے نام سے کتاب لکھی اور ۱۹۶۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اس میں انھوں نے انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights) کا اسلامی تعلیمات سے موازنہ کیا ہے۔ انھوں نے متعدد مقامات پر اعلامیہ کی مختلف دفعات کی تائید میں اسلامی تعلیمات کی من مانی تاویلات کی ہیں۔ عالمی اعلامیہ کی دفعہ ۵ میں ظالمانہ، غیر انسانی سزاؤں کی ممانعت کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ سر ظفر اللہ صاحب نے اسلام میں چوری کی سزا ''قطع ید'' کے بارے میں ایک طویل من مانی تاویلات کر کے ''قطع ید'' کے معنی ''ہاتھ کو روک دینا'' یعنی چور کو چوری سے روک دینا بیان کیا ہے۔[۸]

ب: سوڈان نژاد امریکی عبداللہی احمد النائم امریکی ایموری (Emory) یونیورسٹی میں قانون کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ہیں۔ وہ اور بھی کئی اداروں میں کام کر چکے ہیں۔ امریکہ میں ان کی بہت پذیرائی ہے۔سوڈان کی ایک انتہائی متنازعہ مذہبی شخصیت محمود محمد طٰہٰ جنھیں ۱۹۸۵ء میں ان کے مخصوص نظریات کی بنیاد پر موت کی سزا دی گئی تھی،کو وہ اپنا استاد قرار دیتے ہیں اور ان کے کام کو آگے بڑھانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انھوں نے انسانی حقوق اور اسلام کے حوالہ سے کتابیں اور متعدد مقالہ جات لکھے ہیں جو امریکہ کے مختلف تحقیقی رسائل میں چھپے ہیں۔ انھوں نے "Toward an Islamic Reformation, Civil Liberties, Human Rights and International Law" کے عنوان سے کتاب لکھی ہے جس کا مغرب میں بہت چرچا کیا جاتا ہے۔ النائم کے نقطۂ نظر سے قرآنِ مجید کی بہت سی تعلیمات، بین الاقوامی قانون (International Law) اور اقوامِ متحدہ کے ترتیب کردہ انسانی حقوق کے مسودہ جات کے خلاف ہیں۔ النائم کا یہ مؤقف ہے کہ قرآنِ مجید کا وہ حصہ جو مکی دور میں نازل ہوا تھا وہ انسانی حقوق کے معیارات کے مطابق ہے۔ جبکہ مدنی دور کے قرآنِ مجید میں انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیاں درج ہیں۔ چنانچہ اصول ''نسخ'' کو بروئے کار لاتے ہوئے مکی آیات سے مدنی آیات کو منسوخ کر دیا جائے۔9

علمِ تفسیر میں نسخ کا اصول موجود ہے۔ اگر چہ اس پر اختلاف ہے کہ کتنی آیات منسوخ ہیں۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں ۱۹ آیات لکھی ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ''الفوز الکبیر'' میں پانچ آیات کو منسوخ قرار دیا ہے۔ بعض لوگ نسخ کے بالکل قائل نہیں ہیں۔ مگر بہر حال یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ بعد میں آنے والی آیت پہلے سے موجود سے موجود آیت کو منسوخ کرتی ہے۔ یہ اصول ساری دنیا میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ کسی حکم کو بعد میں جاری کردہ حکم سے منسوخ کر دیا جاتا ہے مگر پروفیسر النائم نے الٹی گنگا بہائی ہے اور پہلے نازل ہونے والی آیات (مکی دور کی آیات) سے بعد میں نازل ہونے والی آیات (مدنی دور کی آیات) کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

۳۔ تیسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ قرآنِ مجید اور احادیثِ صحیحہ کو انسانی حقوق کا بنیادی ماخذ قرار دیا جائے اور فرقہ وارانہ تعصّبات سے بلند ہو کر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے۔ مغرب میں بین الاقوامی قانون اور انسانی حقوق کے حوالہ سے جو علمی کام ہوا ہے اس کا وسعتِ نظری اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانش کے ساتھ کتاب و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔ مغرب کا جو کام اس معیار کے مطابق ہو، اس کی تعریف اور پذیرائی ہونا چاہیے اور اسے مومن کی گم گشتہ میراث قرار دینا چاہیے۔ یہی نقطۂ نظر درست ہے اور امتِ مسلمہ کو اسی صراطِ مستقیم پر گامزن ہونا چاہیے۔ اس حوالہ سے پروفیسر مشہود اے بدرن (Mashood A. Baderin) نے سول اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ (International Covenant on Civil and Political Rights) اور معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ (International covenant on Economic, Social and Cultural Rights) کا اسلامی قانون کے تحت تجزیہ کیا ہے اور بہت عالمانہ انداز میں اپنے اختلافات کو پیش کیا ہے۔[10]

۶۔ اسلام میں بنیادی حقوق کے تحفظات

بنیادی انسانی حقوق کے حوالہ سے اہم ترین مسئلہ ان کے نفاذ اور تحفظات (Protections) کا ہوا کرتا ہے۔ کوئی بھی فلسفہ یا نظریہ حیات جو اپنے دامن میں انسانی قدر و منزلت اور فوز و فلاح کا وسیع اثاثہ سمیٹے ہوئے ہو، جب تک اسے روبہ عمل نہ لایا جائے اور اس کے نفاذ کے تحفظات کا مؤثر انتظام فراہم نہ کیا جائے اس وقت تک وہ فلسفہ یا نظام محض فکری سرمایہ متصور ہوگا اور انسانیت اس کی بھلائیوں سے مستفید نہیں ہو سکے گی۔ بنیادی انسانی حقوق کو بھی اس اصول سے استثنیٰ حاصل نہیں ہے۔

باب دوم میں اہلِ مغرب کے ہاں رائج انسانی حقوق کے تحفظات کے ناکافی ہونے کا ہم نے تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جن مغربی معاشروں میں انسانی شعور کی سطح کافی بلند ہے وہاں انسانی حقوق کی اپنے معاشرہ میں نفاذ کی ایک حد تک صورتِ احوال موجود ہے مگر دوسروں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے انسانی حقوق اور عدل و انصاف کے تقدس کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔

اسلامی نظامِ حیات میں بنیادی انسانی حقوق کے نفاذ اور تحفظ (Protection) کا فطری اور مؤثر انتظام و انصرام فراہم کیا گیا ہے جسے اختصار کے ساتھ درج ذیل نقاط میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے تکوینی اور تشریعی خالق و مالک کی حیثیت سے انسانوں کے لیے جو ضابطۂ حیات عطا کیا ہے اسے اسلام سے موسوم کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامِ﴾ (آل عمران ۳:۱۹)

اور پھر فرمایا کہ جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور ضابطۂ زندگی تلاش کرے گا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا اور اخروی زندگی میں خسران کا شکار ہوگا۔

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران ۳:۸۵)

اسلام اپنے ماننے والوں سے اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اسلامی نظام کو مجموعی طور پر قبول کریں۔ جزوی طور پر کچھ احکامات کی فرماں برداری اور کچھ تعلیمات کی خلاف ورزی منافقت کا باعث ہوگا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ (البقرۃ ۲:۲۰۸)

یعنی ''اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنے معاملات کی تعمیر و تشکیل اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق نہیں کرتے وہ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ...... هُمُ الظّٰلِمُوْنَ...... هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (المآئدۃ ۵:۴۴، ۴۵، ۴۷)

درج بالا آیاتِ قرآنی اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتی ہیں کہ اسلام کی عطا کردہ تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونا اور اسلامی ضابطۂ حیات کے مطابق انفرادی اور اجتماعی معاملات کی صورت گری کرنا، مسلمان ہونے کا بنیادی تقاضا ہے۔ چنانچہ اس اجتماعی نظام کی تشکیل میں جس فرد کا جتنا حصہ ہے، اتنی ہی اس پر ذمہ داری ہے جس کے لیے اسے اللہ کے ہاں جوابدہ ہونا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذمہ داری کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((كلكم راع وكلكم مسؤل عن رعيته)) ''یعنی تم میں ہر شخص کچھ معاملات کا نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا'' چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اکثر صحابہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حکومتی ذمہ داریوں کا بارِ امانت قبول کرنے سے گریز فرمایا کرتے تھے۔

اسلام نے ان عمومی تعلیمات کے علاوہ مزید ایسے اقدامات کیے ہیں جن کی بدولت اسلامی نظامِ حیات..........بنیادی حقوق جس کا ایک حصہ ہے..........کے نفاذ اور اس کے تحفظات کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ مثلاً اسلام کا نظام حکمرانی ''خلافت'' کے تصور پر مبنی ہے جو اس بنیادی صداقت کو واضح کرتا ہے کہ اصل حاکمیت تو اللہ کی ہے، انسان اس کے خلیفہ کے طور پر، اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق حکومتی معاملات چلانے کا قانونی طور پر پابند ہے۔ چنانچہ اس طرح اسلامی ریاست کے حکمرانوں کی تطہیر اور ان کے اختیارات کو محدود کیا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں احتساب امارت کا ایک مکمل نظام موجود ہے جس میں حکمرانوں کا عدالت اور شوریٰ کے ذریعہ سے محاسبہ کیا جاتا ہے۔

درج بالا اقدامات کی بدولت اسلامی ریاست، اللہ کے عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق کے نفاذ کی قانونی، اخلاقی اور شرعی طور پر پابند ہے۔ چنانچہ اسلام کے عطا کردہ حقوق غیر منفک (Inalienable) اور ناقابلِ تنسیخ (Irrevocable) ہیں اور یہ پوری بنی نوع انسانی کے لیے ہیں۔

۷۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت

چونکہ بنیادی انسانی حقوق جو کہ اسلامی نظام حیات کا اہم ترین حصہ ہیں۔ مسلمان ریاستوں میں نافذ نہیں ہیں۔ اس لیے امت مسلمہ پر مشتمل ریاستیں مسلمانوں کی ریاستیں ہیں، اسلامی ریاستیں نہیں ہیں۔ مسلمانوں نے اپنے اجتماعی معاملات کی تنظیم و تشکیل میں اسلامی تعلیمات کو یکسر نظر انداز کیا ہوا ہے۔ قرآنِ مجید میں اس طرز عمل کی واضح طور پر نشاندہی کر دی گئی ہے کہ لوگ قرآنی تعلیمات کو ترک کر دیں گے اور ان پر عمل پیرا نہیں ہوں گے۔ چنانچہ قیامت کے دن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے اس حقیقت کا اعتراف کریں گے کہ ان کی قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا﴾ (الفرقان ۲۵:۳۰)

''اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے، اے میرے رب! بے شک میری قوم نے قرآن کو چھوڑا ہوا بنا لیا تھا۔''

مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی اور خرماں نصیبی کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر باد کہہ دیا ہے۔ اگرچہ بعض لوگ انفرادی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر حتی المقدور عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ امر واقعہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت انفرادی سطح پر اور امتِ مسلمہ اجتماعی حیثیت سے قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہے۔ اگر مسلمان قوم اس ذلت آمیز کیفیت سے نکلنا چاہتی ہے اور دنیا و آخرت میں عزت و وقار اور کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتی ہے تو ہمیں اپنے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں قرآنِ مجید کو اپنا ہادی اور راہنما بنانا ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

اسلام کے بنیادی انسانی حقوق

۱۔ جان کا حق:

اسلام نے انسانی جان کو انتہائی مقدس اور محترم قرار دیا ہے اور ایک شخص کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾(المآئدة ٥:٣٢)

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾(الأسراء١٧:٣٣)

''کسی شخص کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص عمداً کسی مومن کو ناحق قتل کرے گا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے غضب اور لعنت کا اظہار کرتے ہیں اور اسے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾(النساء ٤:٩٣)

''وہ شخص جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

قتلِ انسانی، اسلام کے نقطۂ نظر سے بدترین جرم ہے۔ چنانچہ اس انسانیت سوز جرم کی سزا بھی بہت کڑی رکھی گئی ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرے گا تو بدلہ میں اس کو بھی اپنی جان دھونا پڑے گا۔

﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾(المآئدة٥:٤٥)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے ان لوگوں کے لیے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح قصاص ہے اور جو شخص بدلہ معاف کر دے تو اس کے لیے کفارہ ہے اور جو خدا کے نازل کردہ احکامات کے مطابق حکم نہ دیں تو وہ ظالم ہیں۔''

اقوامِ متحدہ کا جاری کردہ سول اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ (International Covenant on Civil and Political Rights) کی دفعہ ۶ میں سزائے موت کو ختم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا اور اسے انسانی قتل عام کی سزا تک محدود کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا تھا۔ ۱۹۹۰ء میں جاری کردہ دوسرے اضافی ضمیمہ برائے سول اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی معاہدہ (Second Optional Protocol to International Covenant on Civil and Political Rights) میں موت کی سزا کے مکمل خاتمہ کا اعلان کیا گیا اور سزائے موت کو انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے قصاص یعنی جان کے بدلے جان کی سزا کو زندگی قرار دیا ہے۔

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرة ۲:۱۷۹)

''اور اے اہلِ عقل و دانش! قصاص میں تمہاری زندگی ہے کہ تم (خوں ریزی سے) بچو۔''

قرآنِ مجید کا یہ فرمان بالکل درست ہے جن ممالک میں موت کی سزا کو ختم کیا گیا ہے وہاں قتل کے جرائم بڑھ گئے ہیں اور بعض ممالک نے اس سزا کو واپس لیا ہے۔ ہمیں اس امر کا اعلان کرنے میں قطعاً ہچکچاہٹ نہیں ہونا چاہیے کہ اقوامِ متحدہ کی اس دستاویز میں بیان کردہ موقف درست نہیں ہے اور انسانیت اس کے غلط نتائج دیکھ کر خود ہی واپس آ جائے گی۔

۲۔ عدل و انصاف کا حق:

اسلام میں عدل و انصاف کے قیام کی انتہائی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ﴾ (النحل ۱۶:۹۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم و تعدی سے منع کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سلسلہ رسل کی بعثت کا بنیادی مقصد ہی عدل و انصاف کا قیام ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ﴾(الحديد ٢٥:٥٧)

''بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

﴿وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ﴾(النساء ٥٨:٤)

''اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔''

انسانی تاریخ اس حقیقت سے عبارت ہے کہ بعض اقوام اپنے لوگوں کے ساتھ تو عدل و انصاف کا معاملہ کر بھی لیتی ہیں مگر دوسری اقوام بالخصوص دشمنوں کے معاملہ کرتے ہوئے عدل و انصاف کا دامن ہمیشہ چھوٹ جاتا ہے۔ اسلام میں عدل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے بھی عدل و انصاف ہی کو مشعلِ راہ بنانے کا حکم دیا ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾(المآئدة ٨:٥)

''اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس قدر غضب ناک نہ کر دے کہ انصاف نہ کر سکو، عدل کرو یہی بات تقویٰ سے قریب تر ہے۔''

۳۔ انسانی مساوات کا حق:

اسلام میں مساواتِ انسانی کا اعلیٰ و ارفع تصور موجود ہے۔ اس حوالہ سے کوئی بھی قوم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکی۔ اسلام بنیادی اصول پیش کرتا ہے کہ تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہونے کے ناطے کنبۂ انسانی کے افراد ہیں اور ایک ہی خاندان کا حصہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾(النساء ٤:١)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمھیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا۔ پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد وعورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیے اورخدا سے ڈرو جس کے نام کوتم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہواور ارحام سے قطع مودت کرنے سے بچو، بے شک اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔''

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾(الحجرات ٤٩:١٣)

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تا کہ تمہاری پہچان ہو سکے۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جوتم میں سے زیادہ متقی ہے۔''

آنجناب علیہ السلام نے خطبۂ حجۃ الوداع میں انسانی مساوات کے بارے تاریخ ساز الفاظ ادا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ کسی عربی کوکسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کوعربی پر نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر ماسوا تقویٰ کے۔تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔

۴۔ عزت وآبرو کا حق:

اسلام کے نقطۂ نظر سے ہر انسان بحیثیت انسان عزت وتوقیر کا حامل ہے۔ اسلام میں اس حوالہ سے کسی قسم کے امتیاز کوروانہیں رکھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾(الاسراء ١٧:٧٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور سمندر میں سواری دی اور پاکیزہ رزق عطا کیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی۔''

تمام بنی نوع انسانی کو عزت وتکریم کا حامل قرار دینے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک قوم دوسری قوم کا تمسخر نہ اڑائے۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾(الحجرات ۴۹:۱۱)

''اے ایمان والو! نہ کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق اڑائے اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔''

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾(الحجرات ۴۹:۱۲)

''اے اہلِ ایمان! بدگمانیوں سے بچو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ ہی کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے اور اللہ سے ڈرو بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

۵۔ ملکیت کا حق:

اسلام جائز ذرائع سے مال و دولت کمانے اور اس پر عائد شرعی واجبات مثلاً زکوٰۃ، عشر اور اسلامی ریاست کی جانب سے عائد کردہ محصولات کی ادائیگی کے بعد جو کچھ بچ جاتا ہے وہ اس شخص کی ملکیت تصور کرتا ہے اور اسے تحفظ عطا کرتا ہے۔اگرچہ اسلام فاضل آمدنی کو محروم طبقات کی اعانت کے لیے صدقات کی صورت میں خرچ کرنے کے لیے بے حد ترغیب دیتا ہے۔لیکن اگر ان سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخراجات کے باوجود بچت موجود ہے تو وہ اس فرد کی ذاتی ملکیت متصور ہوگی اس حوالہ سے مرد اور عورت میں کوئی تمیز نہیں ہے۔ وہ فرد اپنی اس ملکیت کو جائز مصارف میں استعمال کر سکتا ہے، اس کو کاروبار میں لگا کر منافع حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا﴾ (النساء ٤:٣٢)

''اور تم اس چیز کی تمنا نہ کیا کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں کے لیے اس میں حصہ ہے جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انھوں نے کمایا اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

اسلام نے چودہ صدیاں قبل عورتوں کو ملکیت کا حق عطا کیا۔ مغرب میں عورت کو ذاتی ملکیت کا حق حاصل نہیں تھا۔ بیسویں صدی میں ایک طویل جدوجہد کے بعد مغرب میں عورت کو ملکیت کا حق حاصل ہوا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وراثت میں خواتین کا حصہ مقرر کیا ہے۔

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْكَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ (النساء ٤:٧)

''جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑیں اس میں مردوں کا حصہ ہے اور جو مال ماں باپ اور رشتہ دار اور چھوڑ جائیں اس میں خواتین کا بھی حصہ ہے، چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصے اللہ کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔''

۶۔ مذہب اور اعتقاد کی آزادی کا حق:

اسلام ہر شخص کو شعور اور پسند کے مطابق مذہب اختیار کرنے، عبادات بجا لانے اور مذہبی معتقدات کے مطابق زندگی گزارنے کا مکمل حق عطا کرتا ہے۔

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ﴾ (البقرة ٢:٢٥٦)

''دین میں کوئی جبر نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ اسلام اپنی تعلیمات کو سچی خدائی تعلیمات سمجھتا ہے اور ان کے بارے میں دلائل بھی فراہم کرتا ہے اور لوگوں کو اس حق کے قبول کرنے کی دعوت بھی دیتا ہے مگر اس معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہر شخص کی اپنی صوابدید ہے کہ وہ جو بھی مذہب وعقیدہ رکھنا چاہے۔

﴿وَ لَوْشَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾(یونس ۱۰:۹۹)

''اگر تیرا رب چاہتا کہ سب لوگ جو زمین پر آباد ہیں ایمان لے آئے تو کیا آپ لوگوں پر جبر کرو گے کہ وہ ایمان لے آئیں۔''

اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء اور رسل انسانوں کی راہنمائی کے لیے بھیجے تھے ان کی ذمہ داری بس اتنی ہی تھی کہ وہ بلاکم وکاست دعوتِ دین ان تک پہنچا دیں۔ چنانچہ انبیاء نے خود اس بات کی وضاحت فرما دی ہے کہ ان کے ذمہ واضح طور پر ابلاغ کرنا ہے۔

﴿وَ مَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾(یٰسٓ ۳۶:۱۷)

''اور ہم پر تو صاف صاف پہنچا دینے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں۔''

اللہ تعالیٰ خود بھی اس بات کا اعلان فرماتے ہیں کہ ہم نے انبیاء اور رسل کو اس لیے نہیں بھیجا کہ وہ جبراً لوگوں کو مسلمان بنائیں۔ رسول کا فریضہ تو اللہ کا پیغام مؤثر طور پر پہنچا دینا ہے۔

﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ﴾(المآئدۃ ۵:۹۹)

''رسول پر (احکام) پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔''

﴿وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا وَ مَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَ مَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ﴾(الأنعام ۶:۱۰۷)

''اور اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان پر نگہبان مقرر نہیں کیا اور نہ آپ ان پر پاسبان ہیں۔''

مندرجہ بالا آیات کے علاوہ بھی قرآنِ مجید میں متعدد آیات ہیں جن میں اس مضمون کو بیان کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے اور ان سے یہ حقیقت روزِ روشن کی رح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام ہر فرد کو مذہب اور عقیدہ کی مکمل اجازت اور تحفظ دیتا ہے اور اس میں کسی قسم کے جبر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسلام کے برعکس یورپ میں مذہب کے نام پر انسانیت کشی کی انتہائی شرمناک داستان رقم ہوئی ہے۔ کیتھولک چرچ اور متعصب حکمرانوں کے اشتراک سے غیر عیسائی اور عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے لاکھوں افراد کو تہہ تیغ کیا گیا اور مذہبی احتساب عدالتوں(Inquisitions) کے ذریعہ سے انسانیت سوز مظالم ڈھائے گئے۔ اپنے مذہب اور فرقہ کی تعلیمات کو زبردستی مسلط کیا گیا اور جن لوگوں نے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا انھیں موت کی نیند سلا دیا گیا۔ جارج برنارڈ شا، ہنری پائیرن، ٹائن بی اور فلر(Fuller J.F.C) جیسے مستند مؤرخین اور اہلِ دانش نے اپنی کتب میں مغرب کی اس صورتِ احوال کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ صرف چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں۔

شارلیمن، مغربی کلیسا کا انتہائی پسندیدہ حکمران گردانا جاتا ہے۔ اس نے جو علاقے بھی فتح کیے وہاں کے لوگوں پر رومن عیسائیت بزورِ شمشیر مسلط کی اور جو لوگ عیسائیت کو قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھے ان کے لیے موت کی سزا مقرر کی گئی۔ شارلیمن کے عہد میں غیر عیسائی انسانی آبادی کے لیے صرف دو ہی راستے تھے۔ عیسائیت یا موت۔!!

غیر عیسائیوں کے ساتھ ساتھ خود عیسائیت کے مختلف فرقوں سے وابستہ افراد کو بدعتی قرار دے کر ان کے ساتھ انتہائی بہیمانہ سلوک کیا گیا اور عدم رواداری کی بدترین مثال قائم کی۔ سیکسن قوم کو صرف اس لیے تہہ تیغ کیا گیا کہ وہ غیر عیسائی تھے۔ عیسائیت کے مختلف فرقوں مثلاً اناپبٹسٹ (Anapabtist) اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگوں کا قتل عام کیا گیا۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو(Saint Bartholomew) کا قتلِ عام اور فرانسس اول کے دورسے لے کر آنرے چہارم کے دور تک ہونے والی خونریزی اسی فرقہ وارانہ تعصّبات اور عدم برداشت کا شاخسانہ تھی۔ دوسو سال تک لڑی جانے والی صلیبی جنگیں اسی مذہبی جنونیت کی بدولت تھیں۔ نئی دنیا یعنی شمالی اور جنوبی امریکہ میں صلیب کے سائے تلے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد کا قتلِ عام اور سپین میں ایک ایسی قوم کے خون سے ہولی کھیلی گئی جو وہاں آٹھ سو سال سے بس رہی تھی اور جن کی حکمرانی کی بدولت اس ملک کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یہ پلٹ گئی تھی اور جس قوم کو عہدِ حاضر کی اولیں معمار ہونے کا شرف حاصل ہے، اس قوم کا قلع قمع محض اس بنا پر کیا گیا کہ وہ عیسائی نہیں تھی۔[۱۲]

برصغیر کے معروف کانگرسی سیاستدان اور دانشور، سابق وزیر اعظم ہندوستان جواہر لال نہرو نے اپنی کتاب "Glimpses of the World History" میں یورپ میں رائج انسانیت سوز صورتِ احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یورپ میں ہر سُو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ازمنہ مظلمہ شروع ہو گیا تھا۔ زندگی کا چلن انتہائی ناشائستہ اور نازیبا تھا۔ (Life was rude and crude) اور ہر طرف جہالت کا دور دورہ تھا۔ سقراط اور افلاطون کا دور لد چکا تھا۔ قتل و غارت اور انسانی جان سے کھیلنا ایک معمول تھا۔ انسانیت کشی کے اس اندوہناک سلسلہ کو ثقافتی کھیل تماشا بنا دیا گیا تھا۔ مشرقی یورپ کی حالت بھی انتہائی ابتر تھی۔ قسطنطین نے عیسائیت کو سرکاری مذہب قرار دیا اور اسے لوگوں پر بالجبر مسلط کرنے کے لیے طاقت کا بھرپور استعمال کیا گیا۔ قسطنطین کے جاں نشینوں میں سے بادشاہ جولین (Julian) نے عیسائیت چھوڑ کر اپنے قدیم بت پرستانہ مذہب کو اختیار کرنا چاہا مگر اس کی شدید مخالفت ہوئی اور وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ عیسائیت بہت مضبوط ہو چکی تھی چنانچہ جولین کو مرتد قرار دیا گیا۔ جولین کے برعکس تھیوڈوسس (Theodosius) نے قدیم مذہب کے معابد کو مسمار کیا۔ غیر عیسائیوں کا قلع قمع کیا اور مختلف عیسائی فرقوں کو مظالم کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ تھیوڈوسس کو عظیم حکمران قرار دیا گیا۔ یہ ۳۹۲ عیسوی کا تذکرہ ہے اور روم کے تاراج ہونے سے قبل مشرق و مغرب میں ہر طرف مذہب اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر انسانوں کا گلہ کاٹا جا رہا تھا۔[۱۳]

۷۔ مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق:

اسلام نہ صرف ہر شخص کو مذہب و عقائد کی مکمل آزادی دیتا ہے بلکہ وہ اس نظریہ کا بھی علمبردار ہے کہ کسی بھی مذہب کے حامل افراد کے معتقدات یا ان کی مذہبی مقدس شخصیات کے بارے میں کوئی غیر شائستہ اور نامناسب بات نہیں کرنا چاہیے جس سے ان کے ماننے والوں کی دل آزاری ہو۔ اسلام اس امر کی اجازت تو دیتا ہے کہ دوسرے مذاہب کا علمی انداز میں جائزہ لیا جا سکتا ہے اور دلائل کے ساتھ اس کا رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں اسلام کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ بھی احسن انداز میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت و برھان کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ﴾ (النحل۱۶:۱۲۵)

''(اے پیغمبر!) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت کے ساتھ اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف بلائیں اور بہت ہی احسن انداز میں ان سے بحث مباحثہ کیجیے۔ جو اس کے راستہ سے بھٹک گیا تمہارا رب اس کو بھی خوب جانتا ہے اور جو ہدایت کے راستہ پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔''

اسلام دعوت و تبلیغ کی اجازت تو دیتا ہے مگر اس امر کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے کہ دوسرے مذاہب کے معتقدات و ایمانیات یا ان کی تقدس مآب شخصیات کے بارے میں کوئی توہین آمیز بات کر کے ان کی دل آزاری کی جائے۔

﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ کَذٰلِکَ زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّۃٍ عَمَلَہُمۡ ثُمَّ اِلٰی رَبِّہِمۡ مَّرۡجِعُہُمۡ فَیُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ﴾ (الأنعام۶:۱۰۸)

''اور جن لوگوں کو یہ خدا کے علاوہ پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہنا یہ بھی کہیں بغیر سمجھ بوجھ کے اللہ کے بارے میں توہین آمیز بات نہ کریں۔ اس طرح ہم ہر ایک امت کے اعمال ان کی اپنی نظروں میں خوشنما کر کے دکھاتے ہیں۔ پھر ان سب کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔''

۸۔ نجی زندگی کا حق (Righ to Privacy and Private LIfe):

اسلام انسان کی نجی زندگی کا مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے۔ گھر اور چار دیواری کو انتہائی تقدس حاصل ہوتا ہے جس میں کسی مداخلت کی اجازت نہیں ہوتی۔ اسلام اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ خوامخواہ لوگوں کی جاسوسی کی جائے اور خفیہ طور پر ان کی ذاتی زندگیوں میں جھانکنے کی کوشش کی جائے۔ ملکی مفاد میں انتہائی معقول بنیادوں پر کسی فرد کی ضروری حد تک نگرانی کی اجازت کی گنجائش ہو سکتی ہے مگر عمومی حالات میں اس قسم کی کارروائی کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى﴾(النور ۲۴:۲۷،۲۸)

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ جب تک گھر والوں کی اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔امید ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو، جب تک کہ تمھیں اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لیے پاکیزہ طریقہ ہے۔"

اسلام نجی زندگی اور خلوت کا بلند اور مہذب معیار قائم کرتا ہے۔ قرآن اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ ایک گھر میں گھر کے افراد بھی مخصوص اوقات میں کمروں کے اندر داخل نہ ہوں کیونکہ آرام کے ان اوقات میں ممکن ہے کہ صاحبِ خانہ زیادہ شستہ انداز میں نہ ہوں۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾(النور ۲۴:۵۸)

"اے ایمان والو! مناسب یہ ہے کہ تمہارے زیردست (نوکر وغیرہ) اور تمہارے ہی وہ بچے جو ابھی جوان نہیں ہوئے اندر آنے کے لیے تین اوقات میں اجازت لیا کریں، نماز فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت، جب تم آرام کے لیے کپڑے اتارتے ہو اور تیسرے نماز عشا کے بعد، یہ تینوں اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ ان اوقات کے علاوہ نہ تم پر گناہ ہے اور نہ ان پر، وہ تمہارے پاس کثرت سے ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیات واضح کرتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ تعلیم کا حق:

اسلام میں تعلیم کی خصوصی اہمیت ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام جب بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے تو انھوں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ ایک رسول مبعوث فرمائے جو قوم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیۂ نفس کرے۔

﴿رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ﴾(البقرۃ۲:۱۲۹)

''اے پروردگار! ان لوگوں میں ان میں سے ہی ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیۂ نفس کرے بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔''

مفسرین نے کہا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند کی مذکورہ دعا آنحضرت صلعم کی بعثت سے شرفِ قبولیت سے ہم کنار ہوئی۔ اسی لیے اللہ نے آنحضرتؐ کے بارے میں انھی خصوصیات کا تذکرہ فرمایا ہے:

﴿لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ ۚ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴾(آل عمران۳:۱٦٤)

''اللہ نے مؤمنین پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انھی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

اسلام اور اسلامی تعلیمات کا آغاز جس پہلی وحی سے ہوا وہ علم کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔

﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۞ اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ ۞ الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ﴾(العلق۹٦:۱—۵)

''(اے محمدؐ!) اپنے رب کے نام سے پڑھیں جس نے تخلیق کیا ہے۔ جس نے انسان کو خون کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھٹکی سے بنایا، پڑھیے او تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم دیا اور انسان کو ان امور سے آگاہ کیا جن کو وہ نہیں جانتا تھا۔''

قرآنِ مجید نے علم اور صاحبانِ علم کی فضیلت و برتری کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾(الزمر ۹:۳۹)

''کیا عالم اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معلم انسانیت صلعم کو کہا کہ وہ علم میں ترقی کے لیے دعا کیا کریں۔

﴿قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾(طٰہٰ ۲۰:۱۱٤)

محسنِ انسانیت صلعم نے مسلمانوں کو تلقین فرمائی آغوشِ مادر سے لے کر موت کی دہلیز تک علم حاصل کریں۔

((أطلبوا العلم من المهد الى اللحد))[۱۴]

قرآنِ مجید کی متعدد آیات اور احادیثِ مبارکہ کا ایک طویل سلسلہ جو علم کی اہمیت و ضرورت کو بیان کرتا ہے اور تحصیلِ علم کو حق سے بلند کر کے فرضیت کے مقام تک لے جاتا ہے۔ علم کی اسی اہمیت کے پیش نظر آنحضرتؐ نے حصول علم کی ایک تحریک برپا فرمائی۔ مسجدِ نبوی کے صفہ سے شروع ہونے والا تعلیمی سلسلہ جلد ہی مدینہ کی ۹ مساجد میں شروع ہو گیا اور اسی علمی تحریک کا نتیجہ تھا کہ بہت جلد مسلمانوں نے علوم وفنون سے مہارت حاصل کر لی اور ان کے روشن کردہ چراغِ علم و حکمت سے ساری دنیا منور ہوئی۔ مسلمانوں کی اس علمی فوقیت کا اعتراف کرتے ہوئے رابرٹ بریفالٹ لکھتا ہے کہ یورپ کی حقیقی نشاۃ ثانیہ پندرہویں صدی میں نہیں بلکہ عربوں اور موروں کی احیاءِ ثقافت کے زیرِ اثر وجود میں آئی۔ یورپ کی نئی پیدائش کا گہوارہ اٹلی نہیں ہسپانیہ تھا۔ یہ براعظم بربریت کے گڑھوں میں گرتے گرتے جہالت و تنزل کی تاریک گہرائیوں میں پہنچ چکا تھا۔ حالانکہ اسی زمانہ میں عربی دنیا کے شہر بغداد، قاہرہ، قرطبہ اور طلیطلہ تہذیب اور علمی سرگرمی کے روز افزوں مرکز بن چکے تھے۔ وہیں وہ زندگی نمودار ہوئی جس نے آئندہ چل کر انسانی ارتقاء کی ایک نئی منزل کی شکل اختیار کرنا تھا۔[۱۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ معاشی تحفظ کا حق:

اسلام معاشی سرگرمی کو انسانیت کے بقا اور تسلسل کے لیے لازمی قرار دیتا ہے۔ رزق حلال کی تلاش، اللہ کے فضل کو ڈھونڈنے کے مترادف قرار دیتا ہے۔ مسلمانوں میں بعض متصوفانہ نظریات کی بدولت دنیا اور حصولِ دنیا سے کنارہ کشی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اسلام اس بات کی سختی سے تردید کرتا ہے۔ قرآنِ مجید حلال ذرائع سے کمانے اور اسراف نہ کرنے کی پابندی کے ساتھ دنیاوی نعمتوں سے متمتع ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (الاعراف ۳۱:۷)

''اے پیغمبر! ہر نماز کے لیے اپنے آپ کو مزین کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وسائلِ رزق کے خالقِ کائنات کو ماننے والے یعنی ایمان والوں کا زیادہ حق ہے۔

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (الاعراف ۳۲:۷)

''ان سے پوچھیے یہ زیب و زینت کی چیزیں اور پاکیزہ رزق جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے مہیا کیے ہیں انھیں کس نے حرام قرار دیا ہے۔ کہہ دیجیے کہ یہ چیزیں دنیا میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن تو خاص انھی کے لیے ہے۔''

قرآنِ مجید دولت کی گردش کا نظام قائم کرتا ہے تاکہ سب لوگ اس سے مستفید ہوسکیں۔ چنانچہ ارتکازِ دولت کے حوالہ سے سود کو حرام قرار دیتا ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کی اصل بنیاد ہے اور وراثت کی تقسیم کے ذریعہ سے مال و دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں ہونے دیتا۔

﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾ (الحشر ۷:۵۹)

''دولت صرف مالدار لوگوں میں ہی نہ گردش کرتی رہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی دنیا اور ترقی یافتہ فلاحی ریاستوں میں بیسوی صدی کے وسط میں جا کر (Second Genration of Human Rihts) کے ضمن میں یہ تصور اُجاگر ہوا ہے کہ وسائل رزق میں سب لوگوں کا حصہ ہے اور ریاست اس امر کا اہتمام کرے کہ سب لوگوں کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کا بندوبست ہو سکے۔

اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل اس بات کا اعلان کیا تھا کہ مال دار لوگوں کے اموال میں ان لوگوں کا حق ہے جو اپنی ضروریات کو پورا کرنے سے محروم ہیں۔

﴿ وَفِيٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴾(الذّٰریٰت ۵۱:۱۹)

''اور ان کے اموال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والے محروم لوگوں کا حق ہے۔''

﴿وَالَّذِيْنَ فِيٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴾(المعارج ۷۰:۲۴،۲۵)

''اور وہ لوگ جن کے مال میں سائلین اور محروم لوگوں کا حصہ مقرر ہے۔''

۱۱۔ سیاسی امور میں شرکت کا حق:

اسلام، اسلامی ریاست، حاکمیتِ الٰہیہ کی بنیاد پر ایک شورائی خلافت قائم کرتا ہے۔ جس میں تمام افرادِ ریاست کی رائے اور مشورہ شامل ہوتا ہے۔ اسلام نے تمام افرادِ ریاست کی شرکت اور رائے کا اصول اس وقت دیا جب ہر طرف بادشاہتوں اور آمرانہ حکومتوں کا دور دورہ تھا۔ بہر حال یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ بوجوہ وہ شورائی اصولی نظام ختم ہو گیا اور خلافت کی جگہ ملوکیت در آئی۔ عصر حاضر کا جمہوری نظام بھی دراصل افرادِ ریاست کی رائے ہی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤمنین کی پسندیدہ خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾(الشوریٰ ۴۲:۳۸)

''اور وہ جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان کے معاملات باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں اور جو مال ہم نے دیا ہے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔''

قرآنِ مجید میں خود آنحضرت صلعم کو اس بات کی تلقین کی جا رہی ہے کہ وہ معاملات میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاورت کیا کریں۔

﴿وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ﴾(آل عمران۳:۱۵۹)

''اورمعاملات میں ان کے ساتھ مشورہ کیا کیجیے۔''

۱۲۔ تنظیم واجتماع کاحق:

مغرب میں انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے ۱۹۱۹ء میں قیام کے بعد وہاں کے مختلف طبقات میں تنظیم سازی اور اجتماع کے حصول کی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ اسلام نے اس سے چودہ صدیاں قبل مثبت مقاصد کے لیے تنظیم سازی اور اجتماع کا نہ صرف حق دیا ہے بلکہ مثبت مقاصد کے لیے تنظیم سازی کو لازمی قرار دیا ہے۔

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾(آل عمران۳:۱۰۴)

''اور تم میں ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے، اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران۳:۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جنھیں تمام انسانیت کے لیے برپا کیا گیا ہے۔تم اچھائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ بھی اچھائی اور خیر کا اجتماعی کام کر رہے ہوں ان کے ساتھ تعاون کیا جائے اور برائی کے کام کرنے والوں سے تعاون نہ کیا جائے۔

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾(المآئدة۵:۲)

''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کا عذاب شدید ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ ظلم کے خلاف احتجاج کا حق:

اسلام اس نظریہ کا حامی ہے کہ ظلم کو برداشت نہ کیا جائے اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا چاہیے کیونکہ جو اقوام اور افراد ظلم و خاموشی سے سہتے رہتے ہیں وہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ ظلم اور ظالم کے خلاف ڈٹنا چاہیے اور یہ انسانوں کی بنیادی ذمہ داری اور ان کا حق ہے۔

﴿ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ﴾(النسآء٤:١٤٨)

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے ماسوائے اس کے کہ اس پر ظلم کیا گیا ہو۔''

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ افضل ترین جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔

آنحضرت صلعم کی مشہور حدیث ہے:

((من رأى منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الایمان۔))[١٦]

''یعنی جو بھی تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو ہاتھ سے اس کو روک دے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اس کو روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔''

۱۴۔ عملِ غیر کی ذمہ داری سے بریت کا حق:

اسلامی ریاست میں ہر فرد ایک ذمہ دار حیثیت کا حامل ہے۔ چنانچہ وہ اپنے اعمال کے لیے بھی خود ہی جوابدہ ہے۔ ظالمانہ حکومتوں میں کسی فرد کے جرم کا بار اس کے افرادِ خانہ یا قبیلہ کے لوگوں پر ڈال دیا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید اس بات کو وضاحت سے بیان کرتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں بھی ہر شخص نے اپنے اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہونا ہے۔ چنانچہ دنیاوی معاملات میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔

﴿قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَخۡتَلِفُوۡنَ﴾(الأنعام ٦:١٦٤)

”کہہ دیجیے کیا میں اللہ کے سوا اور پروردگار تلاش کروں اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے۔ جو کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو تم جن باتوں میں اختلاف کرتے ہو وہ تمھیں بتلائے گا۔“

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں جو انسانی حقوق کا چارٹر پیش فرمایا تھا۔ اس میں آپ نے واضح طور پر اس امر کا اعلان فرما دیا تھا۔

”دیکھو! اب ایک مجرم اپنے جرم کا خود ہی ذمہ دار ہوگا۔ جان لو! اب نہ باپ کے جرم میں بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔“

اسلام میں عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق کی فہرست کافی طویل ہے مگر ہم نے صرف ان حقوق کو ہی بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے جنھیں انسانی حقوق کے بین الاقوامی مسودہ جات میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ یہ اہم بنیادی حقیقت پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ درجِ بالا جملہ حقوق، بنیادی انسانی حقوق ہیں جو پوری انسانیت کے لیے ہیں۔ اسلام کے نقطۂ نظر سے یہ حقوق ہر قسم کے نسلی، مذہبی، قومی، لسانی اور علاقائی امتیازات سے ماوراء، پوری بنی نوع انسانی کو حاصل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

۲۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، جلد ششم، تفسیر سورۃ العصر

۳۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، جلد ۳

۴۔ الغزالی، ابوحامد، المستصفی فی اصول الفقہ، ۱/۲۸۷، مطبعہ امیریہ، قاہرہ

۵۔ الشاطبی، ابواسحاق، الموافقات فی اصول الشریعہ، ۲/۲۵، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، قاہرہ

۶۔ امام مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلہ، حدیث نمبر ۶۵۷۹

۷۔ مسلمانوں میں فرقہ واریت کا آغاز و ارتقاء، عصرِ حاضر کے نمایاں فرقے اور ان کے بنیادی معتقدات، فرقہ واریت کے بارے میں کتاب و سنت کا مؤقف، فرقہ واریت کے خاتمہ کا اسلامی حل، ان موضوعات پر مشتمل مجوزہ کتاب ''اسلام اور فرقہ واریت'' ان شاء اللہ جلد ہی ضبطِ تحریر میں آئے گی۔

۸۔ Muhammad Zafrullah Khan, Islam and Human Rights, P72-76, Islam International Publications, Ltd.

۹۔ Abdullahi. Ahmad An-Naim, Toward an Islamic Reformation, Civil Liberties, Human Rights, and International Law, P780, Syracuse, University Press,

۱۰۔ Mashood A. Baderin, International Human Rights and Islamic Law, Oxford University Press, 2003

۱۱۔ Bernard Shaw, Shaw on Religion, Edited by Warner S., Smith, P.143

۱۲۔ Toynbee, A Study of History, 7th Edition, Vol-1, Also H. Pirenne, A History of Europe.

۱۳۔ Jawaharlal Nehru, Glimpses of the World History, P.139, Panguin Books.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، کتاب العلم
۱۵۔ رابرٹ بریفالٹ، تشکیلِ انسانیت (مترجم: عبدالمجید سالک)، ص۲۵۴، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۹۴ء
۱۶۔ ولی الدین، محمد بن عبداللہ، المشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

اسلام اور انسدادِ غلامی

انسانی حقوق کی شدید ترین پامالی اور انسانی استحصال کی بدترین صورت انسانی غلامی ہے۔ انسانی تاریخ جب سے مرتب ہوئی ہے، غلامی اور غلامی کا ادارہ موجود دکھائی دیتا ہے۔[۱]

چونکہ یہاں پر غلامی کی مکمل تاریخ، مختلف ادوار میں اس کی نوعیت اور عصرِ حاضر میں اس کے خاتمہ کے لیے کیے گئے اقدامات کا احاطہ مقصود نہیں ہے بلکہ اس عمومی غلط فہمی کو دور کرنا ہے کہ اسلام نے غلامی کو روا رکھا ہے اور غلاموں کے بارے میں کچھ حقوق کے، ساتھ اس کو قانونی اور شرعی جواز بخشا ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے غلامی کا خاتمہ کیا تھا۔ جب مسلمانوں میں شورائی خلافت کی جگہ ملوکیت نے لے لی تو اسلامی معاشرہ بتدریج صراطِ مستقیم سے ہٹتا چلا گیا۔ چنانچہ غلامی عود کر آئی اور اس کے شرعی جواز کے لیے روایات کا ایک دفتر تیار ہو گیا۔ ملوکیت، غلامی اور دوسرے عوامل کی بنا پر اسلامی معاشرہ انحطاط کا شکار ہو کر جس شکل میں تشکیل پذیر ہوا اور مسلسل جس ڈگر پر گامزن ہے اس کا حقیقی اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ فی الحقیقت یہ معاشرہ، اسلامی معاشرہ نہیں بلکہ مسلمانوں کا معاشرہ ہے اور تاریخ کا یہ دور مسلمانوں کی تاریخ ہے اسلامی تاریخ نہیں ہے۔ غالباً شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی اس تبدیل شدہ صورتِ احوال کے بارے میں "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ بعض دوسرے مسلمان مفکرین نے بھی اس حقیقت کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں "اسلام اور انسانی حقوق" کے موضوع پر کویت میں ایک اعلیٰ سطحی سیمینار، کویت یونیورسٹی، انٹرنیشنل جیورسٹس کمیشن (International Commision of Jurists) اور عرب وکلاء کی یونین (Union of Arab Lawyers) کے تعاون سے منعقد ہوا جس کے اختتامی اعلامیہ میں اسلامی حکومت اور مسلم حکومت کے فرق کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور اس امر کی بھی وضاحت کی گئی کہ مسلمانوں کے موجودہ طرزِ عمل کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

It is unfair to judge Islamic Law (Shari'a) by the political systems which prevailed in various periods of Islamic history. It ought to be judged by the general principles which are derived from its sources .... Regrettably enough, contemporary Islamic practices can not be said to conform in many aspect with the true principles of Islam. Further, it is wrong to abuse Islam by seeking to justify certain political systems in the face of obvious contradictions between those systems and Islamic Law." ۲؎

غلامی کیا ہے؟ لیگ آف نیشنز کے تحت ۱۹۲۶ء میں کنونشن برائے غلامی (Slavery Conventions 1926) منعقد ہوا جس میں بین الاقوامی سطح پر پہلی بار غلامی کی ''تعریف'' وضع کی گئی ہے:

" Slavery is the status or condition of a person over whom any or all of the powers attaching to the right of ownership are exercised."

یعنی غلامی کسی انسان کی وہ حیثیت یا حالت ہے جس میں اس فرد پر مالکانہ حقوق پر مبنی چند یا مکمل اختیارات بروئے کار لائے جا رہے ہوں۔

اسلام نے غلامی کو حکمت و دانش اور انسانی نفسیات کے عین مطابق ''تدریج'' کے اسی الہامی اصول کے تحت ختم کیا جس کو حرمتِ شراب کے لیے بروئے کار لایا گیا تھا۔ آنجناب علیہ السلام کی بعثت کے وقت عرب معاشرہ میں شراب کا بھی بہت زیادہ استعمال ہوتا تھا اور وہ ثقافت کا حصہ بن کر لوگوں میں رچ بس گئی تھی جس کی یک جنبشِ قلم ممانعت شاید زیادہ مؤثر نہ ہو پاتی۔ چونکہ اس کی حرمت بیان نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا بعض صحابہ بھی اس کو استعمال میں لاتے تھے۔ قرآنِ مجید میں اس سلسلہ میں جو پہلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نازل ہوئی اس میں بتلایا گیا کہ اس میں اچھائی بہت کم اور برائیاں زیادہ ہیں۔

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا﴾(البقرة۲:۲۱۹)

''اے پیغمبرؐ! لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں کہہ دیجیے کہ اس کے نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں، مگر ان کے نقصانات فوائد سے بہت زیادہ ہیں۔''

چنانچہ اس آیتِ مبارکہ کو سن کر بہت سے صحابہ کرام نے اس کو ترک کر دیا۔ دوسرے مرحلہ میں حکم نازل ہوا کہ جب تم نشے میں ہو تو نماز مت پڑھیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾(النسآء ٤:٤٣)

''اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے پاس مت جاؤ جب تک تمھیں سمجھ نہ آ جائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔''

چنانچہ اس آیت کے نزول پر اکثر اصحابؓ نے شراب کی خرابی کو محسوس کرتے ہوئے خود بخود اس کو ترک کر دیا اور پھر وہ مرحلہ آ گیا جب لوگ بتدریج شعوری طور پر اس کو چھوڑنے کے لیے ذہنی طور پر آمادہ ہو چکے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ (المآئدة۵:۹۰،۹۱)

''اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور پانسے ناپاک ہیں اور شیطانی عمل ہیں۔ ان سے بچو تاکہ تم نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے درمیان رنجش اور دشمنی ڈلوائے اور تمھیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے، تم کو ان کاموں سے باز رہنا چاہیے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلامی کا ادارہ بھی انسانی معاشرت میں گہرائی تک پیوست ہو چکا ہوا تھا۔ چنانچہ اس کے سلسلے میں بھی فی الفور خاتمہ کا شرعی حکم حکمت و دانش کے خلاف ہوتا اور اس سے مطلوبہ نتائج بھی حاصل نہ کیے جا سکتے۔ اس لیے اسلام نے اس کے خاتمہ کے لیے تدریجی حکمتِ عملی اختیار کی۔

اسلام نے انسانی مساوات اور انسانی عزت و تکریم (Dignity) کا بانگِ دہل اعلان کیا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا کہ ہم نے تمام بنی نوع انسان کو قابلِ عزت و تکریم بنایا ہے۔ یعنی انسان بغیر کسی امتیاز، محض انسان ہونے کے ناطہ سے ہی قابل تکریم ہے۔

﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾ (الأسراء ۱۷: ۷۰)

''اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی۔ اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔''

اسلام نے تمام انسانوں کو ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہونے کا حقیقت افروز اعلان فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (انسآء ٤: ۱)

''لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد، عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیے اور اللہ سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو، ڈرو اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔''

آنجناب علیہ السلام نے خطبہ حجۃ الوداع میں اس امر کا اعلان فرمایا کہ کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ اسلام کے ان انقلابِ آفرین تعلیمات کی بدولت نسلی تفاخر اور قبائلی امتیاز کے حامل معاشرہ میں انقلاب آ گیا اور پھر مساواتِ انسانی پر مبنی یہ تعلیمات مسلمانوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتوحات اور دعوت وتبلیغ کی بدولت پورے کرۂ ارض پر پھیل گئیں۔ ایچ اے آر گب (Gibb)، آرنلڈ اور ٹائن بی جیسے مؤرخین اسلامی انسانی مساوات کے لیے رطب اللسان ہیں۔

بائبل میں غلامی یا غلام بنائے جانے کے تین ذرائع بیان کیے گئے ہیں۔(۱) جنگی قیدی (۲) مقروض جو قرض نہ ادا کر سکے (۳) چور جو چوری کا ہرجانہ ادا نہ کرے۔ جبکہ عربوں میں چوری کا ہرجانہ ادا نہ کر سکنے والے فرد کو غلام بنانے کی کوئی روایت نہیں تھی۔

عرب میں غلامی کے تین ذرائع تھے:

(۱) مقروض شخص کو قرض ادا نہ کرنے کی پاداش میں غلام بنانا۔ اگرچہ اس پر شاذ ہی عمل ہوتا تھا۔

(۲) آزاد فرد کا غلام بنانا ...... بعض اوقات کسی بھولے بھٹکے یا تعداد میں کم لوگوں کو اغوا کر کے یا دھوکہ دہی سے بیچ دیا جاتا تھا اور غلام بنا لیا جاتا تھا مگر اس قسم کے واقعات کی تعداد بھی نہ ہونے کے برابر تھی۔ کیونکہ ہر فرد کی پشت پر کوئی نہ کوئی قبیلہ ہوا کرتا تھا۔

(۳) جنگی قیدی ...... انسانی غلامی کا سب سے بڑا ذریعہ جنگی قیدی رہے ہیں۔ تاریخ کے ہر دور میں قبائل اور اقوام، وسائل رزق پر قابض ہونے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے ہیں۔ جو قبیلہ یا قوم فاتح ہو جاتی تو مفتوح قبیلہ یا قوم کی ہر چیز ان پر مباح ہو جاتی تھی۔ مغلوب انسانوں کا بے تحاشا قتلِ عام کیا جاتا تھا۔ ان کے وسائل پر قبضہ کیا جاتا اور باقی ماندہ مرد وزن کو قید کر کے غلام بنا لیا جاتا تھا۔

اسلام نے ان ذرائع کو مکمل طور پر ختم کر دیا اور آئندہ کسی بھی شخص کو کسی بھی حوالہ سے غلام نہ بنائے جانے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے۔

۱۔ اسلام میں مقروض کو غلام بنانے کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ مقروض کو سہولت دینے کا حکم دیتے ہیں اور قرض کو معاف کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مقروض کو غلام بنانے کی قطعاً کوئی اجازت نہیں۔

﴿وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ ۲: ۲۸۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر (تمہارا قرض دار) تنگ دست ہو تو آسانی تک اسے مہلت دو اور تمہارا قرض معاف کر دینا تو تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

۲۔ آزاد فرد کو اغوا کرنا اور غلام بنانا، جیسے کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بنو کلب نے دھوکہ سے غلام بنالیا تھا، اس کی سخت ممانعت کرتے ہوئے آنحضرت صلعم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین قسم کے آدمی ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑا کروں گا۔ ایک وہ شخص جس نے مجھ کو عہد دیا اور پھر وعدہ خلافی کی، ایک وہ شخص جس نے آزاد فرد کو غلام بنا کر فروخت کیا اور اس کی قیمت کھائی اور ایک وہ شخص جس نے مزدور سے اجرت پر پورا کام لیا مگر اس کی اجرت نہ دی۔''[۳]

۳۔ جنگی قیدیوں کے حوالہ سے قرآنِ مجید نے صراحت کے ساتھ اعلان کر دیا کہ یا تو فدیہ لے کر یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں قرآنِ مجید میں صرف ایک ہی آیت ہے:

﴿فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا﴾ (محمد ۴۷: ۴)

''پھر جب تمہاری کافروں سے جنگ ہو تو خوب گردنیں مارو۔ جب تم غلبہ پا لو تو مضبوطی سے باندھ لو۔ پھر اس کے بعد یا تو احساناً ان کو چھوڑ دو یا فدیہ لے کر جب جنگ اپنے ہتھیار پھینک دے۔''

قرآنِ مجید کی یہ آیتِ مبارکہ ایک محکم آیت ہے یعنی اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنگی قیدیوں کو نہ تو قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی غلام یا لونڈی بنایا جا سکتا ہے۔ مگر چونکہ احادیث کی کتب میں بعض ایسی روایات در آئی ہیں جن کو جواز بنا کر ''احسان کرنے'' کی یہ تعبیر کی جاتی ہے کہ انھیں غلام بنالیا جائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا جائے۔[۴]

کتبِ احادیث میں درج ہونے والی جنگی قیدیوں کو غلام بنانے والی روایات کی ثقاہت اور ان کے علمی مقام کا اندازہ درج ذیل سے کیا جا سکتا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی ایک کثیر المطالعہ اور متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ قرآنِ مجید کی تفسیر کے علاوہ کتبِ احادیث کی بھی شرحیں لکھی ہیں۔ بنیادی طور پر ان کا انداز روایتی فرقہ وارانہ مذہبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشوائیت کا ہے۔ اسی لیے وہ جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی گنجائش نکالتے ہوئے قرآنِ مجید کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''قرآنِ مجید میں پہلے سے بنائے ہوئے لونڈیوں اور غلاموں کے متعلق احکام تو بیان کیے گئے ہیں لیکن جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کی کہیں ہدایت نہیں دی۔ اس کے برخلاف ان کو فدیہ لے کر یا بلا فدیہ رہا کرنے کی ہدایت دی گئی ہے اور ہر چند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے جنگی چلن کے مطابق جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنایا۔''[۵]

جبکہ یہی علامہ سعیدی صاحب حدیث کی معتبر ترین کتاب ''الصحیح لمسلم'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اسلام نے جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کا کہیں حکم نہیں دیا۔ اس کے جواز کو فقہاء نے بعض جزوی واقعات سے مستنبط کیا ہے اور یہ واقعات اخبارِ آحاد سے ثابت ہیں جو زیادہ سے زیادہ ظنیت کا فائدہ دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر یا بلا فدیہ رہا کرنا۔ قرآنِ مجید کا حکم قطعی ہے اور بعض جزوی اور ظنی واقعات کی بنا پر قرآنِ مجید کی نصِ قطعی کو ترک کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا عقل اور اصول کے خلاف ہے۔ جبکہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی قیدیوں سے فدیہ لے کر یا بلا فدیہ رہا کیا ہے تو انھی احادیث پر عمل کرنا چاہیے جو قرآنِ مجید کے صریح حکم کے مطابق ہیں۔''[۶]

علامہ غلام رسول سعیدی کا یہ کہنا کہ جنگی قیدیوں کا غلام بنانے کا کوئی حکم نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے جنگی چلن کے مطابق غلام بنایا، درست نہیں ہے۔ برصغیر کے نامور عالمِ دین اور سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے ''رحمۃ للعالمین'' کے نام سے تین جلدوں میں سیرتِ طیبہ پر انتہائی اعلیٰ تحقیقی کتاب لکھ کر پورے عالمِ اسلام میں شہرت پائی ہے۔ انھوں نے آنجناب صلعم کے دور میں ہونے والے ۸۲ غزوات وسرایا پر بڑی تحقیق کی ہے۔ اس میں شریک تمام لوگوں کے نام بھی اس میں درج کیے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق آنحضرت صلعم نے کسی بھی جنگی اسیر کو غلام نہیں بنایا وہ پورے اعداد وشمار کے ساتھ لکھتے ہیں کہ اس سارے عرصہ میں ۶۵۶۴ جنگی قیدی بنائے گئے تھے جنہیں آخر کار رہا کر دیا گیا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم کو ۶۵۶۴ قیدیوں کے متعلق یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ ۶۳۴۷ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ لطف و احسان بلا کسی شرط کے آزاد فرما دیا۔ صرف دو قیدی ایسے تھے جو سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیے گئے۔ ۲۲۵ ایسے قیدی رہ جاتے ہیں جن کی بابت ہم کو پتہ نہیں چلا۔ امید ہے کہ میرے بعد کوئی وسیع النظر عالم اس کی تکمیل فرما سکیں۔ مگر میں متیقن ہوں کہ جس ذاتِ قدسی نے ۶۳۴۷ کے ساتھ لطف و احسان فرمایا۔ اس کے الطاف سے ۲۱۵ کس بھی ضرور بہرہ ور ہوئے ہوں گے اور اغلب یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر مسلمانوں میں رہ گئے ہوں گے۔ اس لیے ان کا شمار رہائی پانے والوں میں نہیں ہوا۔'' [1]

درج بالا امور سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے غلامی کے ان تمام ذرائع کو مکمل طور پر ختم کر دیا اور آئندہ کسی شخص کو غلام بنانے کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔ قرآنِ مجید میں جن غلاموں اور لونڈیوں کا تذکرہ ہے وہ دراصل پہلے سے موجود غلام اور لونڈیاں تھے۔ اسلام نے ان کی رہائی کا حکیمانہ تدریجی طریقِ کار اختیار کیا ہے جس کے درج ذیل مراحل ہیں۔

۱۔ اسلام نے غلاموں کو رہا کرنے کے ایک زبردست تحریک برپا کی۔ قرآنِ مجید اور آنحضرتؐ کے ارشادات میں اس عظیم الشان تحریک کی تفصیلات موجود ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (البلد ۹۰: ۱۰-۱۶)

''اور کیا ہم نے نہیں دکھا دیے دونوں نمایاں راستے، مگر اس نے دشوار گھاٹی سے گزرنے کی ہمت نہیں کی اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گھاٹی، کسی کی گردن کو غلامی سے چھڑانا یا فاقے کے دن کسی قریبی یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا۔''

قرآنِ مجید بتاتا ہے کہ اصل نیکی کے کیا کام ہیں؟ ان میں ایک غلاموں کو رہا کرنا ہے۔

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾(البقرۃ۲:۱۷۷)

''نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور معرکۂ کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں۔''

آنحضرت صلعم نے غلاموں کی رہائی کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

''جس شخص نے ایک مومن غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔''[۸]

مندرجہ بالا قرآنی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی غلاموں کو آزاد کرنے کے عمل کو بہت بڑی نیکی قرار دیتے ہیں اور اس کارِ خیر کو جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ ایسا کیوں کر ممکن ہے کہ ان احکامات اور ترغیبات کے باوجود صحابہ کے پاس کوئی غلام یا لونڈی رہ گئی ہو جبکہ قرآنِ مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ سب سے پہلے اللہ کے احکامات پر خود عمل پیرا ہونے والے ہیں۔

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْيَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾(الانعام ۶:۱۶۲،۱۶۳)

''(اے محمدؐ) کہہ دیجیے بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی (اخلاص) کا حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے (اللہ کے احکام کے سامنے) میں ہی سرِ تسلیم خم کرنے والا ہوں۔''

جبکہ صحابہ کرامؓ کو بھی قرآن مجید فاستبقوا الخیرات یعنی نیک کاموں میں سبقت لے جانے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیتا ہے۔ چنانچہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت نیکی میں سبقت لے جانے لیے ہر وقت مستعد رہتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ایسا عمل بتائیں جو جنت میں لے جائے آپؐ نے فرمایا کہ غلام آزاد کرو اور گردنیں چھڑاؤ۔9

اسلام نے پہلے سے موجود غلاموں کی رہائی کی تحریک میں تیز رفتاری پیدا کرنے کے لیے غلاموں کی آزادی کو مختلف گناہوں کا کفارہ قرار دیا۔ جن میں قتلِ خطا، جھوٹی قسم کھانا اور ظہار شامل ہیں۔

قتلِ خطأ

اگر ایک مومن دوسرے مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اسے خون بہا کے علاوہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہوگا اور اگر غلام نہ ہو تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا ہوں گے۔

﴿وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (النسآء ٤:٩٢)

''اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے (تو ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور (دوسرے مقتول کے) وارثوں کو خون بہا دے۔ ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو ان کو اختیار ہے)۔ اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے۔ اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثانِ مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے۔''

قسم کا کفارہ

کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنے یا کسی اور معصیت کے کام کے لیے قسم کھائی جائے تو اس قسم کو توڑ دینا چاہیے اور اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْكِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ (المآئدة ۵: ۸۹)

''اللہ تعالیٰ تمہاری بے ارادہ قسموں پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ لیکن پختہ قسموں پر (جن کے خلاف کرو گے) سواخذہ کرے گا تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔''

ظہار

اگر کوئی شخص بیوی کو اپنی ماں سے مشابہت دے کر اپنے اوپر حرام قرار دے تو اس انتہائی ناپسندیدہ، زمانۂ جاہلیت کی رسم کا کفارہ بھی غلام کی آزادی قرار دیا گیا ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآءِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآ سَّا﴾ (المجادلة ۵۸: ۳)

''جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (ان کو) ہم بستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضرور) ہے۔''

ان اقدامات کے ساتھ آنجناب علیہ السلام نے غلاموں کا معاشرتی مرتبہ اور حیثیت بلند کرنے کے لیے کہا کہ انھیں غلام کہہ کر نہ پکارا جائے بلکہ بیٹا یا بیٹی کہا جائے۔ آپؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے کروایا جو کہ آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ واقعہ اس تحریک کا نقطۂ کمال تھا۔

آخری اقدام کے طور پر قرآنِ مجید میں آیت مکاتبت نازل ہوئی جس میں کہا گیا کہ جو غلام آزاد ہونا چاہے وہ مکاتبت کرے اور رہائی پائے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللهِ الَّذِيْٓ اٰتٰكُمْ﴾ (النور ۲۴: ۳۳)

''اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں (صلاحیت اور) نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لو۔ اور اللہ نے جو مال تم کو بخشا ہے اس میں سے ان کو بھی دو۔"

یہ آیتِ مبارکہ پہلے سے موجود غلاموں کی رہائی کے سلسلہ میں ضرب کاری ثابت ہوئی۔ اس میں رہا کرنے والے کو کہا کہ ان غلاموں کو رہا کرتے ہوئے کچھ مال و دولت بھی دے دو تاکہ وہ معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکیں۔ بعض لوگوں نے مکاتبت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مکاتبت میں غلام کچھ رقم یا خدمت ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے اور رہائی پاتا ہے۔ یہ نقطۂ نظر قرآنِ مجید کی آیتِ بالا کی روشنی میں درست نہیں ہے۔ اسلام نے زکوٰۃ کے مصارف میں ایک مصرف غلاموں کو آزاد کرانا بھی بیان کیا ہے۔ یعنی سرکاری خزانہ سے رقم لے کر غیر مسلموں اور دوسرے لوگوں سے بھی غلاموں کو آزاد کرایا جائے۔

درج بالا اقدامات کی بنا پر نئے غلام بنانے کا سلسلہ ختم ہو گیا اور پہلے سے موجود غلاموں کو بھی بتدریج مکمل رہائی میسر آئی۔

غلامی کی جدید اشکال

۱۹۵۶ء میں اقوامِ متحدہ کے تحت دوسرا غلامی کا کنونشن ہوا جس کا پورا عنوان: " Supplementary Convention on the Abolition of Slavery, The Slave Trade, and Institution and Practices Similar to Slavery." ہے۔ اس میں درج ذیل عوامل کو غلامی سے مشابہ قرار دیا گیا ہے جو پاکستان سمیت دنیا کے اکثر ممالک میں جاری ہیں۔ ان کے خاتمہ کے لیے حکومتوں کو اقدامات کرنا چاہئیں۔

۱۔ **(Debt Bondage) یعنی قرضہ کی بنا پر جبری مشقت**: اس میں پیشگی رقم کی آڑ میں جبری مشقت لی جاتی ہے۔ International Labour Organization کے کنونشن میں جبری مشقت کی تعریف اور اس کے خاتمہ کے قوانین کو بیان کیا گیا ہے جس پر تمام ممالک نے دستخط کر کے اس کی توثیق کی ہوئی ہے۔ پاکستان میں اس کا رواج عام ہے۔ اینٹ کے بھٹوں کے حوالہ سے کئی دفعہ پولیس کی کارروائیاں بھی ہوئی ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں درشن مسیح اور اس کے ساتھیوں سے بھٹہ مالکان جبری مشقت لینا چاہتے تھے۔ انھوں نے درشن مسیح کے تین ساتھیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اغواء کر کے قید کیا ہوا تھا۔ درشن مسیح اور اس کے ساتھی بھٹہ مالکان سے بچنے کے لیے روپوش تھے۔ اس دوران درشن مسیح نے سپریم کورٹ پاکستان کے چیف جسٹس کو اس ظلم اور خوف و ہراس کی کیفیت کے بارے میں ٹیلی گرام دیا۔ سپریم کورٹ نے اس ٹیلی گرام کو پٹیشن میں بدل دیا اور فریقین کے دلائل سننے کے بعد ۱۹۸۹ء میں بھٹہ مزدوروں کے حق میں فیصلہ دیا اور قرض یا کسی اور وجہ سے جبری مشقت کو غیر قانونی قرار دیا نیز حکومت پاکستان کو اس سلسلے میں قانون سازی کرنے کی ہدایت بھی کی۔ بھٹہ مالکان نے بعدازاں وفاقی شرعی عدالت میں اپنا مؤقف بیان کیا مگر وفاقی شرعی عدالت نے بھی ۱۹۹۵ء میں مزدوروں کے حق میں ہی فیصلہ دیا اور جبری مشقت کو غیر قانونی قرار دیا۔

۲۔ (Serfdeum) یعنی زرعی ہاری: جاگیردارانہ نظام میں جاگیرداروں کے کھیتوں میں نسل در نسل کام کرنے والے زرعی کسان نیم غلامی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مسلمان ممالک میں انتہائی ظالمانہ جاگیردارانہ نظام رائج ہے جہاں کسانوں کو ہر قسم کے حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ زرعی کسانوں کی اس زبوں حالی کا اندازہ پاکستان کے صوبہ سندھ کے جاگیردارانہ نظام کے حوالہ سے ایک تحقیقاتی کمیٹی کی درج ذیل رپورٹ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

پاکستان کے صوبہ سندھ کے ظالمانہ جاگیردارانہ نظام کے خلاف ہاری کمیٹی ایک عرصہ سے جدوجہد کر رہی تھی پاکستان بننے سے قبل ہی ۱۹۴۷ء میں ہاریوں کے معاملات کی تحقیق کے لیے ۳ مارچ کو سندھ حکومت نے ایک کمیٹی قائم کی جس میں مندرجہ ذیل اراکین شامل تھے۔

۱۔.....سر راجر ٹامس (مشیر زراعت حکومت سندھ) (چیئرمین)

۲۔.....مسٹر محمد مسعود سی ایس کلکٹر نوابشاہ (ممبر)

۳۔.....مسٹر نورالدین صدیقی منیجر انکم بورڈ اسٹیٹس سندھ (ممبر)

۴۔.....مسٹر آغا شاہی۔ آئی سی ایس (سیکرٹری)

۶ جون ۱۹۴۸ء تک مختلف اجلاس منعقد ہوتے رہے اور کمیٹی نے ۲۹۸ صفحات پر مشتمل رپورٹ دی جس میں محمد مسعود کی رائے شامل نہیں تھی۔ انھوں نے ۳۷ صفحات پر مشتمل اپنا ایک الگ اختلافی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ لکھا جسے انسانی حقوق کے حوالے سے بہت پذیرائی حاصل ہوئی اس نوٹ میں ہاریوں کی کسمپرسی کی حالت زار پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہاری غلاموں کی سی زندگی گزار رہے ہیں اور کوئی ہاری جاگیردار سے بھاگ نہیں سکتا کیونکہ جاگیرداروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی جاگیردار کے بھاگے ہوئے ہاری کو کوئی شخص پناہ دے گا اور نہ ہی کاشت کرنے کے لیے زمین دے گا۔ جاگیردار، سیاسی حکومت اور بیوروکریسی کا باہمی گٹھ جوڑ ہے جس کی بدولت حکم عدولی کرنے والے ہاری کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کروائے جاتے ہیں اور انھیں جیل بجھوایا جاتا ہے۔ ہاریوں کی عورتیں بھی جاگیرداروں کے رحم وکرم پر ہوتی ہیں۔ اکثر اپنی عصمت کو محفوظ نہیں رکھ سکتیں۔ ان حالات میں بعض عزت نفس والے نوجوان ہاری جرائم پیشہ گروہ میں شامل ہوکر ڈاکہ زنی کو پیشہ بنا لیتے ہیں۔

۳۔ (Servile Marriage) یعنی رقم لے کر یا کسی اور حوالہ سے شادی کے نام پر بچیوں کی سپردگی: عالم اسلام کے بہت سے ممالک بشمول پاکستان کے مخصوص علاقوں اور قبائل میں شادی کے نام پر بچیوں کو بیچا جاتا ہے۔ پاکستان میں مختلف جرائم مثلاً قتل وغیرہ کی صلح کے لیے مالی جرمانہ کے ساتھ ساتھ بیٹی یا بہن کا رشتہ بھی دیا جاتا ہے جو پنجاب میں ونی، خیبر پختون خواہ میں سوارا، سندھ میں سنگ چٹی اور بلوچستان میں ارجائی کے نام سے رائج ہے۔

۴۔ (Child Labour) یعنی بچوں کی مشقت ومزدوری: انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کا بچوں کی مشقت کے بارے میں کنونشن اور اقوامِ متحدہ کے بچوں کے حقوق کا مسودہ (Convention on Child Right) میں بچوں کے حقوق کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ غلامی کے بارے میں ۱۹۵۶ء کے کنونشن کے مطابق ۱۶ سال سے کم عمر بچوں سے مزدوری کروانا غلامی ہی کی شکل ہے جسے ہر صورت میں ختم ہونا چاہیے۔

۵۔ (Human Trafficking) یعنی انسانی سمگلنگ: مردوں اور عورتوں کو مختلف ممالک میں جبری مزدوری اور جنسی مقاصد کے لیے سمگل کیا جاتا ہے۔ یہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے اور اسے بھی غلامی کی موجودہ اشکال میں شامل کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ غلامی کی تاریخ، مختلف ادوار اور معاشروں میں اس کی نوعیت اور اس کے خاتمہ و سدباب کے مختلف مراحل کا احاطہ کرنا مقصود نہیں ہے جس کے لیے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں پر اختصار کے ساتھ اسلام کے اختیار کردہ ان اقدام کا بیان کرنا ہے جن کی بدولت بالآخر غلامی کا خاتمہ ہوا۔

۲۔ Report of a Seminar held in Kuwait in December 1980, P.7, Quoted in "International Human Rights and Islamic Law " by Mashood A. Baderin, P.12, Oxford University Press.

۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،

۴۔ مودودی، ابوالاعلیٰ سید، تفہیم القرآن، جلد پنجم، سورہ محمد

۵۔ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن، جلد چہارم، ص۶۸۳، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

۶۔ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، جلد۵، کتاب الجہاد، ص۳۳۶

۷۔ سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، جلد دوئم، ص۲۲۰، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاہور

۸۔ بخاری، کتاب الرہن

۹۔ مسلم، کتاب العتق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آخر، سفارشات

۱۔ اسلام کے عطا کردہ انسانی حقوق، خالقِ کائنات و خالقِ انسان کے عطا کردہ ہونے کی بدولت ہر قسم کی افراط و تفریط سے مبرا ہیں اور انسانی فلاح و بہبود، عدل و انصاف، انسانی مساوات، تکریمِ انسانیت، ہر قسم کے استحصال سے پاک اور بین الانسانی امن اور خوشحالی کے حقیقی ضامن ہیں۔

۲۔ اس غلط فہمی کا ازالہ ازبس ضروری ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کے حوالہ سے مغرب میں ہونے والی پیش رفت اور علمی آگہی سے مرعوب ہو کر اسلامی تعلیمات میں سے انسانی حقوق کو ڈھونڈنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اصل صورتِ احوال اس کے برعکس ہے۔ مغرب نے علم و حکمت کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں اور جو علوم وفنون مدون ہوئے ہیں، وہ پندرہ صدیاں قبل پیغمبر آخر الزمان کے حوالہ سے عطا کردہ الہامی ہدایات وتعلیمات کی تائید کرتے ہیں۔ یہ ایک قرآنی معجزہ ہے جس کا اظہار قرآنِ مجید میں واضح طور پر کر دیا گیا تھا۔
﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (حم السجدة ٤١:٥٣)
''عنقریب ہم انھیں انفس و آفاق میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر یہ واضح ہو جائے گا کہ قرآنی تعلیمات حقیقت پر مبنی ہیں۔''

۳۔ یہ ایک المناک حقیقت ہے کہ امتِ مسلمہ مجموعی طور پر اپنی بداعمالیوں کی بدولت قرآنی تعلیمات سے دستکش ہو چکی ہے حالانکہ قرآنی احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونا، مسلمان ہونے کے لیے ازبس ضروری ہے۔ بنیادی انسانی حقوق کا نفاذ غیر مسلموں کے لیے اخلاقی، قانونی یا بین الاقوامی قانون کا تقاضا ہو سکتا ہے جبکہ مسلمانوں کے لیے تو یہ ایک دینی ذمہ داری ہے جس کو ادا کیے بغیر صحیح معنوں میں مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی معرضِ خطر میں پڑ جاتا ہے۔

۴۔ قرآن و سنت میں بنیادی انسانی حقوق کا ایک واضح خاکہ عطا کیا گیا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءِ راشدین نے انسانی فوز و فلاح اور خیر و برکت کا حامل معاشرہ قائم کیا تھا۔ موجودہ دور میں اس بنیادی ڈھانچہ کی روشنی میں بدلتے ہوئے حالات اور احوال وظروف میں اجتہاد کے قانون کو بروئے کار لا کر جدید تقاضوں کو پورا کیا جانا چاہیے۔

۵۔ احادیث میں مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے عین مطابق مسلمان علماء اور مشائخ کی اکثریت نے مللِ سابقہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کو فرقوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے اور دین کو مالی منفعت کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ چنانچہ آج مسلمانوں کی فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت درجِ ذیل قرآنی آیت کا حقیقی مصداق بنی ہوئی ہے۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَـٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ﴾التوبة ۹:۳۴) ''اے ایمان والو! بے شک علماء اور مشائخ کی اکثریت لوگوں کا مال جھوٹے طریقے سے کھاتی ہے اور اللہ کی راہ سے روکتی ہے۔''

ان حالات میں اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ فرقہ واریت سے بلند فکر و نظر کے حامل علماء، صحیح اسلامی تعلیمات کو فروغ دیں اور انسانی حقوق کے حوالہ سے نہ صرف امتِ مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کی راہنمائی کریں۔ اس سلسلہ میں درج ذیل سفارشات اور اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں۔

الف......اسلامی لٹریچر میں انسانی حقوق پر علمی نگارشات کی شدید کمی ہے۔ قرآن و حدیث کے عطا کردہ انسانی حقوق کے بارے میں علمی کتب تحریر کی جانی چاہئیں اور ان کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کا بندوبست ہونا چاہیے۔ چونکہ عام مسلمان فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت کے چنگل میں گرفتار ہے اسے انسانی حقوق کا کوئی شعور نہیں ہے بلکہ نام نہاد مذہبی قیادت کے پیدا کردہ ذہنی انتشار کی بدولت وہ انسانی حقوق کو اسلامی تہذیب وتمدن پر مغرب کی سفارتی یلغار کے مترادف قرار دیتا ہے۔

ب......مسلمان ریاستوں کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر مشتمل انسانی حقوق کے تصورات کو تعلیمی نصابات کا حصہ بنائے اور نئی نسل کو اس سے مکمل آگہی اور شعور بہم پہنچانے کا بندوبست کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج......اقوامِ متحدہ میں (Commission on Human Rights) کی جگہ ۲۰۰۶ء میں (UN Human Rights Council) قائم کر دی گئی ہے جو ممبر ممالک میں انسانی حقوق کے نفاذ کے لیے کوشاں رہتی ہے۔مسلمان ریاستوں کو چاہیے کہ وہ اس کونسل کے ساتھ تعاون کریں اور اپنے ملک میں انسانی حقوق کے نفاذ کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔مسلمان ممالک میں کام کرنے والی غیر حکومتی انجمنیں (NGO's) اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔اگر یہ انجمنیں مخلص اور نظریاتی افراد پر مشتمل ہوں تو عوام میں شعور بیدار کر کے اور انھیں متحرک کر کے حکومتوں پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کے نفاذ کا بندوبست کریں۔

د......اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC) اسلام اور مسلمان ممالک کی نمائندہ تنظیم ہے جو کہ اقوامِ متحدہ کے کل ممبر ممالک کا ۱/۳ حصہ ہے۔اسلامی ریاستوں کو چاہیے کہ اس تنظیم کو فعال بنائیں۔۱۹۹۰ء کی قاہرہ کانفرنس نے انسانی حقوق کا اسلامی ڈیکلیریشن (Cairo Declaration on Human Rights in Islam) جاری کر چکی ہے۔عالمِ اسلام کے روشن خیال مذہبی دانشوروں اور ماہرینِ قانون کی مدد سے اس ڈیکلیریشن کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔چونکہ ۱۹۸۲ء سے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے اسلامی کانفرنس تنظیم کی معاونت جاری ہے۔لہٰذا اس تنظیم کے ذریعہ سے بنیادی انسانی حقوق کے ضمن میں اسلام کے نقطۂ نظر کو بین الاقوامی اداروں میں مؤثر طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں تنظیم اسلامی کانفرنس (OIC) نے ۱۹۹۸ء میں نہایت مستحسن اقدام کیا ہے۔انسانی حقوق کے بین الاقوامی اعلامیہ "Universal Declaration of Human Rights" کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر اقوامِ متحدہ کے تعاون سے تنظیم اسلامی کانفرنس نے جنیوا میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا جس کا عنوان درج ذیل تجویز کیا گیا۔ "Enriching the Universality of Human Rights: Islamic perspectives on the Universal Declaration of Human Rights." تنظیمِ اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل عز الدین العراقی نے خطاب کرتے ہوئے اس کانفرنس کو مختلف تہذیبوں کے درمیان رابطہ اور انسانی حقوق پر اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے سے نہایت مفید قرار دیا۔

مارچ ۲۰۰۰ء میں اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق کے چھپنویں (۵۶) اجلاس سے بھی تنظیم اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل نے خطاب کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ اکیسویں صدی کے آغاز کے موقع پر اس امر کا عہد کرنا چاہیے کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا سدباب کیا جانا چاہیے۔اور تمام لوگوں کو تعلیم،صحت ،خوشحالی اور ترقی کے مواقع میسر ہونا چاہئیں اور انسانیت کو جہالت، غربت اور بھوک وغیرہ کے مصائب سے چھٹکارا حاصل ہونا چاہیے اور یہ کہ تنظیم اسلامی کانفرنس اس سلسلہ میں ہر قسم کا تعاون جاری رکھے گی۔

"At the thresholdof the 21st Century it is imperative to put an end to all [the] blatant violations of human rights so that allpeople of the world may enjaoy the same rights to education, health, development and welfare in a decent moral environment by eradicating poverty, misery, hunger, illiteracy etc. We can achieve these objectives, especially through a decisive and voluntary international cooperation deriving froman understanding and mutual respect of the cultural idiosyncracies of each people ... I am pleased to announce to you that the Organization of the Islamic Conference is actively working in this regard."

www.oic_un.org/Statements/SG56.html[8 July 2002

ہ......انٹرنیشنل لاء ایسوسی ایشن (ILA) قانون بین الاقوام سے متعلق ایک بین الاقوامی ادارہ ہے۔متعدد انٹرنیشنل لاء کمیٹیاں اس ایسوسی ایشن کا حصہ ہیں۔اسلامی قانون اور بین الاقوامی قانون کی کمیٹی (Committee on Islamic Law and International Law) بھی اس تنظیم کا حصہ ہے جو بین الاقوامی کانفرنس میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔انٹرنیشنل لاء ایسوسی ایشن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جولائی ۲۰۰۰ء کو لندن میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں ''پناہ'' (Asylum) کے بارے میں قانون سازی پر غور کیا گیا اور اسلامک لاء کمیٹی سے اس قانون کو بہتر بنانے کے لیے اسلامی نقطہ نظر شامل کرنے کی درخواست کی گئی۔ (ILA Internet Websie at http://www.ila_hq.org/[1/3/03)

اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اس قسم کے بین الاقوامی اداروں میں وسیع المطالعہ مسلم دانشوروں اور علماء کو نمائندگی دی جائے تاکہ صحیح اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جا سکے۔

و.....یورپین یونین کی عدالت برائے انسانی حقوق کی طرز پر OIC کے تحت انسانی حقوق کی عدالت قائم کرنا چاہیے جس میں ممبر ممالک کا کوئی بھی فرد اپنے ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکے۔

ز.....بنیادی انسانی حقوق کے اسلامی احکامات کے مطابق، مؤثر نفاذ کے لیے متعلقہ اداروں کی تشکیل اور مکمل قانون سازی ہونا چاہیے تاکہ خلاف ورزی کی صورت میں قانونی چارہ جوئی کی جا سکے۔ ریاست کے بنیادی ستونوں یعنی مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کو اپنا بھرپور کردار سرانجام دینا چاہیے۔ ذرائع ابلاغ کا مؤثر اور مثبت استعمال ہونا چاہیے تاکہ اس کی بدولت امتِ مسلمہ میں انسانی حقوق کی بازیافت کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

عالمِ اسلام کا اصل مسئلہ اسلام کے عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق کے عملی نفاذ میں ناکامی ہے۔ اس صورتِ احوال کی اصل ذمہ دار مسلمان ممالک میں متمکن بادشاہتیں، فوجی آمیریتیں، سول بیوروکریسی، مفاد یافتہ طبقات کی نمائندہ سیاسی قیادت اور فرقہ وارانہ مذہبی پیشوائیت ہے۔ ان طبقات کے خلاف موثر تحریک چلانے کے لیے امتِ مسلمہ کو ذہنی اور فکری سطح پر تیار کیا جانا چاہیے۔ اس حوالہ سے بلند پایہ فکر ودانش کے حامل مصلحین اور لٹریچر کی اشد ضرورت ہے تاکہ امتِ مسلمہ میں وہ تحریک برپا ہو سکے جس کی بدولت مسلمانانِ عالم ان طبقات کی قیادت وسیادت کا جوا اتار پھینکیں تاکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسانی حقوق پر مبنی خیر و برکت کا معاشرہ قائم کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس طالب علمانہ کاوش کو اس سلسلہ کی ایک کڑی بنائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

ضمیمہ جات (Annextures)

1. میثاقِ مدینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میثاقِ مدینہ وہ دستاویز یا نوشتہ ہے جو آنجناب علیہ السلام نے مدینہ تشریف آوری کے فوراً بعد جاری فرمایا تھا۔ یہ نوشتہ دراصل ریاست کا دستوری مسودہ ہے اور ڈاکٹر حمید اللہ کے نقطۂ نظر کے مطابق یہ دنیا کا پہلا تحریری دستورِ ریاست ہے اور اسلام کے عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق کا بہت بڑا ماٴخذ ہے۔قدیم ترین سیرت نگاران ابن اسحٰق اور ابن ہشام نے اپنی کتابِ سیرت میں درج کیا ہے۔ بعدازاں جناب ابوعبید نے ''کتاب الاموال'' میں اسے مکمل طور پر بیان کیا ہے۔

ہم نے یہ متن ابن ہشام سے نقل کیا ہے:

هذا كتاب من محمد النبي صلى الله عليه وسلم بين المؤمنين والمسلمين من قريش ويثرب ومن تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم، انهم امة واحدة من دون الناس. المهاجرون من قريش على ربعتهم يتعاقلون بينهم وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو عوف على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة تفدى عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو الحارث على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى، وكل طائفة منهم تفدى عانيها بالمعروف و القسط بين المؤمنين وبنو ساعدة على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى، وكل طائفة تفدى عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين. وبنو جشم على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى، وكل طائفة منهم تفدى عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين و بنو النجار على ربعتهم يتعاقلون معا قلهم الاولى وكل طائفة منهم تفدى عانيها بالمعروف والقسط بينى المؤمنين وبنو عمرو بن عوف على ربعتهم يتعاقلون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاقلهم الاولى وكل طائفة تفدى عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو النبيت على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى، وكل طائفة تفدى عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو الاوس على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى، وكل طائفةمنهم تفدى عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وان المؤمنين لا يتركون مفرحا بينهم أن يعطوه بالمعروف فى فدا او عقل، وان لا يحالف مؤمن، مولى مؤمن دونه، وإن المؤمنين المتقين على من بغى منهم أو ابتغى دسيعه ظلم أو اثم أو عدوان فساد بين المؤمنين وان أيديهم عليه جميعا ولو كان ولد أحدهم ولا يقتل مؤمن، مؤمنا فى كافر ولا ينصر كافرا على مؤمن، وان ذمه الله واحدة يجير عليهم أدناهم وان المؤمنين بعضهم موالى بعض دون الناس وأنه من تبعنا من يهود فان له النصر والاسوه غير مظلومين ولا متناصرين عليهم وان سلم المؤمنين واحده لا يسالم مؤمن، دون مؤمن فى قتال فى سبيل الله الا على سواء وعدل بينهم وان كل غازية غزت معنا يعقب بعضها بعضا وأن المؤمنين يبئ بعضهم عن بعض بما نال دماء هم فى سبيل الله وان المؤمنين المتقين على أحسن هدى وأقومه، وانه لا يجير مشرك مالا لقريش ولا نفسا ولا يحول دونه على مؤمن وانه من اعتبط مؤمنا قتلا عن بينه فانه قود به الا أن يرضى ولى المقتول وان المؤمنين عليه كآفة ولا يحل لهم الاقيام عليه وانه لا يحل لمؤمن اقر بما فى هذه الصحيفة وآمن بالله واليوم الأخر أن ينصر محدثا أويوويه، وانه من نصره أو آواه فان عليه لعنة الله وغضبه يوم القيمة ولا يؤخذ منه صرف ولا عدل، وانكم مهما اختلفتم فيه من شىء فان مرده الى الله عزوجل والى محمد صلى الله عليه وسلم۔

وأن اليهود ينفقون مع المؤمنين ماداموا محاربين وأن يهود بنى عوف أمة مع المؤمنين لليهود دينهم وللمسلمين دينهم، مواليهم وانفسهم الا من ظلم و أثم فانه لا يوتغ الانفسه واهل بيته، وأن ليهود بنى لانجار مثل ما ليهود بنى عوف، وأن ليهود بنى الحارث مثل ما ليهود بنى عوف، وأن ليهود بنى ساعده مثل ما ليهود بنى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوف، وأن ليهود بنى جشم مثل ما ليهود بني عوف وأن ليهود بني الاوس مثل ما ليهود بني عوف، وأن ليهود بني ثعلبه مثل ما ليهود بني عوف الا من ظلم و أثم فانه لا يوتغ الانفسه وأهل بيته وان جفنه بطن من ثعلبه كانفسهم، وأن لبني الشطيبه مثل ما ليهود بني عوف وأن البر دون الاثم، وان موالى ثعلبه كانفسهم، وأن بطانه يهود كانفسهم وأنه، لا يخرج منهم احد الا باذن محمد صلى الله عليه وسلم وانه لا ينحجز على ثار جرح، وانه من فتك فبنفسه فتك واهل بيته الا من ظلم وان الله على أبر هذا، وأن على اليهود نفقتهم وعلى المسلمين نفقتهم۔ وان بينهم النصر على من حارب أهل هذه الصحيفة، وان بينهم النصح والنصيحة والبردون الاثم وانه لم يأثم امرو بحليفة وان النصر للمظلوم، وإن اليهود ينفقون مع المؤمنين ماداموا محاربين وأن يثرب حرام جوفها لأهل هذه الصحيفة وأن الجار كالنفس غير مضار ولا آثم وانه لا تجار حرمه الا باذن اهلها وانه ما كان بين اهل هذه الصحيفة من حدث أو اشتجار يخاف فساده فان مرده الى الله عزوجل والى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأن الله على أتقى ما فى هذه الصحيفة وابره، وأنه لا تجار قريش ولا من نصرها وان بينهم النصر على من دهم يثرب، واذا ادعوا الى صلح يصالحونه ويلبسونه فانهم يصالحونه ويلبسونه، وأنهم اذا دعوا الى مثل ذلك فانه لهم على المؤمنين الا من حارب فى الدين على كل اناس حصتهم من جانبهم الذى قبلهم وأن يهود الاوس مواليهم وأنفسهم على مثل ما لأهل هذه الصحيفة مع البر المحض من اهل هذه الصحيفة وأن البردون الاثم لا يكسب كقاسب الاعلى نفسه وأن الله على اصدق ما فى هذه الصحيفة وأبره، وانه لا يحول هذا الكتاب دون ظالم أو آثم وانه من خرج آمن ومن قعد آمن، بالمدينة الا من ظلم وأثم وأن الله جار لمن بر واتقى، ومحمد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

یہ تحریری دستاویز ہے اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قریش اور یثرب کے اہل ایمان اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے باب میں جو ان کے اتباع میں ان کے ساتھ شامل ہوں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔ یہ (تمام گروہ) دنیا کے (دوسرے) لوگوں سے ممتاز و ممیز ایک علیحدہ وحدت متصور ہوں گے۔ مہاجرین جو قریش میں سے ہیں علی حالہ دیتوں اور خون بہا وغیرہ کے معاملات میں اپنے قبیلہ کے طے شدہ رواج پر عمل کریں گے، اپنے قیدیوں کو مناسب فدیہ دے کر چھڑائیں گے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کریں گے۔ بنو عوف بھی اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا وغیرہ کا طریقہ ان میں حسب سابق قائم رہے گا ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا۔ اور بنو ساعدہ بھی اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا کا طریقہ ان میں حسب سابق قائم رہے گا۔ ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا۔ اور بنو حارث بھی اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا کا طریقہ ان میں حسب دستور سابق رہے گا۔ ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا۔ اور بنو جشم اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا مل کر ادا کریں گے اور ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

اور بنو نجار اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور حسب دستور سابق اپنا خون بہا مل کر ادا کریں گے اور ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

اور بنو عمرو بن عوف اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا وغیرہ کا طریقہ ان میں حسب سابق جاری رہے گا ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

اور بنو النبیت اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا حسب سابق مل کر ادا کریں گے اور ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

اور بنو الاوس اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا وغیرہ کا طریقہ ان میں حسب سابق قائم ہوگا ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل ایمان اپنے کسی زیر بار قرض دار کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے بلکہ قاعدہ کے مطابق فدیہ، دیت اور تاوان ادا کرنے میں اس کی مدد کریں گے۔

اور کسی مومن کے آزاد کردہ غلام کو کوئی مؤمن حلیف نہ بنائے گا۔

اور یہ کہ تمام تقویٰ شعار مؤمنین متحد ہو کر ہر اس شخص کی مخالفت کریں گے جو سرکشی اختیار کرے، ظلم، گناہ اور تعدی کے ہتھکنڈوں سے کام لے اور ایمان والوں کے درمیان فساد پھیلائے۔ ایسے شخص کی مخالفت میں ایمان والوں کے ہاتھ ایک ساتھ اُٹھیں گے اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

کوئی مومن، کسی دوسرے مومن کو، کافر کے عوض قتل نہیں کرے گا اور نہ مؤمن کے خلاف وہ کسی کافر کی مدد کرے گا۔

اور اللہ کا ذمہ (ورپناہ سب کے لیے یکساں اور) ایک ہے۔ ادنیٰ ترین مسلمان بھی کافر کو پناہ دے سکتا ہے۔ اہل ایمان دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں باہم بھائی بھائی اور مددگار و کارساز ہیں۔

یہودیوں میں سے جو بھی ہمارا اتباع کرے گا تو اسے مدد اور مساوات حاصل ہوگی۔ ان (یہود) پر نہ تو ظلم کیا جائے گا ورنہ ہی ان کے خلاف کسی (دشمن) کی مدد کی جائے گی۔

تمام اہل ایمان کی صلح یکساں اور برابر کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی مومن قتال فی سبیل اللہ میں دوسرے مومن کو چھوڑ کر (دشمن سے) صلح نہیں کرے گا اس کے، افراد آپس میں باری باری ایک دوسرے کی جانشینی کریں گے۔ اہل ایمان کفار سے انتقام لینے میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ تمام تقویٰ شعار مسلمان اسلام کے احسن اور اقوم طریق پر ثابت قدم رہیں گے۔ اور (مدینہ کا) کوئی مشرک (غیر مسلم اقلیت) قریش کے کسی شخص کو مالی یا جانی کسی طرح کی پناہ نہ دے گا اور نہ مسلمان کے مقابلہ پر اس (قریشی) کی حمایت و مدد کرے گا۔

اور جو شخص ناحق کسی مومن کا خون کرے گا اسے مقتول کے عوض (بطورِ قصاص) قتل کیا جائے گا۔ الا یہ کہ اس مقتول کا ولی اس کے عوض خون بہا لینے پر رضا مند ہو جائے اور تمام اہل ایمان قاتل کے خلاف رہیں گے۔ کسی ایمان والے کے لیے جو اس دستور العمل کے مندرجات کی تعمیل کا اقرار کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکا ہے اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے یہ ہرگز جائز نہ ہوگا کہ وہ کوئی نئی بات نکال کر فتنہ انگیزی کے ذمہ دار کی حمایت کرے یا اسے پناہ دے۔ جو ایسے کسی (مجرم) کی حمایت و نصرت کرے گا یا اسے پناہ دے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کا مستوجب ٹھہرے گا اور (جہاں) اس کی نہ توبہ قبول کی جائے گی نہ (عذاب کے بدلے) کوئی فدیہ۔

اور جب تم مسلمانوں میں کسی قسم کا تنازعہ ہوگا تو اسے اللہ اور (اس کے رسول) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

اور یہ کہ جب تک جنگ رہے یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ مل کر مصارف اٹھائیں گے۔ اور یہود بنی عوف اور ان کے اپنے حلفاً و موالی، سب مل کر مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت (فریق) متصور ہوں گے۔ یہودی اپنے دین پر (رہنے کے مجاز) ہوں گے اور مومن اپنے دین پر کاربند رہیں گے۔ البتہ جس نے ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کیا تو وہ محض اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔ اور بنی النجار کے یہودیوں کے لیے بھی وہی مراعات ہیں جو بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں۔ اور بنی الحارث کے یہودیوں کے لیے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہے۔ اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کے لیے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہے۔ اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کے لیے بھی وہی کچھ ہے جو یہود بنی عوف کے لیے۔ اور بنی جشم کے یہودیوں کے لیے بھی وہی کچھ ہے جو یہود بنی عوف کے لیے۔ اور بنی الاوس کے یہودیوں کے لیے بھی وہی کچھ ہے جو یہود بنی عوف کے لیے۔ اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے لیے بھی وہی کچھ ہے جو یہود بنی عوف کے لیے ہے۔ البتہ جو ظلم یا عہد شکنی کا مرتکب ہو تو خود اس کی ذات اور اس کے گھرانے کے سوا کوئی دوسرا مصیبت میں نہیں پڑے گا۔ اور جفنہ (جو قبیلہ) ثعلبہ کی شاخ ہے اسے بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو حاصل ہیں۔ اور بنی الشطبیہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو یہود بنی عوف کے لیے ہیں اور ہر ایک پر اس (دستاویز) کی وفا شعاری لازم ہے نہ کہ عہد شکنی۔

اور ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کے لیے ہیں۔ اور یہودی (قبائل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی) ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کے ہیں۔ اور یہ کہ ان قبائل میں سے کوئی فرد (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اجازت کے بغیر نہیں نکلے گا۔ (اصل عبارت سے نکلنے کا مقصد واضح نہیں ہوتا اگرچہ ڈاکٹر حمید اللہ نے اسے فوجی کارروائی کے لیے لکھا ہے۔) اور کسی مار یا زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی اور ان میں سے جو فرد (یا جماعت) قتل ناحق اور خونریزی کا ارتکاب کرے تو اس کا وبال اور ذمہ داری اس کی ذات اور اس کے اہل و عیال پر ہو گی (ورنہ ظلم ہو گا) اور اللہ اس کے ساتھ ہے جو اس سے بری الذمہ ہو۔

اور یہودیوں پر ان کے مصارف کا بار ہو گا اور مسلمانوں پر ان کے مصارف کا اور اس صحیفہ والوں کے خلاف جو بھی جنگ کرے گا تو تمام فریق (یہودی اور مسلمان) ایک دوسرے کی مدد کریں گے نیز خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے اور ان کا شیوہ وفاداری ہو گا نہ کہ عہد شکنی اور ہر مظلوم کی بہرحال حمایت و مدد کی جائے گی۔ اور یہ کہ جب تک جنگ رہے یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ مل کر مصارف اٹھائیں گے۔ اور اس صحیفہ والوں کے لیے حدود یثرب (مدینہ) کا داخلی علاقہ (جوف) حرم کی حیثیت رکھے گا۔ پناہ گزیں، پناہ دہندہ کی مانند ہے نہ کوئی اس کو ضرر پہنچائے اور نہ وہ خود عہد شکنی کر کے گناہ گار بنے۔ اور کسی پناہ گاہ میں وہاں والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ اور اس صحیفہ کے ماننے والوں میں اگر کوئی نئی بات پیدا ہو (جس کا ذکر اس دستاویز میں نہیں) یا کوئی اور جھگڑا جس سے کسی نقصان اور فساد کا اندیشہ ہو تو اس متنازعہ فیہ امر میں فیصلے کے لیے اللہ اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کرنا ہو گا اور اللہ (کی تائید) اس شخص کے ساتھ ہے جو اس صحیفہ کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ احتیاط اور وفا شعاری کے ساتھ تعمیل کرے۔ اور قریش (مکہ) اور اس کے حامیوں کو کوئی پناہ نہیں دی جائے گی۔ اور یثرب (مدینہ) پر جو بھی حملہ آور ہو تو اس کے مقابلہ میں یہ سب (یہودی اور مسلمان) ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ ان (مسلمانوں) میں سے جو اپنے حلیف کے ساتھ صلح کرنے کے لیے یہود کو دعوت دے تو یہود اس سے صلح کر لیں گے اسی طرح اگر وہ (یہود) کسی ایسی ہی صلح کی دعوت دیں تو مومنین بھی اس دعوت کو قبول کر لیں گے الا یہ کہ کوئی دین (و مذہب) کے لیے جنگ کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام لوگ (فریق) اپنی اپنی جانب کے علاقے کی مدافعت کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور (قبیلہ) اوس کے یہود کو خواہ موالی ہوں یا اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس تحریر کے ماننے والوں کو حاصل ہیں اور وہ بھی اس صحیفہ والوں کے ساتھ خالص وفا شعاری کے ساتھ تعمیل کریں۔ یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم (کو اس کے جرم کے عواقب سے بچانے کے لیے) کے آڑے نہ آئے گا جو جنگ کے لیے نکلے (کسی اور جگہ نقل مکانی کرے) وہ بھی اور جو گھر (مدینہ) میں بیٹھا رہے (سکونت رکھے) وہ بھی امن کا حق دار ہو گا (اس پر کوئی مواخذہ نہیں) البتہ اس سے صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جو ظلم یا جرم کے مرتکب ہوں گے۔

اور جو اس نوشتہ کی وفا شعاری اور احتیاط سے تعمیل کرے گا تو اللہ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے نگہبان (اور خیر اندیش) ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. خطبہ حجۃ الوداع

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو میدانِ عرفات میں جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اسے بجا طور پر انسانی حقوق کا عالمی چارٹر قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ خطبۂ مبارکہ بھی اسلام کے عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق کا سرچشمہ ہے۔

یہ خطبہ مبارک حدیث اور سیرت کی کتب میں متفرق طور پر مذکور ہے۔ جدید سیرت نگارانِ رسول نے اسے یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، سابق صدر شعبہ اسلامی تاریخ کراچی یونیورسٹی نے عظیم الشان علمی و تحقیقی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور ''خطبہ حجۃ الوداع'' نامی کتاب میں اعلیٰ ترین تحقیقی اسلوب میں مکمل خطبہ بمع مصادر کی تخریج کے درج کیا ہے۔

خطبہ کا درج ذیل مکمل متن اور ترجمہ ان کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره ونتوب اليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيآت اعمالنا، من يهد الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هاديه له، وأشهد أنا لا اله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله أما بعد!

أيها الناس! اسمعوا منى قولى فاعقلوه، فإنى لا أدرى لعلى لا القاكم بعد عامى هذا بهذا المؤقف أبدا۔

أيها الناس! انى والله ما ادرى لعلى لا ألقاكم بمكانى هذا بعد يومكم هذا۔

أيها الناس!أنصتوا! فانكم لعلكم لا ترونى بعد عامكم هذا۔

اسمعوا منى، تبين لكم فانى لا أدرى لعلى لا ألقاكم بعد عامى هذا۔

أيها الناس!خذوا مناسككم فانى لا ادرى لعلى لا احج بعد عامى هذا۔

نضر الله امرا سمع مقالتى فبلغها، فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه الى من هو افقه منه۔

أيها الناس!لعلكم لا تلقونى على مثل حالى هذا وعليكم هذا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أيها الناس!إن ربكم واحد، وان اباكم واحد كلكم لآدم وآدم من تراب۔ اكرمكم عند الله اتقاكم۔ ان الله عليم خبير۔ ألا !لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا أسود علی احمر ولا احمر علی اسود، الا بالتقوی

أوصيكم عباد الله بتقوی الله، واحثكم علی طاعته وأستفتح بالذی هو خير۔

ألا! كل شیء من أمر الجاهلية تحت قدمی موضوع۔ ألا! وان كل شیء من اهل الجاهلية موضوع تحت قدمی هاتين۔

ألا! ان كل دم و مال و مآثرة كانت فی الجاهلية تحت قدمی هذه الی يوم القيمة۔ ان مآثر الجاهلية موضوعة (غير السدانة والسقاية و العمد قود و شبه العمد ما قتل بالعصا والحجر وفيه مائة بعير، فمن زاد فهو من اهل الجاهلية۔

وان كل دما موضوع۔ ولكن رؤس اموالكم، لا تظلمون ولا يظلمون قضی الله أنه لاربا۔ وربا الجاهلية موضوعة۔ واول ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبدالمطلب۔ فانه موضوع كله۔

وان كل دم فی الجاهلية موضوع۔ وان اول دمائكم أضع دم ابن ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب، وكان مسترضعا فی بنی ليث فقتله هذيل، فهو أول ما ابدأ به من دماء الجاهلية۔

أيها الناس!ان النسئ زيادة فی الكفر، يضل به الذين كفروا يحلونه عاما ويحرمونه عاما ليواطئوا عدة ما حرم الله فيحلوا ما حرم الله ويحرموا ما أحل الله۔

ألا! وان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السموات والارض، وان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی كتاب الله، منها أربعة حرم، ثلاثة متوالية، ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم، ورجب الذی يدعی شهر مضر، الذی بين جمادی الآخرة وشعبان والشهر تسعة وعشرون يوما و ثلاثون۔ ألا! هل بلغت؟ فقال الناس نعم، فقال اللهم اشهد!ألا! وان الحج فی ذی الحجة الی يوم القيمة۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أيها الناس!هل تدرون فى أي شهر انتم؟ فى أي يوم انتم؟ فى اى بلد انتم؟ قالوا فى يوم حرام وبلد حرام وشهر حرام قال: فان دماء كم ......و أموالكم ......و اعراضكم...... و ابشاركم......عليكم حرام. كحرمة يومكم هذا فى شهركم هذا فى بلدكم هذا، الى يوم تلقونه.

اسمعوا منى ، تعيشوا! الا لا تظلموا، الا الا تظلموا، ألا لا تظلموا، فلا تظلموا انفسكم.

أيها الناس!اسمعوا قولى! واعقلوه! ان كل مسلم اخ المسلم! وان المسلمين اخوة. ألا! كل مسلم محرم على كل مسلم! والمؤمن على المؤمن حرام كحرمة هذا اليوم! لحمه عليه حرام، ان ياكله بالغيب ويغتابه. وعرضه عليه حرام ان يخرقه.وجهه عليه حرام ان يلطمه. واذاه عليه حرام أن يؤذيه. وعليه حرام ان يدفعه دفعا يتعته. ولا يحل لامرى مسلم دم أخيه. ولا يحل مال مسلم الا ما أعطى عن طيب نفس. وسأخبركم من المسلم؟ المسلم من سلم الناس من لسانه ويده.والمؤمن من أمنه الناس على اموالهم وانفسهم. والمهاجر من هجر الخطايا والذنوب. ولامجاهد من جاهد نفسه فى طاعة الله. ألا! ومن كانت عنده أمانة فليؤدها الى من أتمنه عليها. الدين مقضى، والعارية مؤداة والمنحة مردودة. والزعيم غارم، الا! لا يجئ جان الا على نفسه. الا! لا يجنى جان على والده ولا مولود على والده. فاتقوا الله فى النساء فانكم اخذتموهن بامان الله، واستحللتم فروجهن بكلمة الله. ألا! استوصوا بالنساء خيرا، فانما هن عوان عندكم، ليس تملكون منهن شيئا غير ذلك.

أيها الناس!ان للنساء حقا وان لكم عليهن حقا. الا! ان لكم على نسائكم حقا، ونساء كم عليكم حقا. فاما حقكم على نسائكم.

وعليهن ان لا يتين بفاحشة مبينة. ولكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احدا تكرهونه. ولا يدخلن بيوتكم أحدا تكرهونه الا باذنكم. فان فعلن فان الله قد أذن لكم ان تهجروهن فى المضاجع. وان تضربوهن غير مبرح. ألا! وحقهن عليكم ان تحسنوا اليهن فى كسوتهن وطعامهن. فان انتهين وطعنكم فلهن رزقهن وكسوتهن بالمعروف. ولا يعصينكم فى معروف. فان فعلن ذلك فليس لكم عليهن سبيل. لا تنفق امرأة من بيتها الا باذن زوجها.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ألا! وان الولد للفراش- وللعاهر حجر، وحسابهم على الله- ألا! لا يحل لامرأة ان تعطى من مال زوجها شيئا الا باذنه- ألا! ومن ادعى الى غير أبيه أو تولى غير مواليه رغبة منهم، فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين، لا يقبل منهم صرف ولا عدل-

أرقاءكم، أرقاءكم- اطعموهم مما تأكلون- واكسوهم مما تلبسون- ان جاؤا بذنب لا ترون ان تغفروه فبيعوا عباد الله! ولا تعذبوهم- فأوصيكم بمن ملكت ايمانكم- فاطعموهم مما تأكلون وألبسوهم ما تلبسون-

أيها الناس! وانما امرت أن اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله- فاذا قالواها عصموا دماء هم واموالهم وحسابهم على الله-

لا تشركوا بالله شيئا- ولا تقتلوا النفس التى حرم الله الا بالحق- ولا تزنوا- ولا تسرقوا- أيها الناس! لا نبى بعدى ولا أمة بعدكم- خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر المسيح الدجال فاطنب فى ذكره ثم قال...... ذكر الدجال فقالما بعث الله من نبى الا قد انذره امته- انى لأنذرتموه وما من نبى الا وقد انذره قومه- ان افضل دعاء ودعاء من كان قبلى من الأنبياء: لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد بيده الخير يحيى و يميت وهو على كل شيء قدير-

اعبدوا ربكم، وصلوا خمسكم، وصوموا شهركم، وحجوا بيتكم وأدوا زكاتكم، طيبة بها انفسكم، تدخلوا جنة ربكم عزوجل-

واتقوا الله! ولا تبخسوا الناس أشياء هم ولا تعثوا فى الارض مفسدين-

واياكم والغلو! انما هلك من كان قبلكم بالغلو فى الدين-

أيها الناس! فان الشيطان قد يئس من أن يعبد بأرضكم هذه أبدا، ولكنه ان يطع فيما سوى ذلك فقد رضى به مما تحقرون من أعمالكم فاحذروه على دينكم-

أيها الناس! ان الله قسد لكل وارث نصيبه من الميراث فلا تجوز لوارث وصية، ولا تجوز وصية فى اكثر من الثلث- قال وامرنا بالصدقة فقال: تصدقوا! فنى لا أدرى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعلكم لا ترونی بعد یومی هذا۔

لا تأتوا على الله فانه من تأتى على الله اكذبه الله۔

أيها الناس!خذوا من العلم قبل ان يقبض العلم وقبل ان يرفع العلم۔ ألا! وان من ذهاب العلم ان يذهب حملته ثلاث مرات۔ واعلموا! ان الصدور لا تغل على ثلاث: اخلاص العمل لله و مناصحة اهل الامر و لزوم جماعة المسلمين، فانی دعوتهم تحيط من وراء هم۔ ما أنزل الله داء الا أنزل له دواء الا الهرم۔ فاعقلوا أيها الناس! قولی! فانی قد بلغت! قد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده ان اعتصم به كتاب الله تبارك وتعالى۔ وقد تركت فيكم ما ان اعتصم به فلن تضلوا ابدا، أمرا بينا كتاب الله و سنة نبيه۔

أيها الناس!اسمعوا وأطيعوا، وان أمر عليكم عبد حبشی مجدع اقام فيكم كتاب الله۔ كل نبی قد مضت دعوته الا دعوتی، فانی قد ذخرتها عند ربی الى يوم القيمة۔اما بعد! فان الانبياء مكاثرون فلا تخزونی، فانی جالس لكم على باب الحوض۔

الا! وانی فرطكم على الحوض واكاثر بكم الامم، فلا تسودوا وجهی۔ الا! مستنقذ اناسا و مستنقذنتی اناس فاقول ی رب اصحابی! فيقول انك لا تدری ما احدثوا بعدك۔

الا! لاترجعوا بعدی كفارا، يضرب بعضكم رقاب بعض۔ وانكم ستلقون ربكم فسئالكم عن أعمالكم۔ من كانت الآخرة همه جمع الله شمله وجعل غناه بين عينيه وأتته الدنيا وهی راغمة، ومن كانت الدنيا همه فرق الله شمله وجعل فقره بين عينيه، ولم يأته من الدنيا الا ما كتب له۔

الا! وقد رأيتمونی وسمعتم منی وستسألون عنی فمن كذب علی فليبتوأ مقعده من النار۔

ألا! فليبلغ الشاهد الغائب۔ فلعل بعض من يبلغه أن يكون أوعى له من بعض من سمعه۔ الا! فليبلغ ادناكم أقصاكم۔

ثم قال اللهم هل بلغت؟ فقال الا هل بلغت؟ الا هل بلغت؟ ألا هل بلغت؟ قالوا نعم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اللهم اشهد اللهم اشهد! اللهم اشهداللهم اشهد!
وانتم تسألون عنی فماذا انتم قائلون؟ قالوا: نشهد انك قد اديت الامانة، وبلغت الرسالة، ونصحت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم باصبعة السبابة یرفعها الی السماء ویکنتها الی الناس اللهم اشهد! للهم اشهد! لالهم اشهد! والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

عربی متن کا اردو ترجمہ

سب تعریف اللہ کے لیے، ہم اس کی حمد وثنا کرتے ہیں اور اسی سے مدد ومغفرت طلب کرتے ہیں۔ اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی کے دامن عفو میں اپنے نفس کی شرارتوں اور برے اعمال سے پناہ چاہتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت عطا کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی سہیم وشریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اما بعد!

لوگو! میری بات اچھی طرح سن لو، سمجھ لو، کیا خبر، شاید اس سال کے بعد اس جگہ میری تمھاری ملاقات کبھی نہ ہو سکے۔

بندگانِ خدا! آج کے بعد واللہ مجھے نہیں معلوم، شاید میں تم سے اس مقام پر پھر کبھی نہ مل سکوں گا۔

لوگو! خاموش ہو جاؤ، تم لوگ اس سال کے بعد شاید مجھے نہ دیکھ سکو۔

لوگو، سنو! میں تمھیں وضاحت کے ساتھ (سب کچھ) بتا دینا چاہتا ہوں کیونکہ شاید اس سال کے بعد پھر کبھی تم سے نہ مل سکوں۔

لوگو! حج کے مسئلے مسائل مجھ سے سیکھ لو، میں نہیں جانتا شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔ اللہ اسے تروتازہ وشاداب رکھے جس نے میری باتیں سنیں اور انھیں دوسروں تک پہنچایا، بعض اوقات سننے والا سمجھ دار نہیں ہوتا اور کبھی کبھی جس کو پہنچایا جائے وہ اس سے زیادہ سمجھدار نکلتا ہے۔

لوگو! تم لوگ شاید مجھ سے آئندہ اس حال میں نہ مل سکو جس حال میں تم اب مل رہے ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگو! تمھارا رب ایک ہے اور تمھارا باپ ایک ہے، تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے، بیشک اللہ علیم وخبیر ہے۔
دیکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، اور کسی کالے کو کسی سرخ پر اور کسی سرخ کو کسی کالے، سیاہ پر کوئی فضیلت، لحاظ وامتیاز حاصل نہیں، مگر ہاں تقویٰ کے سبب۔
بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ شعاری (اللہ سے ڈرنے) کی وصیت کرتا ہوں اور تمھیں اس کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں (کیونکہ تم اللہ کے سوا کسی اور کے بندے نہیں) اور اپنے خطبے کا آغاز نیک بات سے کرتا ہوں۔

جان لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں تلے (روندی گئی) ہے (اب تمام آثار جاہلیت کالعدم اور ساقط ہو گئے ہیں۔) خبردار! اہل جاہلیت کی ہر چیز میرے (ان دونوں) قدموں کے نیچے ہے۔ سن لو! جاہلیت کا ہر خون (انتقام) مال (مغصوبہ) اور آثار جاہلیت (خاندانی، موروثی مفاخر) میرے قدموں تلے تا قیامت کالعدم ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اور جاہلیت کے تمام باعث فخر وغرور عہدے (مآثر ومفاخر) ختم کیے جاتے ہیں، صرف سدانہ (کعبہ کی نگرانی ونگہبانی) اور سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانے) کے عہدے باقی رہیں گے، قتل عمد کا قصاص (بدلہ) لیا جائے گا، قتل عمد کے مشابہ وہ (قتل) ہے جو لاٹھی یا پتھر سے وقوع میں آئے اور اس کی (دیت) سو اونٹ مقرر ہے، اس سے زیادہ جو طلب کرے گا وہ اہل جاہلیت میں شمار ہوگا۔ اور ہر قسم کا سود آج سے ممنوع قرار پاتا ہے، البتہ تمھیں اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان ہے اور نہ تمھارا نقصان، اللہ نے یہ بات طے کر دی ہے کہ سود کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اور زمانۂ جاہلیت کے تمام سود (سودی کاروبار) اب باطل ہیں۔ (اور جہاں تک کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کے سود کا تعلق ہے تو وہ تمام کا تمام ساقط ہے۔) اور زمانۂ جاہلیت کے تمام خون (کے بدلے، انتقام) اب کالعدم ہیں۔

اور اپنے خاندان میں سے پہلا انتقام جسے معاف کرتا ہوں ربیعۃ بن حارث بن عبدالمطلب کے بچے کا ہے (جس کی رضاعت بنی لیث میں ہو رہی تھی کہ بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا)، پس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہل کرتے ہوئے انتقام ہائے جاہلیت میں سے خون کا بدلہ معاف کر رہا ہوں۔

لوگو! بے شک نسیَ (مہینوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا) ازدیا وکفر کا ہی باعث ہے۔ اس سے کافر گمراہی میں پڑ جاتے ہیں کہ ایک سال تو (اپنی نفسانی غرض سے) اسے حلال ٹھہراتے ہیں پھر دوسرے سال (جب کوئی ذاتی غرض نہ ہو) اس کو حرام کر دیتے ہیں تاکہ اللہ نے جو گنتی (حرام مہینوں کی) مقرر کر رکھی ہے اسے پورا کر لیں، اس طرح وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال اور اس کے حلال کیے ہوئے کو حرام کر لیتے ہیں۔

دیکھو! اور اب زمانہ گھوم پھر کر اسی جگہ آ گیا ہے جہاں سے کائنات کی پیدائش کے دن شروع ہوا تھا۔ مہینوں کی گنتی (تعداد) اللہ کے نزدیک سال میں بارہ ہے۔ ان میں سے چار محترم، حرام ہیں کہ تین (ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم) تو متواتر ہیں اور ایک الگ آتا ہے یعنی رجب جو شہر مضر کہلاتا ہے اور جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ ہے اور مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، تیس کا بھی۔

کہو! میں نے اپنی بات تم تک پہنچا دی ہے نا؟ تو مجمع نے کہا بے شک۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

سن لو! حج قیامت تک اب ذی الحجہ کے مہینے کے ساتھ مخصوص رہے گا۔ لوگو! تمھیں معلوم ہے کہ تم پر کون سا مہینہ سایہ فگن ہے؟ تم کس دن میں یہاں جمع ہو؟ کس شہر میں موجود ہو؟ سب نے کہا۔ محترم دن، محترم شہر اور محترم مہینے میں! تب آپؐ نے فرمایا: ''بے شک تمھارا خون (ایک دوسرے پر حرام ہے)۔ اور تمھارا مال (وملکیت)، تمھاری عزت و آبرو، تمھاری کھال (جلد، جسم، بدن) بھی (ایک دوسرے کے لیے) معزز ومحترم ہے۔ (جس طرح حرمت تمھارے اس دن کی تمھارے اس مہینے کو، تمھارے اس شہر کو (حاصل ہے) یہاں تک کہ تم اللہ سے جا ملو۔

میری بات سنو! زندگی پا جاؤ گے (مگر اس شرط کے ساتھ کہ) خبردار! (ایک دوسرے پر) ظلم نہ کرنا۔ دیکھو! ظلم (وزیادتی) نہ کرنا۔ خوب سمجھ لو! ایک دوسرے پر باہم ظلم وستم نہ کرنا۔

اللہ کے بندو! میری بات سنو اور سمجھو! بلا شبہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان بھائی بھائی۔ خبردار! ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ومحترم ہے۔ اور ہر مومن دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومن پر حرام و محترم ہے، جس طرح آج کے دن کی حرمت۔ اس کا گوشت اس پر حرام ہے۔ کہ اسے کھائے، اس کی عدم موجودگی میں غیبت کرکے۔ اور اس کی عزت و آبرو اس پر حرام ہے کہ (اس کی چادر) عزت پھاڑ دے۔ اس کا چہرہ اس پر حرام ہے کہ اس پر طمانچے لگائے جائیں اور تکلیف دہی بھی حرام کہ اسے تکلیف پہنچائی جائے اور یہ بھی حرام کہ تکلیف رسانی کے لیے اسے دھکا دیا جائے اور کسی مسلمان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان بھائی کا خون حلال سمجھے۔ مال مسلم بھی حلال و جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ اپنی خوشی سے دے (اور میں تمھیں بتاؤں کہ مسلمان در حقیقت ہے کون؟) مسلمان وہی ہے جو اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگوں کو محفوظ رکھے۔ اور مومن در حقیقت وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کا جان و مال امن و عافیت میں رہے۔ اور مہاجر درحقیقت وہ ہے جو اپنے گناہوں اور خطاؤں سے کنارہ کشی کر لے۔ اور مجاہد تو دراصل وہ ہے جو اطاعت الٰہی کی خاطر اپنے نفس کا مقابلہ کرے۔ خبردار! اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت واپس لوٹا دے۔

قرض واپس ادائیگی کا متقاضی ہے۔ ادھار لی ہوئی چیز کو واپس کیا جانا چاہیے۔ عطیہ لوٹایا جائے۔ ضامن ضمانت (تاوان) کا ذمہ دار ہے۔ دیکھو! اب ایک مجرم اپنے جرم کا خود ہی ذمہ دار ہوگا۔ جان لو! اب نہ باپ کے جرم کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمات (احکام) کے تحت ان کے ستر تمھارے لیے حلال ہوئے۔ خبردار! تمھارے لیے عورتوں سے نیک سلوک کی وصیت ہے کیونکہ وہ تمھاری پابند ہیں اور اس کے سوا تم کسی معاملے میں حق ملکیت نہیں رکھتے۔ لوگو! جس طرح عورتوں کے کچھ حقوق تمھارے ذمہ ہیں اسی طرح ان پر بھی تمھارے کچھ حقوق واجب ہیں۔ سنو! تمھاری عورتوں پر جس طرح کچھ حقوق تمھارے واجب ہیں اسی طرح تمھاری عورتوں کا بھی تم پر کچھ حق ہے۔

(جہاں تک تمھارے ان حقوق کا تعلق ہے جو تمھاری عورتوں پر واجب ہیں) تو وہ یہ ہیں۔ وہ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں۔ وہ تمھارا بستر کسی ایسے شخص سے پامال نہ کرائیں جسے تم پسند نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ وہ تمھارے گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل نہ ہونے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو مگر یہ کہ تمھاری اجازت سے۔ اگر وہ عورتیں (ان باتوں) کی خلاف ورزی کریں تو تمھارے لیے اجازت ہے کہ تم انھیں بستروں پر اکیلا، تنہا چھوڑ دو۔ (ان پر سختی کرو) مگر شدید تکلیف والی چوٹ نہ مارو (اگر مارنا ہی چاہو)۔ دیکھو! کچھ حقوق ان کے بھی تمھارے اوپر عائد ہوتے ہیں مثلاً: یہ کہ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے (خوراک ولباس) کے بارے میں ان سے اچھا سلوک کرو۔ اگر وہ تمھاری نافرمانی سے باز آ جائیں اور کہا مانیں تو (حسب حیثیت) ان کا کھانا کپڑا (خوراک، لباس، نان ونفقہ) تمھارے ذمے ہے۔

اور عورتوں پر یہ بھی واجب ہے کہ عورتیں معروفات میں تمھاری نافرمانی نہ کریں۔ اور اگر وہ فرماں برداری کریں تو ان پر (کسی قسم کی) زیادتی کا تمھیں کوئی حق نہیں۔ کوئی عورت اپنے گھر میں اخرجات نہ کرے مگر ہاں اپنے شوہر کی اجازت سے۔ جان لو! لڑکا (اولاد) اس کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا (بچہ شوہر کی اولاد متصور ہوگا) اور جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا سنگساری ہے۔ (زنا کار کے لیے پتھر) اور ان کا حساب اللہ کے ذمے۔

دیکھو! کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔ خبردار! جس نے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کیا، یا کسی غلام نے (جان بوجھ کر) اپنے آقا کے سوا کسی اور آقا سے نسبت قائم کی تو اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور قیامت کے دن اس سے کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور ہاں غلام تمھارے غلام! (ان سے حسن سلوک کرو۔) جو تم کھاتے ہو اس میں سے ان کو بھی کھلاؤ۔ جو تم پہنتے ہو اس میں سے ان کو بھی پہناؤ۔ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم دیکھو کہ معاف نہیں کر سکتے تو اللہ کے بندو انھیں فروخت کر دو (مگر) انھیں بھیانک سزا (عذاب) تو نہ دو۔ اور ان کے بارے میں بھی تمھیں (حسن سلوک کی) وصیت کرتا ہوں، جو لونڈیاں (تمھارے زیر تصرف) ہیں، پس ان کو وہ کھلاؤ اور پہناؤ جو تم کھاتے، پہنتے ہو۔

لوگو! بے شک مجھے حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں اور جب وہ اس کلمے کا اقرار کر لیں تو گویا انھوں نے اپنی اپنی جانوں اور مالوں کو بچا لیا اور باقی حساب اللہ کے ذمے ہے۔ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور نہ کسی کی ناحق جان لو (نہ قتل کرو) نہ بدکاری (زنا) کرو۔ اور نہ ہی چوری (سرقہ) کرو۔ لوگو! (اچھی طرح سمجھ لو!) میرے بعد نہ کوئی پیغمبر (آنے والا) ہے اور نہ تمھارے بعد کوئی امت (ہوگی)۔

اپنے خطاب کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح الدجال کا ذکر فرمایا پھر ذکر میں کافی طول پکڑا، پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو پس میں بھی۔ (میں بلا شبہ تمھیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو)۔

بیشک میری سب سے افضل دعا بلکہ تمام انبیائے ماقبل کی یہی ہے۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر۔

خوب سن لو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو، نماز پنجگانہ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اپنے (رب کے) گھر (خانہ کعبہ) کا حج کرو، اپنی زکوٰۃ خوشی خوشی دیا کرو، اپنے حکام کی اطاعت کرو (اور اس طرح ان امور کی انجام دہی کے بعد بطور اجر) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اللہ سے ڈرو! ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو) اور لوگوں کو ان کی چیزیں (ناپ تول میں) کم نہ دیا کرو۔ اور ملک میں فساد کرتے نہ پھرو۔ خبردار! دین میں غلو (مبالغہ آمیزی، انتہا پسندی) سے بچو، اس لیے کہ تم سے پہلے جو (قومیں) تھیں وہ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔

لوگو! دیکھو، شیطان اس بات سے تو بے شک بالکل مایوس ہو چکا ہے کہ تمھاری اس سرزمین پر کبھی اس کی پرستش کی جائے گی، مگر چوکنا رہو! وہ اس بات پر بھی راضی ہوگا کہ اس (پرستش) کے سوا چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کے اشاروں کی تعمیل کی جائے، پس اپنے دین و ایمان کی (حفاظت کی) خاطر اس سے بچے رہنا۔

لوگو! اللہ نے میراث (ترکہ) میں ہر وارث کا (جداگانہ) حصہ مقرر کر دیا ہے۔ اس لیے وارث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے (تمام مال میں) وصیت کرنا جائز نہیں (چنانچہ) کسی کو ایک تہائی سے زائد (مال) کی وصیت کا حق نہیں ہے۔ (بقول راوی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقے کا حکم دیا اور فرمایا) صدقہ دیا کرو! اس لیے میں نہیں جانتا اگر شاید تم آج کے بعد مجھے پھر نہ دیکھ سکو۔ اللہ کے نام پر (جھوٹی) قسمیں نہ کھایا کرو، کیونکہ جو اللہ کے نام پر (جھوٹی) قسم کھائے گا اللہ اس کا جھوٹ ظاہر کر دے گا۔ لوگو! علم (تعلیم و معلومات) میں سے جو کچھ حاصل کر سکتے ہو، لے لو اس سے پہلے کہ وہ سمیٹ لیا جائے اور قبل اس کے کہ علم کو اٹھا لیا جائے۔ خبردار! علم کے اٹھائے جانے (ختم ہو جانے) کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اس کے جاننے والے ختم ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

دیکھو! تین باتیں ایسی ہیں جن میں (مومن کا) دل (دھوکہ فریب) کینے کا شکار نہیں ہوتا یعنی: عمل میں اخلاص کہ صرف اللہ کے لیے۔ (مسلمان) حاکموں کی خیر خواہی میں۔ عام مسلمانوں (کی جماعت) سے وابستگی میں کیونکہ ان (مسلمانوں) کی دعائیں انھیں گھیرے رہتی ہیں (اس پر سایہ فگن رہتی ہیں) اللہ نے ایسی کوئی بیماری (دکھ، تکلیف) پیدا نہیں کی جس کی دوا بھی نہ اتاری ہو سوائے بڑھاپے کے۔ لوگو! میری بات سمجھو! کیونکہ میں نے سب کچھ تم تک پہنچا دیا ہے۔ میں نے تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اگر اسے مضبوطی سے تھامے رہے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ اور میں نے تمھارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ دی ہیں کہ اگر ان کو تھامے (پکڑے) رہے تو پھر کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ صاف و روشن اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت۔

لوگو! سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمھارے اوپر کوئی نک کٹا حبشی غلام بنا دیا جائے جو تمھارے درمیان کتاب اللہ (کے احکام) کو قائم (نافذ) کرے۔ جان لو! ہر نبی (پیغمبر) کی دعوت گزر چکی ہے سوائے میری دعوت (دین و شریعت) کے، کہ (وہ ہمیشہ کے لیے ہے) میں نے اس کو اپنے پروردگار کے پاس قیامت تک کے لیے ذخیرہ (جمع) کر دیا ہے۔

اما بعد! انبیاء علیہم السلام (قیامت کے دن) کثرت تعداد پر فخر کریں گے، پس تم مجھے (اپنی بد اعمالیوں کے سبب) رسوا نہ کر دینا، میں حوض کوثر پر (تمھارے انتظار میں) رہوں گا۔

خبردار! میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچوں گا، اور دوسری امتوں پر تمھاری کثرت کے سبب فخر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروں گا، تو کہیں میری رسوائی کا باعث نہ بن جانا۔ سنو! میں بعض لوگوں کو (شفاعت کر کے) چھڑالوں گا مگر بعض لوگ مجھ سے چھڑا لیے جائیں گے، پھر میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے اصحاب (امتی) ہیں نا؟ اللہ فرمائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں کر ڈالی تھیں۔ خبردار! میرے بعد کہیں کافر نہ بن جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ اور ہاں سنو! تم اپنے رب سے ملو گے تو اللہ تم سے تمھارے اعمال کے بارے میں (ضرور) باز پرس کرے گا۔

پس جو (دنیا میں رہتے ہوئے ہمہ وقت) آخرت کو ہی اپنے پیش نظر رکھے گا تو اللہ اسے دل جمعی عطا کرے گا اور اسے اس کی آنکھوں کے سامنے (دنیا میں ہی) بے نیازی و تونگری عطا کرے گا اور دنیا اس کے (قدموں میں) سرنگوں ہو کر خود آئے گی، لیکن جو دنیا کو ہی اپنا محبوب و مقصود قرار دے گا تو اللہ اس کے معاملات کو منتشر و متفرق کر دے گا اور وہ (آدمی دنیا میں ہی) اپنی آنکھوں کے سامنے افلاس و تنگ دستی دیکھ لے گا اور دنیا میں (سے تو) اسے اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا کہ اس کے لیے (مقدر میں) لکھا جا چکا ہے۔ دیکھو! اب تم نے مجھے (جی بھر کر) دیکھ بھی لیا ہے اور مجھ سے ان تمام باتوں کو سن بھی لیا ہے تم سے عنقریب میرے بارے میں پوچھا جائے گا (تو سچ سچ بتانا) پس جس نے بھی مجھ پر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے (گا)۔

دیکھو! جو یہاں موجود ہے وہ غیر حاضر تک (میری) یہ سب باتیں (ضرور) پہنچا دے۔ شاید کہ بعض ایسے کہ جن تک (یہ باتیں) پہنچیں (گی)، یہاں موجود بعض سننے والوں سے زیادہ سمجھ دار ثابت ہوں۔ سن لو! تم میں سے جو یہاں قریب ہیں (ان کے لیے لازم ہے کہ) اپنے دور والوں (بعد میں آنے والے لوگوں) تک یہ (تمام) باتیں پہنچا دیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! (دیکھ لے) میں نے (تیرا پیغام بھر پور طور پر) پہنچا دیا ہے یا نہیں؟ (پھر لوگوں سے فرمایا): کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک اچھی طرح نہیں پہنچا دیا۔ سنو! کیا میں نے حق تبلیغ ادا نہیں کر دیا؟ دیکھو! کیا میں نے تعلیم و تلقین دین کی انتہا نہیں کر دی؟ (تو سب حاضرین، سامعین، مجمع والے بیک آواز اقرار و اعتراف کرنے لگے) بے شک! بے شک! (تب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے)فرمایا، اے اللہ گواہ رہنا(تیرے بندے کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں)، اے اللہ گواہ رہنا(یہاں اور تم لوگوں سے (آخرت، قیامت میں اللہ کی طرف سے) میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا کہو گے؟ تو سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے امانت الٰہی ہم تک پہنچا دی اور حق رسالت ادا کر دیا اور (امت کو) نصیحت کرنے کی انتہا فرما دی۔ (پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر اسے لوگوں کی طرف جھکایا اور)فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا اے اللہ! گواہ رہنا اے اللہ! گواہ رہنا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

3. رسالۃ الحقوق

رسالۃ الحقوق جناب علی ابن الحسینؒ المعروف زین العابدینؒ (م۹۵ھ) کی تالیف ہے۔ کربلا کے المناک سانحہ میں مردوں میں سے صرف آپ ہی محفوظ رہے کیونکہ اس وقت آپ شدید بیمار تھے اور چل پھر نہیں سکتے تھے۔ جناب زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے دو علمی نگارشات چھوڑی ہیں۔ صحیفۃ السجادیہ اور رسالۃ الحقوق۔ صحیفۃ السجادیہ دعاؤں کا ایک ضخیم مجموعہ ہے جو زبان کے اعتبار سے ادب عالیہ کا نمونہ اور خزینۂ معنویت ہے۔

رسالۃ الحقوق، انسانی حقوق پر مشتمل کتابچہ ہے جس میں اکیاون (۵۱) حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔ معجم المؤلفین میں عمر رضا کحالہ نے اس رسالہ کا تذکرہ کیا ہے۔

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ المعروف شیخ صدوق کی مرتب کردہ اہل تشیع کی حدیث کی مشہور کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" کے "باب الحقوق" میں اس رسالہ کو درج کیا گیا ہے۔

محمد الحسینی الشیرازی کی "الفقہ" کی جلد ۱۰۰ میں رسالۃ الحقوق کو درج کیا گیا ہے۔ الطبرسی کی "مکارم الاخلاق" میں بھی رسالۃ الحقوق کو بیان کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا کتب میں درج شدہ متون میں مکمل مماثلت ہے اور کوئی نمایاں اختلاف نہیں ہے۔ اسلامی تحقیقاتی و اشاعتی ادارہ "البلاغ المبین" اسلام آباد نے "رسالۃ الحقوق" کے عنوان سے اس رسالہ کو اچھی ترتیب کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس میں ترجمہ ملا علی توحیدی کا ہے۔ ہم نے اسی کتاب سے صرف ترجمہ نقل کیا ہے۔

ترجمہ

جان لو اللہ تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے۔ جان لو کہ تیرے اوپر اللہ کے کئی حقوق ہیں جو تیری ہر اختیاری حرکت، تیرے اختیاری سکون کے لمحات، منزلوں پر تیرے نزول اور تیرے اعضاء و جوارح کی اختیاری حرکات کو محیط ہیں نیز ان آلات و وسائل کو بھی شامل ہیں جن کو تم استعمال کرتے ہو۔ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کچھ حقوق دیگر حقوق سے بڑے ہیں۔

تیرے اوپر اللہ کا سب سے بڑا حق وہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لیے تجھ پر واجب قرار دیا ہے۔ اس کا تعلق اللہ کے اس حق سے ہے جو تمام حقوق کی بنیاد ہے۔

باقی حقوق اسی سے نکلتے ہیں۔ پھر اس نے تیرے مختلف اعضاء و جوارح کے بشمول تیرے سر سے لے کر پاؤں تک، اسے تیرے، اوپر تیرے لیے واجب قرار دیا۔

پس اس نے تیرے اوپر تیری نظر کے حق، تیرے کان کے حق، تیری زبان کے حق، تیرے ہاتھ کے حق، تیرے پاؤں کے حق، تیرے پیٹ کے حق اور تیری شرمگاہ کے حق کو واجب قرار دیا۔

یہ وہ سات اعضاء ہیں جن کے ذریعے افعال و اعمال انجام پاتے ہیں۔

پھر اللہ عزوجل نے تیرے اوپر تیرے افعال کے کچھ حقوق مقرر کیے۔ پس اس نے تیرے اوپر تیری نماز کا ایک حق، تیرے روزے کا ایک حق، تیرے صدقے کا ایک حق، تیری قربانی کا ایک حق اور تیرے افعال و اعمال کا ایک حق مقرر کیا۔ تیرے حقوق کے بعد تیرے اوپر ان لوگوں کے حقوق لازم ٹھہرتے ہیں جن کے حقوق کی ادائیگی تیرے اوپر واجب ہے۔

ان حقوق میں سب سے زیادہ ضروری تیرے اماموں (رہنماؤں) کے حقوق، پھر تیرے ماتحتوں کے حقوق پھر تیرے قرابت داروں کے حقوق ہیں۔ یہ وہ حقوق ہیں جن سے کچھ دیگر حقوق نکلتے ہیں۔ پس تیرے پیشواؤں کے حقوق تین ہیں، ان میں سے تیرے اوپر سب سے ضروری حق تیرے حکمران پیشوا کا حق ہے، پھر تیرے، علمی پیشوا (استاد) کا حق ہے پھر تیرے مالک پیشوا کا حق ہے۔

اور ہر منتظم و مہتمم کو امام (رہنما) کہا جاتا ہے۔ پھر تیرے ماتحتوں کے تین حقوق ہیں۔ ان میں تیرے اوپر سب سے ضروری حق تیرے ان ماتحتوں کا ہے جن کے تم حاکم ہو۔

پھر تیرے ان ماتحتوں کا جن کی تعلیم تیرے ذمے ہے کیونکہ جاہل، عالم کا ماتحت شمار ہوتا ہے۔

پھر تیرے ان ماتحتوں کا حق ہے جن کے تم مالک ہو یعنی تیری ازواج اور مملوکوں کا حق۔ اور تیرے رشتہ داروں کے حقوق زیادہ ہیں۔ یہ حقوق قرابت میں نزدیکی کے لحاظ سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

پس تمہارے اوپر ان میں سب سے زیادہ اہم حق تیری ماں کا حق ہے۔ پھر تیرے باپ کا حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، پھر تیرے بھائی کا حق ہے، پھر سلسلہ وار جو زیادہ نزدیک تر یا زیادہ حق دار ہو اس کا حق ہے۔

پھر تیرے مالک کا حق ہے جو تمھارا ولی نعمت ہے، پھر اس آزاد شدہ غلام کا حق ہے جس کے ولی نعمت تم ہو، پھر اس کا حق ہے جس نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے۔

پھر تیری نماز کے مؤذن کا حق ہے، پھر تیرے پیش امام کا حق ہے، پھر تیرے ہمنشین کا حق ہے، پھر تیرے ہمسایہ کا حق ہے، پھر تیرے ساتھی کا حق ہے، پھر تیرے شریک کار کا حق ہے۔

اس کے بعد تیرے مال کا حق ہے، پھر تیرے مقروض کا حق ہے، پھر تجھے قرض دینے والے کا حق ہے۔ پھر تیرے ساتھ گھل مل جانے والے کا حق ہے، پھر تیرے برخلاف دعویٰ کرنے والے مدعی کا حق ہے۔ پھر تیرے اس مخالف کا حق ہے، جس کے خلاف تم مدعی ہو۔ پھر تجھ سے مشورہ لینے والے کا حق، پھر تجھے مشورہ دینے والے کا حق ہے، پھر تجھ سے نصیحت طلب کرنے والے کا حق ہے، پھر تجھے نصیحت کرنے والے کا حق ہے، پھر تم سے بڑے کا حق ہے، پھر تم سے چھوٹے کا حق ہے۔ پھر تجھ سے مانگنے والے کا حق ہے، پھر اس کا حق ہے جس سے تم مانگتے ہو۔

پھر اس کا حق ہے جس کے قول و فعل سے تمھیں کوئی برائی پہنچے یا جس کے ارادی یا غیر ارادی قول و فعل سے تمھیں کوئی خوشی حاصل ہو، پھر تمھارے سب اہل مذہب کا حق ہے، پھر ذمیوں کا حق ہے، پھر وہ حقوق ہیں جو مختلف احوال واسباب کے حساب سے وجود میں آتے ہیں۔

مبارک ہے اس کے لیے جس کی مدد اللہ نے کی تاکہ اللہ نے اس پر اپنے جو حقوق واجب کیے ہیں وہ انھیں ادا کرے نیز اس کے لیے جسے اللہ نے توفیق دی اور راہ راست کی طرف اس کی راہنمائی کی۔

الف۔ اللہ کا حق

۱۔ حق اللہ:

تیرے اوپر اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ تو اس کی عبادت کرے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائے۔ پس جب تو خلاص کے ساتھ ایسا کرے تو وہ تیرے لیے اپنے اوپر لازم قرار دے گا کہ وہ تیرے دنیوی اور اخروی امور کی کفایت کرے اور ان دونوں میں تجھے جو کچھ پسند ہو تیرے لیے اس کی حفاظت کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب۔ اعضاء کے حقوق

۲۔ جان کا حق:

تیری جان کا حق یہ ہے کہ تو اسے مکمل طور پر اللہ کی اطاعت میں لگا دے۔ پس تو اپنی زبان کو اس کا حق دے، اپنے کان کو اس کا حق دے، اپنی آنکھ کو اس کا حق دے، اپنے ہاتھ کو اس کا حق دے، اپنے پاؤں کو اس کا حق دے، اپنے پیٹ کو اس کا حق دے اور اپنی شرم گاہ کو اس کے حق سے نوازے۔ اس سلسلے میں ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں۔

۳۔ زبان کا حق:

رہا زبان کا حق تو وہ یہ ہے کہ اسے بدزبانی سے محفوظ رکھا جائے اور اسے نیکی کا خوگر بنایا جائے، بے فائدہ اور غیر ضروری باتوں کو ترک کیا جائے، لوگوں کے ساتھ نیکی کی جائے اور ان کے بارے میں اچھی بات کی جائے، زبان کو ادب سکھایا جائے، جہاں ضرورت نہ ہو اور دین و دنیا کا فائدہ نہ ہو وہاں اسے لگام دی جائے، اسے ان قلیل الفائدہ زائد باتوں سے محفوظ رکھا جائے جن سے نقصان کا اندیشہ ہو، جن کا فائدہ کم ہو اور ان پر مضبوط عقلی دلیل نہ ہو۔ عاقل کی عقل اس کے لیے تب باعث زینت ہے جب وہ اپنی زبان کا صحیح استعمال کرے۔ کوئی قدرت اور طاقت نہیں مگر اللہ کے ساتھ۔

۴۔ کان کا حق:

کان کا حق یہ ہے کہ اسے غیبت سننے سے پاک رکھا جائے اور ان چیزوں کو سننے سے محفوظ رکھا جائے جن کو سننا جائز نہیں۔ اسے پاک رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تو اسے دل تک رسائی کا راستہ قرار نہ دے مگر کسی پسندیدہ زبان کے لیے جو تیرے دل میں کوئی اچھائی پیدا کرے۔ کیونکہ کان بات کو دل تک پہنچانے کا دروازہ ہے۔ یہ مختلف معانی و مفاہیم کو دل تک پہنچاتی ہے۔ خواہ ان میں اچھائی ہو یا برائی۔ اور نہیں کوئی قدرت اور طاقت مگر اللہ کے ساتھ۔

۵۔ آنکھ کا حق:

آنکھ کا حق اسے ان چیزوں سے بچانا ہے جو تیرے لیے حلال نہ ہوں نیز اسے ان جگہوں سے دور رکھنا ہے جہاں عبرت کا سامان نہ ہو، ایسی عبرت جو تیری آنکھ کھول دے یا تجھے کسی علم سے آشنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے کیونکہ آنکھ حصول عبرت کا دروازہ ہے۔

۶۔ پیروں کا حق:

تیری دونوں ٹانگوں کا حق یہ ہے کہ تو ان دونوں کے ذریعے ایسی جگہ مت جائے جو تیرے لیے حلال نہ ہو، کیونکہ ان دونوں کے ذریعے تو صراط پر کھڑا ہو جائے گا۔ پس یہ خیال رکھ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں پھسل کر تجھے گرا دیں پھر تو جہنم میں لڑھک جائے۔

۷۔ ہاتھ کا حق:

ہاتھ کا حق یہ ہے کہ تو اسے ناجائز چیز کی طرف دراز نہ کرے تاکہ جس چیز کی طرف تو ہاتھ بڑھائے اس کی وجہ سے تجھے آخرت میں خدا کا عقاب سہنا پڑے اور اس دنیا میں لوگوں کی ملامت سے دوچار ہونا پڑے۔

اللہ نے ہاتھ پر جو کچھ واجب کیا ہے اس سے ہاتھ مت روک، بلکہ اس ہاتھ کا احترام برقرار رکھ، اس پر حرام بہت سی چیزوں سے اسے روک کر اور (بہتر امور) جو (اگرچہ) اس پر واجب نہ ہوں کی طرف زیادہ سے زیادہ ہاتھ بڑھا کر۔ پس جب ہاتھ پابند ہو جائے تو دنیا میں اس کی توقیر ہوگی اور آخرت میں اسے اللہ کی طرف سے اچھا بدلہ ضرور ملے گا۔

۸۔ پیٹ کا حق:

پیٹ کا حق یہ ہے کہ تو اسے حرام کا ظرف قرار نہ دے، خواہ وہ حرام کم ہو یا زیادہ۔ پیٹ کے معاملے میں حلال امور میں میانہ روی اختیار کر۔ اسے تقویت بدن کی حد سے نکال کر رسوائی اور بے عزتی کی حد تک نہ لے جا کیونکہ وہ شکم پری جو کھانے والے کو مست اور مدہوش کر دے، عقل کی کمزوری اور بے علمی کے باعث ہے نیز آدمیت اور غیرت کو ختم کرتی ہے۔

۹۔ شرم گاہ کا حق:

تیری شرم گاہ کا حق یہ ہے کہ تو اسے زنا سے بچائے، اپنے اوپر حرام امور سے اسے محفوظ رکھے اور اسے قابو میں رکھنے کے لیے اپنی نگاہ کو حرام امور سے روکے، کیونکہ یہ سب سے بڑی مددگار ہے۔ نیز اس کی خواہش کو لگام دے، بھوک اور پیاس کے ذریعے، کثرت سے موت کو یاد کر کے، نفس کو اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ڈرا کر اور اس (شرمگاہ کے شر) سے خوف دلا کر۔

حفاظت اور مدد اللہ ہی کے ذریعے ہیں۔ اور نہیں کوئی قدرت اور حرکت مگر اللہ کے ذریعے۔

ج۔ افعال و اعمال کے حقوق

۱۰۔ نماز کا حق:

نماز کا حق یہ ہے کہ تو اسے اللہ کی بارگاہ میں حاضری اور روانگی جانے اور تو یہ سمجھے کہ نماز کے وقت تو اللہ کے سامنے کھڑا ہے۔

پس جب تم یہ سمجھو گے تو تم نماز میں اس کے سامنے ایک ایسے ذلیل و متواضع بندے کی طرح کھڑے ہونے کے قابل ہو جاؤ گے جس کا دل اللہ کی طرف ہو، جو اس سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہو، جس کی امید اللہ سے وابستہ ہو، اس کے آگے خود کو فقیر و مسکین سمجھتا ہو، اس کے آگے عاجزی سے دعا کرتا ہو اور جس کے آگے کھڑا ہے، اس کی تعظیم کرتا ہو، سکون کے ساتھ، سر جھکا کر، آنکھیں نیچی کر کے، پہلوؤں کو ڈھیلا چھوڑ کر، انکساری سے اور اللہ کے ساتھ اچھے انداز میں باطنی راز و نیاز کے ساتھ۔

اور طلب کرو اللہ سے کہ وہ تیری گردن کو آزاد کر دے جسے تیری خطاؤں نے ڈھانپ رکھا ہے اور تیرے گناہوں نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔ اور نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی بدولت

۱۱۔ روزے کا حق:

روزے کا حق یہ ہے کہ تم جان لو کہ یہ ایک پردہ ہے جسے اللہ نے تیری زبان، تیرے کان، تیری آنکھ، تیری شرمگاہ اور تیرے پیٹ کے سامنے لٹکا دیا ہے تاکہ وہ اس پردے کے ذریعے تجھے آگ سے بچائے۔

پس اگر تو روزہ ترک کرے گا تو گویا تم نے اللہ کے اس پردے کو چاک کیا۔ حدیث میں یوں آیا ہے ''روزہ جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔''

پس اگر تیری آنکھیں اپنے حجاب کی اوٹ میں پرسکون رہیں تو امید ہے کہ تو پردے کے اندر محفوظ رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر تو انھیں پردے کے اندر مضطرب و بے چین رکھے گا کہ وہ پردے کے کناروں کو اوپر اٹھاتی رہیں تو وہ ناشائستہ چیزوں کو دیکھیں گی، شہوت آمیز نگاہ کے ساتھ اور خوف خدا کی حدوں سے خارج قوت کے ساتھ۔ اس صورت میں خطرہ ہے کہ تو پردے کو چاک کر کے اس سے خارج ہو جائے۔

۱۲۔ حج کا حق:

حج کا حق یہ ہے کہ تم اسے اللہ کی بارگاہ میں حاضری اور اپنے گناہوں سے بھاگ کر اس کے پاس پناہ ڈھونڈنے کی کوشش سمجھو۔ اور یہ جان لو کہ اس کے باعث تمھاری توبہ قبول ہو گی اور وہ فرض ادا ہو گا جو اللہ نے تم پر واجب کیا ہے۔

۱۳۔ صدقے کا حق:

صدقے کا حق یہ ہے کہ تو جان لے کہ وہ اللہ عزوجل کے پاس تیرا محفوظ ذخیرہ ہے اور وہ امانت ہے جس پر کسی کو گواہ ٹھہرانے کی ضرورت نہیں۔ جب تجھے اس بات کا یقین ہو جائے تو تیرا اعتماد اس امانت پر جسے تو نے چھپا کر دیا ہے زیادہ ہو گا، بہ نسبت اس امانت کے جسے تو نے اعلانیہ دیا ہے۔ اور (اس کا ایک حق) یہ ہے کہ تجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ صدقہ دنیا میں تجھ سے بلاؤں اور بیماریوں کو نیز آخرت میں تجھ سے آگ کو دور رکھتا ہے۔

پھر کسی پر اس کا احسان نہ جتا، کیونکہ یہ تیرے لیے ہے۔ اگر تو اس کا احسان جتائے گا تو تو اس بات سے محفوظ نہیں کہ اس منت جتانے کی وجہ سے خود تیری تحقیر ہو جائے۔ کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تو نے صدقہ کے ذریعے اپنی بھلائی نہیں چاہی۔

اگر تو اس کے ذریعے اپنی بھلائی کا طلب گار ہوتا تو کسی پر اس کا احسان نہ جتاتا۔

۱۴۔ قربانی کا حق:

قربانی کا حق یہ ہے کہ تو اس کے ذریعے اللہ کے ساتھ اپنا ارادہ خالص کر لے، سچے دل سے اس کی رحمت وقبولیت کے طالب ہو جائے اور اللہ کے علاوہ کسی کے لیے دکھاوے کی خواہش نہ کرے۔

جب تیری یہ حالت ہو جائے تو پھر نہ تجھے ظاہر برداری کی زحمت اٹھانا ہو گی نہ تصنع اور دکھاوے کی ضرورت پیش آئے گی اور تیرا مقصود صرف اللہ ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان لو کہ اللہ تک رسائی کا ذریعہ آسان ہے، مشکل نہیں۔ جس طرح وہ اپنی مخلوق کے لیے آسانی چاہتا ہے، صعوبت نہیں، اسی طرح فروتنی و عاجزی، چودھراہٹ سے بہتر ہے، کیونکہ چودھراہٹ میں مشقت اور زحمت ہے۔

اس کے برعکس عاجزی وفقر کا راستہ اختیار کرنے میں کوئی زحمت نہیں اور نہ کچھ خرچ ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں فطری ہیں اور انسان کی طبیعت کا حصہ ہیں۔ نہیں کوئی طاقت مگر اللہ کی بدولت

د۔ پیشواؤں کے حقوق

۱۵۔ حکمران کا حق:

حکمران کا حق یہ ہے کہ تو یہ جان لے کہ تجھے اس کے لیے آزمائش قرار دیا گیا ہے۔

اور یہ کہ اللہ نے اسے اقتدار دے کر تیرے ذریعے آزمایا ہے اور یہ کہ تو اخلاص کے ساتھ اس کو نصیحت کر دے، اور یہ کہ تو اس کے ساتھ جھگڑا نہ کرے کیونکہ اسے تیرے اوپر تسلط حاصل ہے۔

پس یہ تیری اور اس کی ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے۔ تو فروتنی اور خاکساری کا اظہار کرتا کہ وہ تجھ سے خوش ہو اور یہ رویہ اس (کے شر) کو تجھ سے باز رکھے اور تیرے دین کو نقصان نہ پہنچائے۔ پھر تو اس امر میں اس کے خلاف اللہ سے مدد طلب کر۔

تو اس کے ساتھ مخاصمت اور دشمنی نہ کر، کیونکہ اگر تو ایسا کرے گا تو یہ اس کے اور تیرے لیے استخفاف کا باعث ہوگا۔

اس طرح تو اپنی جان کو سختی میں اور اسے اپنے ذریعے ہلاکت میں ڈالے گا۔ یہ خود تیرے خلاف تیری طرف سے اس کی مدد ہوگی اور (اس کے ذریعے) تجھے پہنچنے والی برائی میں تو اس کا شریک ہو جائے گا۔ کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی بدولت

۱۶۔ معلم کا حق:

تیرے معلم کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے، اس کی محفل کا احترام ملحوظ رکھا جائے اور اس کی بات اچھی طرح سنی جائے۔ اور یہ کہ تو اس کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرے نیز جب کوئی شخص استاد سے کوئی سوال کرے جس کا جواب استاد نے دینا ہے تو اس سائل کو تو جواب نہ دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کر۔ جب تیرے پاس اس کی برائی بیان کی جائے تو تو اس کی صفائی پیش کر۔

تم اس کے عیوب کو چھپاؤ، اس کی اچھائیوں کو ظاہر کرو، اس کے دشمن سے میل جول مت رکھو اور اس کے دوست سے عداوت مت رکھو۔

جب تم ایسا کرو گے تو اللہ کے فرشتے تمھارے حق میں گواہی دیں گے کہ تم نے اللہ عزوجل کی خاطر اس کا ارادہ کیا ہے اور اس سے علم حاصل کیا ہے نہ کہ لوگوں کی خاطر۔

۱۷۔ مالک کا حق:

رہا تیرے مالک کا حق تو وہ تیرے حکمران سے مشابہ ہے مگر یہ کہ مالک کو وہ اختیار حاصل ہے جو حکمران کو حاصل نہیں۔

ہر چھوٹے بڑے معاملے میں تجھ پر اس کی اطاعت لازم ہے، مگر یہ کہ وہ تجھے اللہ کے واجب حق کے دائرے سے خارج کرے، یعنی وہ ایک طرف سے تیرے حق اور دوسری طرف سے اللہ کے حق یا بندوں کے حقوق کے درمیان حائل ہو جائے۔

پس جب تو پہلے اسے (اللہ کے واجب حق کو) ادا کرلے تو اس کے بعد اس (مالک) کے حق کی طرف پلٹ اور اسے انجام دے۔ کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی بدولت سے۔

ھ۔ ماتحتوں کے حقوق

۱۸۔ ماتحتوں کا حق:

تمھارے ان ماتحتوں (جن کے تم حاکم ہو) کا حق یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ اپنی کمزوری اور تمھاری قوت کے باعث تمھارے ماتحت بنے ہیں۔ پس یہ واجب ہے کہ تم ان کے درمیان عدل سے کام لو اور ان کے لیے رحمدل باپ کی طرح بن جاؤ۔

ان کی غیر معقول باتوں سے درگزر کرو ان کو سزا دینے میں جلد نہ کرو اور اللہ نے تمھیں ان پر جو غلبہ عطا کیا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔ شاگردوں کا حق:

تمھارے شاگردوں کا حق یہ ہے کہ تم جان لو کہ اللہ نے تمھیں جو علم عطا کیا ہے اس میں اللہ نے تمھیں ان کا خزانچی بنایا ہے اور تمھیں خزانہ حکمت کی ذمہ داری سونپی ہے۔

پس اگر تم نے اس علمی ذمہ داری کو جو اللہ نے تمھیں سونپی ہے اچھی طرح سے نبھایا اور تم نے اس کے ذریعے ان کے لیے ایک ایسے خزانچی کا کردار ادا کیا جو اپنے آقا کے لیے اس کے غلاموں کے معاملے میں شفیق، خیر خواہ، صابر اور قانع ہو اور جب کسی محتاج کو دیکھے تو اپنے پاس موجود اموال میں سے اسے دے دیتا ہو۔ تو پھر تم راہ راست کے راہی قرار پاؤ گے نیز تم اس کے متمنی اور معتقد ہو جاؤ گے۔

اگر ایسا نہ ہوا تو تم اس کے، خائن اور اس کی مخلوق پر ظلم کرنے والے بن جاؤ گے۔

(پھر اللہ تعالیٰ پر لازم ہوگا کہ وہ تمھارا علم اور اس کی عمدگی چھین لے اور دلوں سے تمھارے مرتبہ و مقام کو ختم کر دے۔)

۲۰۔ بیوی کا حق:

بیوی کا حق یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ عزوجل نے اسے تمھارے لیے رحمت و سکون کا باعث قرار دیا ہے۔

اور یہ جان لو کہ یہ تمھارے حق میں اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے تاکہ تم اس کا احترام برقرار رکھو اور اس سے نرمی و مہربانی برتو اگرچہ اس کے اوپر تمھارا حق زیادہ اہم اور واجب ہے۔

اسے تمھارے اوپر یہ حق حاصل ہے کہ تم اس پر رحم کرو، کیونکہ وہ تمھارے ہاں اسیر ہے۔ اور یہ کہ تم اسے خوراک اور لباس فراہم کرو اور جب اس سے کوئی نادانی ہو جائے تو اسے معاف کر دو۔

۲۱۔ غلام کا حق:

تمھارے غلام کا حق یہ ہے کہ تم جان لو کہ اسے بھی تمھارے رب نے بنایا ہے، وہ تمھارے ہی باپ اور ماں (آدم و حوا) کا بیٹا ہے، وہ تمھارا ہی گوشت اور خون ہے۔

تم اس کے مالک اس لیے نہیں ہوئے کہ اسے خدا نے نہیں بلکہ تم نے بنایا ہو، تم نے اس کے اعضاء و جوارح میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بنایا اور نہ تم نے اس کے لیے کسی قسم کے رزق کا اہتمام کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اللہ عزوجل نے تمھارے لیے اس کا بندوبست فرمایا پھر اسے تمھارے اختیار میں دے دیا۔ تمھیں اس کا امین بنایا اور اسے تمھاری امانت میں دے دیا تاکہ وہ تمھارے ان اموال کی حفاظت کرے جنھیں تم نے اس کے حوالے کیا ہو۔

پس اس کے ساتھ نیکی کرو، جس طرح اللہ نے تمھارے ساتھ نیکی کی ہے۔ اگر تمھیں وہ ناپسند ہو تو اسے تبدیل کر دو اور اللہ عزوجل کی مخلوق کو سزا و تکلیف نہ دو۔

و۔ رشتہ داروں کے حقوق

۲۲۔ ماں کا حق:

تیری ماں کا حق یہ ہے کہ تو یہ جان لے کہ اس نے تجھے (اپنے بطن میں) اٹھایا جس طرح کوئی کسی کو نہیں اٹھاتا اور اس نے تجھے اپنے دل کے ثمر سے وہ غذا کھلائی جو کوئی کسی کو نہیں کھلاتا۔

اس نے اپنے کان، اپنی آنکھ، اپنے ہاتھ، اپنے پاؤں، اپنے بال، اپنی کھال اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کے ذریعے ہنسی خوشی تیری حفاظت کی۔

اس نے اس سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف، سنگینیوں اور غموں کو برداشت کیا، یہاں تک کہ دست قدرت نے تجھے اس سے جدا کر دیا اور تجھے (اس کے پیٹ سے) نکال کر زمین پر پہنچا دیا۔

پس وہ اس بات پر خوش رہی کہ تو سیر رہے اور وہ بھوکی، تجھے لباس پہنائے، لیکن خود بے لباس رہے، تجھے سیراب کرے اور خود پیاسی رہے، تجھے سایہ فراہم کرے لیکن خود دھوپ کھائے، خود سختی برداشت کرے تاکہ تجھے آسودہ حال رکھے اور خود بیدار رہے تاکہ تجھے نیند کی لذت فراہم کرے۔

اس کا پیٹ تیری رہائش گاہ تھی، اس کی گود تیری پناہ گاہ تھی، اس کا پستان تیرے لیے (مشروب کا) مشکیزہ بن گیا اور وہ خود تیرے لیے حفاظت کا ذریعہ بنی۔

وہ تیری خاطر اور تیرے آگے دنیا بھر کی سردی گرمی برداشت کرتی رہی۔ پس تجھے چاہیے کہ اسی حساب سے اس کی قدر دانی کرے اور یہ تیرے بس میں نہیں مگر اللہ کی مدد اور اس کی توفیق سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ باپ کا حق:

تیرے باپ کا حق یہ ہے کہ تو جان لے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو تو بھی نہ ہوتا۔ پس جب بھی تو اپنے اندر کوئی ایسی چیز دیکھے جو تجھے پسند ہو تو جان لے کہ اس معاملے میں تیرا ولی نعمت تیرا باپ ہے۔ پس اللہ کی تعریف کر اور اس نعمت کے حساب سے اس کا شکر ادا کر اور نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی بدولت۔

۲۴۔ بیٹے کا حق:

تیرے بیٹے کا حق یہ ہے کہ تو جان لے کہ وہ تجھ سے ہے اور اس دنیا میں وہ اپنی (تمام تر) اچھائیوں اور برائیوں کے ساتھ تجھ سے منسوب ہے۔

اور یہ کہ تو اس کو اچھا ادب سکھانے اور اس کے رب عزوجل کی پہچان کرانے اور اللہ کی اطاعت کے معاملے میں اس کی مدد کرنے کا ذمہ دار اور مسؤل ہے۔

پس اس کے معاملے میں اس شخص کی طرح عمل کر جو یہ جانتا ہو کہ سے بیٹے کے ساتھ نیکی کا اچھا بدلہ ملے گا اور اس کے ساتھ برائی کرنے پر سزا ملے گی۔

۲۵۔ بھائی کا حق:

تیرے بھائی کا حق یہ ہے کہ تو جان لے کہ وہ تیرا ہاتھ ہے جسے تو پھیلاتا ہے، وہ تیری پشت ہے جس کا تو سہارا لیتا ہے۔ وہ تیری عزت ہے جس پر تو بھروسہ کرتا ہے اور وہ تیری قوت ہے جس کے سہارے تو حملہ کرتا ہے۔

پس اللہ کی نافرمانی میں اس سے مدد نہ لے اور اسے خلق خدا پر ظلم کا ذریعہ نہ بنا۔ اس کے نفس (امارہ) کے مقابلے میں اس کی مدد کرنے سے، اس کے دشمن کے مقابلے میں اس کی نصرت کرنے سے، اس کے اور اس کے شیاطین کے درمیان رکاوٹ بننے سے، اپنی خیر خواہی سے اسے بہرہ مند کرنے سے، اور اللہ کی خاطر اس کی طرف توجہ کرنے سے پہلو تہی نہ کر۔

پس اگر وہ اپنے رب کی فرماں برداری کرے اور اس کے حکم کی خوب تعمیل کرے تو ٹھیک ورنہ تیرے نزدیک اس کے مقابلے میں اللہ کی اہمیت اور تعظیم زیادہ ہونی چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ز۔ حقوق الناس

۲۶۔ ولی نعمت کا حق

اور اب تیرے ولی نعمت کا حق یہ ہے کہ تجھے اس بات کا احساس ہو کہ اس نے تجھ پر اپنا مال خرچ کیا ہے اور تجھے غلامی کی ذلت و وحشت سے نجات دے کر آزادی کی عزت اور سکون سے ہمکنار کیا ہے۔

پس اس نے تجھے ملکیت کی قید سے نجات دی، غلامی کی زنجیروں سے آزاد کیا، عزت کی خوشبو سے نوازا اور جبر کے زندان سے رہا کیا ہے۔

اس نے تجھ سے سختی کو دور کیا ہے، تیرے لیے انصاف کی زبان کشادہ کی ہے، پوری دنیا کو تیرے لیے مباح ٹھہرایا ہے، تجھے اپنی جان کا مالک بنایا ہے، تجھے قید سے آزاد کیا ہے، تجھے تیرے رب کی عبادت کے لیے فرصت وفراغت فراہم کی ہے اور اس وجہ سے مالی نقصان برداشت کیا ہے۔

پس تجھے جاننا چاہیے کہ وہ تیری زندگی میں اور تیری زندگی کے بعد تیرے خونی رشتہ داروں کے بعد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ تجھ پر حق رکھتا ہے۔

وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ تیری نصرت و مدد اور تیرے تعاون کا حق دار ہے اور اللہ کے معاملے میں تیری مساعدت کا سزاوار ہے۔ پس جب وہ تیرا محتاج ہو تو اس پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دینا۔

۲۷۔ آزاد کردہ غلام کا حق جس کا تو ولی نعمت ہے:

رہا تیرے اس آزاد کردہ مملوک کا حق جس کا تو ولی نعمت ہے تو یہ جان لے کہ اللہ نے تجھے اس کا محافظ، نگہبان، مددگار اور جائے پناہ بنایا ہے، جب کہ اسے تیرے لیے ایک ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا ہے تیرے اور اپنے درمیان۔

پس سزاوار ہے کہ (اس کے ساتھ تیری نیکیوں کی وجہ سے) وہ تجھے آگ سے بچانے کا باعث بن جائے۔ پس یہ اس کی طرف سے آخرت میں ایک جزائے خیر ہو گی۔

علاوہ ازیں اگر اس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو تو وہ اسی دنیا میں اپنی میراث تیرے حوالے کرے گا، اس بات کی جزا کے طور پر کہ تو نے اس پر اپنا مال خرچ کیا۔ جب تو اس پر اپنا مال خرچ کر چکے تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس کا حق ادا ہو جائے گا۔

اگر تو اس کے حق کی پاسبانی نہ کرے تو خطرہ ہے کہ تیرے لیے اس کی میراث مبارک ثابت نہ ہو۔ نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی مشیت سے۔

۲۸۔ نیکی کرنے والے کا حق:

تمھارے ساتھ نیکی کرنے والے کا تمھارے اوپر یہ حق ہے کہ تم اس کی قدر دانی کرو، اس کی اچھائیوں کا ذکر کرو، اس کے بارے میں اچھی بات پھیلاؤ، نیز اپنے اور اللہ (سبحانہ) کے درمیان اس کے لیے خلوص سے دعا کرو، کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو یہ تمھاری طرف سے پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر اس کی قدر دانی ہو گی۔

پھر اگر کسی دن اس کی نیکی کا بدلہ دینا تمھارے لیے ممکن ہوا تو اسے بدلہ دو، لیکن اگر ممکن نہ ہوا تو تم اس (کا بدلہ چکانے) کے منتظر رہو اور اپنے نفس کو اس کے لیے آمادہ رکھو۔

۲۹۔ مؤذن کا حق:

مؤذن کا حق یہ ہے کہ تم جان لو کہ وہ تمھیں اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہے اور تمھیں اپنے حصہ ونصیب کی طرف بلاتا ہے اور تیرے اوپر خدا کی طرف سے جو فرض ہے اس کی ادائیگی میں وہ تمھارا مددگار ہے۔

پس اس بات پر اس کی قدر دانی کرو جس طرح تم اس شخص کی قدر دانی کرتے ہو جو تمھارے ساتھ نیکی کرے۔

۳۰۔ پیش امام کا حق:

تمھاری نماز کے امام کا حق یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ اس نے تمھارے اور تمھارے رب عزوجل کے درمیان رابطے کی ذمہ داری سنبھال رکھی ہے۔ وہ تمھاری جگہ بات (قراءت) کرتا ہے لیکن تم اس کی جگہ بات نہیں کرتے، وہ تمھارے لیے دعا کرتا ہے لیکن تم اس کے لیے دعا نہیں کرتے، وہ (تمھارے لیے) طلب کرتا ہے (لیکن تم اس کے لیے طلب نہیں کرتے) وہ اللہ کے آگے (نماز میں) کھڑا ہونے کے خوف سے تمھیں بچاتا ہے۔

پس اگر اس کی نماز میں کوئی کمی رہ جائے تو اس کا ذمہ دار وہ ہے تم نہیں ہو، لیکن اگر درست ہو تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ثواب میں) تم اس کے شریک ہو اور اسے تم پر کوئی برتری حاصل نہیں۔

پس اس نے اپنے ذریعے تمھاری حفاظت کی اور اپنی نماز کے ذریعے تمھاری نماز کی حفاظت کی۔ پس تمھیں چاہیے کہ اسی حساب سے اس کی قدر دانی کرو۔

۳۱۔ ہم نشین کا حق:

تیرے ہم نشین کا یہ حق ہے کہ تو اس کے ساتھ نرمی برتے، گفتگو میں اس کے ساتھ انصاف کرے اور اس کی اجازت کے بغیر اپنی نشست سے نہ اٹھے۔

البتہ تو جس کے پاس بیٹھے وہ تیری اجازت کے بغیر اٹھ کر جا سکتا ہے۔ تو اس کی لغزشوں کو بھلا دے اور اس کی بھلائیوں کو یاد رکھ تو اسے اچھی باتوں کے علاوہ کچھ نہ سنا۔

۳۲۔ ہمسائے کا حق

تیرے ہمسائے کا حق یہ ہے کہ تو اس کی غیر موجودگی میں اس کی حفاظت کرے، اس کی موجودگی میں اس کی تکریم کرے، جب اس پر ظلم ہو تو اس کی مدد کرے نیز اس کی پوشیدہ باتوں اور عیوب کے پیچھے نہ پڑے۔

اگر تجھے اس کی کسی برائی کا علم ہو تو اس کی پردہ پوشی کر۔ اگر تجھے پتا چلے کہ وہ تیری نصیحت قبول کرے گا تو اپنے اور اس کے مابین اسے نصیحت کر۔

اسے مشکلات کے حوالے نہ کر، اس کی خطاؤں سے درگزر کر، اس کے ساتھ احترام میل جول رکھ۔ جب وہ تیرے ساتھ کوئی احمقانہ سلوک کرے تو اس وقت صبر سے دریغ نہ کر۔ اس کے ساتھ صلح سے اجتناب نہ کر اور لوگوں کی گالی گلوچ کو اس سے دفع کر۔

اس کی خواہی کا دم بھرنے والے (دھوکہ بازوں) کی چال کو خاک میں ملا دے۔ اور نہیں کوئی قدرت اور طاقت مگر اللہ تعالی کی مشیت سے۔

۳۳۔ ساتھی کا حق

ساتھی کا حق یہ ہے تم لطف و مہربانی اور انصاف کے ہمراہ اس کے ساتھ رہو اور اس کی تکریم کرو، جس طرح وہ تمھاری تکریم کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے کرم کرنے میں سبقت کرنے نہ دو اور اگر وہ سبقت کرے تو تم اس کا بدلہ دو۔

تم اسے اس طرح چاہو جس طرح وہ تمھیں چاہتا ہے وہ جس گناہ کا ارادہ کرے تم اسے اس سے روکو۔ اس کے لیے باعث رحمت بنو، باعث عذاب نہ بنو۔ نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی مشیت سے۔

۳۴۔ شریک کا حق:

شریک کا حق یہ ہے کہ اگر وہ غائب ہو تو تم اس (کے امور) کی کفایت کرو۔ اگر وہ حاضر ہو تو تم اس کا خیال رکھو، اس کے فیصلے کے برخلاف کوئی فیصلہ نہ کرو۔ اس کا نقطہ نظر معلوم کیے بغیر اپنی رائے سے کوئی کام نہ کرو۔ اس کے مال کی حفاظت کرو۔

اور اس کے چھوٹے بڑے تمام امور میں اس سے خیانت نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا دست شفقت اس وقت تک دونوں شریکوں کے اوپر ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں۔ اور کوئی قوت نہیں سوائے اللہ کی طاقت کے۔

۳۵۔ مال کا حق:

تیرے مال کا یہ حق ہے کہ: تو اسے صرف حلال طریقے سے حاصل کرے، صرف درست مصارف میں خرچ کرے، اس کے صحیح موارد سے اس کو ادھر ادھر نہ کرے، اسے اس کے اصل سے دور نہ کرے، اور جب وہ اللہ کی طرف سے ہو تو اسے صرف اسی کی طرف لوٹا دے۔ اور اللہ ہی کی طرف وسیلہ قرار دے۔

مال کے معاملے میں اس شخص کو اپنے اوپر ترجیح نہ دے جو تیری تعریف (قدر شناسی) نہیں کرتا۔ پس اس کے ذریعے اطاعتِ الٰہی کی کوشش کر۔ مال میں کنجوسی نہ کر، ورنہ بعد میں نقصان کے ساتھ ساتھ افسوس اور ندامت کا سامنا ہوگا۔ نہیں کوئی قوت مگر اللہ کے ساتھ۔

۳۶۔ قرض خواہوں کا حق:

تمھارے قرض خواہ کا حق یہ ہے کہ اگر تمھاری مالی حالت ٹھیک ہو تو اسے (اس کا قرض) واپس کرو، اسے محروم نہ لوٹاؤ اور ٹال مٹول نہ کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''مال دار کا (قرض کی ادائیگی میں) ٹال مٹول سے کام لینا ظلم ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر تم تنگدست ہو تو اسے اچھی باتوں کے ساتھ راضی کرو اور اچھے انداز میں اس کی طرف راغب ہو جاؤ اور اس سے اچھے انداز میں جان چھڑاؤ۔ اسے مالی نقصان کے ساتھ برے سلوک سے بھی دوچار نہ کرو، کیونکہ یہ ایک پست عمل ہے۔ نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی مشیت سے۔

۳۷۔ میل جول رکھنے والے کا حق:

میل جول رکھنے والے کا حق یہ ہے: تم اس کے ساتھ دھوکہ، فریب اور مکر سے کام نہ لو، اس کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اسے نہ جھٹلاؤ، اسے غافل قرار مت دو اور اس دشمن کی طرح اس کی عیب جوئی نہ کرو جو اپنے ساتھی پر رحم نہیں کرتا۔

اگر اسے تمھارے اوپر اطمینان اور بھروسہ ہو تو اس کے حق میں بھرپور زحمت اٹھاؤ اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ بھروسہ کرنے والے کو دھوکہ دینا حرام ہے۔

۳۸۔ مدعی کا حق:

تیرے خلاف دعویٰ کرنے والے مخالف فریق کا حق یہ ہے، کہ اگر تیرے خلاف اس کا دعویٰ درست ہے تو تو خود اپنے خلاف اس کے حق میں شہادت دے۔

اس پر ظلم نہ کر اور اسے اس کا پورا حق دے لیکن اگر اس کا دعویٰ باطل ہو تو اس کے ساتھ نرمی کر اور اس کے معاملے میں (نرمی کے علاوہ کوئی رویہ اختیار) نہ کر۔ اور نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی مشیت سے۔

۳۹۔ مدعا علیہ کا حق:

رہا تیرے مدعیٰ علیہ کا حق تو وہ یہ ہے کہ اگر تیرا دعویٰ برحق ہو تو اچھے طریقے سے اس کے ساتھ بحث کر اور اس کے حق کا انکار نہ کر۔

لیکن اگر تیرا دعویٰ غلط ہو تو تو اللہ سے ڈر، اس کے حضور توبہ کر اور دعوے سے دستبردار ہو جا کیونکہ دعویٰ مدعا علیہ کی سماعت پر گراں گزرتا ہے۔ تو اپنی دلیل نرمی سے پیش کر، اسے مہلت دینے میں ملائمت سے کام لے، اپنا بیان واضح انداز میں بیان کر، لطف و مہربانی سے کام لے اور اس کے ساتھ قیل و قال اور جھگڑا کر کے اپنی دلیل سے اعراض نہ کر، وگرنہ تیری دلیل ضائع ہو گی اور تجھے اس سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰۔ مشورہ لینے والے کا حق:

رائے لینے والے کا حق یہ ہے کہ اگر تیرے پاس اس کے لیے کوئی مفید رائے ہو تو اسے یہ سمجھتے ہوئے اس بات کا مشورہ دے کہ اگر تو اس کی جگہ ہوتا تو اس بات پر عمل کرتا۔

اس بارے میں تجھے نرمی اور مہربانی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، کیونکہ نرمی اجنبیت کو محبت میں بدلتی ہے جبکہ سختی انس و محبت کو اجنبیت میں تبدیل کرتی ہے۔ لیکن اگر تیرے ذہن میں اس کے لیے کوئی مفید مشورہ نہ ہو، مگر تجھے کسی اور کا پتا ہو جس کی رائے پر تجھے اطمینان ہو اور تو خود اپنے لیے اس (کی رائے) سے راضی ہو تو اس کی طرف (رائے لینے والے) کی راہنمائی کر۔

اس صورت میں نہ تو نے اس کے ساتھ بھلائی میں کوتاہی کی اور نہ ہی اس کی نصیحت میں بخل سے کام لیا۔ اور نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی مشیت سے۔

۴۱۔ مشورہ دینے والے کا حق:

تجھے مشورہ دینے والے کا حق یہ ہے کہ جب وہ تجھے مشورہ دے اور تجھے اس کی رائے راس نہ آئے تو اسے الزام نہ دے، کیونکہ آراء و نظریات میں لوگ مختلف انداز سے سوچتے ہیں۔ پس جب تجھے اس کی رائے کے بارے میں بدگمانی ہو تو اپنی مرضی کے مطابق عمل کر۔ اگر وہ تیری نظر میں مشورے کا اہل ہو تو (مشورہ لینے کے بعد) اسے الزام نہ دینا۔

اگر تجھے اس کی رائے درست اور اس کا مشورہ صائب نظر آئے تو اس کا شکریہ ادا کرنے سے پہلو تہی نہ کر۔ اگر وہ تجھے راس آئے تو اللہ کی حمد بجا لا اور اسے اپنے بھائی سے شکریے کے ساتھ قبول کر اور اسے اسی قسم کا بدلہ دینے کا ارادہ رکھ، اگر وہ تیری مدد طلب کرے۔ اور نہیں کوئی قوت مگر اللہ کے سہارے سے۔

۴۲۔ نصیحت خواہ کا حق:

نصیحت طلب کرنے والے کا حق یہ ہے کہ تم اسے نصیحت کرو، اس کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک کرو اور اس کے ساتھ اس کی عقل کی گنجائش کے مطابق بات کرو، کیونکہ ہر عقل کے لیے کلام کا ایک خاص درجہ ہوتا ہے، جسے وہ پہچانتا ہے یا اس سے اجتناب کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳۔ نصیحت کرنے والے کا حق:

نصیحت کرنے والے کا حق یہ ہے کہ تو اس کے سامنے فروتنی اختیار کرے اور اس کی بات کان لگا کر سنے۔ پس اگر اس کا مشورہ صائب ہو تو اللہ عزوجل کی حمد کر، لیکن اگر موافق نہ آئے تو اس کے ساتھ مہربانی کر اور اس پر الزام نہ لگا اور یہ جان لے کہ اس سے غلطی ہوگئی ہے۔ تو اس سے مؤخذہ نہ کر، مگر یہ کہ وہ الزام کا مستحق ہو تو اس کے معاملے میں کسی قسم کی ہرگز کوئی پرواہ نہ کر۔ اور نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی مشیت سے۔

۴۴۔ بڑوں کا حق:

بڑے کا حق یہ ہے: تم اس کی عمر کے پیش نظر اس کی تکریم کرو، اسلام میں تم پر اس کی سبقت کے پیش نظر اس کی تعظیم کرو، جھگڑے کی صورت میں اس کا مقابلہ نہ کرو، راستہ چلتے ہوئے اس سے آگے نہ بڑھو، اس پر سبقت نہ کرو، اسے جاہل نہ سمجھو، اگر وہ تمھارے ساتھ اجڈ پن کرے تو تم اس پر صبر کرو۔

اور اسلام کے حق اور حرمت کے پیش نظر اس کی تکریم کرو، کیونکہ یہ عمر کا حق ہے اسلام کے مطابق۔ اور نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی۔

۴۵۔ چھوٹوں کا حق:

(تجھ سے) چھوٹے کا حق یہ ہے: اس کی تعلیم و تربیت میں شفقت سے کام لیا جائے، اس سے درگزر کیا جائے، اس کی پردہ پوشی کی جائے، اس سے نرمی برتی جائے، اس کی مدد کی جائے اور اس کی نوجوانی کے جرائم کو چھپایا جائے، کیونکہ یہ توبہ کا باعث ہے۔

نیز اس کے ساتھ نرمی و مدارات سے کام لیا جائے۔ اور اس سے جھگڑا نہ کیا جائے کیونکہ یہ اسے راہ راست پر لانے کے لیے زیادہ کارگر ہے۔

۴۶۔ سائل (مانگنے والے) کا حق:

سائل کا حق یہ ہے: اس کی ضرورت کے مطابق اسے دینا، اس پر نازل ہونے والی مصیبت میں اس کے لیے دعا کرنا، اور اس کے مانگنے پر اس کی مدد کرنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تجھے اس کی صداقت میں شک ہو، بدگمانی آڑے آئے اور تیرا مدد کرنے کا ارادہ نہ بنے تو خطرہ ہے کہ کہیں یہ کوئی شیطانی چال نہ ہوتا کہ وہ تجھے تیرے فائدے سے روکے اور وہ تیرے اور تیرے رب کی رضا مندی کے درمیان حائل ہو جائے۔

(نہ دینے کی صورت میں) تو اس کی پردہ پوشی کے ساتھ اس سے جدا ہو جا اور اسے اچھے طریقے سے لوٹا دے، لیکن اگر اس کے معاملے میں تو اپنے نفس کو شکست دے اور اس کے بارے میں تیرے دل میں پیدا ہونے والے گمان کے باوجود تو اسے عطا کرے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

۴۷۔ مسئول کا حق:

مسئول (جس سے مانگا جائے) کا حق (مانگنے والے پر) یہ ہے: جب وہ کچھ دے تو شکریے کے ساتھ قبول کیا جائے، اور اس کی مہربانی کا احساس کیا جائے، اگر وہ نہ دے تو نہ دینے کی وجہ پوچھی جائے۔

تم اس کے ساتھ حسن ظن رکھو اور یہ جان لو کہ اگر اس نے نہیں دیا تو اس نے اپنا مال نہیں دیا اور اس کے اپنے مال (سے نہ دینے پر) اس کی مذمت نہیں ہو سکتی اور اگر وہ ظالم ہے تو بے شک انسان بہت ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

۴۸۔ تجھے مسرت دینے والے کا حق:

اللہ تعالیٰ کی خاطر تجھے خوش کرنے والے کا حق یہ ہے کہ پہلے تو اللہ عزوجل کی تعریف کرے پھر اس (نیکی) کا بدلہ چکاتے وقت اسی کے برابر اس کی قدر دانی کرے اور نیکی میں اس کی سبقت کی فضیلت کا بدلہ دے۔ اگر وہ (فی الحال) بدلہ قبول نہ کرے تو (بعد میں) اچھا بدلہ دینے کا ارادہ رکھ۔

اگر وہ بدلہ قبول کرنے کا ارادہ نہ کرے تو تو پہلے اللہ کی مدح کر، پھر اس شخص کا شکریہ ادا کر اور یہ جان لے کہ یہ اس کی طرف سے تیرے اوپر خصوصی احسان ہے۔

اگر یہ تجھ پر اللہ کی نعمتوں کے اسباب میں سے کوئی سبب ہو اور تجھے اس کے بعد بھلائی کی امید ہو تو تجھے اسے پسند کرنا چاہیے کیونکہ نعمتوں کے اسباب باعث برکت ہیں، خواہ وہ کہیں بھی ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۹۔ غلط فیصلہ کرنے والے کا حق:

جس شخص کے قولی یا عملی فیصلے سے تجھے کوئی برائی پہنچی ہو تو اس کا یہ حق ہے: اگر اس نے عمداً ایسا کیا ہے تو عفو کرنا تمھارے لیے زیادہ سزاوار ہے۔ کیونکہ یہ اس (فیصلہ کرنے والے) اور اس کی طرح کے بہت سے لوگوں کی تذلیل کا باعث ہے اور ان کے لیے ایک اچھا سبق ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور جو کوئی مظلوم واقع ہونے کے بعد بدلہ لے، پس ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ ملامت تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ البتہ جس نے صبر کیا اور درگزر سے کام لیا تو یہ یقیناً ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

نیز ارشاد فرماتا ہے:

''اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہے لیکن اگر تم صبر سے کام لو تو یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے۔''

یہ تو تھا جان بوجھ کر غلط فیصلہ کرنے کی صورت میں۔ لیکن اگر عمداً ایسا نہ کیا ہو تو تم بھی جان بوجھ کر انتقام کی خاطر اس پر ظلم نہ کرو۔ یہ ایسا ہو گا گویا آپ نے اس سے اس کی ارادی غلطی کا بدلہ لیا ہو۔ تم اس سے نرمی کرو اور اس کا جواب حتی المقدور مہربانی سے دو۔ اور نہیں کوئی قوت مگر اللہ کی مشیت سے۔

۵۰۔ ہم مذہب لوگوں کا حق:

تمھارے ہم مذہب لوگوں کا یہ حق ہے: ان کی سلامتی اور ان پر مہربانی کا ارادہ کیا جائے، ان میں سے جو برا کرے اس کے ساتھ نرمی و مہربانی کی جائے، ان سے محبت برتی جائے، ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے، ان میں سے اچھے لوگوں کا شکریہ ادا کیا جائے، اور ان سے تکالیف کو دور رکھا جائے۔ تم ان کے لیے وہی چاہو جو تم اپنے لیے چاہتے ہو۔ اور ان کے لیے وہ چیز پسند نہ کرو جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ پس اپنی دعا میں ان سب کو شامل کرو، ان سب کی مدد کرو اور ان سب کو ان کا مناسب مقام دو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے جو بڑے ہیں وہ باپ کی حیثیت رکھتے ہیں، جو چھوٹے ہیں وہ بیٹے کی اور جو درمیانے ہیں وہ بھائی کی طرح ہیں۔

(پس جو تیرے پاس آئے اس کے ساتھ لطف و کرم کا برتاؤ کرو) اور اپنے بھائی کے ساتھ اس طرح نیکی کرو جس طرح ایک بھائی کو دوسرے بھائی کے ساتھ ضرور کرنی چاہیے۔

۵۱۔ ذمیوں کا حق:

ذمیوں کا حق یہ ہے: اللہ نے ان سے جو کچھ قبول فرمایا ہے وہی تم بھی ان سے قبول کرو اور جب تک وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں تب تک تم ان پر ظلم نہ کرو، اللہ نے اپنی طرف سے ان کے جو امان اور عہد قرار دیا ہے اس کی پاس داری کرو، اور انھوں نے اپنی طرف سے جو کچھ طلب کیا ہے اس میں تم انھیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔

تمھارے اور ان کے باہمی معاملات میں اللہ کی طرف سے تم پر لازم شدہ حکم کے تحت ان کے بارے میں فیصلہ کرو۔ اہل ذمہ کو اللہ کی طرف سے حاصل امان کی پاسداری نہ کر کے نیز اللہ اور رسول کے عہد کو توڑ کر ان پر ظلم نہ کرو کیونکہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''جو شخص کسی ذمی پر ظلم کرے وہ میرا دشمن ہے۔'' پس اللہ سے ڈرو۔

اور نہیں کوئی قدرت اور قوت مگر اللہ کے ساتھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.4 RELEVANT PROVISIONS OF THE UNITED NATIONS CHARTER, 1945

The Charter of the United Nations was signed on 26 June 1945, in San Francisco, at the conclusion of the United Nations Conference on International Organization, and came into force on 24 October 1945. The Statute of the International Court of Justice is an integral part of the Charter. Of the articles included below, Article 61 has been amended twice, increasing membership of the Economic and Social Council from eighteen to twenty-seven (General Assembly Resolution 1991 (XVIII), 17 December 1963; in force 31 August 1965); and from twenty seven to fifty-four (General Assembly Resolution 2847 (XXVI), 20 December 1971(105-2-15); in force 24 September 1973).

See Simma, B., ed., The Charter of the United Nations: A Commentary, 1995.

TEXT

WE THE PEOPLES OF THE UNITED NATIONS DETERMINED

To save succeeding generations from the scourge of war, which twice in our lifetime has brought untold sorrow to mankind, and to reaffirm faith in fundamental human rights, in the dignity and worth of the human person, in the equal rights of men and women and of nations large and small, and to establish conditions under which justice and respect for the obligations arising from treaties and other sources of international law can be maintained, and to promote social progress and

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

better standards of life in larger freedom,

AND FOR THESE ENDS

To practise tolerance and live together in peace with one another as good neighbours, and to unite our strength to maintain international peace and security, and to ensure by the acceptance of principles and the institution of methods, that armed force shall not be used, save in the common interest, and to employ international machinery for the promotion of the economic and social advancement of all peoples.

HAVE RESOLVED TO COMBINE OUR EFFORTS TO ACCOMPLISH THESE AIMS

Accordingly, our respective Governments, through representatives assembled in the city of San Francisco, who have exhibited their full powers found to be in good and due form, have agreed to the present Charter of the United Nations and do hereby establish an international organization to be known as the United Nations.

CHAPTER I

Purposes and Principles

Article 1

The Purposes of the United Nations are:

1. To maintain international peace and security, and to that end: to take effective collective measures for the prevention and removal of threats to the peace, and for the suppression of acts of aggression or

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

other breaches of the peace, and to bring about by peaceful means, and in conformity with the principles of justice and international law, adjustment or settlement of international disputes or situations which might lead to a breach of the peace;

2. To develop friendly relations among nations based on respect for the principle of equal rights and self-determination of peoples, and to take other appropriate measures to strengthen universal peace;
3. To achieve international co-operation in solving international problems of an economic, social, cultural, or humanitarian character, and in promoting and encouraging respect for human rights and for fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion; and
4. To be a centre for harmonizing the actions of nations in the attainment of these common ends.

Article 2

The Organization and its Members, in pursuit of the Purposes stated in Article 1, shall act in accordance with the following principles.

1. The Organization is based on the principle of the sovereign equality of all its Members.
2. All Members, in order to ensure to all of them the rights and benefits resulting from membership, shall fulfill in good faith the obligations assumed by them in accordance with the present Charter.
3. All Members shall settle their international disputes by peaceful means in such a manner that international peace and security, and

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

justice, are not endangered.

4. All Members shall refrain in their international relations from the threat or use of force against the territorial integrity or political independence of any State, or in any other manner inconsistent with the Purposes of the United Nations.
5. All Members shall give the United Nations every assistance in any action it takes in accordance with the present Charter, and shall refrain from giving assistance to any State against which the United Nations is taking preventive or enforcement action.
6. The Organization shall ensure that States which are not Members of the United Nations act in accordance with these Principles so far as may be necessary for the maintenance of international peace and security.
7. Nothing contained in the present Charter shall authorize the United Nations to intervene in matters which are essentially within the domestic jurisdiction of any State or shall require the Members to submit such matters to settlement under the present Charter; but this principle shall not prejudice the applications of enforcement measures under Chapter VII.

Article 10

The General Assembly may discuss any questions or any matters within the scope of the present Charter or relating to the powers and functions of any organs provided for in the present Charter, and, except as provided in Article 12, may make recommendations to the Members

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

of the United Nations or to the Security Council or to both on any such questions or matters.

Article 13

1. The General Assembly shall initiate studies and make recommendations for the purpose of:

(a) promoting international cooperation in the political field and encouraging the progressive development of international law and its codification;

(b) promoting international cooperation in the economic, social, cultural, educational, and health fields, and assisting in the realization of human rights and fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion.

2. The further responsibilities, functions and powers of the General Assembly with respect to matters mentioned in paragraph I(b) above are set forth in Chapters IX and X.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

CHAPTER IX

International Economic and Social Co-operation

Article 55

With a view to the creation of conditions of stability and well-being which are necessary for peaceful and friendly relations among nations based on respect for the principle of equal rights and self-determination of peoples, the United Nations shall promote:

(a) Higher standards of living, full employment, and conditions of economic and social progress and development;

(b) Solutions of international economic, social, health, and related problems; and international cultural and educational co-operation; and

(c) Universal respect for, and observance of, human rights and fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion.

Article 56

All Members pledge themselves to take joint and separate action in co-operation with the Organization for the achievement of the purposes set forth in Article 55.

Article 57

1. The various specialized agencies, established by intergovernmental agreement and having wide international responsibilities, as defined in their basic instruments, in economic, social, cultural, educational,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

health, and related fields, shall be brought into relationship with the United Nations in accordance with the provisions of Article 63.

2. Such agencies thus brought into relationship with the United Nations are hereinafter referred to as specialized agencies.

Article 58

The Organization shall make recommendations for the coordination of the policies and activities of the specialized agencies.

Article 59

The Organization shall, where appropriate, initiate negotiations among the States concerned for the creation of any new specialized agencies required for the accomplishment of the purposes set forth in Article 55.

Article 60

Responsibility for the discharge of the functions of the Organization set forth in this Chapter shall be vested in the General Assembly and, under the authority of the General Assembly, in the Economic and Social Council, which shall have for this purpose the powers set forth in Chapter X.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.5 UNIVERSAL DECLARATION OF HUMAN RIGHTS, 1948

The references to human rights in the Charter of the United Nations (see preamble, Articles 1, 55, 56, 62, 68, and 76) have provided the basis for elaboration of the content of standards and of the machinery for implementing protection of human rights. On 10 December 1948 the General Assembly of the United Nations adopted a Universal Declaration of Human Rights: UN doc. A/811. The voting was forty-eight for and none against. The following eight States abstained: Byelorussian S.S.R., Czechoslovakia, Poland, Saudi Arabia, Ukrainian S.S.R., U.S.S.R., Union of South Africa, and Yugoslavia. The Declaration is not a legally binding instrument as such, and certain of its provisions depart, or departed, from then existing and generally accepted rules. Nevertheless some of its provisions either constitute general principles of law (see the Statute of the International Court of Justice, Article 38(i) (c), or represent elementary considerations of humanity. More important is its status as an authoritative guide, produced by the General Assembly, to the interpretation of the Charter. In this capacity the Declaration has considerable indirect legal effect, and it is regarded by the Assembly and by some jurists as a part of the 'law of the United Nations'. On the Declaration, see Oppenheim, International Law (Lauterpacht, H., ed., 8th edn), I, 744-6; (Jennings, R. Y. A. & Watts, A., eds., 9th edn., 1992), I, 1000-5; Waldock, H., 106 Recueil des cours (Hague Academy of International Law), 1962-II, 198-9.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

The Declaration has its own importance and cannot be regarded as having merely a historical significance. In particular, many States are not yet parties to the International Covenants (see below). The Universal Declaration is also given prominence in, among others the Proclamation of Tehran, adopted by the United Nations Conference on Human Rights: see the Final Act of the International Conference on Human Rights, Tehran, 22 April-13 May 1968: UN doc. A/CONF 32/41; the Vienna Declaration and Programme of Action, adopted by the World Conference on Human Rights on 25 June 1993: UN doc. A/CONF.157/23 12 July 1993; and the Beijing Declaration and Platform of Action adopted by the Fourth UN World Conference on Women, Beijing, 4-15 September 1995: UN doc. A/CONF.177/20, 17 October 1995.

TEXT

Preamble

Whereas recognition of the inherent dignity and of the equal and inalienable rights of all members of the human family is the foundation of freedom, justice and peace in the world,

Whereas disregard and contempt for human rights have resulted in barbarous acts which have outraged the conscience of mankind, and the advent of a world in which human beings shall enjoy freedom of speech and belief and freedom from fear and want has been proclaimed as the highest aspiration of the common people,

Whereas it is essential, if man is not to be compelled to have recourse, as a last resort, to rebellion against tyranny and oppression, that

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

human rights should be protected by the rule of law,

Whereas it is essential to promote the development of friendly relations between nations,

Whereas the peoples of the United Nations have in the Charter reaffirmed their faith in fundamental human rights, in the dignity and worth of the human person and in the equal rights of men and women and have determined to promote social progress and better standards of life in larger freedom.

Whereas Member States have pledged themselves to achieve, in cooperation with the United Nations, the promotion of universal respect for and observance of human rights and fundamental freedoms,

Whereas a common understanding of these rights and freedoms is of the greatest importance for the full realization of this pledge,

Now, Therefore,

The General Assembly

Proclaims this Universal Declaration of Human Rights as a common standard of achievement for all peoples and all nations, to the end that every individual and every organ of society, keeping this Declaration constantly in mind. shall strive by teaching and education to promote respect for these rights and freedoms and by progressive measures, national and international, to secure their universal and effective recognition and observance, both among the peoples of Member States themselves and among the peoples of territories under their jurisdiction.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 1

All human beings are born free and equal in dignity and rights. They are endowed with reason and conscience and should act towards one another in a spirit of brotherhood.

Article 2

Everyone is entitled to all the rights and freedoms set forth in this Declaration, without distinction of any kind, such as race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status.

Furthermore, no distinction shall be made on the basis of the political, jurisdictional or international status of the country or territory to which a person belongs, whether it be independent, trust, non-self-governing or under any other limitation of sovereignty.

Article 3

Everyone has the right to life, liberty and security of person.

Article 4

No one shall be held in slavery or servitude; slavery and the slave trade shall be prohibited in all their forms.

Article 5

No one shall be subjected to torture or to cruel, inhuman or degrading treatment or punishment.

Article 6

Everyone has the right to recognition everywhere as a person before

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

the law.

Article 7

All are equal before the law and are entitled without any discrimination to equal protection of the law. All are entitled to equal protection against any discrimination in violation of this Declaration and against any incitement to such discrimination.

Article 8

Everyone has the right to an effective remedy by the competent national tribunals for acts violating the fundamental rights granted him by the constitution or by law.

Article 9

No one shall be subjected to arbitrary arrest, detention or exile.

Article 10

Everyone is entitled in full equality to a fair and public hearing by an independent and impartial tribunal, in the determination of his rights and obligations and of any criminal charge against him.

Article 11

1. Everyone charged with a penal offence has the right to be presumed innocent until proved guilty according to law in a public trial at which he has had all the guarantees necessary for his defence.
2. No one shall be held guilty of any penal offence on account of any act or omission which did not constitute a penal offence, under national or international law, at the time when it was committed.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Nor shall a heavier penalty be imposed than the one that was applicable at the time the penal offence was committed.

Article 12

No one shall be subjected to arbitrary interference with his privacy, family, home or correspondence, nor to attacks upon his honour and reputation.

Everyone has the right to the protection of the law against such interference or attacks.

Article 13

1. Everyone has the right to freedom of movement and residence within the borders of each State.
2. Everyone has the right to leave any country, including his own, and to return to his country.

Article 14

1. Everyone has the right to seek and to enjoy in other countries asylum from persecution.
2. This right may not be invoked in the case of prosecutions genuinely arising from non-political crimes or from acts contrary to the purposes and principles of the United Nations.

Article 15

1. Everyone has the right to a nationality.
2. No one shall be arbitrarily deprived of his nationality nor denied the right to change his nationality.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 16

1. Men and women of full age, without any limitation due to race, nationality or religion, have the right to marry and to found a family. They are entitled to equal rights as to marriage, during marriage and at its dissolution.
2. Marriage shall be entered into only with the free and full consent of the intending spouses.
3. The family is natural and fundamental group unit of society and is entitled to protection by society and the State.

Article 17

1. Everyone has the right to own property alone as well as in association with others.
2. No one shall be arbitrarily deprived of his property.

Article 18

Everyone has the right to freedom of thought, conscience and religion; this right includes freedom to change his religion or belief, and freedom, either alone or in community with others and in public or private, to manifest his religion or belief in teaching, practice, worship and observance.

Article 19

Everyone has the right to freedom of opinion and expression; this right includes freedom to hold opinions without interference and to seek, receive and impart information and ideas through any media and regardless of frontiers.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 20

1. Everyone has the right to freedom of peaceful assembly and association.
2. No one may be compelled to belong to an association.

Article 21

1. Everyone has the right to take part in the government of his country, directly or through freely chosen representative.
2. Everyone has the right to equal access to public service in his country.
3. The will of the people shall be the basis of the authority of government; this will, shall be expressed in periodic and genuine elections which shall be by universal and equal suffrage and shall be held by secret vote or by equivalent free voting procedures.

Article 22

Everyone, as a member of society, has the right to social security and is entitled to realization, through national effort and international co-operation and in accordance with the organization and resources of each State, of the economic, social and cultural rights indispensable for his dignity and the free development of his personality.

Article 23

1. Everyone has the right to work, to free choice of employment, to just and favourabale conditions of work and to protection against unemployment.
2. Everyone, without any discrimination, has the right to equal pay for

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

equal work.

3. Everyone who works has the right to just and favourable remuneration ensuring for himself and his family an existence worthy of human dignity, and supplemented, if necessary, by other means of social protection.
4. Everyone has the right to form and to join trade unions for the protection of his interests.

Article 24

Everyone has the right to rest and leisure, including reasonable limitation of working hours and periodic holidays with pay.

Article 25

1. Everyone has the right to a standard of living adequate for the health and well-being of himself and of his family, including food, clothing, housing and medical care and necessary social services, and the right to security in the event of unemployment, sickness, disability, widowhood, old age or other lack of livelihood in circumstances beyond his control.
2. Motherhood and childhood are entitled to special care and assistance. All children, whether born in or out of wedlock, shall enjoy the same social protection.

Article 26

1. Everyone has the right to education. Education shall be free, at least in the elementary and fundamental stages. Elementary education shall be compulsory. Technical and professional education shall be

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

made generally available and higher education shall be equally accessible to all on the basis of merit.

2. Education shall be directed to the full development of the human personality and to the strengthening of respect for human rights and fundamental freedoms. It shall promote understanding, tolerance and friendship among all nations, racial or religious groups, and shall further the activities of the United Nations for the maintenance of peace.
3. Parents have a prior right to choose the kind of education that shall be given to their children.

Article 27

1. Everyone has the right freely to participate in the cultural life of the community to enjoy the arts and to share in scientific advancement and its benefits.
2. Everyone has the right to the protection of the moral and material interests resulting from any scientific, literary or artistic production of which he is the author.

Article 28

Everyone is entitled to a social and international order in which the rights and freedoms set forth in this Declaration can be fully realized.

Article 29

1. Everyone has duties to the community in which alone the free and full development of his personality is possible.
2. In the exercise of his rights and freedoms, everyone shall be subject

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

only to such limitations as are determined by law solely for the purpose of securing due recognition and respect for the rights and freedoms of others and of meeting the just requirements of morality, public order and the general welfare in a democratic society.

3. These rights and freedoms may in no case be exercised contrary to the purposes and principles of the United Nations.

Article 30

Nothing in this Declaration may be interpreted as implying for any State, group or person any right to engage in any activity or to perform any act aimed at the destruction of any of the rights and freedoms set forth herein.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.6 CONVENTION ON THE POLITICAL RIGHTS OF WOMEN, 1953

The Convention was adopted by General Assembly Resolution 640 (VII) of 20 December 1952, opened for signature on 31 March, 1953, and entered into force on 7 July 1954. For the text in various languages see 193 UNTS 135; UK Treaty Series, No. 101 (1967), Cmnd. 3449.

See further, Convention on the Political Rights of Women: History and Commentary, ST/SOA/27, UN Sales No.1955, IV, 17; Year Book on the Human Rights, 1948, 439 (Bogota Convention).

TEXT

The Contracting Parties,

Desiring to implement the principle of equality of rights for men and women contained in the Charter of the United Nations,

Recognizing that everyone has the right to take part in the government of his country directly or indirectly through freely chosen representatives, and has the right to equal access to public service in his country, and desiring to equalize the status of men and women in the enjoyment and exercise of political rights, in accordance with the provisions of the Charter of the United Nations and of the Universal Declaration of Human Rights,

Having resolved to conclude a convention for this purpose,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Hereby agree as hereinafter provided:

Article I

Women shall be entitled to vote in all elections on equal terms with men, without any discrimination.

Article II

Women shall be eligible for election to all publicly elected bodies, established by national law, on equal terms with men, without any discrimination.

Article III

Women shall be entitled to hold public office and to exercise all public functions, established by national law, on equal terms with men, without any discrimination.

Article IV

1. This Convention shall be open for signature on behalf of any Member of the United Nations and also on behalf of any other State to which an invitation has been addressed by the General Assembly.
2. This Convention shall be ratified and the instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.

Article V

1. This Convention shall be open for accession to all States referred to in paragraph 1 of Article IV.
2. Accession shall be effected by the deposit of an instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article VI

1. This Convention shall come into force on the ninetieth day following the date of deposit of the sixth instrument of ratification or accession.

2. For each State ratifying or acceding to the Convention after the deposit of the sixth instrument of ratification or accession the Convention shall enter into force on the ninetieth day after deposit by such State of its instrument of ratification or accession.

Article VII

In the event that any State submits a reservation to any of the articles of this Convention at the time of signature, ratification or accession, the Secretary-General shall communicate the text of the reservation to all States which are or may become Parties to this Convention. Any State which objects to the reservation may, within a period of ninety days from the date of the said communication (or upon the date of its becoming a Party to the Convention), notify the Secretary-General that it does not accept it. In such case, the Convention shall not enter into force as between such State and the State making the reservation.

Article VIII

1. Any State may denounce this Convention by written notification to the Secretary-General of the United Nations. Denunciation shall take effect one year after the date of receipt of the notification by the Secretary-General.

2. This Convention shall cease to be in force as from the date when the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

denunciation which reduces the number of Parties to less than six becomes effective.

Article IX

Any dispute which may arise between any two or more Contracting States concerning the interpretation or application of this Convention, which is not settled by negotiation, shall at the request of any one of the parties to the dispute be referred to the International Court of Justice for decision, unless they agree to another mode of settlement.

Article X

The Secretary-General of the United Nations shall notify all Members of the United Nations and the non-member States contemplated in paragraph 1 of Article IV of this Convention of the following:

(a) Signatures and instruments of ratification received in accordance with Article IV;

(b) Instruments of accession received in accordance with Article V;

(c) The date upon which this Convention enters into force in accordance with Article VI;

(d) Communications and notifications received in accordance with Article VII;

(e) Notifications of denunciation received in accordance with paragraph 1 of Article VIII;

(f) Abrogation in accordance with paragraph 2 of Article VIII.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article XI

1. This Convention, of which the Chinese, English, French, Russian and Spanish text shall be equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations.
2. The Secretary-General of the United Nations shall transmit a certified copy to all Members of the United Nations and to the non-member States contemplated in paragraph 1 of Article IV.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.7 INTERNAITONAL COVENANT ON CIVIL AND POLITICAL RIGHTS, 1966

This was adopted at the same time as the last Covenant, and entered into force on 23 March 1976; see General Assembly Resolution 2200A (XXI), UN doc.A/6316 (1966). For the text in various languages, see 999 UNTS171; UK Treaty Series No.6 (1977); Cmnd.6702.

With respect to inter-State complaints under the option procedure provided for in Article 41, there is an overlap with the procedure under the European Convention on Human Rights, below. However, unlike its European counterpart, the Covenant provision has not so far been employed.

Generally, see Joseph, S., Schultz, J., & Castan, M., The International Covenant on Civil and Political Rights, Cases, Materials, and Commentary (2000); Nowak, M., UN Covenant on Civil and Political Rights, CCPR Commentary (1990); Opshal, T. 'The Human Rights Committee,' in Alston, P. (ed.), The United Nations and Human Rights (1992), 369-443; Schwelb, E., 'Civil and Political Rights: The International Measures of Implementation', 62 AJIL 827-68 (1968).

TEXT

Preamble

The States Parties to the present Covenant,

Considering that, in accordance with the principles proclaimed in the Charter of the United Nations, recognition of the inherent dignity and of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

the equal and inalienable rights of all members of the human family is the foundation of freedom, justice and peace in the world.

Recognizing that these rights derive from the inherent dignity of the human person,

Recognizing that, in accordance with the Universal Declaration of Human Rights, the ideal of free human beings enjoying civil and political freedom and freedom from fear and want can only be achieved if conditions are created whereby everyone may enjoy his civil and political rights, as well as his economic, social and cultural rights,

Considering the obligation of States under the Charter of the United Nations to promote universal respect for, and observance of, human rights and freedoms,

Realizing that the individual, having duties to other individuals and to the community to which he belongs, is under a responsibility to strive for the promotion and observance of the rights recognized in the present Covenant,

Agree upon the following articles:

PART I

Article 1

1. All peoples have the right of self-determination. By virtue of the right they freely determine their political status and freely pursue their economic, social and cultural development.
2. All peoples may, for their own ends, freely dispose of their natural wealth and resources without prejudice to any obligations arising out

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

of international economic co-operation, based upon the principle of mutual benefit, and international law. In no case may a people be deprived of its own means of subsistence.

3. The States Parties to the present Covenant, including those having responsibility for the administration of Non-Self-Governing and Trust Territories, shall promote the realization of the right of self-determination, and shall respect that right, in conformity with the provisions of the Charter of the United Nations.

PART II

Article 2

1. Each State Party to the present Covenant undertakes to respect and to ensure to all individuals within its territory and subject to its jurisdiction the rights recognized in the present Covenant, without distinction of any kind, such as race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status.

2. Where not already provided for by existing legislative or other measures, each State Party to the present Covenant undertakes to take the necessary steps, in accordance with its constitutional processes and with the provisions of the present Covenant, to adopt such legislative or other measures as may be necessary to give effect to the rights recognized in the present Covenant.

3. Each State Party to the present Covenant undertakes:

(a)To ensure that any person whose rights or freedoms as herein

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

recognized are violated shall have an effective remedy, notwithstanding that the violation has been committed by persons acting in an official capacity;

(b)To ensure that any person claiming such a remedy shall have his right thereto determined by competent judicial, administrative or legislative authorities, or by any other competent authority provided for by the legal system of the State, and to develop the possibilities of judicial remedy;

(c)To ensure that the competent authorities shall enforce such remedies when granted.

Article 3

The States Parties to the present Covenant undertake to ensure the equal right of men and women to the enjoyment of all civil and political rights set forth in the present Covenant.

Article 4

1. In time of public emergency which threatens the life of the nation and the existence of which is officially proclaimed, the States Parties to the present Covenant may take measures derogating from their obligations under the present Covenant to the extent strictly required by the exigencies of the situation, provided that such measures are not inconsistent with their other obligations under international law and do not involve discrimination solely on the ground of race, colour, sex, language, religion or social origin.
2. No derogation from Articles 6, 7, 8 (paragraph 1 and 2), 11, 15, 16

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

and 18 may be made under this provision.

3. Any State Party to the present Covenant availing itself of the right of derogation shall immediately inform the other States Parties to the present Covenant, through the intermediary of the Secretary-General of the United Nations, of the provisions from which it has derogated and of the reasons by which it was actuated. A further communication shall be made, through the same intermediary, on the date on which it terminates such derogation.

Article 5

1. Nothing in the present Covenant may be interpreted as implying for any State, group or person any right to engage in any activity or perform any act aimed at the destruction of any of the rights and freedoms recognized herein or at their limitation to a greater extent than is provided for in the present Covenant.
2. There shall no restriction upon or derogation from any of the fundamental human rights recognized or existing in any State Party to the present Covenant pursuant to law, conventions, regulations or custom on the pretext that the present Covenant does not recognize such rights or that it recognizes them to a lesser extent.

PART III

Article 6

1. Every human being has the inherent right to life. This right shall be protected by law. No one shall be arbitrary deprived of his life.
2. In countries which have not abolished the death penalty, sentence of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

death may be imposed only for the most serious crimes in accordance with the law in force at the time of the commission of the crime and not contrary to the provisions of the present Covenant and to the Convention on the Prevention and Punishment of the crime of Genocide. This penalty can only be carried out pursuant to a final judgment rendered by a competent court.

3. When deprivation of life constitutes the crime of genocide, it is understood that nothing in this article shall authorize any State Party to the present Covenant to derogate in any way from any obligation assumed under the provisions of the Convention on the Prevention and Punishment of the crime of Genocide.
4. Anyone sentenced to death shall have the right to seek pardon or commutation of the sentence. Amnesty, pardon or commutation of the sentence of death may be granted in all cases.
5. Sentence of death shall not be imposed for crimes committed by persons below eighteen years of age and shall not be carried out on pregnant women.
6. Nothing in the article shall be invoked to delay or to prevent the abolition of capital punishment by any State Party to the present Covenant.

Article 7

No one shall be subjected to torture or to cruel, inhuman or degrading treatment or punishment. In particular, no one shall be subjected without his free consent to medical or scientific

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

experimentation.

Article 8

1. No one shall be held in slavery; slavery and the slave-trade in all their forms shall be prohibited.
2. No one shall be held in servitude.
3. (a)No one shall be required to perform forced or compulsory labour;

   (b)Paragraph 3 (a) shall not be held to preclude, in countries where imprisonment with hard labour may be imposed as a punishment for a crime, the performance of hard labour in pursuance of a sentence to such punishment by a competent court;

   (c)For the purpose of this paragraph the term 'forced or compulsory labour' shall not include:

(i) Any work or service, not referred to in subparagraph (b), normally required of a person who is under detention in consequence of a lawful order of a court, or of a person during conditional release from such detention;

(ii) Any service of a military character and, in countries where conscientious objection is recognized, any national service required by law of conscientious objectors;

(iii) Any service exacted in cases of emergency or calamity threatening the life or well-being of the community;

(iv) Any work or service which forms part of normal civil obligations.

Article 9

1. Everyone has the right to liberty and security of person. No one shall

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

be subjected to arbitrary arrest or detention. No one shall be deprived of his liberty except on such grounds and in accordance with such procedure as are established by law.

2. Anyone who is arrested shall be informed, at the time of arrest, of the reasons for his arrest and shall be promptly informed of any charges against him.

3. Anyone arrested or detained on a criminal charge shall be brought promptly before a judge or other officer authorized by law to exercise judicial power and shall be entite4ld to trail within a reasonable time or tot release. It shall not be the general rule that persons awaiting trail shall be detained in custody, but release may be subject to guarantees to appear for trial, at any other stage of the judicial proceedings, and, should occasion arise, for execution of the judgment.

4. Anyone who is deprived of this liberty by arrest or detention shall be entitled to take proceedings before a court, in order that court may decide without delay on the lawfulness of his detention and order his release if the detention is not lawful.

5. Anyone who has been the victim of unlawful arrest or detention shall have an enforceable right to compensation.

Article 10

1. All persons deprived of their liberty shall be treated with humanity and with respect for the inherent dignity of the human person.

2. (a)Accused persons shall, save in exceptional circumstances, be

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

segregated from convicted persons and shall be subject to separate treatment appropriate to their status as unconvicted persons;

(b)Accused juvenile persons shall be separated from adults and brought as speedily as possible for adjudication.

3. The penitentiary system shall comprise treatment of prisoners the essential aim of which shall be their reformation and social rehabilitation Juvenile offenders shall be segregated from adults and be accorded treatment appropriate to their age and legal status.

Article 11

No one shall be imprisoned merely on the ground of inability to fulfill a contractual obligation.

Article 12

1. Everyone lawfully within the territory of a State shall, within that territory, have the right to liberty of movement and freedom to choose his residence.
2. Everyone shall be free to leave any country, including his own.
3. The above-mentioned rights shall not be subject to any restrictions except those which are provided by law, are necessary to protect national security, public order (order public), public health or morals or the rights and freedoms of others, and are consistent with the other rights recognized in the present Covenant.
4. No one shall be arbitrarily deprived of the right to enter his own country.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 13

An alien lawfully in the territory of a State Party to the present Covenant may be expelled therefrom only in pursuance of a decision reached in accordance with law and shall, except where compelling reasons of national security otherwise require, be allowed to submit the reasons against his expulsion and to have his case reviewed by, and be represented for the purpose before, the competent authority or a person or persons especially designated by the competent authority.

Article 14

1. All persons shall be equal before the courts and tribunals. In the determination of any criminal charge against him or of his rights and obligations in a suit at law, everyone shall be entitled to a fair and public hearing by a competent, independent and impartial tribunal established by law. The press and the public may be excluded from all or part of a trial for reasons of morals, public order (order public) or national security in a democratic society, or when the interest of the private lives of the parties so requires, or to the extent strictly necessary in the opinion of the court in special circumstances where publicity would prejudice the interests of justice; but any judgment rendered in a criminal case or in a suit at law shall be made public except where the interest of juvenile persons otherwise requires or the proceedings concern matrimonial disputes or the guardianship of children.
2. Everyone charged with a criminal offence shall have the right to be

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

presumed innocent until proved guilty according to law.

3. In the determination of any criminal charge against him, everyone shall be entitled to the following minimum guarantees, in full equality:

(a) To be informed promptly and in detail in a language which he understands of the nature and cause of the charge against him;

(b) To have adequate time and facilities for the preparation of his defence and to communicate with counsel of his own choosing;

(c) To be tried without undue delay;

(d) To be tried in his presence, and to defend himself in person or through legal assistance of his own choosing; to be informed, if he does not have legal assistance, of this right; and to have legal assistance assigned to him, in any case where the interests of justice so require, and without payment by him in any such case if he does not have sufficient means to pay for it;

(e) To examine, or have examined, the witnesses on his behalf under the same conditions as witnesses against him;

(f) To have the free assistance of an interpreter if he cannot understand or speak the language used in court;

(g) Not to be compelled to testify against himself or to confess guilt.

4. In the case of juvenile persons, the procedure shall be such as will take account of their age and the desirability of promoting their rehabilitation.

5. Everyone convicted of a crime shall have the right to his conviction and sentence being reviewed by a higher tribunal according to law.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6. When a person has by a final decision been convicted of a criminal offence and when subsequently his conviction has been reversed or he has been pardoned on the ground that a new or newly discovered fact shows conclusively that there has been a miscarriage of justice, the person who has suffered punishment as a result of such conviction shall be compensated according to law, unless it proved that the non-disclosure of the unknown fact in time is wbolly or partly attributable to him.
7. No one shall be liable to be tried or punished again for an offence for which he has already been finally convicted or acquitted in accordance with the law and penal procedure of each country.

Article 15

1. No one shall be held guilty of any criminal offence on account of any act or omission which did not constitute a criminal offence, under national or international law, at the time when it was committed. Nor shall a heavier penalty be imposed than the one that was applicable at the time when the criminal offence was committed. If, subsequent to the commission of the offence, provision is made by law for the imposition of the lighter penalty, the offender shall benefit thereby.

2. Nothing in this article shall prejudice the trial and punishment of any person for any act or omission which, at the time when it was committed, was criminal according to the general principles of law recognized by the community of nations.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 16

Everyone shall have the right to recognition everywhere as a person before the law.

Article 17

1. No one shall be subjected to arbitrary or unlawful interference with his privacy, family, home or correspondence, nor to unlawful attacks on his honour and reputation.
2. Everyone has the right to the protection of the law against such interference or attacks.

Article 18

1. Everyone shall have the right to freedom of thought, conscience and religion. This right shall include freedom to have or to adopt a religion or belief of his choice, and freedom, either individually or in community with others and in public to private, to manifest his religion or belief in worship, observance, practice and teaching.
2. No one shall be subject to coercion which would impair his freedom to have or to adopt a religion or belief of his choice.
3. Freedom to manifest one's religion or beliefs may be subject only to such limitations as are prescribed by law and are necessary to protect public safety, order, health, or morals or the fundamental rights and freedoms of others.
4. The States Parties to the present Covenant undertake to have respect for the liberty of parents and, when applicable, legal guardians to ensure the religions and moral education of their children in

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

conformity with their own convictions.

Article 19

1. Everyone shall have the right to hold opinions without interference.
2. Everyone shall have the right to freedom of expression; this right shall include freedom to seek, received and impart information and ideas of all kinds, regardless of frontiers, either orally, in wiring or in print, in the form of art, or through any other media of his choice.
3. The exercise of the rights provided for in paragraph 2 of this article carries with it special duties and responsibilities. It may therefore be subject to certain restrictions, but these shall only be such as are provided by law and are necessary:

   (a)For respect of the rights or reputations of others;

   (b)For the protection of national security or of public order (order public), or of public health or morals.

Article 20

1. Any propaganda for war shall be prohibited by law.
2. Any advocacy of national, racial or religious hatred that constitutes incitement to discrimination, hostility or violence shall be prohibited by law.

Article 21

The right of peaceful assembly shall be recognized. No restrictions may be placed on the exercise of this right other than those imposed in conformity with the law and which are necessary in a democratic society in the interests of national security or public safety, public order (order

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

public), the protection of public health or morals or the protection of the rights and freedoms of others.

Article 2

1. Everyone shall have the right to freedom of association with others, including the right to form and join trade unions for the protection of his interests.
2. No restrictions may be placed on the exercise of this right other than those which are prescribed by law and which are necessary in a democratic society in the interests of national security or public safety, public order (order public), the protection of public health or morals of the protection of the rights and freedoms of others. This article shall not prevent the imposition of lawful restrictions on members of the armed forces and of the police in their exercise of this right.
3. Nothing in this article shall authorize States Parties to the International Labour Organization Convention of 1948 concerning Freedoms of Association and Protection of Right to Organize to take legislative measures which would prejudice, or to apply the law in such a manner as to prejudice, the guarantees provided for in that Convention.

Article 23

1. The family is the natural and fundamental group unit of society and is entitled to protection by society and the State.
2. The right of men and women of marriageable age to marry and to

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

found a family shall be recognized.

3. No marriage shall be entered into without the free and full consent of the intending spouses.

4. States Parties to the present Covenant shall take appropriate steps to ensure equality of rights and responsibilities of spouses as to marriage, during marriage and at its dissolution. In the case of dissolution, provision shall be made for the necessary protection of any children.

Article 24

1. Every child shall have, without any discrimination as to race, colour, sex, language, religion, national or social origin, property or birth, the right to such measures of protection as are required by his status as a minor, on the part of his family, society and the State.

2. Every child shall be registered immediately after birth and shall have a name.

3. Every child has the right to acquire a nationality.

Article 25

Every citizen shall have the right and the opportunity, without any of the distinctions mentioned in Article 2 and without unreasonable restrictions:

(a) To take part in the conduct of public affairs, directly or through freely chosen representatives;

(b) To vote and to be elected at genuine periodic elections which shall be by universal and equal suffrage and shall be held by secret ballot,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

guaranteeing the free expression of the will of the elections;

(c) To have access, on general terms of equality, to public service in his country.

Article 26

All persons are equal before the law and are entitled without any discrimination to the equal protection of the law. In this respect, the law shall prohibit any discrimination and guarantee to all persons equal and effective protection against discrimination on any ground such as race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or others status.

Article 27

In those States in which ethnic, religious or linguistic minorities exist, persons belonging to such minorities shall not be denied the right, in community with the other members of their group, to enjoy their own culture, to profess and practice their own religion, or to use their own language.

PART IV

Article 28

1. There shall be established a Human Rights Committee (hereinafter referred to in the present Covenant as the Committee). It shall consist of eighteen members and shall carry out the functions hereinafter provided.
2. The Committee shall be composed of nationals of the States Parties

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

to the present Covenant who shall be persons of high moral character and recognize competence in the field of human rights, consideration being given to the usefulness of the participation of some persons having legal experience.

3. The members of the Committee shall be elected and shall serve in their personal capacity.

Article 29

1. The members of the Committee shall be elected by secret ballot from a list of persons possessing the qualifications prescribed in Article 28 and nominated for the purpose by the States Parties to the present Covenant.
2. Each State Party to the present Covenant may nominate not more than two persons. These persons hall be nationals of the nominating State.
3. A person shall be eligible for renomination.

Article 30

1. The initial election shall be held no later than six months after the date of the entry into force of the present Covenant.
2. At least four months before the date of each election to the Committee, other than an election to fill a vacancy declared in accordance with Article 34, the Secretary-General of the United Nations shall address a written invitation to the State Parties to the present Covenant to submit their nominations for membership of the Committee within three months.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. The Secretary-General of the United Nations shall prepare a list in alphabetical order of all the persons thus nominated, with an indication of the States Parties which have nominated them, and shall submit it to the States Parties to the present Covenant no later than one month before the date of each election.
4. Election of the members of the Committees shall be held at a meeting of the States Parties to the present Covenant convened by the Secretary-General of the United Nation at the Headquarters of the United Nations. At that meeting, for which two thirds of the States Parties to the present Covenant shall constitute a quorum, the persons elected to the Committee shall be those nominees who obtain the largest number of votes and an absolute majority of the votes of the representatives of States Parties present and voting.

Article 31

1. The Committee may not include more than one national of the same State.
2. In the election of the Committee, consideration shall be given to equitable geographical distribution of membership and to the representation of the different forms of civilization and of the principal legal system.

Article 32

1. The members of the Committee shall be elected for a term of four years. They shall be eligible for re-election if renominated. However, the terms of nine of the members elected at the first

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

election shall expire at the end of two years; immediately after the first election, the names of these nine members shall be chosen by lot by the Chairman of the meeting referred to in Article 30, paragraph.

2. Elections at the expiry of office shall be held in accordance with the preceding articles of this part of the present Covenant.

Article 33

1. If, in the unanimous opinion of the other members, a member of the Committee has ceased to carry out his functions for any cause other than absence of a temporary character, the Chairman of the Committee shall notify the Secretary-General of the United Nations, who shall then declare the seat of that member to be vacant.

2. In the event of the death or the resignation of a member of the Committee, the Chairman shall immediately notify the Secretary-General of the United Nations, who shall declare the seat vacant from the date of death or the date on which the resignation takes effect.

Article 34

1. When a vacancy is declared in accordance with Article 33 and if the term of office of the member to be replaced does not expire within six months of the declaration of the vacancy, the Secretary-General of the United Nations shall notify each of the States Parties to the present Covenant, which may within two months submit nominations in accordance with Article 29 for the purpose of filling

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

the vacancy.

2. The Secretary-General of the United Nations shall prepare a list in alphabetical order of the persons thus nominated and shall submit it to the States Parties to the present Covenant. The election to fill the vacancy shall then take place in accordance with the relevant provisions of this part of the present Covenant.

3. A member of the Committee elected to fill a vacancy declared in accordance with Article 33 shall hold office for the remainder of the term of the member who vacated the seat on the Committee under the provisions of that article.

Article 35

The members of the Committee shall, with the approval of the General Assembly of the United Nations, receive emoluments from United Nations resources on such terms and conditions as the General Assembly may decide, having regard to the importance of the Committee's responsibilities.

Article 36

The Secretary General of the United Nations shall provide the necessary staff and facilities for the effective performance of the functions of the committee under the present Covenant.

Article 37

1. The Secretary-General of the United Nations shall convene the initial meeting of the Committee at the Headquarters of the United Nations.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. After its initial meeting, the Committee shall meet at such times as shall be provided in its rules of procedure.
3. The Committee shall normally meet at the Headquarters of the United Nations or at the United Nations Office at Geneva.

Article 38

Every member of the Committee shall, before taking up his duties, make a solemn declaration in open committee that he will perform his functions impartially and conscientiously.

Article 39

1. The Committee shall elect its officers for a term of two years. They may be re-elected.
2. The Committee shall establish its own rules of procedure, but these rules shall provide, inter alia, that:

   (a)Twelve members shall constitute a quorum;

   (b)Decisions of the Committee shall be made by a majority vote of the members present.

Article 40

1. The States Parties to the present Covenant undertake to submit reports on the measures they have adopted which give effect to the rights recognized herein and on the progress made in the enjoyment of those rights:

   (a)Within one year of the entry into force of the present Covenant for the States Parties concerned;

   (b)Thereafter whenever the Committee so requests.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. All reports shall be submitted to the Secretary-General of the United Nations, who shall transmit them to the Committee for consideration. Reports shall indicate the factors and difficulties, if any, affecting the implementation of the present Covenant.
3. The Secretary-General of the United Nations may, after consultation with the Committee, transmit to the specialized agencies concerned copies of such parts of the reports as may fall within their field of competence.
4. The Committee shall study the reports submitted by the State Parties to the present Covenant. It shall transmit its reports, and such general comments as it may consider appropriate, to the States Parties. The Committee may also transmit to the Economic and Social Council these comments along with the copies of the reports it has received from State Parties to the present Covenant.
5. The States Parties to the present Covenant may submit to the Committee observations on any comments that may be made in accordance with paragraph 4 of this article.

Article 41

1. A State Party to the present Covenant may at any time declare under this article that it recognizes the competence of the Committee to receive and consider communications to the effect that a State Party claims that another State Party is not fulfilling its obligations under the present Covenant. Communications under this article may be received and considered only if submitted by a State Party which has

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

made a declaration recognizing in regard to itself the competence of the Committee. No communication shall be received by the Committee if it concerns a State Party which has not made such a declaration. Communications received under this article shall be dealt with in accordance with the following procedure:

(a) If a State Party to the present Covenant considers that another State Party in not giving effect to the provisions of the present Covenant, it may, by written communications, bring the matter to the attention of that State Party. Within three months after the receipt of the communication the receiving State shall afford the State which sent the communication an explanation, or any other statement in writing clarifying the matter which should include, to the extent possible and pertinent, reference to domestic procedures and remedies taken, pending, or available in the matter;

(b) If the matter is not adjusted to the satisfaction of both States Parties concerned within six months after the receipt by the receiving State of the initial communication, either State shall have the right to refer the matter to the Committee, by notice given to the Committee and to the other State;

(c) The Committee shall deal with a matter referred to it only after it has ascertained that all available domestic remedies have been invoked and exhausted in the matter, in conformity with the generally recognized principles of international law. This shall not be the rule where the application of the remedies is unreasonably prolonged;

(d) The Committee shall hold closed meetings when examining

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

communications under this article;

(e) Subject to the provisions of subparagraph (c), the Committee shall make available its good offices to the States Parties concerned with a view to a friendly solution of the matter on the basis of respect for human rights and fundamental freedoms as recognized in the present Covenant.

(f) In any matter referred to it, the Committee may call upon the States Parties concerned, referred to in subparagraph (b), to supply any relevant information;

(g) The States Parties concerned, referred to in subparagraph (b), shall have the right to be represented when the matter is being considered in the Committee and to make submissions orally and/or in writing;

(h) The Committee shall, within twelve months after the date of receipt of notice under subparagraph (b), submit a report:

(i) If a solution within the terms of subparagraph (e) is reached, the Committee shall confine its report to a brief statement of the facts and of the solution reached;

(ii) If a solution within the terms of subparagraph (e) is not reached, the Committee shall confine its report to a brief statement of the fact, the written submissions and record of the oral submissions made by the States Parties concerned shall be attached to the report. In every matter, the report shall be communicated to the States Parties concerned.

2. The provisions of this article shall come into force when ten States Parties to the present Covenant have made declarations under

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

paragraph 1 of this article. Such declarations shall be deposited by the States Parties with the Secretary-General of the United Nations, who shall transmit copies thereof to the other States Parties. A declaration may be withdrawn at any time by notification to the Secretary-General. Such a withdrawal shall not prejudice the consideration of any matter which is the subject of a communication already transmitted under this article, no further communication by any State Party shall be received after the notification of withdrawal of the declaration has been received by the Secretary-General, unless the State Party concerned has made a new declaration.

Article 42

1. (a)If a matter referred to the Committee in accordance with Article 41 is not resolved to the satisfaction of the States Parties concerned, the Committee may with the prior consent of the States Parties concerned, appoint an ad hoc Conciliation Commission (hereinafter referred to as the Commission). The good offices of the Commission shall be made available to the States Parties concerned with a view to an amicable solution of the matter on the basis of respect for the present Covenant;

(b) The Commission shall consist of five persons acceptable to the States Parties concerned. If the States Parties concerned fail to reach agreement within three months on all or part of the composition of the Commission, the members of the Commission concerning whom no agreement has been reached shall be elected by secret ballot by a

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

two-thirds majority vote of the Committee from among its members.

2. The members of the Commission shall serve in their personal capacity. They shall not be nationals of the State Parties concerned, or of a State not Party to the present Covenant, or of a State Party which has not made a declaration under Article 41.

3. The commission shall elect its own Chairman and adopt its own rules of procedure.

4. The meetings of the Commission shall normally be held at the Headquarters of the United Nations or at the United Nations Office at Geneva. However, they may be held at such other convenient places as the Commission may determine in consultation with the Secretary-General of the United Nations and the States Parties concerned.

5. The secretariat provided in accordance with Article 36 shall also service the commissions appointed under this article.

6. The information received and collated by the Committee shall be made available to the Commission and the Commission may call upon the States Parties concerned to supply any other relevant information.

7. When the Commission has fully considered the matter, but in any event not later than twelve months after having been seized of the matter, it shall submit to the Chairman of the Committee a report for communication to the States Parties concerned:

(a) If the Commission is unable to complete its consideration of the matter within twelve months, it shall confine its report to a brief

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

statement of the status of its consideration of the matter;

(b) If an amicable solution to the matter on the basis of respect for human rights as recognized in the present Covenant is reached, the Commission shall confine its report to a brief statement of the facts and of the solution reached;

(c) If a solution within the terms of subparagraph (b) is not reached, the Commission's report shall embody its findings on all questions of fact relevant to the issues between the States Parties concerned, and its views on the possibilities of an amicable solution of the matter. This report shall also contain the written submissions and a record of the oral submissions made by the States Parties concerned;

(d) If the Commission's report is submitted under subparagraph (c), the States Parties concerned shall, within three months of the receipt of the report, notify the Chairman of the Committee whether or not they accept the contents of the report of the Commission.

8. The provisions of this article are without prejudice to the responsibilities of the Committee under Article 41.

9. The States Parties concerned shall share equally all the expenses of the members of the Commission in accordance with estimates to be provided by the Secretary-General of the United Nations.

10. The Secretary-General of the United Nations shall be empowered to pay the expenses of the members of the Commission, if necessary, before reimbursement by the States Parties concerned, in accordance with paragraph 9 of this article.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 43

The members of the Committee, and of the ad hoc conciliation commissions which may be appointed under Article 42, shall be entitled to the facilities, privileges and immunities of experts on mission for the United Nations as laid down in the relevant sections of the Convention on the Privileges and Immunities of the United Nations.

Article 44

The provisions for the implementation of the present Covenant shall apply without prejudice to the procedures prescribed in the field of human rights by or under the constituent instruments and the conventions of the United Nations and of the specialized agencies and shall not prevent the States Parties to the present Covenant from having recourse to other procedures for settling a dispute in accordance with general or special international agreements in force between them.

Article 45

The Committee shall submit to the General Assembly of the United Nations through the Economic and Social Council, an annual report on its activities.

PART V

Article 46

Nothing in the present Covenant shall be interpreted as impairing the provisions of the Charter of the United Nations and of the constitutions of the specialized agencies which define the respective responsibilities of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

the various organs of the United Nations and of the specialized agencies in regard to the matters deal with in the present Covenant.

Article 47

Nothing in the present Covenant shall be interpreted as impairing the inherent right of all peoples to enjoy and utilize fully and freely their natural wealth and resources.

PART VI

Article 48

1. The present Covenant is open for signature by any State Member of the United Nations or member of any of its specialized agencies, by any State Party to the Statute of the International Court of Justice, and by any other State which has been invited by the General Assembly of the United Nations to become a Party to the present Covenant.
2. The present Covenant is subject to ratification. Instruments of ratification shall be deposited with the Secretary General of the United Nations.
3. The present Covenant shall be open to accession by any State referred to in paragraph 1 of this article.
4. Accession shall be affected by the deposit of instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.
5. The Secretary-General of the United Nations shall inform all States which have signed this Covenant or acceded to it of the deposit of each instrument of ratification or accession.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 49

1. The present Covenant shall enter into force three months after the date of the deposit with the Secretary-General of the United Nations of the thirty-fifth instrument of ratification or instrument of accession.
2. For each State ratifying the present Covenant or acceding to it after the deposit of the thirty-fifth instrument of ratification or instrument of accession, the present Covenant shall enter into force three months after the date of the deposit of its own instrument of ratification or instrument of accession.

Article 50

The provisions of the present Covenant shall extend to all parts of federal States without any limitations or exceptions.

Article 51

1. Any State Party to the present Covenant may propose an amendment and file it with the Secretary-General of the United Nations. The Secretary-General of the United Nations shall thereupon communicate any proposed amendments to the States Parties to the present Covenant with a request that they notify him whether they favour a conference of States Parties for the purpose of considering and voting upon the proposals. In the event that at least one third of the States Parties favours such a conference, the Secretary-General shall convene the conference of the States Parties present and voting at the conference shall be submitted to the General Assembly of the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

United Nations for approval.

2. Amendments shall come into force when they have been approved by the General Assembly of the United Nations and accepted by a two-thirds majority of the States Parties to the present Covenant in accordance with their respective constitutional processes.
3. When amendments come into force, they shall be binding on those States Parties which have accepted them, other States Parties still being bound by the provisions of the present Covenant and any earlier amendment which they have accepted.

Article 52

Irrespective of the notifications made under Article 48, paragraph 5, of the Secretary-General of the United Nations shall inform all States referred to in paragraph of the same article of the following particulars:

(a) Signatures, ratifications and accessions under Article 48;

(b) The date of the entry into force of the present Covenant under Article 49 and the date of the entry into force of any amendment under Article 51.

Article 53

1. The present Covenant, of which the Chinese, English, French, Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the Untied Nations.
2. The Secretary-General of the United Nations shall transmit certified copies of the present Covenant to all States referred to in Article 48.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.8 OPTIONAL PROTOCOL TO THE INTERNAIONAL COVENANT ON CIVIL AND POLITICAL RIGHTS, 1966

The protocol entered into force on 23 March 1976. On the Human Rights Committee, see Mc Goldrick, D., The Human Rights Committee: Its Role in the Development of the International Covenant on Civil and Political Rights (1991). For the jurisprudence and General Comments of the Committee, see http://www.unhchr.ch.

TEXT

The States Parties to the present Protocol,

Considering that in order further to achieve the purposes of the International Covenant of Civil and Political Rights (hereinafter referred to as the Covenant and the implementation of its provisions it would be appropriate to enable the Human Rights Committee set up in part IV of the Covenant (hereinafter referred to as the Committee) to received and consider, as provided in the present Protocol, communications from individuals claiming to be victims of violations of any of the rights set forth in the Covenant.

Have agreed as follows:

Article 1

A State Party to the Covenant that becomes a Party to the present Protocol recognizes the competence of the Committee to receive and consider communications from individuals subject to its jurisdiction who

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

claim to be victims of a violation by that State Party of any of the rights set forth in the Covenant. No communication shall be received by the Committee if it concerns a State Party to the Covenant which is not a Party to the present Protocol.

Article 2

Subject to the provisions of Article1, individuals who claim that any of their rights enumerated in the Covenant have been violated and who have exhausted all available domestic remedies may submit a written communication to the Committee for consideration.

Article 3

The Committee shall consider inadmissible any communication under the present Protocol which is anonymous, or which it considers to be an abuse of the right of submission of such communications or to be incompatible with the provisions of the Covenant.

Article 4

1. Subject to the provisions of Article 3, the Committee shall bring any communications submitted to it sunder the present Protocol to the attention of the State Party to the present Protocol alleged to be violating any provision of the Covenant.
2. With six months, the receiving State shall submit to the Committee written explanations or statements clarifying the matter and the remedy, if any, that may have been taken by that State.

Article 5

1. The Committee shall consider communications received under the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

present Protocol in the light of all written information made available to it by the individual and by the State Party concerned.

2. The Committee shall not consider any communication from any individual unless it has ascertained that:

(a) The same matter is not being examined under another procedure of international investigation or settlement;

(b) The individual has exhausted all available domestic remedies. This shall not be the rule where the application of the remedies is unreasonably prolonged.

3. The Committee shall hold closed meetings when examining communications under the present Protocol.

4. The Committee shall forward its views to the State Party concerned and to the individual.

Article 6

The Committee shall include in its annual report under Article 45 of the Covenant a summary of its activities under the present Protocol.

Article 7

Pending the achievement of the objectives of resolution 1514 ((XV) adopted by the General Assembly of the United Nations on 14 December 1960 concerning the Declaration on the Granting of Independence to Colonial Countries and Peoples, the provisions of the present Protocol shall in no way limit the right of petition granted to these peoples by the Charter of the United Nations and other international conventions and instruments under the United Nations and its specialized agencies.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 8

1. The present Protocol is open for signature by any State which has signed the Covenant.
2. The present Protocol is subject to ratification by any State which has ratified or acceded to the Covenant. Instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.
3. The present Protocol shall be open to accession by any State which has ratified or acceded to the Covenant.
4. Accession shall be effected by the deposit of any instrument of accession with the Secretary-General or the United Nations.
5. The Secretary-General of the United Nations shall inform all States which have signed the present Protocol or acceded to it of the deposit of each instrument of ratification or accession.

Article 9

1. Subject to the entry into force of the Covenant, the present Protocol shall enter into force three months after the date of the deposit with the Secretary-General of the United Nations of the tenth instrument of ratification or instrument of accession.
2. For each State ratifying the present Protocol or acceding to it after the deposit of the tenth instrument of ratification or instrument of accession, the present Protocol shall enter into force three months after the date of the deposit of its own instrument of ratification or instrument of accession.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 10

The provisions of the present Protocol shall extend to all parts of federal States without any limitations or exceptions.

Article 11

1. Any State Party to the present Protocol may propose an amendment and file it with the Secretary-General of the United Nations. The Secretary-General shall thereupon communicate any proposed amendments to the States Parties to the present Protocol with a request that they notify him whether they favour a conference of States Parties for the purpose of considering and voting upon the proposal. In the event that at least one third of the States Parties favours such a conference, the Secretary-General shall convene the conference under the auspices of the United Nations. Any amendment adopted by a majority of the States Parties present and voting at the conference shall be submitted to the General Assembly of the United Nations for approval.
2. Amendments shall come into force when they have been approved by the General Assembly of the United Nations and accepted by a two-thirds majority of the States Parties to the present Protocol in accordance with their respective constitutional processes.
3. When amendments come into force, they shall be binding on those States Parties which have accepted them, other States Parties still being bound by the provisions of the present Protocol and any earlier amendment which they have accepted.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 12

1. Any State Party may denounce the present Protocol at any time by written notification addressed to the Secretary-General of the United Nations. Denunciation shall take effect three months after the date of receipt of the notification by the Secretary-General.
2. Denunciation shall be without prejudice to the continued application of the provisions of the present Protocol to any communication submitted under Article 2 before the effective date of denunciation.

Article 13

Irrespective of the notifications made under Article 8, paragraph 5, of the present Protocol, the Secretary-General of the Untied Nations shall inform all States referred to in Article 48, paragraph 1, of the Covenant of the following particulars:

(a) Signatures, ratifications and accessions under Article 8;

(b) The date of the entry into force of the present Protocol under Article 9 and the date of the entry into force of any amendments under Article 11;

(c) Denunciations under Article 12.

Article 14

1. The present Protocol, of which the Chinese, English, French, Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations.
2. The Secretary-General of the United Nations shall transmit certified copies of the present Protocol to all States referred to in Article 48 of the Covenant.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9. SECOND OPTIONAL PROTOCOL TO THE INTERNATIONAL COVENANT ON CIVIL AND POLITICAL RIGHTS, 1990

The second optional protocol, aiming at the abolition of the death penalty, was adopted by General Assembly Resolution 44/128, 15 December 1989, on a recorded vote of 59-26-48; UN doc.A/44/49 (1989); it entered into force on 11 July 1991.

Hood, R., The Death Penalty: A World Wide Perspective (2nd edn., 1996); Schabas, W. A., The Abolition of the Death Penalty in International Law (2nd edn., 1997).

TEXT

The States Parties to the present Protocol,

Believing that abolition of the death penalty contributes to enhancement of human dignity and progressive development of human rights,

Recalling Article 3 of the Universal Declaration of Human Rights, adopted on to December 1948, and Article 6 of the International Covenant on Civil and Political Rights, adopted on 16 December 1966,

Noting that Article 6 of the International Covenant on Civil and Political Rights refers to abolition of the death penalty in terms that strongly suggest that abolition is desirable,

Convinced that all measures of abolition of the death penalty should be considered as progress in the enjoyment of the right to life,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Desirous to undertaken hereby an international commitment to abolish the death penalty,

Have agreed as follows:

Article 1

1. No one within the jurisdiction of a State Party to the present Protocol shall be executed.
2. Each State Party shall take all necessary measures to abolish the death penalty within its jurisdiction.

Article 2

1. No reservation is admissible to the present Protocol, except for a reservation made at the time of ratification or accession that provides for the application of the death penalty in the time of war pursuant to a conviction for a most serious crime of a military nature committed during wartime.
2. The State Party making such a reservation shall at the time of ratification or accession communicate to the Secretary-General of the United Nations the relevant provisions of its national legislation applicable during wartime.
3. The State Party having made such a reservation shall notify the Secretary-General of the United Nations of any beginning or ending of a state of war applicable to its territory.

Article 3

The States Parties to the present Protocol shall include in the reports they submit to the Human Rights Committee, in accordance with Article

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

40 of the Covenant, information on the measures that they have adopted to give effect to the present Protocol.

Article 4

With respect to the States Parties to the Covenant that have made a declaration under Article 41, the competence of the Human Rights Committee to receive and consider communications when a State Party claims that another State Party is not fulfilling fits obligations shall extend to the provisions of the present Protocol, unless the State Party concerned has made a statement to the contrary at the moment of ratification of accession.

Article 5

With respect to the States Parties to the first Optional Protocol to the International Covenant on Civil and Political Rights adopted on 16 December 1966, the competence of the Human Rights Committee to receive and consider communications from individuals subject to its jurisdiction shall extend to the provisions of the present Protocol, unless the State Party concerned has made a statement to the contrary at the moment of ratification or accession.

Article 6

1. The provisions of the present Protocol shall apply as additional provisions to the Covenant.
2. Without prejudice to the possibility of a reservation under Article 2 of the present Protocol, the right guaranteed in Article 1, paragraph 1, of the present Protocol shall not be subject to any derogation

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

under Article 4 of the Covenant.

Article 7

1. The present Protocol is open for signature by any State that has signed the Covenant.
2. The present Protocol is subject to ratification by any State that has ratified the Covenant or acceded to it. Instruments or ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.
3. The present Protocol shall be open to accession by any State that has ratified the Covenant or acceded to it.
4. Accession shall be effected by the deposit of any instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.
5. The Secretary-General of the United Nations shall inform all States that have signed the present Protocol or acceded to it of the deposit of each instrument of ratification or accession.

Article 8

1. The present Protocol shall enter into force three months after the date of the deposit with the Secretary-General of the United Nations of the tenth instrument of ratification or accession.
2. For each State ratifying the present Protocol or acceding to it after the deposit of the tenth instrument of ratification or accession, the present Protocol shall enter into force three months after the date of the deposit of its own instrument of ratification or accession.

Article 9

The provisions of the present Protocol shall extend to all parts of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

federal States without any limitations or exceptions.

Article10

The Secretary-General of the United Nations shall inform all States referred to in Article 48, paragraph 1, of the Covenant of the following particulars:

(a) Reservations, communications and notifications under Article 2 of the present Protocol;

(b) Statements made under Articles 4 or 5 of the present Protocol;

(c) Signatures, ratifications and accessions under Article 7 of the present Protocol;

(d) The date of the entry into force of the present Protocol under Article 8 thereof.

Article 11

1. The present Protocol, of which the Arabic, Chinese, English, French, Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations.
2. The Secretary-General of the United Nations shall transmit certified copies of the present Protocol to all States referred to in Article 48 of the Covenant.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.10 INTERNATIONAL COVENANT ON ECONOMIC, SOCIAL AND CULTURAL RIGHTS, 1966

This appears in the annex to General Assembly Resolution 2200 A (XXI) of 16 December 1966, UN doc.A/6316 (1966). For text in various languages, see 993 UNTS 3; UK Treaty Series No. 6 (1977); Cmnd. 6702. The Covenant entered into force on 3 January 1976, in accordance with Article 27. See generally on the Covenants, Schreiber, M., 'La partique recente des Nations Unies dans le domaine de la protection des droits de l'homme', 145, Recueil des cours (Hague Academy of International Law), 1975-II, 299-398; Alston, P. 'The Committee on Economic and Social Rights', in Alston, P.(ed.), The United Nations and Human Rights, 473-508; Craven, M., The International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights (1995); 1986 Limburg Principles on the Implementation of the International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights (1987) Human Rights Quarterly 121.

TEXT

Preamble

The States Parties to the present Covenant,

Considering that, in accordance with the principles proclaimed in the Charter of the United Nations, recognition of the inherent dignity and of the equal and inalienable rights of all members of the human family is the foundation of freedom, justice and peace in the world,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Recognizing that these rights derive from the inherent dignity of the human person,

Recognizing that, in accordance with the Universal Declaration of Human Rights, the ideal of free human beings enjoying freedom from fear and want can only be achieved if conditions are created whereby everyone may enjoy his economic, social and cultural rights, as well as his civil and political rights,

Considering the obligation of States under the Charter of the United Nations to promote universal respect for, and observance of, human rights and freedoms,

Realizing that the individual, having duties to other individuals and to the community to which he belongs, is under a responsibility to strive for the promotion and observance of the rights recognized in the present Covenant,

Agree upon the following articles:

PART I

Article 1

1. All peoples have the right of self-determination. By virtue of that right they freely determine their political status and freely pursue their economic, social and cultural development.
2. All peoples may, for their own ends, freely dispose of their natural wealth and resources without prejudice to any obligations arising out of international economic co-operation, based upon the principle of mutual benefit, and international law. In no case may a people be

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

deprived of its own means of subsistence.

3. The States Parties to the present Covenant, including those having responsibility for the administration of Non-Self-Governing and Trust Territories, shall promote the realization of right of self-determination, and shall respect that right in conformity with the provisions of the Charter of the United Nations.

PART II

Article 2

1. Each State Party to the present Covenant undertakes to take steps, individually and through international assistance and co-operation, especially economic and technical, to the maximum of its available resources, with a view to achieving progressively the full realization of the rights recognized in the present Covenant by all appropriate means, including particularly the adoption of legislative measures.
2. The States Parties to the present Covenant undertake to guarantee that the rights enunciated in the present Covenant will be exercised without discrimination of any kind as to race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status.
3. Developing countries, with due regard to human rights and their national economy, may determine to what extent they would guarantee the economic rights recognized in the present Covenant to non-nationals.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 3

The States Parties to the present Covenant undertake to ensure the equal right of men and women to the enjoyment of all economic, social and cultural rights set forth in the present Covenant.

Article 4

The States Parties to the present Covenant recognize that, in the enjoyment of those rights provided by the State in conformity with the present Covenant, the State may subject such rights only to such limitations as are determined by law only is so far as this may be compatible with the nature of these rights and solely for the purpose of promoting the general welfare in a democratic society.

Article 5

1. Nothing in the present Covenant may be interpreted as implying for any State, group or person any right to engage in any activity or to perform any act aimed at the destruction of any of the rights or freedoms recognized herein, or at their limitation to a greater extent than is provided for in the present Covenant.
2. No restriction upon or derogation from any of the fundamental human rights recognized or existing in any country in virtue of law, conventions, regulations or custom shall be admitted on the pretext that the present Covenant does not recognize such rights or that it recognizes them to a lesser extent.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

PART III

Article 6

1. The States Parties to the present Covenant recognize the right to work, which includes the right of everyone to the opportunity to gain his living by work which her freely chooses or accepts, and will take appropriate steps to safeguard this right.
2. The steps to be taken by a State Party to the present Covenant to achieve the full realization of this right shall include technical and vocational guidance and training programmes, polices and technique to achieve steady economic, social and cultural development and full and productive employment under conditions safeguarding fundamental political and economic freedoms to the individual.

Article 7

The States Parties to the present Covenant recognize the right of everyone to the enjoyment of just and favourable conditions of work which ensure, in particular.

(a) Remuneration which provides all workers, as a minimum, with:

(i) Fair Wages and equal remuneration for work of equal value without distinction of any kind, in particular women being guaranteed conditions of work not inferior to those enjoyed by men, with equal pay for equal work;

(ii) A decent living for themselves and their families in accordance with the provisions of the present Covenant;

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(b) Safe and healthy working conditions;

(c) Equal opportunity for everyone to be promoted in his employment to an appropriate higher level, subject to no considerations other than those of seniority and competence;

(d) Rest, leisure and reasonable limitation of working hours and periodic holidays with pay, as well as remuneration for public holidays.

Article 8

1. The States Parties to the present Covenant undertake to ensure:

(a) The right of everyone to form trade unions and join the trade union of his choice, subject only to the rules of the organizations concerned, for the promotion and protection of this economic and social interests. No restrictions may be placed on the exercise of this right other than those prescribed by law and which are necessary in a democratic society in the interests of national security or public order or for the protection of the rights and freedoms of others;

(b) The right of trade unions to establish national federations or confederations and the right of the latter to form or join international trade-union organizations;

(c) The right of trade unions to function freely subject to no limitations other than those prescribed by law and which are necessary in a democratic society in the interests of national security or public order or for the protection of the rights and freedoms of others;

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(d) The right to strike, provided that it is exercised in conformity with the laws of the particular country.

2. This article shall not prevent the imposition of lawful restrictions on the exercise of these rights by members of the armed forces or of the police or of the administration of the State.

3. Nothing in this article shall authorize States Parties to the International Labour Organization Convention of 1948 concerning Freedom of Association and Protection or the Rights to Organize to take legislative measures which would prejudice or apply the law in such a manner as would prejudice, the guarantees provided for in that Convention.

Article 9

The States Parties to the present Covenant recognize the right of everyone to social security, including social insurance.

Article10

The States Parties to the present Covenant recognize that:

1. The widest possible protection and assistance should be accorded to the family, which is the natural and fundamental group unit of society, particularly for its establishment and while it is responsible for the care and education of dependent children. Marriage must be entered into with the free consent of the intending spouses.

2. Special protection should be accorded to mothers during a reasonable period before and after childbirth. During such period working mothers should be accorded paid leave of or leave with

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

adequate social security benefits.

3. Special measures of protection and assistance should be taken on behalf of all children and young persons without any discrimination for reasons of parentage or other conditions. Children and young persons should be protected from economic and social exploitation. Their employment in work harmful to their morals or health or dangerous to life or likely to hamper their normal development should be punishable by law. States should also set age limits below which the paid employment of child labour should be prohibited and punishable by law.

Article 11

1. The States Parties to the present Covenant recognize the right of everyone to an adequate standard of living for himself and his family, including adequate food, clothing and housing, and to the continuous improvement of living conditions. The State Parties will take appropriate steps to ensure the realization of this right, recognizing to this effect the essential importance of international co-operation based on free consent.

2. The States Parties to the present Covenant, recognizing the fundamental right of everyone to be free from hunger, shall take, individually and through international co-operation, the measures, including specific programmes, which are needed:

(a) To improve methods of production, conservation and distribution of food by making full use of technical and scientific knowledge, by

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

disseminating knowledge of the principles of nutrition and by developing or reforming agrarian systems in such a way as to achieve the most efficient development and utilization of natural resources;

(b) Taking into account the problems of both food-importing and food-exporting countries, to ensure an equitable distribution of world food supplies in relation to need.

Article 12

1. The States Parties to the present Covenant recognize the right of everyone to the enjoyment of the highest attainable standard of physical and mental health.

2. The steps to be taken by the States Parties to the present Covenant to achieve the full realization of this right shall include those necessary for:

(a) The provision for the reduction of the stillbirth-rate and of infant mortality and for the healthy development of the child;

(b) The improvement of all aspects of environmental and industrial hygiene;

(c) The prevention, treatment and control of epidemic, endemic, occupational and other diseases;

(d) The creation of conditions which would assure to all medical service and medical attention in the event of sickness.

Article 13

1. The States Parties to the present Covenant recognize the right of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

everyone to education. They agree that education shall be directed to the full development of the human personality and the sense of its dignity, and shall strengthen the respect for human rights and fundamental freedoms. They further agree that education shall enable all persons to participate effectively in a free society, promote understanding, tolerance and friendship among all nations and all racial, ethnic or religious groups, and further the activities of the United Nations for the maintenance of peace.

2. The States Parties to the present Covenant recognize that, with a view to achieving the full realization of this right:

(a) Primary education shall be compulsory and available free to all;

(b) Secondary education in its different forms, including technical and vocational secondary education, shall be made generally available and accessible to all by every appropriate means, and in particular by the progressive introduction of free education;

(c) Higher education shall be made equally accessible to all, on the basis of capacity, by every appropriate means, and in particular by the progressive introduction of free education;

(d) Fundamental education shall be encouraged or intensified as far as possible for those persons who have not received or completed the whole period of their primary education;

(e) The development of a system of schools at all levels shall be actively pursued, and adequate fellowship system shall be established, and the material conditions of teaching staff shall be continuously improved.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. The States Parties to the present Covenant undertake to have respect for the liberty of parents and, when applicable, legal guardians to choose for their children schools, other than those established by the public authorities, which conform to such minimum educational standards as may be laid down or approved by the State and to ensure the religious and moral education of their children in conformity with their own convictions.
4. No part of this article shall be construed so as to interfere with the liberty of individuals and bodies to establish and direct educational institutions, subject always to the observance of the principles set forth in paragraph 1 of this article and to the requirement that the education given in such institutions shall conform to such minimum standards as may be laid down by the State.

Article 14

Each State Party to the present Covenant which, at the time of becoming a Party, has not been able to secure in its metropolitan territory or other territories under its jurisdiction compulsory primary education, free of charge, undertakes, within two years, to work out and adopt a detailed plan of action for the progressive implementation, within a reasonable number of years, to be fixed in the plan, of the principle of compulsory education free of charge for all.

Article 15

1. The States Parties to the present Covenant recognize the right of everyone:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(a) *To take part in cultural life;*

(b) To enjoy the benefits of scientific progress and its applications;

(c) To benefit from the production of the moral and material interests resulting from any scientific, literary or artistic production of which he is the author.

2. The steps to be taken by the States Parties to the present Covenant to achieve the full realization of this right shall include those necessary for the conservation, the development and the diffusion of science and culture.

3. The States Parties to the present Covenant undertake to respect the freedom indispensable for scientific research and creative activity.

4. The States Parties to the present Covenant recognize the benefits to be derived from the encouragement and development of international contacts and co-operation in the scientific and cultural fields.

PART IV

Article 16

1. The States Parties to the present Covenant undertake to submit in conformity with this part of the Covenant reports on the measures which they have adopted and the progress made in achieving the observance of the rights recognized herein.

2. (a)All reports shall be submitted to the Secretary-General of the United Nations, who shall transmit copies to the Economic and Social Council for consideration in accordance with the provisions

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

of the present Covenant;

(b)The Secretary-General of the United Nations shall also transmit to the specialized agencies copies of the reports, or any relevant parts therefrom, from States Parties to the present Covenant which are also members of these specialized agencies in so far as these reports, or parts therefrom, relate to any matters which fall within the responsibilities of the said agencies in accordance with their constitutional instruments.

Article 17

1. The States Parties to the present Covenant shall furnish their reports in stages, in accordance with a programme to be established by the Economic and Social Council within one year of the entry into force of the present Covenant after consultation with the States Parties and the specialized agencies concerned.
2. Reports may indicate factors and difficulties affecting the degree of fulfillment of obligations under the present Covenant.
3. Where relevant information has previously been furnished to the United Nations or to any specialized agency by any State Party to the present Covenant, it will not be necessary to reproduce that information, but a precise reference to the information so furnished will suffice.

Article 18

Pursuant to its responsibilities under the Charter of the United Nations in the field of human rights and fundamental freedoms, the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Economic and Social Council may make arrangements with the specialized agencies in respect of their reporting to it on the progress made in achieving the observance of the provisions of the present Covenant falling within the scope of their activities. These reports may include particulars of decisions and recommendations on such implementation adopted by their competent organs.

Article 19

The Economic and Social Council may transmit to the Commission on Human Rights for study and general recommendation or, as appropriate, for information the reports concerning human rights submitted by States in accordance with Articles 16 and 17, and those concerning human rights submitted by the specialized agencies in accordance with Article 18.

Article 20

The States Parties to the present Covenant and the specialized agencies concerned may submit comments to the Economic and Social Council on any general recommendation under Article 19 or reference to such general recommendation in any report of the Commission on Human Rights or any documentation referred to therein.

Article 21

The Economic and Social Council may submit from time to time to the General Assembly reports with recommendations of a general nature and a summary of the information received from the States Parties to the present Covenant and the specialized agencies on the measures taken and

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

the progress made in achieving general observance of the rights recognized in the present Covenant.

Article 22

The Economic and Social Council may bring to the attention of other organs of the United Nations, their subsidiary organs and specialized agencies concerned with furnishing technical assistance any matters arising out of the reports referred to in this part of the present Covenant which may assist such bodies in deciding, each within its field of competence, on the advisability of international measures likely to contribute to the effective progressive implementation of the present Covenant.

Article 23

The States Parties to the present Covenant agree that international action for the achievement of the rights recognized in the present Covenant includes such methods as the conclusion of conventions, the adoption of recommendations, the furnishing of technical assistance and the holding of regional meetings and technical meeting for the purpose of consultation and study organized in conjunction with the Governments concerned.

Article 24

Nothing in the present Covenant shall be interpreted as impairing the provisions of the Charter of the United Nations and of the constitutions of the specialized agencies which define the respective responsibilities of the various organs of the United Nations and of the specialized agencies

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

in regard to the matters dealt with in the present Covenant.

Article 25

Nothing in the present Covenant shall be interpreted as impairing the inherent right of all peoples to enjoy and utilize fully and freely their natural wealth and resources.

PART V

Article 26

1. The present Covenant is open for signature by any State Member of the United Nations or member of any its specialized agencies, by any State Party to the Statute of the International Court of Justice, and by any other State which has been invited by the General Assembly of the United Nations to become a party to the present Covenant.
2. The present Covenant is subject to ratification. Instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.
3. The present Covenant shall be open to accession by any State referred to in paragraph 1 of this article.
4. Accession shall be effected by the deposit of any instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.
5. The Secretary-General of the United Nations shall inform all States which have signed the present Covenant or acceded to it of the deposit of each instrument of ratification or accession.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 27

1. The present Covenant shall enter into force three months after the date of the deposit with the Secretary-General of the United Nations of the thirty-fifth instrument of ratification or instrument of accession.
2. For each State ratifying the present Covenant or acceding to it after the deposit of the thirty-fifth instrument of ratification or instrument of accession, the present Covenant shall enter into force three months after the date of the deposit of its own instrument of ratification or instrument of accession.

Article 28

The provisions of the present Covenant shall extend to all parts of federal States without any limitation or exceptions.

Article 29

1. Any State Party to the present Covenant may propose an amendment and file it with the Secretary-General of the United Nations. The Secretary-General shall thereupon communicate any proposed amendments to the States Parties to the present Covenant with a request that they notify him whether they favour a conference of States Parties for the purpose of considering and voting upon the proposals. In the event that at least one third of the States Parties favours such a conference, the Secretary-General shall convene the conference under the auspices of the United Nations. Any amendment adopted by a majority of the States Parties present and

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

voting at the conference shall be submitted to the General Assembly of the United Nations for approval.

2. Amendments shall come into force when they have been approved by the General Assembly of the United Nations and accepted by a two-thirds majority of the States Parties to the present Covenant in accordance with their respective constitutional processes.
3. When amendments come into force they shall be binding on those States Parties which have accepted them, other States Parties still being bound by the provisions of the present Covenant and any earlier amendment which they have accepted.

Article 30

Irrespective of the notifications made under Article 26, paragraph 5, the Secretary-General of the United Nations shall inform all States referred to in paragraph 1 of the same article of the following particulars:

(a) Signatures, ratifications and accessions under Article 26;

(b) The date of the entry into force of the present Covenant under Article 27 and the date of the entry into force of any amendments under Article 29.

Article 31

1. The present Covenant, of which the Chinese, English, French, Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations.
2. The Secretary-General of the United Nations shall transmit certified copies of the present Covenant to all States referred to in Article 26.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.11 PROCEDURE IN THE COMMISSION ON HUMAN RIGHTS OF THE ECONOMIC AND SOCIAL COUNCIL

The role of the Human Rights Commission in respect of complaints of human rights violations was minimal before 1967. Since that year three functions have been exercised:

(a) In 1967 ECOSOC adopted Resolution 1235 (XLII) which authorized the Human Rights Commission and its Sub-Commission on Prevention of Discrimination and Protection of Minorities 'to examine information relevant to gross violations of human rights and fundamental freedoms, as exemplified by the policy of apartheid as practised in the Republic of South Africa and racial discrimination as practised notably in Southern Rhodesia, contained in the communications listed by the Secretary-General to [ECOSOC] resolution 728 F' and to 'make thorough study of situations which reveal a consistent pattern of violations of human rights, and report, with recommendations thereon, to the Economic and Social Council'.

The 'communications listed by the Secretary-General' consist of the list of individual petitions (complaints concerning human rights) which is distributed to Commission members before each session.

The powers given ECOSOC Resolution 1235 (XLII) have been exercised in limited circumstances, that is, gross violations linked to general political situations in which a large number of United Nations

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Members were concerned, such as the policies of South Africa.

(b) After 1967 the Commission on Human Rights began to carry out regular operational fact-finding activities, with particular reference to South Africa, the territories occupied by Israel and the situation in Chile. Latterly, it has turned its attention to, among others, East Timor, Haiti, Myanmar, Nigeria, Rwanda, and the former Yugoslavia.

(c) In 1970 the Economic and Social Council devised a greatly improved procedure for handling communications (complaints) from individuals and non-governmental organizations relating to violations of human rights. The new procedure was established by ECOSOC Resolution 1503 (XLVIII), and calls for special examination.

The text of Resolution 1503 is set out below, together with the Resolution adopted by the Sub-Commission on 13 August 1971 on matters of procedure. The machinery set up by Resolution 1503 is complex. The object is to secure further examination (during the screening of communications) of those communications which 'appear to reveal a consistent pattern of gross and reliably attested violations of human rights and fundamental freedoms'. The procedure is in several stages, involving a working group of the Sub-Commission on Prevention of Discrimination (since renamed the Sub-Commission on the Promotion and Protection of Human Rights), the Sub-Commission itself, the Commission on Human Rights and eventually an ad hoc investigatory committee appointed by the Commission.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Whilst the Resolution 1503 Procedure is a great improvement on what went on before 1970, the procedure still has many drawbacks. A leading U.N. official (not writing in his official capacity) commented: 'The procedure appeared to be very promising but due to many procedural technicalities, its time-consuming character and above all the inability or unwillingness of the Commission on Human Rights to act effectively, high expectations made way for strong disappointment. Although official United Nations documentation is silent on this score as a result of the rule of confidentiality, press reports reveal that the Commission on Human Rights saw fit to drop all cases (with the exception of the situations relating to the occupied territories in the Middle East and Chile, which were on the public agenda anyway), referred to it by the Sub-Commission': see Van Boven, T., in Cassese, A. (ed.), U.N. Law: Fundamental Rights (1979), 119 at 124.

For further reference see Alston, P., The United Nations and Human Rights: A Critical Appraisal (1992): Van Boven, T. 15 Netherlands International Law Review 374-93 (1968); Humphrey, J. 62 AJIL 869-88 (1968); International Law Association, Report of the Fifty-Fifth Conference, 1972, 539-624 (especially the reports of Humphrey and Schwelb). See generally also: http://www.unhchr.ch

Resolution 1503 (XLVIII), 27 May 1970, ECOSOC

The Economic and Social Council

Noting resolutions 7 (XXVI) and 17 (XXV) of the Commission on Human Rights and resolution 2 (XXI) of the Sub-Commission on

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Prevention of Discrimination and Protection of Minorities.

1. Authorizes the Sub-Commission on Prevention of Discrimination and Protection of Minorities to appoint a working group consisting of not more than five of its members, with due regard to geographical distribution, to meet once a year in private meetings for a period not exceeding ten days immediately before the sessions of the Sub-Commission to consider all communications, including replies of Governments thereon, received by the Secretary-General under Council resolution 738 F (XXVIII) of 30 July 1959 with a view to brining to the attention of the Sub-Commission those communications, together with replies of Governments, if any, which appear to reveal a consistent pattern of gross and reliably attested violations of human rights and fundamental freedoms within the terms of reference of the Sub-Commission.

2. Decides that the Sub-Commission on Prevention of Discrimination and Protection of Minorities should, as the first stage in the implementation of the present resolution, devise at its twenty-third session appropriate procedures for dealing with the question of admissibility of communications received by the Secretary-General under Council resolution 728 F (XXVIII) and in accordance with Council resolution 1235 (XLII) of 6 June 1967.

3. Requests the Secretary-General to prepare a document on the question of admissibility of communications for the Sub-Commission's consideration at its twenty-third session.

4. Further requests the Secretary-General:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(a) To furnish to the members of the Sub-Commission every month a list of communications prepared by him in accordance with Council resolution 728 F (XXVIII) and a brief description of them, together with the text of any replies received from Governments;

(b) To make available to the members of the working group at their meetings the originals of such communications listed as they may request, having due regard to the provisions of paragraph 2 (b) of Council resolution 728 F (XXVIII) concerning the divulging of the identity of the authors of communications;

(c) To circulate to the members of the Sub-Commission, in the working languages, the originals of such communications as are referred to the Sub-Commission by the working group.

5. Requests the Sub-Commission on Prevention of Discrimination and Protection of Minorities to consider in private meetings, in accordance with paragraph 1 above, the communications brought before it in accordance with the decision of a majority of the members of the working group and any replies of Governments relating thereto and other relevant information, with a view to determining whether to refer to the Commission on Human Rights particular situations which appear to reveal a consistent pattern of gross and reliably attested violations of human rights requiring consideration by the Commission.

6. Requests the Commission on Human Rights after it has examined any situation referred to it by the Sub-Commission to determine:

(a) Whether it requires a thorough study by the Commission and a

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

report and recommendations thereon to the Council in accordance with paragraph 3 of Council resolution 1235 (XLII);

(b) Whether it may be a subject of an investigation by an ad hoc committee to be appointed by the Commission which shall be undertaken only with the express consent of the State concerned and shall be conducted in constant co-operation with that State and under conditions determined by agreement with it. In any event, the investigation may be undertaken only if:

(i) All available means at the national level have been resorted to and exhausted;

(ii) The situation does not relate to a matter which is being dealt with under other procedures prescribed in the constituent instruments of, or conventions adopted by, the United Nations and the specialized agencies, or in regional conventions, or which the State concerned wishes to submit to other procedures in accordance with general or special international agreements to which it is a party.

7. Decides that if the Commission on Human Rights appoints an ad hoc committee to carry on an investigation with the consent of the State concerned:

(a) The composition of the committee shall be determined by the Commission. The members of the committee shall be independent persons whose competence and impartiality is beyond question. Their appointment shall be subject to the consent of the Government concerned;

(b) The committee shall establish its own rules of procedure. It shall be

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

subject to the quorum rule. It shall have authority to receive communications and hear witnesses, as necessary. The investigation shall be conducted in co-operation with the Government concerned;

(c) The committee's procedure shall be confidential, its proceedings shall be conducted in private meetings and its communications shall not be publicized in any way;

(d) The committee shall strive for friendly solutions before, during and even after the investigation;

(e) The committee shall report to the Commission on Human Rights with such observations and suggestions as it may deem appropriate.

8. Decides that all actions envisaged in the implementation of the present resolution by the Sub-Commission on Prevention of Discrimination and Protection of Minorities or the Commission on Human Rights shall remain confidential until such time as the Commission may decide to make recommendations to the Economic and Social Council.

9. Decides to authorize the Secretary-General to provide all facilities which may be required to carry out the present resolution, making use of the existing staff of the Division of Human Rights of the United Nations Secretariat.

10. Decides that the procedure set out in the present resolution for dealing with communications relating to violations of human rights and fundamental freedoms should be reviewed if any new organ entitled to deal with such communications should be established within the United Nations or by international agreement.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Resolution of the Sub-Commission on Prevention of Discrimination and Protection of Minorities, 13 August 1971

The Sub-Commission on Prevention of Discrimination and Protection of Minorities,

Considering that the Economic and Social Council, by its resolution 1503 (XLVIII), decided that the Sub-Commission should devise appropriate procedures for dealing with the question of admissibility of communications received by the Secretary-General under Council resolution 728 F (XXVIII) of 30 July 1959 and in accordance with

Council resolution 1235 (XLII) of 6 June 1967,

Adopts the following provisional procedures for dealing with the question of admissibility of communications referred to above:

(1) Standards and criteria

(a) The object of the communication must not be inconsistent with the relevant principles of the Charter, of the Universal Declaration of Human Rights and of the other applicable instruments in the field of human rights

(b) Communications shall be admissible only if, after consideration thereof, together with the replies of any of the Governments concerned, there are reasonable grounds to believe that they may reveal a consistent pattern of gross and reliably attested violations of human rights and fundamental freedoms, including policies of racial discrimination and segregation and of apartheid, in any country, including colonial and other dependent countries and peoples.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) Source of communications

(a) Admissible communications may originate from a person or group of persons who, it can be reasonably presumed, are victims of the violations referred to in subparagraph (1) (b) above, any person or group of persons who have direct and reliable knowledge of those violations, or non-governmental organizations acting in good faith in accordance with recognized principles of human rights, not resorting to politically motivated stands contrary to the provisions of the Charter of the United Nations and having direct and reliable knowledge of such violations.

(b) Anonymous communications shall be inadmissible, subject to the requirements of subparagraph 2(b) of resolution 728 F (XXVIII) of the Economic and Social Council, the author of a communication, whether an individual, a group of individuals or an organization, must be clearly identified.

(c) Communications shall not be inadmissible solely because the knowledge of the individual authors is second-hand, provided that they are accompanied by clear evidence.

(3) Contents of communications and nature of allegations

(a) The communication must contain a description of the facts and must indicate the purpose of the petition and the rights that have been violated.

(b) Communications shall be inadmissible if their language is essentially abusive and in particular if they contain insulting references to the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

State against which the complaint is directed. Such communications may be considered if they meet the other criteria for admissibility after deletion of the abusive language.

(c) A communication shall be inadmissible if it has manifestly political motivations and its subject is contrary to the provisions of the Charter of the United Nations.

(d) A communication shall be inadmissible if it appears that it is based exclusively on reports disseminated by mass media.

(4) Existence of other remedies

(a) Communications shall be inadmissible if their admission would prejudice the functions of the specialized agencies of the United Nations system.

(b) Communications shall be inadmissible if domestic remedies have not been exhausted, unless it appears that such remedies would be ineffective or unreasonably prolonged. Any failure to exhaust remedies should be satisfactorily established.

(c) Communications relating to cases which have been settled by the State concerned in accordance with the principles set forth in the Universal Declaration of Human Rights and other applicable documents in the field of human rights will not be considered.

(5) Timeliness

A communication shall be inadmissible if it is not submitted to the United Nations within a reasonable time after the exhaustion of the domestic remedies as provided above.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.12 INTERNAITONAL CONVENTION ON THE ELIMINATION OF ALL FORMS OF RACIAL DISCRIMINATION, 1966

The great theme which pervades the provisions of the UN Charter and other instruments both national and international, concerned with human rights and civil liberties, is that of equality. It slowly came to be recognized that racial discrimination and resulting conflict are major issues in world affairs. The Convention, opened for signature on 7 March1966, was adopted by the General Assembly Resolution 2106 (XX) of 21 December 1965; it entered into force on 4 January 1969. For the text in various languages are 660 UNTS 195; UK Treaty Series, Misc. No.77, 1969, Cmnd. 4108. The individual complaints procedure under Article 14 is not yet operative.

For further reference see Mason, P., Patterns of Dominance (1970); Schwelb, E., 'The International Convention on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination' (1966) 15 ICLQ996; Brownlie, I., Principles of Public International Law (5th edn, 1998), 602-5; Meron, T., 'The Meaning and Reach of the International Convention on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination', 79 AJIL 283 (1985); Partsch, K.J, 'The Committee on the Elimination of Racial Discrimination', in Alston, P. (ed.), The United Nations and Human Rights (1992), 339-68.

The link between the issue of racial equality and decolonization is established in Resolution 2106 (XX), B, associated with the adoption by

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

the General Assembly of the Convention itself and printed as an annex below. See further Resolution 2547 (XXIV) adopted by the General Assembly on 15 December 1969.

TEXT

The States Parties to this Convention,

Considering that the Charter of the United Nations is based on the principles of the dignity and equality inherent in all human beings, and that all Member States have pledged themselves to take joint and separate action in co-operation with the Organization, for the achievement of one of the purposes of the United Nations which is to promote and encourage universal respect for and observance of human rights and fundamental freedoms for all, without distinction as to race, sex, language or religion.

Considering that the Universal Declaration of Human Rights proclaims that all human beings are born free and equal in dignity and rights and that everyone is entitled to all the rights and freedoms set out therein, without distinction of any kind, in particular as to race, colour or national origin,

Considering that all human beings are equal before the law and are entitled to equal protection of the law against any discrimination and against any incitement to discrimination,

Considering that the United Nations has condemned colonialism and all practices of segregation and discrimination associated therewith, in whatever form and wherever they exist, and that the Declaration on the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Granting of Independence to Colonial Countries and Peoples of 14 December 1960 (General Assembly resolution 1514 (XV) has affirmed and solemnly proclaimed the necessity of bringing them to a speedy and unconditional end,

Considering that the United Nations Declaration on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination of 20 November 1963 (General Assembly resolution 1964 (XVIII) solemnly affirms the necessity of speedily eliminating racial discrimination throughout the world in all its forms and manifestations and of securing understanding of and respect for the dignity of the human person,

Convinced that any doctrine of superiority based on racial differentiation is scientifically false, morally condemnable, socially unjust and dangerous, and that there is no justification for racial discrimination, in theory or in practice, anywhere,

Reaffirming that discrimination between human beings on the grounds of race, colour or ethnic origin is an obstacle to friendly and peaceful relations among nations and is capable of disturbing peace and security among peoples and the harmony of persons living side by side even within one and the same State,

Convinced that the existence of racial barriers is repugnant to the ideals of any human society,

Alarmed by manifestations of racial discrimination still in evidence in some areas of the world and by governmental polices based on racial superiority or hatred, such as policies of apartheid, segregation or separation,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Resolved to adopt all necessary measures for speedily eliminating racial discrimination in all its forms and manifestations, and to prevent and combat racist doctrines and practices in order to promote understanding between races and to build an international community free from all forms of racial segregation and racial discrimination,

Bearing in mind the Convention concerning Discrimination in respect of Employment and Occupation adopted by the International Labour Organization in 1958, and the Convention against Discrimination in Education adopted by the United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization in 1960,

Desiring to implement the principles embodied in the United Nations Declaration on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination and to secure the earliest adoption of practical measures to that end,

Have agreed as follows:

PART I

Article 1

1. In this Convention, the term 'racial discrimination' shall mean any distinction, exclusion, restriction or preference based on race, colour, descent, or national or ethnic origin which has the purpose or effect of nullifying or impairing the recognition, enjoyment or exercise, on an equal footing, of human rights and fundamental freedoms in the political, economic, social, cultural or any other field of public life.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. This Convention shall not apply to distinctions, exclusion, restrictions or preferences made by a State Party to this Convention between citizens and non-citizens.

3. Nothing in this Convention may be interpreted as affecting in any way the legal provisions of States Parties concerning nationality, citizenship or naturalization, provided that such provisions do not discriminate against any particular nationality.

4. Special measures taken for the sole purpose of securing adequate advancement of certain racial or ethnic groups or individuals requiring such protection as may be necessary in order to ensure such groups or individuals equal enjoyment or exercise of human rights and fundamental freedoms shall not be deemed racial discrimination, provided, however, that such measures do not, as a consequence, lead to the maintenance of separate rights for different racial groups and that they shall not be continued after the objectives for which they were taken have been achieved.

Article 2

1. States Parties condemns racial discrimination and undertake to pursue by all appropriate means and without delay a policy of eliminating racial discrimination in all its forms and promoting understanding among all races, and, to this end:

(a) Each State Party undertakes to engage in no act or practice of racial discrimination against persons, groups of person or institutions and to ensure that all public authorities and public insti utions, national

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

and local, shall act in conformity with this obligation;

(b) Each State Party undertakes not to sponsor, defend or support racial discrimination by any persons or organizations;

(c) Each State Party shall take effective measures to review governmental, national and local policies, and to amend, rescind or nullify any laws and regulations which have the effect of creating or perpetuating racial discrimination wherever it exists;

(d) Each State Party shall prohibit and bring to an end, by all appropriate means, including legislation as required by circumstances, and racial discrimination by any persons, group or organization;

(e) Each State Party undertakes to encourage, where appropriate, integrationist multiracial organizations and movements and other means of eliminating barriers between races, and to discourage anything which tends to strengthen racial division.

2. States Parties shall, when the circumstances so warrant, take, in the social, economic, cultural and other fields, special and concrete measures to ensure the adequate development and protection of certain racial groups or individuals belonging to them, for the purpose of guaranteeing them the full and equal enjoyment of human rights and fundamental freedoms. These measures shall in no case entail as a consequence the maintenance of unequal or separate rights for different racial groups after the objectives for which they were taken have been achieved.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 3

States Parties particularly condemn racial segregation and apartheid and undertake to prevent, prohibit and eradicate all practices of this nature in territories under their jurisdiction.

Article 4

States Parties condemns all propaganda and all organizations which are based on ideals or theories of superiority of one race or group of persons of one colour or ethnic origin, or which attempt to justify or promote racial hatred and discrimination in any form, and undertake to adopt immediate and positive measures designed to eradicate all incitement to, or acts of, such discrimination and, to this end, with due regard to the principles embodied in the Universal Declaration of Human Rights and the rights expressly set forth in Article 5 of this Convention, inter alia:

(a) Shall declare an offence punishable by law ass dissemination of ideas based on racial superiority or hatred, incitement to racial discrimination, as well as all acts of violence or incitement to such acts against any race or group of persons of another colour or ethnic origin, and also the provision of any assistance to racist activities, including the financing thereof;

(b) Shall declare illegal and prohibit organizations, and also organized and all other propaganda activities, which promote and incite racial discrimination, and shall recognize participation in such organizations or activities as an offence punishable by law;

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(c) Shall not permit public authorities or public institutions, national or local, to promote or incite racial discrimination.

Article 5

In compliance with the fundamental obligations laid down in Article 2 of this Convention, States Parties undertake to prohibit and to eliminate racial discrimination in all its forms and to guarantee the right of everyone, without distinction as to race, colour, or national or ethnic origin, to equality before the law, notably in the enjoyment of the following rights:

(a) The right to equal treatment before the tribunals and all other organs administering justice;

(b) The right to security of person and protection by the State against violence or bodily harm, whether inflicted by government officials or by any individual group or institution;

(c) Political rights, in particular the right to participate in elections - to vote and to stand for election - on the basis of universal and equal suffrage, to take part in the Government as well as in the conduct of public affairs at any level and to have equal access to public service;

(d) Other civil rights, in particular:

(ii) The right to freedom of movement and residence within the border of the State;

(iii) The right to leave any country, including one's own, and to return to one's country;

(iv) The right to nationality;

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(v) The right o marriage and choice of spouse;

(vi) The right to own property alone as well as in association with others;

(vii)The right to inherit;

(viii) The right to freedom of thought, conscience and religion;

(ix) The right to freedom of opinion and expression;

(x) The right to freedom of peaceful assembly and association;

(e) Economic, social and cultural rights, in particular;

(i) The rights to work, to free choice of employment, to just and favourable conditions of work, to protection against unemployment, to equal pay for equal work, to just and favourable remuneration;

(ii) The right form and join trade unions;

(iii) The right of housing;

(iv) The right to public health, medical care, social security and social services;

(v) The right to education and training;

(vi) The right to equal participation in cultural activities;

(f) The right of access to any place or service intended for use by the general public, such as transport, hotels, restaurants, cafés, theatres and parks

Article 6

States Parties shall assure to everyone within their jurisdiction effective protection and remedies, through the competent national tribunals and other State institutions, against any acts of racial discrimination which violate his human rights and fundamental freedoms

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

contrary to this Convention, as well as the right to seek from such tribunals just and adequate reparation or satisfaction for any damage suffered as a result of such discrimination.

Article 7

States Parties undertake to adopt immediate and effective measures, particularly in the fields of teaching, education, culture and information, with a view to combating prejudices which lead to racial discrimination and to promoting understanding, tolerance and friendship among nations and racial or ethnical groups, as well as to propagating the purposes and principles of the Charter of the Untied Nations, the Universal Declaration of Human Rights, the United Nations Declaration on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination, and this Convention.

PART II

Article 8

1. There shall be established a Committee on the Elimination of Racial Discrimination (hereinafter referred to as the Committee) consisting of eighteen experts of high moral standing and acknowledged impartially elected by States Parties from among their nationals, who shall serve in their personal capacity consideration being given to equitable geographical distribution and to the representation of the different forms of civilization as well as of the principle legal systems.
2. The members of the Committee shall be elected by secret ballot from a list of persons nominated by the States Parties. Each State Party

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

may nominate one person from among its own nationals.

3. The initial election shall be held six months after the date of the entry into force of this Convention. At least three months before the date of each election the Secretary-General of the United Nations shall address a letter to the States Parties inviting them to submit their nominations within two months. The Secretary-General shall prepare a list in alphabetical order of all persons thus nominated, indicating the States Parties which have nominated them, and shall submit it to the States Parties.

4. Elections of the members of the Committee shall be held at a meeting of States Parties convened by the Secretary-General at United Nations Headquarters. At that meeting, for which two thirds of the States Parties shall constitute a quorum, the persons elected to the Committee shall be nominees who obtain the largest number of votes and an absolute majority of the votes of the representatives of States Parties present and voting.

5. (a)The members of the Committee shall be elected for a term of four years. However, the terms of nine of the members elected at the first election shall expire at the end of two years; immediately after the first election the names of these nine members shall be chosen by lot by the Chairman of the Committee;

(b)For the filling of casual vacancies, the State Party whose expert has ceased to function as a member of the Committee shall appoint another expert from among its nationals, subject to the approval of the Committee.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6. States Parties shall be responsible for the expenses of the members of the Committee while they are in performance of Committee duties.

Article 9

1. States Parties undertake to submit to the Secretary-General of the United Nations, for consideration by the Committee, a report on the legislative, judicial, administrative or other measures which they have adopted and which give effect to the provisions of this Convention:

(a) within one year after the entry into force of the Convention for the State concerned; and

(b) thereafter every two years and whenever the Committee so requests. The Committee may request further information from the States Parties.

2. The Committee shall report annually, through the Secretary-General, to the General Assembly of the United Nations on its activities may make suggestions and general recommendations based on the examination of the reports and information received from the States Parties. Such suggestions and general recommendations shall be reported to the General Assembly together with comments, if any, from State Parties.

Article 10

1. The Committee shall adopt its own rules of procedure.
2. The Committee shall elect its officers for a term of two years.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. The secretariat of the Committee shall be provided by the Secretary-General of the United Nations.
4. The meetings of the Committee shall normally be held at United Nations Headquarters.

Article11

1. If a State Party considers that another State Party is not giving effect to the provisions of this Convention, it may bring the matter to the attention of the Committee. The Committee shall then transmit the communication to the State Party concerned. Within three months, the receiving State shall submit to the Committee written explanations or statements clarifying the matter and the remedy, if any, that may have been taken by that State.
2. If the matter is not adjusted to the satisfaction of both parties, either by bilateral negotiations or by any other procedure open to them, within six months after the receipt by the receiving State of the initial communication, either State shall have the right to refer the matter again to the Committee by notifying the Committee and also the other State.
3. The Committee shall deal with a matter referred to it in accordance with paragraph 2 of this article after it has ascertained that all available domestic remedies have been invoked and exhausted in the case, in conformity with the generally recognized principles of international law. This shall not be the rule where the application of the remedies is unreasonably prolonged.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4. In any matter referred to it, the Committee may call upon the States Parties concerned to supply any other relevant information.
5. When any matter arising out of this article is being considered by the Committee, the States Parties concerned shall be entitled to send a representative to take part in the proceedings of the Committee, without voting rights, while the matter is under consideration.

Article12

1. (a) After the Committee has obtained and collated all the information it deems necessary, the Chairman shall appoint an ad hoc Conciliation Commission (hereinafter referred to as the Commission) comprising five persons who may or may not be members of the Committee. The members of the Commission shall be appointed with the unanimous consent of the parties to the dispute, and its good offices shall be made available to the States concerned with a view to an amicable solution of the matter on the basis of respect for this Convention.

(b) If the States parties to the dispute fail to reach agreement within three months on all or part of the composition of the Commission, the members of the Commission not agreed upon by the States parties to the dispute shall be elected by secret ballot by a two-thirds majority vote of the Committee from among its own members.

2. The members of the Commission shall serve in their personal capacity. They shall not be nationals of the States parties to the dispute or of a State not Party to this Convention.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. The Commission shall elect its own Chairman and adopt its own rules of procedure.
4. The meetings of the Commission shall normally be held at United Nations Headquarters or at any other convenient place as determined by the Commission.
5. The secretariat provided in accordance with Article 10, paragraph 3, of this Convention shall also service the Commission whenever a dispute among States Parties brings the Commissions into being.
6. The States parties to the dispute shall share equally all the expenses of the members of the Commission in accordance with estimates to be provided by the Secretary-General of the United Nations.
7. The Secretary-General shall be empowered to pay the expenses of the members of the Commission, if necessary, before reimbursement by the States Parties to the dispute in accordance with paragraph 6 of this article.
8. The information obtained and collated by the Committee shall be made available to the Commission, and the Commission may call upon the States concerned to supply any other relevant information.

Article13

1. When the Commission has fully considered the matter, it shall prepare and submit to the Chairman of the Committee a report embodying its findings on all questions of fact relevant to the issue between the parties and containing such recommendations as it may think proper for the amicable solution of the dispute

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. The Chairman of the Committee shall communicate the report of the Commission to each of the States parties to the dispute. These States shall, within three months, inform the Chairman of the Committee whether or not they accept the recommendations contained in the report of the Commission.
3. After the period provided for in paragraph 2 of this article, the Chairman of the Committee shall communicate the report of the Commission and the declarations of the States Parties concerned to the other States Parties to this Convention.

Article14

1. A State Party may at any time declare that it recognizes the competence of the Committee to receive and consider communications from individuals or groups of individuals within its jurisdiction claiming to be victims of a violation by that State Party of any of the rights set forth in this Convention. No communication shall be received by the Committee if it concerns a State Party which has not made such a declaration.
2. Any State Party which makes a declaration as provided for in paragraph 1 of this article may establish or indicate a body within its national legal order which shall be competent to received and consider petitions from individuals and groups of individuals within its jurisdiction who claim to be victims of a violation of any of the rights set forth in this Convention and who have exhausted other available local remedies.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3. A declaration made in accordance with paragraph 1 of this article and the name of any body established or indicated in accordance with paragraph 2 of this article shall be deposited by the State Party concerned with the Secretary-General of the United Nations, who shall transmit copies thereof to the other States Parties. A declaration may be withdrawn at any time by notification to the Secretary-General, but such a withdrawal shall not affect communications pending before the Committee.

4. A register of petitions shall be kept by the body established or indicated in accordance with paragraph 2 of this article, and certified copies of the register shall be annually through appropriate channels with the Secretary-General on the understanding that the contents shall not be publicly disclosed.

In the event of failure to obtain satisfaction from the body established or indicated in accordance with paragraph 2 of this article, the petitioner shall have the right to communicate the matter to the Committee within six months.

6. (a)The Committee shall confidentially bring any communication referred to it to the attention of the State Party alleged to be violating any provision of this Convention, but the identity of the individual or groups of individuals concerned shall not be revealed without his or their express consent. The Committee shall not receive anonymous communications;

(b) Within three months, the receiving State shall submit to the Committee written explanations or statements clarifying the matter

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

and the remedy, if any that may have been taken by that State.

7. (a) The Committee shall consider communications in the light of all information made available to it by the State Party concerned and by the petitioner. The Committee shall not consider any communication from a petitioner unless it has ascertained that the petitioner has exhausted all available domestic remedies. However, this shall not be the rule where the application of the remedies is unreasonably prolonged;

(b) The Committee shall forward its suggestions and recommendations, if any, to the State Party concerned and to the petitioner.

8. The Committee shall include in its annual report a summary of such communications and, where appropriate, a summary of the explanations and statements of the States Parties concerned and of its own suggestions and recommendations.

9. The Committee shall be competent to exercise the functions provided for in this article only when at least ten States Parties to this Convention are bound by declarations in accordance with paragraph 1 of this article.

Article15

1. Pending the achievements of the objectives of the Declaration on the Granting of Independence to Colonial Countries and Peoples, contained in General Assembly resolution 1514 (XV) of 14 December 1960 the provisions of this Convention shall in no way limit the right of petition granted to these peoples by other

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

international instruments or by the United Nations and its specialized agencies.

2. (a) The Committee established under Article 8, paragraph 1, of this Convention shall receive copies of the petitions from, and submit expressions of opinion and recommendations on these petitions to, the bodies of the United Nations which deal with matters directly related to the principles and objectives of this Convention in their consideration of petitions from the inhabitants of Trust and Non-Self-Governing Territories and all other territories to which General Assembly resolution 1514 (XV) applies, relating to matters covered by this Convention which are before these bodies;

(b) The Committee shall receive from the competent bodies of the United Nations copies of the reports concerning the legislative, judicial, administrative or other measures directly related to the principles and objectives of this Convention applied by the administering Powers within the Territories mentioned subparagraph (a) of this paragraph, and shall express opinions and make recommendations to these bodies.

3. The Committee shall include in its report the General Assembly a summary of the petitions and reports it has received from United Nations bodies, and the expressions of opinion and recommendations of the Committee relating to the said petitions and reports.

4. The Committee shall request from the Secretary-General of the United Nations all information relevant to the objectives of this

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Convention and available to him regarding the Territories mentioned in paragraph 2 (a) of this article.

Article16

The provisions of this Convention concerning the settlement of disputes or complaints shall be applied without prejudice to other procedures for settling disputes or complaints in the field of discrimination laid down in the constituent instruments of, or conventions adopted by, the United Nations and its specialized agencies, and shall not prevent the States Parties from having recourse to other procedures for settling a dispute in accordance with general or special international agreements in force between them.

PART III

Article17

1. This Convention is open for signature by any State Member of the United Nations or member of any of its specialized agencies, by any State Party to the Statute of the International Court of Justice, and by any other State which has been invited by the General Assembly of the United Nations to become a Party to this Convention.
2. This Convention is subject to ratification. Instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the Untied Nations.

Article18

1. This Convention shall be open to accession by any State referred to in Article 17, paragraph 1, of the Convention.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. Accession shall be effected by the deposit of any instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.

Article19

1. This Convention shall enter into force on the thirtieth day after the date of the deposit with the Secretary-General of the United Nations of the twenty-seventh instrument of ratification or instrument of accession.
2. For each State ratifying this Convention or acceding to it after the deposit of the twenty-seventh instrument of ratification or instrument of accession, the Convention shall enter into force on the thirtieth day after the date of the deposit of its own instrument of ratification or instrument of accession.

Article20

1. The Secretary-General of the United Nations shall receive and circulate to all States which are or may become Parties to this Convention reservations made by States at the time of ratification or accession. Any State which objects to the reservation shall, within a period of ninety days from the date of the said communication, notify the Secretary-General that it does not accept it.
2. A reservation incompatible with the object and purpose of this Convention shall not be permitted, nor shall a reservation the effect of which would inhibit the operation of any of the bodies established by this Convention be allowed. A reservation shall be considered incompatible or inhibitive if at least two thirds of the States Parties

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

to this Convention object to it.

3. Reservations may be withdrawn at any time by notification to this effect addressed to the Secretary-General. Such notification shall take effect on the date on which it is received.

Article21

A State Party may denounce this Convention by written notification to the Secretary-General of the United Nations. Denunciation shall take effect one year after the date of receipt of the notification by the Secretary-General.

Article22

Any dispute between two or more States Parties with respect to the interpretations or application or this Convention, which is not settled by negotiation or by the procedures expressly provided for in this Convention, shall, at the request of any of the parties to the dispute, be referred to the International Court of Justice for decision, unless the disputants agree to another mode of settlement.

Article23

1. A request for the revision of this Convention may be made at any time by any State Party by means of a notification in writing addressed to the Secretary-General of the United Nations.
2. The General Assembly of the United Nations shall decide upon the steps, if any, to be taken in respect of such a request.

Article24

The Secretary-General of the United Nations shall inform all States

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

referred to in Article 17, paragraph 1, of this Convention of the following particulars:

(a) Signatures, ratifications and accessions under Articles 17 and 18;

(b) The date of entry into force of this Convention under Article 19;

(c) Communications and declarations received under Articles 14, 20 and 23;

(d) Denunciations under Article 21.

Article25

1. This Convention, of which the Chinese, English, French, Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations.

2. The Secretary-General of the Untied Nations shall transmit certified copies of this Convention to all States belonging to any of the categories mentioned in Article 17, paragraph 1, of the Convention.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.13 CONVENTION ON THE ELIMINATION OF ALL FORMS OF DISCRIMINATION GAINST WOMEN, 1979

The text which follows was adopted by General Assembly Resolution 34/180 on 18 December 1979: UN doc. A/34/46; there were 130 votes in favour, none against, and ten abstentions. The Convention came into force on 3 September 1981; for text see 1249 UNTS 13. The precursor to the Convention was the Declaration on Elimination of discrimination against Women, adopted unanimously by the General Assembly on 7 December 1967; for the text, see the first edition of the present work, at 183.

Reference should also be made to the ILO Convention concerning equal remuneration for men and women workers for work of equal value. (see below, 330-3).

Generally, see Jacobson, R., 'The Committee on the Elimination of Discrimination against Women', in Alston, P. (ed.), The United Nations and Human Rights (1991), 444-72. On the standard of non-discrimination in general international law see Brownlie, I., Principles of Public International Law (5th edn., 1998), 602-5. On sexual equality, see McDougall, M. S., Lasswell, H. D., & Lung-Chu Chen, 'Human Rights for Women and World Public Order: The Outlawing of Sex based Discrimination', 69 AJIL 497-533 (1975).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

TEXT

The States Parties to the present Convention,

Noting that the Charter of the United Nations reaffirms faith in fundamental human rights, in the dignity and worth of the human person and in the equal rights of men and women,

Noting that the Universal Declaration of Human Rights affirms the principle of the inadmissibility of discrimination and proclaims that all human beings are born fee and equal in dignity and rights and that everyone is entitled to all the rights and freedoms set forth therein, without distinction of any kind, including distinction based on sex,

Noting that the States Parties to the International Covenants on Human Rights have the obligation to ensure the equal rights of men and women to enjoy all economic, social, cultural, civil and political rights,

Considering the international conventions concluded under the auspices of the United Nations and the specialized agencies promoting equality of rights of men and women,

Noting also the resolutions, declarations and recommendations adopted by the United Nations and the specialized agencies promoting equality of rights of men and women,

Concerned, however, that despite these various instruments extensive discrimination against women continues to exist,

Recalling that discrimination against women violates the principles of equality of rights and respect for human dignity, is an obstacle to the participation of women, on equal terms with men, in the political, social,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

economic and cultural life of their countries, hampers the growth of the prosperity of society and the family and makes more difficult the full development of the potentialities of women in the service of their countries and of humanity,

Concerned that in situations of poverty, women have the least access to food, health education, training and opportunities for employment and other needs,

Convinced that the establishment of the new international economic other based on equity and justice will contribute significantly towards the promotion of equality between men and women,

Emphasizing that the eradication of apartheid, all forms of racism, racial discrimination, colonialism, neo-colonialism, aggression, foreign occupation and domination and interference in the internal affairs of States is essential to the full-enjoyment of the rights of men and women,

Affirming that the strengthening of international peace and security, the relaxation of international tension, mutual co-operation among all States irrespective of their social and economic systems, general and complete disarmament, in particular nuclear disarmament under strict effective international control, the affirmation of the principles of justice, equality and mutual benefit in relations among countries and the realization of the right of peoples under alien and colonial domination and foreign occupation to self-determination and independence, as well as respect for national sovereignty and territorial integrity, will promote social progress and development and as a consequence will contribute to the attainment of full equality between men and women,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Convinced that the full and complete development of a country, the welfare of the world and the cause of peace require the maximum participation of women on equal terms with men in all fields,

Bearing in mind the great contribution of women to the welfare of the family and to the development of society, so far not fully recognized, the social significance of maternity and the role of both parents in the family and in the upbringing of children, and aware that the role of women in procreation should not be a basis for discrimination but that the upbringing of children requires a sharing of responsibility between men and women and society as a whole,

Aware that a change in the traditional role of men as well as the role of women in society and in the family is needed to achieve full equality between men and women,

Determined to implement the principles set forth in the Declaration on the Elimination of Discrimination against Women and, for the that purpose, to adopt the measures required for the elimination of such discrimination in all its forms and manifestations,

Have agreed on the following:

PART I

Article 1

For the purposes of the present Convention, the term 'discrimination against women' shall mean any distinction, exclusion or restriction made on the basis of sex which has the effect or purpose of impairing or nullifying the recognition, enjoyment or exercise by women, irrespective

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

of their martial status, on a basis of equality of men and women, of human rights and fundamental freedoms in the political, economic, social, cultural, civil or any other field.

Article 2

States Parties condemn discrimination against women in all its forms, agree to pursue by all appropriate means and without delay a policy of eliminating discrimination against women and, to this end, undertake:

(a) To embody the principle of the equality of men and women in their national constitutions or other appropriate legislation if not yet incorporated therein and to ensure, through law and other appropriate means, the practical realization of this principle;

(b) To adopt appropriate legislative and other measures, including sanctions where appropriate, prohibiting all discrimination against women;

(c) To establish legal protection of the rights of women on an equal basis with men and to ensure through competent national tribunals and other public institutions the effective protection of women against any act of discrimination;

(d) To refrain from engaging in any act or practice of discrimination against women and to ensure that public authorities and institutions shall act in conformity with this obligation;

(e) To take all appropriate measures to eliminate discrimination against women by any person, organization or enterprise;

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(f) To take all appropriate measures, including legislation, to modify or abolish existing law, regulations customs and practices which constitute discrimination against women;

(g) To repeal all national penal provisions which constitute discrimination against women.

Article 3

States Parties shall take in all fields, in particular in the political, social, economic and cultural fields, all appropriate measures, including legislation, to ensure the full development and advancement of women, for the purpose of guaranteeing them the exercise and enjoyment of human rights and fundamental freedoms on a basis of equality with men.

Article 4

1. Adoption by States Parties of temporary special measures aimed at accelerating de facto equality between men and women shall not be considered discrimination as defined in the present Convention, but shall in no way entail as consequence the maintenance of unequal or separate standards; these measures shall be discontinued when the objectives of equality of opportunity and treatment have been achieved.

2. Adoption by States Parties of special measures, including those measures contained in the present Convention, aimed at protecting maternity shall not be considered discriminatory.

Article 5

States Parties shall take all appropriate measures:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(a) To modify the social and cultural patterns of conduct of men and women, with a view to achieving the elimination of prejudices and customary and all other practices which are based on the idea of the inferiority or the superiority of either of the sexes or on stereotyped roles for men and women;

(b) To ensure that family education includes a proper understanding of maternity as social function and the recognition of the common responsibility of men and women in the upbringing and development of their children, it being understood that the interest of the children is the primordial consideration in all cases.

Article 6

States Parties shall take all appropriate measures, including legislation, to suppress all forms of traffic in women and exploitation of prostitution of women.

PART II

Article 7

States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in the political and public life of the country and, in particular, shall ensure to women, on equal terms with men, the right:

(a) To vote in all elections and public referenda and to be eligible for election to all publicly elected bodies;

(b) To participate in the formulation of government policy and the implementation thereof and to hold public office and perform all

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

public functions at all levels of government;

(c) To participate in non-governmental organizations and associations concerned with public and political life of the country.

Article 8

States Parties shall take all appropriate measures to ensure to *women, on equal terms with* men and without any discrimination, the opportunity to represent their Governments at the international level and to participate in the work of international organizations.

Article 9

1. States Parties shall grant women equal rights with men to acquire, change or retain their nationality. They shall ensure in particular that neither marriage to any alien nor change of nationality by the husband during marriage shall automatically change the nationality of the wife, render her stateless or force upon her the nationality of the husband.
2. States Parties shall grant women equal rights with men with respect to the nationality of their children.

PART III

Article10

States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in order to ensure to them equal rights with men in the field of education and in particular to ensure, on basis of equality of men and women.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(a) The same conditions for career and vocational guidance, for access to studies and for the achievement of diplomas in educational establishment of all categories in rural as well as in urban areas; this equality shall be ensured in pre-school, general, technical, professional and higher technical education, as well as in all types of vocational training;

(b) Access to the same curricula, the same examinations, teaching staff with qualifications of the same standard and school premises and equipment of the same quality;

(c) The elimination of any stereotyped concept of the roles of men and women at all levels and in all forms of education by encouraging coeducation and other types of education which will help to achieve this aim and in particular, by the revision of textbooks and school programmes and the adaptation of teaching methods;

(d) The same opportunities to benefit from scholarships and other study grants;

(e) The same opportunities for access to programmes of continuing education, including adult and functional literacy programmes, particularly those aimed at reducing, at the earliest possible time, any gap in education existing between men and women;

(f) The reduction of female student drop-out rates and the organization of programmes for girls and women who have left school prematurely;

(g) The same opportunities to participate actively in sports and physical education;

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(h) Access to specific educational information to help to ensure the health and well-being of families, including information and advice on family planning.

Article11

1. States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in the field of employment in order to ensure, on a basis of equality of men and women, the same rights, in particular:

(a) The right to work as an inalienable right of all human beings;

(b) The right to the same employment opportunities, including the application of the same criteria for selection in matters of employment;

(c) The right to fee choice of profession and employment, the right to promotion, job security and all benefits and conditions of service and the right to receive vocational training and recurrent training;

(d) The right to equal remuneration, including benefits, and to equal treatment in respect of work of equal value, as well as equality of treatment in the evaluation of the quality of work.

(e) The right to social security, particularly in cases of retirement, unemployment, sickness, invalidity and old age and other incapacity to work, as well as the right to paid leave;

(f) The right to protection of health and to safety in working conditions, including the safeguarding of the function of reproduction.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. In order to prevent discrimination against women on the grounds of marriage or maternity and to ensure their effective right to work, States Parties shall take appropriate measures:

(a) To prohibit, subject to the imposition of sanctions, dismissal on the grounds of pregnancy or of maternity leave and discrimination in dismissals on the basis of marital status;

(b) To introduce maternity leave with pay or with comparable social benefits without loss of former employment, seniority or social allowances;

(c) To encourage the provision of the necessary supporting social services to enable parents to combine family obligations with work responsibilities and participation in public life, in particular through promoting the establishment and development of a network of child-care facilities;

(d) To provide special protection to women during pregnancy in types of work proved to be harmful to them.

3. Protective legislation relating to matters covered in this article shall be reviewed periodically in the light of scientific and technological knowledge and shall be revised, repealed or extended as necessary.

Article 12

1. States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in the field of health care in order to ensure, on basis of equality of men and women, access to health care services, including those related to family planning.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. Notwithstanding the provisions of paragraph 1 of this article, States Parties shall ensure to women appropriate services in connection with pregnancy, confinement and the post-natal period, granting free services where necessary, as well as adequate nutrition during pregnancy and lactation.

Article 13

States Parties shall take appropriate measures to eliminate discrimination against women in other areas of economic and social life in order to ensure, on a basis of equality of men and women, the same rights, in particular:

(a) The right to family benefit;

(b) The right to bank loans, mortgages and other forms of financial credits;

(c) The right to participate in recreational activities, sports and all aspects of cultural life.

Article 14

1. State Parties shall take into account the particular problems faced by rural women and the significant roles which rural women play in the economic survival of their families, including their work in the non-monetized sectors of the economy and shall take all appropriate measures to ensure the application of the provisions of the present Convention to women in rural areas.

2. States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in rural areas in order to ensure, on a

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

basis of equality of men and women, that they participate in and benefit from rural development and, in particular, shall ensure to such women the right:

(a) To participate in the elaboration and implementation of development planning at all levels;

(b) To have access to adequate health care facilities, including information, counseling and ser ices in family planning;

(c) To benefit directly from social security programmes;

(d) To obtain all types of training and education, formal and non-formal, including that relating to functional literacy, as well as, inter alia, the benefit of all community and extension services, in order to increase their technical proficiency;

(e) To organize self-help groups and co-operatives in order to obtain equal access to economic opportunities through employment or self-employment;

(f) To participate in all community activities;

(g) To have access to agricultural credit and loans, marketing facilities, appropriate technology and equal treatment in land and agrarian reform as well as in land resettlement schemes;

(h) To enjoy adequate living conditions, particularly in relation to housing sanitation, electricity and water supply, transport and communications.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

PART IV

Article 15

1. States Parties shall accord to women equality with men before the law.

2. States Parties shall accord to women, in civil matters, a legal capacity identical to that of men and the same opportunities to exercise that capacity. In particular, they shall give women equal rights to conclude contracts and to administer property and shall teat them equally in all stages of procedure in courts and in tribunals.

3. States Parties agree that all contracts and all other private instruments of any kind with a large effect which is directed at restricting the legal capacity of women shall be deemed null and void.

4. States Parties shall accord to men and women the same rights with regard to the law relating to the movement of persons and the freedom to chose their residence and domicile.

Article 16

1. States Parties shall take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in all matters relating to marriage and family relations and in particular shall ensure, on a basis of quality of men and women:

(a) The same right to enter into marriage;

(b) The same right freely to chose a spouse and to enter into marriage only wit their free and full consent;

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(c) The same rights and responsibilities during marriage and at its dissolution;

(d) The same rights and responsibilities as parents, irrespective of their marital status, in matters relating to their children; in all cases the interests of the children shall be permanent;

(e) The same rights to decide freely and responsibly on the number and spacing of their children and to have access to the information, education and means to enable them to exercise these rights;

(f) The same rights and responsibilities with regard to guardianship, wardship, trusteeship and adoption of children, or similar institutions where these concepts exist in national legislation; in all cases the interests of the children shall be paramount;

(g) The same personal rights as husband and wife, including the right to choose a family name, a profession and an occupation;

(h) The same rights for both spouses in respect of the ownership, acquisition, management, administration, enjoyment and disposition of property, whether free of charge or for a valuable consideration.

2. The betrothal and the marriage of a child shall have no legal effect, and all necessary action, including legislation, shall be taken to specify a minimum age for marriage and to make the registration of marriages in an official registry compulsory.

PART V

Article 17

1. For the purpose of considering the progress made in the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

implementation of the present Convention, there shall be established a Committee on the Elimination of Discrimination against Women (hereinafter referred to as the Committee) consisting, at the time of entry into force of the Convention, of eighteen and, after ratification of or accession to the Convention by the thirty fifth State Party, of twenty-three experts of high moral standing and competence in the field covered by the Convention. The experts shall be elected by States Parties from among their nationals and shall serve in their personal capacity, consideration being given to equitable geographical distribution and to the representation of the different forms of civilization as well as the principal legal systems.

2. The members of the Committee shall be elected by secret ballot from a list of persons nominated by States Parties. Each State Party may nominate one person from among its own nationals.

3. The initial election shall be held six months after the date of entry into force of the present Convention. At least three months before the date of each election the Secretary-General of the United Nations shall address a letter to the States Parties inviting them to submit their nominations within two months. The Secretary-General shall prepare a list in alphabetical order of all persons thus nominated, indicating the States Parties which have nominate them, and shall submit it to the States Parties.

4. Elections of the members of the Committee shall be held at a meeting of States Parties convened by the Secretary-General at United Nations Headquarters. At that meeting, for which two thirds

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

of the States Parties shall constitute a quorum, the persons elected to the Committee shall be those nominees who obtain the largest number of votes and an absolute majority of the votes of the representatives of States Parties present and voting.

5. The members of the Committee shall be elected for a term of four years. However, the terms of nine of the members elected at the first election shall expire at the end of two years; immediately after the first election the names of these nine members shall be chosen by lot by the Chairman of the Committee.

6. The election of the five additional members of the Committee shall be held in accordance with the provisions of paragraph 2, 3 and 4 of this article, following the thirty-fifth ratification or accession. The terms of two of the additional members elected on this occasion shall expire at the end of two years, the names of these two members having been chosen by lot by the Chairman of the Committee.

7. For the filling of casual vacancies, the State Party whose expert has ceased to function as a member of the Committee shall appoint another expert from among its nationals, subject to the approval of the Committee.

8. The members of the Committee shall, with the approval of the General Assembly, receive emoluments from United Nations resources on such terms and conditions as the Assembly may decide, having regard to the importance of the Committee's responsibilities.

9. The Secretary-General of the United Nations shall provide the necessary staff and facilities for the effective performance of the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

functions of the Committee under the present Convention.

Article 18

1. States Parties undertake to submit to the Secretary-General of the United Nations, for consideration by the Committee, a report on the legislative, judicial administrative or other measures which they have adopted to give effect to the provisions of the present Convention and on the progress made in this respect

(a) Within one year after the entry into force for the State concerned;

(b) Thereafter at least every four years and further whenever the Committee so requests.

2. Reports may indicate factors and difficulties affecting the degree of fulfillment of obligations under the present Convention.

Article 19

1. The Committee shall adopt its own rules of procedure.
2. The Committee shall elect its officers for a term of two years.

Article 20

1. The Committee shall normally meet for a period of not more than two weeks annually in order to consider the reports submitted in accordance with Article 18 of the present Convention.
2. The meetings of the Committee shall normally be held at United Nations Headquarters or at any other convenient place as determined by the Committee.

Article 21

1. The Committee shall, through the Economic and Social Council,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

report annually to the General Assembly of the United Nations on its activities and may make suggestions and general recommendations based on the examination of reports and information received from the States Parties. Such suggestions and general recommendations shall be included in the report of the Committee together with comments, if any, from States Parties.

2. the Secretary-General of the United Nations shall transmit the reports of the Committee to the Commission on the Status of Women for its information.

Article 22

The specialized agencies shall be entitled to be represented at the consideration of the implementation of such provisions of the present Convention as fall within the scope of their activities. The Committee may invite the specialized agencies to submit report on the implementation of the Convention in areas falling within the scope of their activities.

PART VI

Article 23

Nothing in the present Convention shall affect any provisions that are more conducive to the achievement of equality between men and women which may be contained:

(a) In the legislation of a State Party; or

(b) In any other international convention, treaty or agreement in force for that State.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 24

States Parties undertake to adopt all necessary measures at the national level aimed at achieving the full realization of the rights recognized in the present Convention.

Article 25

1. The present Convention shall be open for signature by all States.
2. The Secretary-General of the United Nations is designated as the depositary of the present Convention.
3. The present Convention is subject to ratification. Instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.
4. The present Convention shall be open to accession by all States. Accession shall be effected by the deposit of an instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.

Article 26

1. A request for the revision of the present Convention may be made at any time by any State Party by means of a notification in writing addressed to the Secretary-General of the United Nations.
2. The General Assembly of the United Nations shall decide upon the steps, if any, to be taken in respect of such a request.

Article 27

1. The present Convention shall enter into force on the thirtieth day after the date of deposit with the Secretary-General of the United Nations of the twentieth instrument of ratification or accession.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. For each State ratifying the present Convention or acceding to it after the deposit of the twentieth instrument of ratification or accession, the Convention shall enter into force on the thirtieth day after the date of deposit of its own instrument of ratification or accession.

Article 28

1. The Secretary-General of the United Nations shall receive and circulate to all States the text of reservations made by States at the time of ratification or accession.
2. A reservation incompatible with the object and purpose of the present Convention shall not be permitted.
3. Reservations may be withdrawn at any time by notification to this effect addressed to the Secretary-General of the United Nations, who shall then inform all States thereof. Such notification shall take effect on the date on which it is received.

Article 29

1. Any dispute between two or more States Parties concerning the interpretation or application of the present Convention which is not settled by negotiation shall, at the request of one of them, be submitted to arbitration. If within six months from the date of the request for arbitration the parties are unable to agree on the organization of the arbitration, any one of those parties may refer the dispute to the International Court of Justice by request in conformity with the Statute of the Court.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2. Each State Party may at the time of signature or ratification of the present Convention or accession thereto declare that it does not consider itself bound by paragraph 1 of this article. The other States Parties shall not be bound by that paragraph with respect to any State Party which has made such a reservation.
3. Any State Party which has made a reservation in accordance with paragraph 2 of this article may at any time withdraw that reservation by notification to the Secretary-General of the United Nations.

Article 30

The present Convention, the Arabic, Chinese, English, French, Russian and Spanish texts of which are equally authentic, shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations/

In witness whereof the undersigned, duly authorized, have signed the present Convention.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.14 OPTIONAL PROTOCOL TO THE CONVENTION ON THE ELIMINATION OF DISCRIMINATION AGAINST WOMEN, 1991

This protocol was adopted and opened for signature by General Assembly Resolution 54/49 on 6 October 1999, without a vote; UN doc.A/54/49 (Vol. I) (2000); it entered into force on 22 December 2000.

TEXT

The States Parties to the present Protocol,

Noting that the Charter of the United Nations reaffirms faith in fundamental human rights, in the dignity and worth of the human person and in the equal rights of men and women,

Also noting that the Universal Declaration of Human Rights proclaims that all human beings are born free and equal in dignity and rights and that everyone is entitled to all the rights and freedoms set forth therein, without distinction of any kind, including distinction based on sex,

Recalling that the International Covenants on Human Rights and other international human rights instrument prohibit discrimination on the basis of sex,

Also recalling the Convention on the Elimination of all Forms of Discrimination against Women ('the Convention'), in which the States Parties thereto condemn discrimination against women in all its forms and agree to pursue by all appropriate means and without delay a policy

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

of eliminating discrimination against women,

Reaffirming their determination to ensure the full and equal enjoyment by women of all human rights and fundamental freedoms and to take effective action to prevent violations of these rights and freedoms,

Have agreed as follows:

Article 1

A State Party to the present Protocol ('State Party') recognizes the competence of the Committee on the Elimination of Discrimination against Women ('the Committee') to receive and consider communications submitted in accordance with Article 2.

Article 2

Communications may be submitted by or on behalf of individuals or groups of individuals, under the jurisdiction of a State Party, claiming to be victims of a violation of any of the rights set forth in the Convention by that State Party. Where a communication is submitted on behalf of individuals or groups of individuals, this shall be with their consent unless the author can justify acting on their behalf without such consent.

Article 3

Communications shall be in writing and shall not be anonymous. No communication shall be received by the Committee if it concerns a State Party to the Convention that is not a party to the present Protocol.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 4

1. The Committee shall not consider a communication unless it has ascertained that all available domestic remedies have been exhausted unless the application of such remedies is unreasonably prolonged or unlikely to bring effective relief.
2. The Committee shall declare a communication inadmissible where:

(a) The same matter has already been examined by the Committee or has been or is being examined under another procedure of international investigation or settlement;

(b) It is incompatible with the provisions of the Convention;

(c) It is manifestly ill-founded or not sufficiently substantiated;

(d) It is an abuse of the right to submit a communication;

(e) The facts that are the subject of the communication occurred prior to the entry into force of the present Protocol for the State Party concerned unless those facts continued after that date.

Article 5

1. At any time after the receipt of a communication and before a determination on the merits has been reached, the Committee may transmit to the State Party concerned for its urgent consideration a request that the State Party take such interim measures as may be necessary to avoid possible irreparable damage to the victim or victims of the alleged violation.
2. Where the Committee exercises its discretion under paragraph 1 of the present article, this does not imply a determination on

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

admissibility or on the merits of the communication.

Article 6

1. Unless the Committee considers a communication inadmissible without reference to the State Party concerned, and provided that the individual or individuals consent to the disclosure of their identity to that State Party, the Committee shall bring any communication submitted to it under the present Protocol confidentially to the attention of the State Party concerned.
2. Within six months, the receiving State Party shall submit to the Committee written explanations or statements clarifying the matter and the remedy, if any, that may have been provided by that State Party.

Article 7

1. The Committee shall consider communications received under the present Protocol in the light of all information made available to it by or on behalf of individuals or groups of individuals and by the State Party concerned, provided that this information is transmitted to the parties concerned.
2. The Committee shall hold closed meetings when examining communications under the present Protocol.
3. After examining a communication, the Committee shall transmit its views on the communication, together with its recommendations, if any, to the parties concerned.
4. The State Party shall give due consideration to the views of the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Committee, together with its recommendations, if any, and shall submit to the Committee, within six months, a written response, including information on any action taken in the light of the views and recommendations of the Committee.

5. the Committee may invite the State Party to submit further information about any measures the State Party has taken in response to its views or recommendations, if any, including as deemed appropriate by the Committee, in the State Party's subsequent reports under Article 8 of the Convention.

Article 8

1. If the Committee receives reliable information indicating grave or systematic violations by a State Party of rights set forth in the Convention, the Committee shall invite that State Party to cooperate in the examination of the information and to this end to submit observations with regard to the information concerned.
2. Taking into account any observations that may have been submitted by the State Party concerned as well as any other reliable information available to it, the Committee may designate one or more of its members to conduct an inquiry and to report urgently to the Committee. Where warranted and with the consent of the State Party, the inquiry may include a visit to its territory.
3. After examining the findings of such an inquiry, the Committee shall transmit these findings to the State Party concerned together with any comments and recommendations.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4. The State Party concerned shall, within six months of receiving the findings, comments and recommendations transmitted by the Committee, submit its observations to the Committee.

Article 9

1. The Committee may invite the State Party concerned to include in its report under Article 8 of the Convention details of any measures taken in response to an inquiry conducted under Article 8 of the present Protocol.
2. The Committee may, if necessary, after the end of the period of six months referred to in Article 8.4, invite the State Party concerned to inform it of the measures taken in response to such an inquiry.

Article 10

1 Each State Party may, at the time of signature or ratification of the present Protocol or accession thereto, declare that it does not recognize the competence of the Committee provided for in Articles 8 and 9.

2. Any State Party having made a declaration in accordance with paragraph 1 of the present article may, at any time, withdraw this declaration by notification to the Secretary-General.

Article 11

A State Party shall take all appropriate steps to ensure that individuals under its jurisdiction are not subjected to ill-treatment or intimidation as a consequence of communicating with the Committee pursuant to the present Protocol.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 12

The Committee shall include in its annual report under Article 21 of the Convention a summary of its activities under the present Protocol.

Article 13

Each State Party undertakes to make widely known and to give publicity to the Convention and the present Protocol and to facilitate access to information about the views and recommendations of the Committee, in particular, on matters involving that State Party.

Article 14

The Committee shall develop its own rules of procedure to be followed when exercising the functions conferred on it by the present Protocol.

Article 15

1. The present Protocol shall be open for signature by any State that has signed, ratified or acceded to the Convention.
2. The present Protocol shall be subject to ratification by any State that has ratified or acceded to the Convention. Instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations.
3. The present Protocol shall be open to accession by any State that has ratified or acceded to the Convention.
4. Accession shall be effected by the deposit of an instrument of accession with the Secretary-General of the United Nations.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 16

1. The present Protocol shall enter into force three months after the date of the deposit with the Secretary-General of the United Nations of the tenth instrument of ratification or accession.
2. For each State ratifying the present Protocol or acceding to it after its entry into force, the present Protocol shall enter into force three months after the date of the deposit of its own instrument of ratification or accession.

Article 17

No reservations to the present Protocol shall be permitted.

Article 18

1. Any State Party may propose an amendment to the present Protocol and file it with the Secretary-General of the United Nations. The Secretary-General shall thereupon communicate any proposed amendments to the States Parties with a request that they notify her or him whether they favour a conference of States Parties for the purpose of considering and voting on the proposal. In the event that at least one third of the State Parties favour such a conference, the Secretary-General shall convene the conference under the auspices of the United Nations. Any amendment adopted by a majority of the States Parties present and voting at the conference shall be submitted to the General Assembly of the United Nations for approval.
2. Amendments shall come into force when they have been approved by the General Assembly of the United Nations and accepted by a

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

two-thirds majority of the States Parties to the present Protocol in accordance with their respective constitutional processes.

3. When amendments come into force, they shall be binding on those States Parties that have accepted them, other States Parties still being bound by the provisions of the present Protocol and any earlier amendments that they have accepted.

Article 19

1. Any State Party may denounce the present Protocol at any time by written notification addressed to the Secretary-General of the United Nations. Denunciation shall take effect six months after the date of receipt of the notification by the Secretary-General.
2. Denunciation shall be without prejudice to the continued application of the provisions of the present Protocol to any communication submitted under Article 2 or any inquiry initiate under Article 8 before the effective date of denunciation.

Article 20

The Secretary-General of the United Nations shall inform all States of:

(a) Signatures, ratifications and accessions under the present Protocol;

(b) The date of entry into force of the present Protocol and of any amendment under Article 18;

(c) Any denunciation under Article 19.

Article 21

1. The present Protocol, of which the Arabic, Chinese, English, French,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations.

2. The Secretary-General of the United Nations shall transmit certified copies of the present Protocol to all States referred to in Article 25 of the Convention.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.15 DECLARATION ON THE RIGHT TO DEVELOPMENT, 1986

Adopted by General Assembly resolution 41/128 of 4 December 1986 by a vote of 146 to one against (United States), with eight abstentions including Germany, Japan, and the United Kingdom. See further the Yearbook of the United Nations (1986), 717 - 21; and Brownlie, I., The Human Right to Development, Commonwealth Secretariat, London (1989). For later developments see UNGA Resolutions 50/184, 22 December 1995, 'Right to development' (adopted without a vote); 51/240, 20 June 1997, 'Agenda for Development' (adopted without a vote); 52/136, 12 December 1997, 'Right to development' (adopted by a vote of 129-12-32); 53/155, 9 December 1998, 'Right to development' (adopted by a vote 125-1-142); 54/175, 17 December 1999, 'The right to development' (adopted by a vote of 119-10-38); 35/108, 4 December 2000, 'The right to development', (adopted without a vote).

TEXT

The General Assembly,

Bearing in mind the purposes and principles of the Charter of the United Nations relating to the achievement of international co-operation in solving international problems of an economic, social, cultural or humanitarian nature, and in promoting and encouraging respect for human rights and fundamental freedoms for all without distinction as to

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

race, sex, language or religion,

Recognizing that development is a comprehensive economic, social, cultural and political process, which aims at the constant improvement of the well-being of the entire population and of all individuals on the basis of their active, free and meaningful participation in development and in the fair distribution of benefits resulting therefrom.

Considering that under the provisions of the Universal Declaration of Human Rights everyone is entitled to a social and international order in which the rights and freedoms set forth in that Declaration can be fully realized,

Recalling the provisions of the International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights and of the International Covenant on Civil and Political Rights,

Recalling further the relevant agreements, conventions, resolutions, recommendations and other instruments of the United Nations and its specialized agencies concerning the integral development of the human being, economic and social progress and development of all peoples, including those instruments concerning decolonization the prevention of discrimination, respect for and observance of human rights and fundamental freedoms, the maintenance of international peace and security and the further promotion of friendly relations and co-operation among States in accordance with the Charter,

Recalling the right of peoples to self-determination, by virtue of which they have the right freely to determine their political status and to pursue their economic, social and cultural development.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Recalling also the right of peoples to exercise, subject to the relevant provisions of both International Covenants on Human Rights, full and complete sovereignty over all their natural wealth and resources,

Mindful of the obligation of States under the Charter to promote universal respect for and observance of human rights and fundamental freedoms for all without distinction of any kind such as race, colour, sex, language, religion, political or other opinion, national or social origin, property, birth or other status,

Considering that the elimination of the massive and flagrant violations of the human rights of the peoples and individuals affected by situations such as those resulting from colonialism, neo-colonialism, apartheid , all forms of racism and racial discrimination, foreign domination and occupation, aggression and threats against national sovereignty, national unity and territorial integrity and threats of war would contribute to the establishment of circumstances propitious to the development of a great part of mankind,

Concerned at the existence of serious obstacles to development, as well as to the complete fulfilment of human beings and of peoples, constituted, inter alia , by the denial of civil, political, economic, social and cultural rights, and considering that all human rights and fundamental freedoms are indivisible and interdependent and that, in order to promote development, equal attention and urgent consideration should be given to the implementation, promotion and protection of civil, political, economic, social and cultural rights and that, accordingly, the promotion of, respect for and enjoyment of certain human rights and

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

fundamental freedoms cannot justify the denial of other human rights and fundamental freedoms,

Considering that international peace and security are essential elements for the realization of the right to development,

Reaffirming that there is a close relationship between disarmament and development and that progress in the field of disarmament would considerably promote progress in the field of development and that resources released through disarmament measures should be devoted to the economic and social development and well-being of all peoples and, in particular, those of the developing countries,

Recognizing that the human person is the central subject of the development process and that development policy should therefore make the human being the main participant and beneficiary of development,

Recognizing that the creation of conditions favourable to the development of peoples and individuals is the primary responsibility of their States,

Aware that efforts at the international level to promote and protect human rights should be accompanied by efforts to establish a new international economic order,

Confirming that the right to development is an inalienable human right and that equality of opportunity for development is a prerogative both of nations and of individuals who make up nations

Proclaims the following Declaration on the Right to Development:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 1

1. The right to development is an inalienable human right by virtue of which every human person and all peoples are entitled to participate in, contribute to, and enjoy economic, social, cultural and political development, in which all human rights and fundamental freedoms can be fully realized.
2. The human right to development also implies the full realization of the right of peoples to self-determination, which includes, subject to the relevant provisions of both International Covenants on Human Rights, the exercise of their inalienable right to full sovereignty over all their natural wealth and resources.

Article 2

1. The human person is the central subject of development and should be the active participant and beneficiary of the right to development.
2. All human beings have a responsibility for development individually and collectively, taking into account the need for full respect for their human rights and fundamental freedoms as well as their duties to the community, which alone can ensure the free and complete fulfilment of the human being, and they should therefore promote and protect an appropriate political, social and economic order for development.
3. States have the right and the duty to formulate appropriate national development policies that aim at the constant improvement of the well-being of the entire population and of all individuals, on the

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

basis of their active, free and meaningful participation in development and in the fair distribution of the benefits resulting therefrom.

Article 3

1. States have the primary responsibility for the creation of national and international conditions favourable to the realization of the right to development.
2. The realization of the right to development requires full respect for the principles of international law concerning friendly relations and co-operation among States in accordance with the Charter of the United Nations.
3. States have the duty to co-operate with each other in ensuring development and eliminating obstacles to development. States should realize their rights and fulfil their duties in such a manner as to promote a new international economic order based on sovereign equality, interdependence, mutual interest and co-operation among all States, as well as to encourage the observance and realization of human rights.

Article 4

1. States have the duty to take steps, individually and collectively, to formulate international development policies with a view to facilitating the full realization of the right to development.
2. Sustained action is required to promote more rapid development of developing countries. As a complement to the efforts of developing

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

countries, effective international co-operation is essential in providing these countries with appropriate means and facilities to foster their comprehensive development.

Article 5

States shall take resolute steps to eliminate the massive and flagrant violations of the human rights of peoples and human beings affected by situations such as those resulting from apartheid , all forms of racism and racial discrimination, colonialism, foreign domination and occupation, aggression, foreign interference and threats against national sovereignty, national unity and territorial integrity, threats of war and refusal to recognize the fundamental right of peoples to self-determination.

Article 6

1. All States should co operate with a view to promoting, encouraging and strengthening universal respect for and observance of all human rights and fundamental freedoms for all without any distinction as to race, sex, language or religion.
2. All human rights and fundamental freedoms are indivisible and interdependent; equal attention and urgent consideration should be given to the implementation, promotion and protection of civil, political, economic, social and cultural rights.
3. States should take steps to eliminate obstacles to development resulting from failure to observe civil and political rights, as well as economic social and cultural rights.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 7

All States should promote the establishment, naintenance and strengthening of international peace and security and, to that end, should do their utmost to achieve general and complete disarmament under effective international control, as well as to ensure that the resources released by effective disarmament measures are used for comprehensive development, in particular that of the developing countries.

Article 8

1. States should undertake, at the national level, all necessary measures for the realization of the right to development and shall ensure, inter alia , equality of opportunity for all in their access to basic resources, education, health services, food, housing, employment and the fair distribution of income. Effective measures should be undertaken to ensure that women have an active role in the development process. Appropriate economic and social reforms should be carried out with a view to eradicating all social injustices.
2. States should encourage popular participation in all spheres as an important factor in development and in the full realization of all human rights.

Article 9

1. All the aspects of the right to development set forth in the present Declaration are indivisible and interdependent and each of them should be considered in the context of the whole.
2. Nothing in the present Declaration shall be construed as being

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

contrary to the purposes and principles of the United Nations, or as implying that any State, group or person has a right to engage in any activity or to perform any act aimed at the violation of the rights set forth in the Universal Declaration of Human Rights and in the International Covenants on Human Rights.

Article 10

Steps should be taken to ensure the full exercise and progressive enhancement of the right to development, including the formulation, adoption and implementation of policy, legislation and other measures at the national and international levels.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.16 SLAVERY CONVENTION, 1926, AMENDED BY PROTOCOL, 1953

The Slavery Convention was signed on 25th September 1926 and entered into force on 9 March 1927. For the text in various languages, see 60 LNTS 253; UK Treaty Series, No.24 (1956), Cmd. 9797. The Protocol of Amendment was approved by General Assembly Resolution 794 (VIII) of 23 October 1953, opened for signature on 7 December 1953, and the Slavery Con-vention as amended by the Protocol entered into force on 7 July 1955. For the text in various languages, see 212 UNTS 17; UK Treaty Series, No.24 (1956), Cmd. 9797; the Preamble has been omitted from the text below.

There have been problems in defining slavery and associated practices, and the position has been improved by the Supplementary Convention, below, 136-41. See also the ILO Convention on forced labour, below, 310, 334.

TEXT

Article 1

For the purpose of the present Convention, the following definitions are agreed upon:

(1) Slavery is the status or condition of a person over whom any or all of the powers attaching to the right of ownership are exercised.

(2) The slave trade includes all acts involved in the capture, acquisition or disposal of a person with intent to reduce him to slavery; all acts

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

involved in the acquisition of a slave with a view to selling or exchanging him; all acts of disposal by sale or exchange of a slave acquired with a view to being sold or exchanged, and, in general, every act of trade or transport in slaves.

Article 2

The High Contracting Parties undertake, each in respect of the territories placed under its sovereignty, jurisdiction, protection, suzerainty or tutelage, so far as they have not already taken the necessary steps:

(a) To prevent and suppress the slave trade;

(b) To bring about, progressively and as soon as possible, the complete abolition of slavery in all its forms.

Article 3

The High Contracting Parties undertake to adopt all appropriate measures with a view to preventing and suppressing the embarkation, disembarkation and transport of slaves in their territorial waters and upon all vessels flying their respective flags.

The High Contracting Parties undertake to negotiate as soon as possible a general Convention with regard to the slave trade which will give them rights and impose upon them duties of the same nature as those provided for in the Convention of June 17th, 1925, relative to the International Trade in Arms (Articles 12, 20, 21, 22, 23, 24 and paragraphs 3, 4 and 5 of Section II of Annex II), with the necessary adaptations, it being understood that this general Convention will not

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

place the ships (even of small tonnage) of any High Contracting Parties in a position different from that of the other High Contracting Parties.

It is also understood that, before or after the coming into force of this general Convention, the High Contracting Parties are entirely free to conclude between themselves, without, however, derogating from the principles laid down in the preceding paragraph, such special agreements as, by reason of their peculiar situation, might appear to be suitable in order to bring about as soon as possible the complete disappearance of the slave trade.

Article 4

The High Contracting Parties shall give to one another every assistance with the object of securing the abolition o slavery and the slave trade.

Article 5

The High Contracting Parties recognise that recourse to compulsory or forced labour may have grave consequences and undertake, each in respect of the territories placed under its sovereignty, jurisdiction, protection, suzerainty or tutelage, to take all necessary measures to prevent compulsory or forced labour from developing into conditions analogous to slavery.

It is agreed that:

(1) Subject to the transitional provisions laid down n paragraph (2) below, compulsory or forced labour may only be exacted for public purposes.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) In territories in which compulsory or forced labour for other than public purposes still survives, the High Contracting Parties shall endeavour progressively and as soon as possible to put an end to the practice. So long as such forced or compulsory labour exists, this labour shall invariably be of an exceptional character, shall always receive adequate remuneration, and shall not involve the removal of the labourers from their usual place of residence.

(3) In all cases, the responsibility for any recourse to compulsory or forced labour shall rest with the competent central authorities of the territory concerned.

Article 6

Those of the High Contracting Parties whose laws do not at present make adquate provision for the punishment of infractions of laws and regulations enacted with a view to giving effect to the purposes of the present Convention undertake to adopt the necessary measures in order that severe penalties may be imposed in respect of such infractions.

Article 7

The High Contracting Parties undertake to communicate to each other and to the Secretary-General of the League of Nations any laws and regulations which they may enact with a view to the application of the provisions of the present Convention.

Article 8

The High Contracting Parties agree that disputes arising between them relating to the interpretation or application of this Convention shall,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

if they cannot be settled by direct negotiation, be referred for decision to the Permanent Court of International Justice. In case either or both of the States Parties to such a dispute should not be Parties to the Protocol of December 16th, 1920, relating to the Permanent Court of International Justice, the dispute shall be referred, at the choice of the Parties and in accordance with the constitutional procedure of each State, either to the Permanent Court of International Justice or to a court of arbitration constituted in accordance with the Convention of October 18th, 1907, for the Pacific Settlement of International Disputes, or to some other court of arbitration.

Article 9

At the time of signature or of ratification or of accession, any High Contracting Party may declare that its acceptance of the present Convention does not bind some or all of the territories placed under its sovereignty, jurisdiction, protection, suzerainty or tutelage in respect of all or any provisions of the Convention; it may subsequently accede separately on behalf of any one of them or in respect of any provision to which any one of them is not a Party.

Article 10

In the event of a High Contracting Party wishing to denounce the present Convention, the denunciation shall be notified in writing to the Secretary-General of the League of Nations, who will at once communicate a certified true copy of the notification to all the other High Contracting Parties, informing them of the date on which it was received.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

The denunciation shall only have effect in regard to the notifying State, and one year after the notification has reached the Secretary-General of the League of Nations.

Denunciation may also be made separately in respect of any territory placed under its sovereignty, jurisdiction, protection, suzerainty or tutelage.

Article 11

The present Convention, which will bear this day's date and of which the French and English texts are both authentic, will remain open for signature by the States Members of the League of Nations until April 1st, 1927.

The Secretary-General of the League of Nations will subsequently bring the present Convention to the notice of States which have not signed it, including States which are not Members of the League of Nations, and invite them to accede thereto.

A State desiring to accede to the Convention shall notify its intention in writing to the Secretary-General of the League of Nations and transmit to him the instrument of accession, which shall be deposited in the archives of the League.

The Secretary-General shall immediately transmit to all the other High Contracting Parties a certified true copy of the notification and of the instrument of accession, informing them of the date on which he received them.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 12

The present Convention will be ratified and the instruments of ratification shall be deposited in the office of the Secretary-General of the League of Nations. The Secretary-General will inform all the High Contracting Parties of such deposit

The Convention will come into operation for each State on the date of the deposit for its ratification or of its accession.

In faith whereof the Plenipotentiaries have signed the present Convention.

DONE at Geneva the twenty-fifth day of September, One thousand nine hundred and twenty-six , in one copy, which will be deposited in the archives of the League of Nations. A certified copy shall be forwarded to each signatory State.

PROTOCOL AMENDING THE SLAVERY CONVENTION, 1953

The States Parties to the present Protocol,

Considering that under the Slavery Convention signed at Geneva on 25 September 1926 (hereinafter called 'the Convention') the League of Nations was invested with certain duties and functions, and

Considering that it is expedient that these duties and functions should be continued by the United Nations,

Have agreed as follows:

Article I

The States Parties to the present Protocol undertake that as between

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

themselves they will, in accordance with the provisions of the Protocol, attribute full legal force and effect to and duly apply the amendments to the Convention set forth in the annex to the Protocol.

Article II

1. The present Protocol shall be open for signature or acceptance by any of the States Parties to the Convention to which the Secretary-General has communicated for this purpose a copy of the Protocol.

2. States may become Parties to the present Protocol by:

(a) Signature without reservation as to acceptance;

(b) Signature with reservation as to acceptance, followed by acceptance;

(c) Acceptance.

3. Acceptance shall be effected by the deposit of a formal instrument with the Secretary-General of the United Nations.

Article III

1. The present Protocol shall come into force on the date on which two States shall have become Parties thereto, and shall thereafter come into force in respect of each State upon the date on which it becomes a Party to the Protocol.

2. The amendments set forth in the annex to the present Protocol shall come into force when twenty three States shall have become Parties to the Protocol, and consequently any State becoming a Party to the Convention, after the amendments thereto have come into force,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

shall become a Party to the Convention as so amended.

Article IV

In accordance with paragraph 1 of Article 102 of the Charter of the United Nations and the regulations pursuant thereto adopted by the General Assembly, the Secretary-General of the United Nations is authorized to effect registration of the present Protocol and of the amendments made in the Convention by the Protocol on the respective dates of their entry into force and to publish the Protocol and the amended text of the Convention as soon as possible after registration.

Article V

The present Protocol, of which the Chinese, English, French, Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations Secretariat. The texts of the Convention to be amended in accordance with the annex being authentic in the English and French languages only, the English and French texts of the annex shall be equally authentic, and the Chinese, Russian and Spanish texts shall be translations. The Secretary-General shall prepare certified copies of the Protocol, including the annex, for communication to States Parties to the Convention, as well as to all other States Members of the United Nations. He shall likewise prepare for communication to States including States not Members of the United Nations, upon the entry into force of the amendments as provided in article III, certified copies of the Convention as so amended.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ANNEX

In article 7 "the Secretary-General of the United Nations" shall be substituted for "the Secretary-General of the League of Nations".

In article 8 "the International Court of Justice" shall be substituted for the "Permanent Court of International Justice", and "the Statute of the International Court of Justice" shall be substituted for "the Protocol of December 16th, 1920, relating to the Permanent Court of International Justice".

In the first and second paragraphs of article 10 "the United Nations" shall be substituted for "the League of Nations".

The last three paragraphs of article 11 shall be deleted and the following substituted:

"The present Convention shall be open to accession by all States, including States which are not

Members of the United Nations, to which the Secretary-General of the United Nations shall have communicated a certified copy of the Convention.

'Accession shall be effected by the deposit of a formal instrument with the Secretary-General of the United Nations, who shall give notice thereof to all States Parties to the Convention and to all other

States contemplated in the present article, informing them of the date on which each such instrument of accession was received in deposit.'

In article 12 "the United Nations" shall be substituted for "the League of Nations

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.17 SUPPLEMENTARY CONVENTION ON THE ABOLITION OF SLAVERY, THE SLAVE TRADE, AND INSTITUTIONS AND PRACTICES SIMILAR TO SLAVERY, 1956

The Supplementary Convention was adopted on 7 September 1956 by a United Nations Conference, convened by Economic and Social Council resolution 608 (XXI) of 30 April 1956; it entered into force on 30 April 1957. For the text in various languages, see 266 UNTS 3; UK Treaty Series, No.59 (1957), Cmnd. 257.

For further reference, see Gutteridge, J., 'Supplementary Slavery Convention, 1956', (1957) 6 ICLQ 449; Schreiber, M., 'Convention supplementaire des Nations Unies relative a l' abolition de l' esclavage la traite des esclves et des institutions et pratiques analogues a l' esclavage', (1956) 3 Annuaire francais de droit international 547-57.

TEXT

The States Parties to the present Convention

Considering that freedom is the birthright of every human being;

Mindful that the peoples of the United Nations reaffirmed in the Charter their faith in the dignity and worth of the human person;

Considering that the Universal Declaration of Human Rights, proclaimed by the General Assembly of the United Nations as a common standard of achievement for all peoples and nations, states that no one shall be held in slavery or servitude and that slavery and the slave trade

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

shall be prohibited in all their forms;

Recognizing that, since the conclusion of the Slavery Convention signed at Geneva on 25 September 1926, which was designed to secure the abolition of slavery and of the slave trade, further progress has been made towards this end;

Having regard to the Forced Labour Convention of 1930 and to subsequent action by the International Labour Organization in regard to forced or compulsory labour;

Being aware, however, that slavery, the slave trade and institutions and practices similar to slavery have not yet been eliminated in all parts of the world;

Having decided, therefore, that the Convention of 1926, which remains operative, should now be augmented by the conclusion of a supplementary convention designed to intensify national as well as international efforts towards the abolition of slavery, slave trade and institutions and practices similar to slavery;

Have agreed as follows:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

SECTION I

INSTITUTIONS AND PRACTICES SIMILAR TO SLAVERY

Article 1

Each of the States Parties to this Convention shall take all practicable and necessary legislative and other measures to bring about progressively and as soon as possible the complete abolition or abandonment of the following institutions and practices, where they still exist and whether or not they are covered by the definition of slavery contained in article 1 of the Slavery Convention signed at Geneva on 25 September 1926:

(a) Debt bondage, that is to say, the status or condition arising from a pledge by a debtor of his personal services or of those of a person under his control as security for a debt, if the value of those services as reasonably assessed is not applied towards the liquidation of the debt or the length and nature of those services are not respectively limited and defined;

(b) Serfdom, that is to say, the condition or status of a tenant who is by law, custom or agreement bound to live and labour on land belonging to another person and to render some determinate service to such other person, whether for reward or not, and is not free to change his status;

(c) Any institution or practice whereby:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(i) A woman, without the right to refuse, is promised or given in marriage on payment of a consideration in money or in kind to her parents, guardian, family or any other person or group; or

(ii) The husband of a woman, his family, or his clan, has the right to transfer her to another person for value received or otherwise; or

(iii) A woman on the death of her husband is liable to be inherited by another person;

(d) Any institution or practice whereby a child or young person under the age of 18 years is delivered by either or both of his natural parents or by his guardian to another person, whether for reward or not, with a view to the exploitation of the child or young person or of his labour.

Article 2

With a view to bringing to an end the institutions and practices mentioned in Article 1 (c) of this Convention, the States Parties undertake to prescribe, where appropriate, suitable minimum ages of marriage, to encourage the use of facilities whereby the consent of both parties to a marriage may be freely expressed in the presence of a competent civil religious authority, and to encourage the registration of marriages.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

SECTION II

THE SLAVE TRADE

Article 3

1. The act of conveying or attempting to convey slaves from one country to another by whatever means of transport, or of being accessory thereto, shall be a criminal offence under the laws of the States Parties to this Convention and persons convicted thereof shall be liable to very severe penalties.

2 (a)The States Parties shall take all effective measures to prevent ships and aircraft authorized to fly their flags from conveying slaves and to punish persons guilty of such acts or of using national flags for that purpose.

(b) The States Parties shall take all effective measures to ensure that their ports, airfields and coasts are not used for the conveyance of slaves.

3. The States Parties to this Convention shall exchange information in order to ensure the practical co-ordination of the measures taken by them in combating the slave trade and shall inform each other of every case of the slave trade, and of every attempt to commit this criminal offence, which comes to their notice.

Article 4

Any slave who takes refuge on board any vessel of a State Party to this Convention shall ipso facto be free.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

SECTION III

SLAVERY AND INSTITUTIONS AND PRACTICES SIMILAR TO SLAVERY

Article 5

In a country where the abolition or abandonment of slavery, or of the institutions or practices mentioned in Article 1 of this Convention, is not yet complete, the act of mutilating, branding or otherwise marking a slave or a person of servile status in order to indicate his status, or as a punishment, or for any other reason, or of being accessory thereto, shall be a criminal offence under the laws of the States Parties to this Convention and persons convicted thereof shall be liable to punishment.

Article 6

1. The act of enslaving of another person or of inducing another person to give himself or a persons dependent upon him into slavery, or of attempting these acts, or being accessory thereto, or being a party to a conspiracy to accomplish any such acts, shall be criminal offence under the laws of the State Parties to this Convention and persons convicted thereof shall be liable to punishment.
2. Subject to the provisions of the introductory paragraph of Article 1 of this Convention, the provisions of paragraph 1 of the present article shall also apply to the act of inducing another person to place himself or a persons dependent upon him into the servile status resulting from any of the institutions or practices mentioned in

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 1, to any attempt to perform such acts, to bring accessory thereto, and to being a party to a conspiracy to accomplish any such acts.

SECTION IV

DEFINITIONS

Article 7

For the purposes of the present Convention:

(a) 'Slavery' means, as defined in the Slavery Convention of 1926, the status or conditions of a person over whom any or all of the powers attaching to the right of ownership are exercised, and 'slave' means a person in such condition or status;

(b) 'A person of servile status' means a person in the condition or status resulting from any of the institutions or practices mentioned in Article 1 of this Convention;

(c) 'Slave trade' means and includes all acts involved in the capture, acquisition or disposal of a person with intent to reduce him to slavery, all acts involved in the acquisition of a slave with a view to selling or exchanging him; all acts of disposal by sale of exchange of a person acquired with view to being sold or exchanged; and, in general, every act of trade or transport in slaves by whatever means of conveyance.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

SECTION V

CO-OPERATION BETWEEN STATES PARTIES AND

COMMUNICATION OF INFORMATION

Article 8

1. The States Parties to this Convention undertake to co-operate with each other and with the United Nations to give effect to the foregoing provisions.
2. The Parties undertake to communicate to the Secretary-General of the United Nations copies of any laws, regulations and administrative measures enacted or put into effect to implement the provisions of this Convention.
3. The Secretary General shall communicate the information received under paragraph 2 of this article to the other Parties and to the Economic and Social Council as part of the documentation for any discussion which the Council might undertake with a view to making further recommendations for the abolition of slavery, the slave trade or the institutions and practices which are the subject of this Convention.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

SECTION VI

FINAL CLAUSES

Article 9

No reservation may be made to this Convention.

Article 10

Any dispute between States Parties to this Conventions relating to its interpretation or application, which is not settled by negotiation, shall be referred to the International Court of Justice at the request of any one of the parties to the dispute, unless the parties concerned agree on another mode of settlement.

Article 11

1. This Convention shall be open until 1 July 1957 for signature by any State Member of the United Nations or of a specialized agency. It shall be subject to ratification by the signatory States, and the instruments of ratification shall be deposited with the Secretary-General of the United Nations, who shall inform each signatory and acceding State.
2. After 1 July 1957 this Convention shall be open for accession by any State Member of the United Nations or of a specialized agency, or by another State to which an invitation to accede has been addressed by the General Assembly of the United Nations. Accession shall be effected by the deposit of a formal instrument with the Secretary-General of the United Nations, who shall inform each

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

signatory and acceding State.

Article 12

1. This Convention shall apply to all non-self-governing, trust, colonial and other non-metropolitan territories for the international relations of which any State Party is responsible; the Party concerned shall, subject to the provisions of paragraph 2 of this article, at the time of signature, ratification or accession declare the non-metropolitan territory or territories to which the Convention shall apply ipso facto as a result of such signature, ratification or accession.
2. In any case in which the previous consent of a non-metropolitan territory is required by the constitutional laws or practices of the Party or of the non-metropolitan territory, the Party concerned shall endeavour to secure the needed consent of the non-metropolitan territory within the period of twelve months from the date of signature of the Convention by the metropolitan State, and when such consent has been obtained the Party shall notify the Secretary-General. This Convention shall apply to the territory or territories named in such notification from the date of its receipt by the Secretary-General.
3. After the expiry of the twelve months period mentioned in the preceding paragraph, the States Parties concerned shall inform the Secretary-General of the results of the consultations with those non-metropolitan territories for whose international relations they are responsible and whose consent to the application of this

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Convention may have been withheld.

Article 13

1. This Convention shall enter into force on the date on which two States have become Parties thereto.
2. It shall thereafter enter into force with respect to each State and territory on the date of deposit of the instrument of ratification or accession of that State or notification of application to that territory.

Article 14

1. The application of this Convention shall be divided into successive periods of three years, of which the first shall begin on the date of entry into force of the Convention in accordance with paragraph 1 of Article 13.
2. Any State Party may denounce this Convention by a notice addressed by that State to the Secretary-General not less than six months before the expiration of the current three years period. The Secretary-General shall notify all other Parties of each such notice and the date of the receipt thereof.
3. Denunciation shall take effect at the expiration of the current three year period.
4. In cases where, in accordance with the provisions of Article 12, this Convention has become applicable to a non-metropolitan territory of a Party, that Party may at any time thereafter, with the consent of the territory concerned, give notice to the Secretary-General of the United Nations denouncing this Convention separately in respect of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

that territory. The denunciation shall take effect one year after the date of the receipt of such notice by the Secretary-General, who shall notify all other Parties of such notice and the date of the receipt thereof.

Article 15

This Convention, of which the Chinese, English, French, Russian and Spanish texts are equally authentic, shall be deposited in the archives of the United Nations Secretariat. The Secretary-General shall prepare a certified copy thereof for communication to State Parties to this Convention, as well as to all other States Members of the United Nations and of the specialized agencies.

In witness whereof the undersigned, being duly authorized thereto by their respective Governments, have signed this Convention on the date appearing opposite their respective signatures.

Done at the European Office of the United Nations at Geneva, this seventh day of September one thousand nine hundred and fifty-six.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.18 CAIRO DECLARATION ON HUMAN RIGHTS IN ISLAM, 1990

The Cairo Declaration on Human Rights in Islam was adopted by the Organization of the Islamic Conference,Cairo,5 August 1990. Text in UN doc. A/45/421 - S/21797, 200; A/CONF.157/PC/35; A/CONF.157/PC/62/Add.18, 2. See also Mayer, A. E., Islam and Human Rights:Tradition and Politics (3rd edn., 1998);Islamic Educational,Scientific and Cultural Organization, Morocco:www.isesco.org.ma/pub/Eng/humanrights/page7.htm.

TEXT

The Member States of the Organization of the Islamic Conference,

Reaffirming the civilizing and historical role of the Islamic Ummah which God made the best nation that has given mankind a universal and well-balanced civilization in which harmony is established between this life and the hereafter and knowledge is combined with faith; and the role that this Ummah should play to guide a humanity confused by competing trends and ideologies and to provide solutions to the chronic problems of this materialistic civilization.

Wishing to contribute to the efforts of mankind to assert human rights, to protect man from exploitation and persecution, and to affirm his freedom and right to a dignified life in accordance with the Islamic Shari'ah;

Convinced that mankind which has reached an advanced stage in materialistic science is still, and shall remain, in dire need of faith to

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

support its civilization and of a self-motivating force to guard its rights;

Believing that fundamental rights and universal freedoms in Islam are an integral part of the Islamic religion and that no one as a matter of principle has the right to suspend them in whole or in part or violate or ignore them in as much as they are binding divine commandments, which are contained in the Revealed Books of God and were sent through the last of His Prophets to complete the preceding divine messages thereby making their observance an act of worship and their neglect or violation all abominable sin, and accordingly every person is individually responsible - and tile Ummah collectively responsible - for their safeguard.

Proceeding from the above-mentioned principles,

Declare the following:

Article 1

(a) All human beings form one family whose members are united by submission to God and descent from Adam. All men are equal in terms of basic human dignity and basic

Obligations and responsibilities, without any discrimination on the grounds of race, colour, language, sex, religious belief, political affiliation, social status or oilier considerations. True faith is the guarantee for enhancing such dignity along the path to human perfection.

(b) All human beings are God's subjects, and the most loved by Him are those who are most useful to the rest of His subjects, and no one has superiority over another except on the basis of piety and good deeds.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 2

(a) Life is a God-given gift and the right to life is guaranteed to every human being. It is the duty of individuals, societies and state to protect this right from any violation, and it is prohibited to take away life except for a Shari'a prescribed reason.

(b) It is forbidden to resort to such means as may result in the genocidal annihilation of mankind.

(c) The preservation of human life throughout the term of time willed by God is a duty prescribed by Shari'a.

(d) Safely from bodily harm is a guaranteed right It is the duty of the state to safeguard it, and it is prohibited to breach it without a Chore-prescribed reason.

Article 3

(a) In the event of the use of force and in case of armed conflict, it is not possible to kill non-belligerents such as old men, women and children. The wounded and the sick shall have the right to medical treatment; and prisoners of war shall have the right to be fed, sheltered and clothed. It is prohibited to mutilate dead bodies. It is a duty to exchange prisoners of war and to arrange visits or reunions of the families separated by the circumstances of war.

(b) It is prohibited to fell trees, to damage crops or livestock, and to destroy the enemy's civilian buildings and installations by shelling, blasting or any other means.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 4

Every human being is entitled to inviolability and the protection of his good name and honour during his life and after his death. The state and society shall protect his remains and burial place.

Article 5

(a) The family is the foundation of society, and marriage is the basis of its formation. Men and women have the right to marriage, and no restrictions stemming from race, colour or nationality shall prevent them from enjoying this right.

(b) Society and the State shall remove all obstacles to marriage and shall facilitate marital procedure. They shall ensure family protection and welfare.

Article 6

(a) Woman is equal to man in human dignity, and has rights to enjoy as well as duties to perform; she has her own civil entity and financial independence, and the right to retain her name and lineage.

(b) The husband is responsible for the support and welfare of the family.

Article 7

(a) As of the moment of birth, every child has rights due from the parents, society and the state to be accorded proper nursing, education and material, hygienic and moral care. Both the fetus and the mother must be protected and accorded special care.

(b) Parents and those in such like capacity have the right to choose the type of education they desire for their children, provided they take

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

into consideration the interest and future of the children in accordance with ethical values and the principles of Shari'a.

(c) Both parents are entitled to certain rights from their children, and relatives are entitled to rights from their kin, in accordance with the tenets of the Shari'a.

Article 8

Every human being has the right to enjoy his legal capacity in terms of both obligation and commitment, should this capacity be lost or impaired, he shall be represented by his guardian.

Article 9

(a) The question for knowledge is an obligation and the provision of education is a duty for society and the State. The State shall ensure the availability of ways and means to acquire education and shall guarantee educational diversity in the interest of society so as to enable men to be acquainted with the religion of Islam and the facts of the Universe for the benefit of mankind.

(b) Every human being has the right to receive both religious and worldly education from the various institution of, education and guidance, including the family, the school, the university, the media, etc., and in such an integrated and balanced manner as to develop his personality, strengthen his faith in God and promote his respect for and defence of both rights and obligations.

Article 10

Islam is the religion of unspoiled nature. It is prohibited to exercise

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

any form of compulsion on man or to exploit his poverty or ignorance in order to convert him to another religion or to atheism.

Article 11

(a) Human beings are born free, and no one has the right to enslave, humiliate, oppress or exploit them, and there can be no subjugation but to God the Most-High.

(b) Colonialism of all types being one of the most evil forms of enslavement is totally prohibited. Peoples suffering from colonialism have the full right to freedom and self-determination. It is the duty of all States and peoples to support the struggle of colonized peoples for the liquidation of all forms of colonialism and occupation, and all States and peoples have the right to preserve their independent identity and exercise control over their wealth and natural resources.

Article 12

Every man shall have the right, within the framework of Shari'a, to free movement and to select his place of residence whether inside or outside his country and if persecuted, is entitled to seek asylum in another country. The country of refuge shall ensure his protection until he reaches safety, unless asylum is motivated by an act which Shari'a regards as a crime.

Article 13

Work is a right guaranteed by the State and Society for each person able to work. Everyone shall be free to choose the work that suits him best and which serves his interests and those of society. The employee

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

shall have the right to safety and security as well as to all other social guarantees. He may neither be assigned work beyond his capacity nor be subjected to compulsion or exploited or harmed in any way. He shall be entitled without any discrimination between males and females - to fair wages for his work without delay, as well as to the holidays allowances and promotions which he deserves. For his part, he shall be required to be dedicated and meticulous in his work. Should workers and employers disagree on any matter, the State shall intervene to settle the dispute and have the grievances redressed, the rights confirmed and justice enforced without bias.

Article 14

Everyone shall have the right to legitimate gains without monopolization, deceit or harm to oneself or to others. Usury (riba) is absolutely prohibited.

Article 15

(a) Everyone shall have the right to own property acquired in a legitimate way, and shall be entitled to the rights of ownership without prejudice to oneself, others or to society in general. Expropriation is not permissible except for the requirements of public interest and upon payment of immediate and fair compensation.

(b) Confiscation and seizure of property is prohibited except for a necessity dictated by law.

Article 16

Everyone shall have the right to enjoy the fruits of his scientific,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

literary, artistic or technical production and the right to protect the moral and material interests stemming therefrom, provided that such production is not contrary to the principles of Shari'a.

Article 17

(a) Everyone shall have the right to live in a clean environment, away from vice and moral corruption, an environment that would foster his self-development and it is incumbent upon the State and Society in general to afford that right.

(b) Everyone shall have the right to medical and social care, and to all public amenities provided by society and the State within the limits of their available resources.

(c) The State shall ensure the right of the individual to a decent living which will enable him to meet all his requirements and those of his dependents, including food, clothing, housing, education, medical care and all other basic needs.

Article 18

(a) Everyone shall have the right to live in security for himself, his religion, his dependents, his honour and his property.

(b) Everyone shall have the right to privacy in the conduct of his private affairs, in his home, among his family, with regard to his property and his relationships. It is not permitted to spy on him, to place him under surveillance or to besmirch his good name. The State shall protect him from arbitrary interference.

(c) A private residence is inviolable in all cases. It will not be entered

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

without permission from its inhabitants or in any unlawful manner, nor shall it be demolished or confiscated and its dwellers evicted.

Article 19

(a) All individuals are equal before the law, without distinction between the ruler and the ruled.

(b) The right to resort to justice is guaranteed to everyone.

(c) Liability is in essence personal.

(d) There shall be no crime or punishment except as provided for in the Shari'a.

(e) A defendant is innocent until his guilt is proven in a fair trial in which he shall be given all the guarantees of defence.

Article 20

It is not permitted without legitimate reason to arrest an individual, or restrict his freedom, to exile or to punish him. It is not permitted to subject him to physical or psychological torture or to any form of humiliation, cruelty or indignity. Nor is it permitted to subject an individual to medical or scientific experimentation without his consent or at the risk of his health or of his life. Nor is it permitted to promulgate emergency laws that would provide executive authority for such actions.

Article 21

Taking hostages under any form or for any purpose is expressly forbidden.

Article 22

(a) Everyone shall have the right to express his opinion freely in such

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

manner as would not be contrary to the principles of the Shari'a.

(b) Everyone shall have the right to advocate what is right, and propagate what is good, and warn against what is wrong and evil according to the norms of Islamic Shari'a.

(c) Information is a vital necessity to society. It may not be exploited or misused in such a way as may violate sanctities and the dignity of Prophets, undermine moral and ethical values or disintegrate, corrupt or harm society or weaken its faith.

(d) It is not permitted to arouse nationalistic or doctrinal hatred or to do anything that may be an incitement to any form of racial discrimination.

Article 24

All the rights and freedoms stipulated in this Declaration are subject to the Islamic Shari'a.

Article 25

The Islamic Shari'a is the only source of reference for the explanation or classification of any of the articles of this Declaration.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.19 ARAB CHARTER ON HUMAN RIGHTS, 1994

Adopted by the Council of the League of Arab States (Resolution 5437, 102nd regular session) on 15 September 1994; open for signature by the twenty-two members of the Arab League (Jordan, United Arab Emirates, Bahrain, Tunisia, Algeria, Djibouti, Saudi Arabia, Sudan, Syrian Arab Republic, Somalia, Iraq, Oman, Palestine, Qatar, Comoros, Kuwait, Lebanon, Libyan Arab Jamahiriya, Egypt. Morroco, Mauritania, Yemen). For text see 8 Human Rights Law Journal 151(1997); 56 ICJ Review 57 (1996). The p;resent translation was supplied by the Office of the United Nations High Commissioner for Human Rights, United Nations, Geneva. For comment, see www.al-bab.com/arab/human.htm

TEXT

The Governments of the member States of the League of Arab States, Preamble

Given the Arab nation's belief in human dignity since God honoured it by making the Arab World the cradle of religions and the birthplace of civilizations which confirmed its right to a life of dignity based on freedom, justice and peace,

Pursuant to the eternal principles of brotherhood and equality among all human beings which were firmly established by the Islamic Shari'a and the other divinely-revealed religions,

Being proud of the humanitarian values and principles which it firmly established in the course of its long history and which played a

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

major role in disseminating centres of learning between the East and the West, thereby making it an international focal point for seekers of knowledge, culture and wisdom,

Conscious of the fact that the entire Arab World has always worked together to preserve its faith, believing in its unity, struggling to protect its freedom, defending the right of nations to self-determination and to safeguard their resources, believing in the rule of law and that every individual's enjoyment of freedom, justice and equality of opportunity is the yardstick by which the merits of any society are gauged,

Rejecting racism and zionism, which constitute a violation of human rights and pose a threat to world peace,

Acknowledging the close interrelationship between human rights and world peace,

Reaffirming the principles of the Charter of the United Nations and the Universal Declaration of Human Rights, as well as the provisions of the United Nations International Covenants on Civil and Political Rights and Economic, Social and Cultural Rights and the Cairo Declaration on Human Rights in Islam

In confirmation of all the above, have agreed as follows :

PART I

Article 1

(a) All peoples have the right of self-determination and control over their natural wealth and resources and, accordingly, have the right to freely determine the form of their political structure and to freely

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

pursue their economic, social and cultural development.

(b) Racism, zionism, occupation and foreign domination pose a challenge to human dignity and constitute a fundamental obstacle to the realization of the basic rights of peoples. There is a need to condemn and endeavour to eliminate all such practices.

PART II

Article 2

Each State Party to the present Charter undertakes to ensure to all individuals within its territory and subject to its Jurisdiction the right to enjoy all the rights and freedoms recognized herein, without any distinction on grounds of race, colour, sex, language, religion, political opinion, national or social origin, property, birth or other status and without any discrimination between men and women.

Article 3

(a) No restriction upon or derogation from any of the fundamental human rights recognized or existing in any State Party to the present Charter in virtue of law, conventions or custom shall be admitted on the pretext that the present Charter does not recognize such rights or that it recognizes them to a lesser extent.

(b) No State Party to the present Charter shall derogate from the fundamental freedoms recognized herein and which are enjoyed by the nationals of another State that shows less respect for those freedoms.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 4

(a) No restrictions shall be placed on the rights and freedoms recognized in the present Charter except where such is provided by law and deemed necessary to protect the national security and economy, public order, health or morals or the rights and freedoms of others.

(b) In time of public emergency which threatens the life of the nation, the States Parties may take measures derogating from their obligations under the present Charter to the extent strictly required by the exigencies of the situation.

(c) Such measures or derogations shall under no circumstances affect or apply to the rights and special guarantees concerning the prohibition of torture and degrading treatment, return to one's country, political asylum, trial, the inadmissibility of retrial for the same act, and the legal status of crime and punishment.

Article 5

Every individual has the right to life, liberty and security of person. These rights shall be protected by law.

Article 6

There shall be no crime or punishment except as provided by law and there shall be no punishment in respect of an act preceding the promulgation of that provision. The accused shall benefit from subsequent legislation if it is in his favour.

Article 7

The accused shall be presumed innocent until proved guilty at a

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

lawful trial in which he has enjoyed the guarantees necessary for his defence.

Article 8

Everyone has the right to liberty and security of person and no one shall be arrested, held in custody or detained without a legal warrant and without being brought promptly before a judge.

Article 9

All persons are equal before the law and everyone within the territory of the State has a guaranteed right to legal remedy.

Article 10

The death penalty may be imposed only for the most serious crimes and anyone sentenced to death shall have the right to seek pardon or commutation of the sentence.

Article 11

The death penalty shall under no circumstances be imposed for a political offence.

Article 12

The death penalty shall not be inflicted on a person under 18 years of age, on a pregnant woman prior to her delivery or on a nursing mother within two years from the date on which she gave birth.

Article 13

(a) The States parties shall protect every person in their territory from being subjected to physical or mental torture or cruel, inhuman or

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

degrading treatment. They shall take effective measures to prevent such acts and shall regard the practice thereof, or participation therein, as a punishable offence.

(b) No medical or scientific experimentation shall be carried out on any person without his free consent.

Article 14

No one shall be imprisoned on the ground of his proven inability to meet a debt or fulfil any civil obligation.

Article 15

Persons sentenced to a penalty of deprivation of liberty shall be treated with humanity.

Article 16

No one shall be tried twice for the same offence.

Anyone against whom such proceedings are brought shall have the right to challenge their legality and to demand his release.

Anyone who is the victim of unlawful arrest or detention shall be entitled to compensation.

Article 17

Privacy shall be inviolable and any infringement thereof shall constitute an offence. This privacy includes private family affairs, the inviolability of the home and the confidentiality of correspondence and other private means of communication.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 18

Everyone shall have the inherent right to recognition as a person before the law.

Article 19

The people are the source of authority and every citizen of full legal age shall have the right of political participation, which he shall exercise in accordance with the law.

Article 20

Every individual residing within the territory of a State shall have the right to liberty of movement and freedom to choose his place of residence in any part of the said territory, within the limits of the law.

Article 21

No citizen shall be arbitrarily or unlawfully prevented from leaving any Arab country, including his own, nor prohibited from residing, or compelled to reside, in any part of his country.

Article 22

No citizen shall be expelled from his country or prevented from returning thereto.

Article 23

Every citizen shall have the right to seek political asylum in other countries in order to escape persecution. This right shall not be enjoyed by persons facing prosecution for an offence under the ordinary law. Political refugees shall not be extraditable.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 24

No citizen shall be arbitrarily deprived of his original nationality, nor shall his right to acquire another nationality be denied without a legally valid reason.

Article 25

Every citizen has a guaranteed right to own private property. No citizen shall under any circumstances be divested of all or any part of his property in an arbitrary or unlawful manner.

Article 26

Everyone has a guaranteed right to freedom of belief. thought and opinion.

Article 27

Adherents of every religion have the right to practise their religious observances and to manifest their views through expression. practice or teaching, without prejudice to the rights of others. No restrictions shall be imposed on the exercise of freedom of belief, thought and opinion except as provided by law.

Article 28

All citizens have the right to freedom of peaceful assembly and association. No restrictions shall be placed on the exercise of this right unless so required by the exigencies of national security, public safety or the need to protect the rights and freedoms of others.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 29

The State guarantees the right to form trade unions and the right to strike within the limits laid down by law.

Article 30

The State guarantees every citizen's right to work in order to secure for himself a standard of living that meets the basic requirements of life. The State also guarantees every citizen's right to comprehensive social security.

Article 31

Free choice of work is guaranteed and forced labour is prohibited. Compelling a person to perform work under the terms of a court judgement shall not be deemed to constitute forced labour.

Article 32

The State shall ensure that its citizens enjoy equality of opportunity in regard to work, as well as a fair wage and equal remuneration for work of equal value.

Article 33

Every citizen shall have the right of access to public office in his country.

Article 34

The eradication of illiteracy is a binding obligation and every citizen has a right to education. Primary education, at the very least, shall be compulsory and free and both secondary and university education shall

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

be made easily accessible to all.

Article 35

Citizens have a right to live in an intellectual and cultural environment in which Arab nationalism is a source of pride, in which human rights are sanctified and in which racial, religious and other forms of discrimination are rejected and international cooperation and the cause of world peace are supported.

Article 36

Everyone has the right to participate in cultural life, as well as the right to enjoy literary and artistic works and to be given opportunities to develop his artistic, intellectual and creative talents.

Article 37

Minorities shall not be deprived of their right to enjoy their culture or to follow the teachings of their religions.

Article 38

(a) The family is the basic unit of society, whose protection it shall enjoy.

(b) The State undertakes to provide outstanding care and special protection for the family, mothers, children and the aged.

Article 39

Young persons have the right to be afforded the most ample opportunities for physical and mental development.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

PART III

Article 40

(a) The States members of the League's Council which are parties to the Charter shall elect a Committee of Experts on Human Rights by secret ballot.

(b) The Committee shall consist of seven members nominated by the member States Parties to the Charter. The initial elections to the Committee shall be held six months after the Charter's entry into force. The Committee shall not include more than one person from the same State.

(c) The Secretary-General shall request the member States to submit their candidates two months before the scheduled date of the elections.

(d) The candidates, who must be highly experienced and competent in the Committee's field of work, shall serve in their personal capacity with full impartiality and integrity.

(e) The Committee's members shall be elected for a three-year term which, in the case of three of them, shall be renewable for one further term, their names being selected by lot. The principle of rotation shall be observed as far as possible.

(f) The Committee shall elect its chairman and shall draw up its rules of procedure specifying its method of operation.

(g) Meetings of the Committee shall be convened by the Secretary-General at the Headquarters of the League's Secretariat. With the Secretary-General's approval, the Committee may also meet

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

in another Arab country if the exigencies of its work so require.

Article 41

1. The States Parties shall submit reports to the Committee of Experts on Human Rights in the following manner :

(a) An initial report one year after the date of the Charter's entry into force.

(b) Periodic reports every three years.

(c) Reports containing the replies of States to the Committee's questions.

2. The Committee shall consider the reports submitted by the member States Parties to the Charter in accordance with the provisions of paragraph 1 of this article.

3. The Committee shall submit a report, together with the views and comments of the States, to the Standing Committee on Human Rights at the Arab League.

PART IV

Article 42

(a) The Secretary-General of the League of Arab States shall submit the present Charter, after its approval by the Council of the League, to the member States for signature and ratification or accession.

(b) The present Charter shall enter into effect two months after the date of deposit of the seventh instrument of ratification or accession with the Secretariat of the League of Arab States.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Article 43

Following its entry into force, the present Charter shall become binding on each State two months after the date of the deposit of Its instrument of ratification or accession with the Secretariat. The Secretary-General shall notify the member States of the deposit of each instrument of ratification or accession."

****

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.20 COMPREHENSIVE LIST OF DOCUMENTS ON HUMAN RIGHTS

Part - 1

STANDARD-SETTING BY THE UNITED NATIONS ORGANIZATION

1. Relevant Provisions of the United Nations Charter, 1945
2. Procedure in the Commission on Human Rights of the Economic and Social Council
3. Universal Declaration of Human Rights, 1948
4. Declaration on the Granting of Independence to Colonial Countries and Peoples, 1960
5. Declaration on the Protection of All Persons from Torture and other Cruel, Inhuman or Degrading Treatment or Punishment, 1975
6. Declaration on the Rights of Disabled Persons, 1975
7. Declaration on the Elimination of All Forms of Intolerance and of Discrimination Based on Religion or Belief, 1981
8. Declaration on the Human Rights of Individuals Who are not Nationals of the Country in which they Live, 1985
9. Body of Principles for the Protection of All Persons under Any Form of Detention or Imprisonment, 1988
10. Basic Principles for the Treatment of Prisoners, 1990
11. Declaration on the Protection of All Persons from Enforced Disappearance, 1992

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12. Declaration on the Rights of Persons Belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, 1992
13. Declaration on the Elimination of Violence against Women, 1993
14. Appointment of a United Nations High Commissioner for Human Rights, 1993
15. Draft United Nations Declaration on the Rights of Indigenous Peoples, 1994
16. Guiding Principles on Internal Displacement, 1997
17. Declaration on the Right and Responsibility of Individuals Groups and Organs of Society to Promote and Protect Universally Recognized Human rights and Fundamental Freedoms, 1998
18. Declaration of Articles on Nationality of Natural Persons in relation to the Succession of States, 2000

Part - 2

IMPLEMENTATION AND STANDARD-SETTING IN CONVENTIONS SPONSORED BY THE UNITED NATIONS

19. Convention on the Prevention and Punishment of the Crime of Genocide, 1948
20. Convention relating to the Status of Refugees, 1951
21. Convention on the Political Rights of Women, 1953
22. Slavery Convention, 1926, amended by Protocol, 1953
23. Supplementary Convention on the Abolition of Slavery, the Slave Trade, and Institutions and Practices Similar to Slavery, 1956

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

24. Convention relating to the Status of Stateless Persons, 1954
25. Convention on the Reduction of Statelessness, 1961
26. International Convention on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination, 1966
27. International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights, 1966
28. International Covenant on Civil and Political Rights, 1966
29. Optional Protocol to the International Covenant on Civil and Political Rights, 1966
30. Second Optional Protocol to the International Covenant on Civil and Political Rights, 1990
31. International Convention on the Suppression and Punishment of the Crime of Apartheid, 1973
32. Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women, 1979
33. Optional Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination against Women, 1999
34. Convention against Torture and Other Cruel, Inhuman or Degrading Treatment or Punishment, 1984
35. Convention on the Rights of the Child, 1989
36. Optional Protocol to the Convention on the Rights of the Child on the Involvement of Children in Armed Conflicts, 2000
37. Optional Protocol to Convention on the Rights of the Child on the Sale of Children, Child Prostitution and Child Pornography, 2000

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

38. International Convention on the Protection of the Rights of All Migrant Workers and Members of Their Families, 1990

Part - 3

CONTRIBUTION OF THE INTERNATIONAL LABOUR ORGANIZATION

39. Declaration Concerning the Aims and Purposes of the International Labour Organization, 1944
40. Forced Labour Convention, 1930
41. Freedom of Association and Protection of the Right to Organize Convention, 1948
42. Right to Organize and Collective Bargaining convention, 1949
43. Equal Remuneration Convention, 1951
44. Abolition of Forced Labour Convention, 1957
45. Discrimination (Employment and Occupation) Convention, 1958
46. Discrimination (Employment and Occupation) Recommendation, 1958
47. Minimum Age Convention, 1973
48. Employment Promotion and Protection against Unemployment Convention, 1988
49. Indigenous and Tribal Peoples Convention, 1989
50. Declaration on Fundamental Principles and Rights at Work, 1998
51. Worst Forms of Child Labour Convention, 1999

Part - 4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

CONTRIBUTION OF THE UNITED NATIONS EDUCATIONAL, SCIENTIFIC, AND CULTURAL ORGANIZATION

52. Convention Against Discrimination in Education, 1960
53. Declaration of the Principles of International Cultural Co-operation, 1966

Part - 5

EUROPEAN INSTITUTIOSN AND CONVENTIONS

54. European Convention for the Protection of Human Rights and Fundamental Freedoms,

1950, together with its Protocols, as amended by Protocol No. 11

55. Protocol No. 12 to the European Convention for the Protection of Human Rights and Fundamental Freedoms, on a General Prohibition of Discrimination, 2000
56. European Social Charter, 1961
57. Additional Protocol to the European Social Charters, 1988
58. Protocol amending the European Social Charter, 1991
59. Additional Protocol to the European Social Charter providing for a System of Collective Complaints, 1965
60. European Social Charter (Revised), 1996
61. European Convention on the Legal Status of Migrant Workers, 1977
62. European Convention for the Prevention of Torture and Inhuman or Degrading Treatment or Punishment, 1987

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

63. Protocol No.1 to the European Convention for the Prevention of Torture an Inhuman or Degrading Treatment or Punishment, 1993
64. Protocol No.2 to the European Convention for the Prevention of Torture and Inhuman or Degrading Treatment or Punishment, 1993
65. European Charter for Regional or Minority Languages, 1992
66. European Framework Convention for the Protection of National Minorities, 1995
67. European Convention on the Exercise of Children s Rights, 1996
68. European Convention on Nationality, 1997
69. European Union Charter of Fundamental Rights, 2000
70. Final Act of the Helsinki Conference, 1975
71. Concluding Document of the Vienna Meeting of the CSCE Conference, 1989
72. Document of the Copenhagen Meting of the Second Conference on the Human Dimension of the CSCE, 1990
73. The Charter of Paris for a New Europe, 1990
74. Document of the Moscow Meeting of the Third Conference on the Human Dimension of the CSCE, 1991
75. Document of the CSCE Helsinki Summit Meeting, 1992
76. Document of the CSCE Budapest Summit Meeting. 1994
77. Document of the OSCE Lisbon Summit Meeting, 1996

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Part - 6

LATIN AMERICAN DEVELOPMENTS

78. American Declaration of the Rights and Duties of Man, 1948
79. American Convention on Human Rights, 1969
80. Additional Protocol of the American and Convention on Human Rights in the Area of Economics, Social, and Cultural Rights, 1988
81. Protocol to the American Convention on Human Rights to Abolish the Death Penalty, 1990
82. Inter-American Convention to Prevent and Punish Torture, 1985
83. Inter-American Convention on the Prevention, Punishment, and Eradication of Violence against Women, 1994
84. Inter-American Convention on Forced Disappearance of Persons, 1994

Part - 7

DEVELOPMENTS IN AFRICA

85. OAU Convention on the Specific Aspects of Refugee Problems in Africa, 1969
86. African Charter on Human and Peoples' Rights, 1981
87. Protocol to the African Charter on Human and Peoples' Rights on the Establishment of an African Court on Human and Peoples' Rights, 1998
88. African Charter on the Rights and Welfare of the Child, 1990

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Part - 8

DEVELOPMENTS IN THE ARAB WORLD

89. Cairo Declaration on Human Rights in Islam, 1990
90. Declaration on the Protection of Refugees and Displaced Persons in the Arab World, 1992
91. Arab Charter on Human Rights, 1994

Part -9

THE CONCEPT OF EQUALITY

92. Dissenting Opinion of Judge Tanaka, South West African Cases (Second Phase), 1966

Part -10

HUMAN RIGHTS AND THE HUMAN GENOME

93. Universal Declaration on the Human Genome and Human Rights, 1997
94. European Convention for the Protection of Human Rights and Dignity of the Human Being with Regard to the Application of Biology and Medicine (Convention on Human Rights and Biomedicine), 1997
95. Additional Protocol to the European Convention for the Protection of Human Rights and Dignity of the Human Being with Regard to the Application of Biology and Medicine on the Prohibition of Cloning Human Beings, 1998

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Part -11

TRADE AND DEVELOPMENT

96. Some Economic Foundations of Human Rights: A Study Prepared by Jose Figueres, 1968
97. Declaration on the Right to Development, 1986
98. An Agenda for Development: Report and Recommendations of the UN Secretary-General, 1994
99. Copenhagen Declaration on Social Development, 1995

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.21 SELECTED UN DOCUMENTS RELATED TO VIEW POINTS OF THE REPRESENTATIVES OF DIFFERENT MUSLIM COUNTRIES ON UNITED NATIONS' INSTRUMENTS ON HUMAN RIGHTS

1 Approval of Article 18 of Universal Declaration of Human Rights (UND) by Pakistanis' representative in 1948. UN Doc A/PV.182 at page 890 (1948)

2 Saudi Arabian and other Muslim Countries' delegates' remarks on article 18 of International Covenant on Civil and Political Rights (ICCPR). UN Docs. A/C.3/SR.1021; para 11; A/C 3/SR. 1022, para 27 (1960).

3 Annotation of the Draft International Covenants on Human Rights prepared by the UN Secretary General (1955). UN Doc. A/2929 of 1/7/55.

4 UN General Assembly Global Strategy for Shelter to the Year 2000. UN Doc. A/43/8/Add.1 and UN Doc A/RES/43/181 of 20/12/1988.

5 Revised General Guidelines Regarding the Form and Contents of Reports to be Sub-mitted by States Particle Under Articles 16 and 17 of the International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights, UN Doc. E/C.12/1991/1 of 17 June 1991.

6 Vienna Declaration and Programme of Action, World Conference on Human Rights, Vienna, 1993. UN Doc. A/CONF.157/23.

7 Report of the Regional Meeting for Asia on the World Conference on Human Rights (Bangkok Declaration) Bangkok, 29/03-02/04/93.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

UN Doc.A/Conf. 157/ASRM/8.

8 Concluding Observations of the Committee on Economic, Social and Cultural Rights on Islamic Republic of Iran (1993). UN. Doc. E/C. 12/1993/7 of 09/06/93.

9 Human Rights Committee Summary Record of the 1251st Meeting with Islamic Republic of Iran. UN Doc. CCPR/C/SR.1251 of 29/07/93.

10 Human Rights Committee Summary Record of the 1253rd Meeting with Islamic Republic of Iran. UN Doc. CCPR/C/SR.1253 of 30/07/93.

11 Concluding Observations of the Human Rights Committee on Islamic Republic of Iran (1993). UN Doc. CCPR/C/79/Add.25 of 3/08/93.

12 Summary Record of 8th Meeting of the Committee on Economic, Social and Cultural Rights with Islamic Republic of Iran. UN Doc. E/C. 12/1993/SR.8 of 20/12/93.

13 Report of the Special Rapporteur, Mr Gaspar Biro, on Situation of Human Rights in Sudan. UN Doc. E/CN.4/1994/48 of 01/02/94.

14 Sudan's Response to Report of Special Rapporteur.UN Doc. E/CN.4/1994/122 of 18/02/94.

15 Tunisia's Core Document Forming Part of the Report of States Parties. UN Doc.HRI/CORE/1/Add.46 of 08/06/94

16 Human Rights Committee Summary Record of the 1252nd Meeting with Islamic Republic of Iran. UN.Doc. CCPR/C/SR.1252 of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

27/06/94.

17 Concluding Observations of the Human Rights Committee on Tunisia. UN Doc .CCPR/C/79/Add.43 of 23/11/94.

18 Report of the Committee on Elimination of Discrimination Against Women, 14th Session. UN Doc. A/50/38 of 31/05/95.

19 Initial Report on the Implementation of the ICCPR by Libyan Arab Jamahiriya (1996) UN Doc. E/1990/5/Add.26 of 16/02/96.

20 Report of the Committee on Elimination of Discrimination Against Women (16th and 17th Sessions). UN Doc. A/52/38/Rev.1. Supplement No.38 of 23/01/97.

21 Sudan's 2nd Periodic Report on the ICCPR. UN Doc CCPR/C/75/Add.2 of 13/03/97.

22 Human Rights Committee Summary Record of the 1629th Meeting with Sudan. UN Doc. CCPR/C/SR.1629 of 31/10/97.

23 Concluding Observations of the Human Rights Committee on Sudan (1997). UN. Doc. CCPR/C/79/Add.85 of 19/11/97

24 Report of Special Rapporteur, Mr Gaspar Biro on Situation of Human Rights in Sudan. UN Doc. E/CN.4/1998/66 of 30/01/98.

25 Initial State Party on the ICESCR by Egypt. UN Doc. E/1990/5/Add.38 of30/06/98.

26 Second Periodic Report on Implementation of the ICESCR by Jordan (1998). UN Doc. E/1990/6/Add.17 of 23/07/98.

27 Human Rights Committee Summary Record of the 1628th Meeting with Sudan. UN Doc. CCPR/C/SR.1628 of 02/10/98.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

28 Summary Record of 489th Meeting of the Committee on the Rights of the Child with Kuwait. UN Doc. CRC/C/SR. 489 of 02/10/98.

29 Concluding Observations of the Committee on the Rights of the Child with Kuwait (1998). UN. Doc.CRC/C/15/Add.96 of 26/10/98.

30 Proceedings of Seminar on Enriching the Universality of Human Rights: Islamic Per-spectives on the Universal Declaration of Human Rights, Geneva, 9 - 10 November,1998. UN Doc. HR/IP/SEM/1999/1. Part 1 and 2.

31 UN General Assembly Resolution on Year of Dialogue Among Civilizations. UN Doc A/RES/53/22 of 16/11/98.

32 Report on the Situation of Human Rights in Islamic Republic of Iran. UN Doc.E/CN.4/1999/32 of 28/12/98.

33 Second Periodic Report on Implementation of the ICESCR by Morocco. UN Doc.E/1990/6/Add.20 of 09/01/99.

34 Sudan's Core Document Forming Part of the Report of States Parties. UN Doc.HRI/CORE/1/Add. 99 of 10/11/99.

35 3rd Periodic Report on Implementation of the ICESCR by Syrian Arab Republic. UN Doc. E/1994/104/Add.23 of 17/11/99.

36 List of Issues on Implementation of the ICESCR by Sudan. UN Doc. E/C.12/Q/SUD/1 of 13/12/99.

37 Report on Situation of Human Rights in Islamic Republic of Iran by UN Spe- cial Representative, Maurice Danby Copithorne. UN Doc. E/CN.4/2000/35 of 18/01/2000.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

38 Compilation of General Comments and General Recommendations Adopted by Human Rights Treaty Bodies. UN Doc. HRI/GEN/Rev.4 of 07/02/2000.

39 Replies to Written List of Issues on the Implementation of the ICESCR by Egypt. UN Doc. HR/CESCR/NONE/2000/6 of 28/03/2000.

40 Saudi Arabia's Initial Report on the Convention on the Rights of the Child. UN Doc. CRC/C/61/Add.2 of 29/03/2000.

41 Summary Record of the 4th Meeting at the 56th Session of the UN Commission on Human Rights. UN Doc. E/CN.4/2000/SR.4 of 04/04/2000.

42 Summary Record of the 25th Meeting (56th Session) of the UN Commission on Human Rights. UN Doc E/CN.4/2000/SR.25 of 25/04/2000.

43 Summary Record of the 30th Meeting (56th Session) of the UN Commission on Human Rights. UN Doc. E/CN.4/2000/SR.30 of 26/04/2000.

44 Statement by the Deputy Minister for Foreign Affairs of Saudi Arabia at 56th Session of UN Commission on Human Rights. UN Doc. E/CN.4/2000/SR.30 of 26/04/2000

45 Summary Record of the 11th Meeting of the Committee on Economic, Social and Cultural Rights with Egypt. UN Doc. E/C.12/2000/SR.11 of 08/05/2000.

46 Summary Record of the 13th Meeting of the Committee on

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Economic, Social and Cultural Rights with Egypt. UN Doc. E/C.12/2000/SR.13 of 09/05/2000.

47 Reply to List of Issues (E/C.12/Q/SUD/1) by Sudan. UN Doc. HR/CESCR/NONE/2000/10 of 24/06/2000.

48 The UN Secretary-General's Report on Right to Development to the 55th Session of the UN General Assembly. UN Doc. A/55/283 of 08/08/2000.

49 UN Secretary General's Report on Elimination of All form of Religious Intolerance in Turkey. UN Doc. A/55/280/Add.1 of 11/08/2000.

50 UN Secretary-General's Report on Situation on Human Rights in the Islamic Republic of Iran. UN Doc. A/55/363/ of 08/09/2000.

51 Concluding Observations of the Committee on Economic, Social and Cultural Rights on Morocco. UN Doc. E/C.12/1/Add.55 of 01/12/2000.

52 Summary Record of the 688th Meeting of Committee on the Rights of the Child with Saudi Arabia. UN Doc. CRC/C/SR.688 of 24/01/2001 of 24/01/2001.

53 Concluding Observations of the Committee on the Rights of the Child on Saudi Arabia(2001). UN Doc. CRC/C/15/Add.148 of 26/01/2001.

SELECTED INTERNET WEB SITES

1 International Humanitarian Law Treaties Web Site:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

http://www.icrc.org/ihl.nsf/WebPRES?OpenView [1/3/2003].

2 International Labour Organization Conventions Web Site: http://ilolex.ilo.ch:1567/Public/English/docs/convdisp.htm [1/3/2003].

3 International Law Association Web Site: http://www.ila-hq.org [1/3/2003].

4 Permanent Delegation of the Organization of Islamic Conference to the UN Web Site:http://www.oic-un.org [1/3/2003].

5 UN International Human Rights Instruments Web Site: http://www.unhchr.ch/html/intlinst.htm [1/3/2003].

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم

۲۔ آیت اللہ استاد سبحانی، تفسیر موضوعی (ترجمہ): سید نذیر حسین نجفی) مصباح القرآن ٹرسٹ، گنگا رام بلڈنگ، لاہور

۳۔ ابن ابی الربیع، سلوک المالک فی تدبیر الممالک،

۴۔ ابن الاثیر جزری، الکامل، طبع بیروت

۵۔ ابن القیم، کتاب الروح،

۶۔ ابن خلدوان، علامہ، المقدمہ،

۷۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد

۸۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

۹۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار الفکر، بیروت

۱۰۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۱۱۔ اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، اہل حدیث اکادمی، کشمیری بازار، لاہور،

۱۲۔ اصلاحی، مولانا امین احسن، تزکیۂ نفس، فاران فاؤنڈیشن، لاہور

۱۳۔ امام مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

۱۴۔ امین، ڈاکٹر، اسلام اور تزکیۂ نفس، مغربی نفسیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ، اردو سائنس بورڈ، لاہور

۱۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

۱۶۔ پرویز، غلام احمد، تصوف کی حقیقت، طلوع اسلام ٹرسٹ، گلبرگ، لاہور

۱۷۔ الجوهری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربی، بیروت، لبنان

۱۸۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، خطباتِ بھاول پور، خطبہ تاریخ اصول فقہ و اجتہاد، اسلامیہ یونیورسٹی، بھاول پور

۱۹۔ خیر اللہ، الف۔ ایس، قاموس الکتاب

۲۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۔ رابرٹ بریفالٹ تشکیلِ انسانیت (مترجم: عبدالمجید سالک)، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۹۴ء

۲۲۔ الزبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس من جواھر القاموس، دار الفکر، بیروت

۲۳۔ سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاہور

۲۴۔ السنھوری، عبدالرزاق، مصادر الحق فی الفقہ الاسلامی،

۲۵۔ سید ابوالحسن علی ندوی، نبی رحمت صلعم، مجلس نشریات اسلام، کراچی،

۲۶۔ سید قطب، فی ظلال القرآن،

۲۷۔ الشاطبی، ابواسحاق، الموافقات فی اصول الشریعہ، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، قاہرہ

۲۸۔ صبحي عبده سعيد، الدكتور، الإسلام وحقوق الإنسان، مطبعة جامعة القاهرة والكتاب الجامعي، ۱۳۱۵ھ

۲۹۔ صلاح الدین، بنیادی حقوق، ادارہ ترجمان القرآن، اچھرہ، لاہور

۳۰۔ عدنان الخطيب، الدكتور، حقوق الإنسان في الإسلام، طبع دار طلاس. دمشق، ۱۴۱۲ھ

۳۱۔ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک،

۳۲۔ الغزالی، ابو حامد محمد، احیاء علوم الدین، (مترجم: محمد احسن صدیقی نانوتوی)، مقبول اکیڈمی، لاہور

۳۳۔ الغزالی، ابو حامد، المستصفیٰ فی اصول الفقہ، مطبعہ امیریہ، قاہرہ

۳۴۔ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

۳۵۔ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور

۳۶۔ غلام نبی طارق، پروفیسر، القرآن شیء عجیب، نعمانی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور

۳۷۔ فارابی ابونصر، رسالہ فی آراء اہل المدینۃ الفاضلہ

۳۸۔ فارابی، السیاسۃ المدینہ

۳۹۔ القطب محمد القطب طبلية، الدكتور، الإسلام و حقوق الإنسان، طبع دار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفکرالعربی، القاھرہ، ط۲ – ۱۴۰۴ھ

۴۰۔ المحامي عبدالسلام الترمانيني، الدكتور، حقوق الإنسان في نظر الشريعة الإسلامية، دار الكتاب الجديد، الطبعة الاوليز بيروت، ۱۹۶۸ء

۴۱۔ محمد عبدالعزيز أبو سخيلة، حقوق الإنسان في الشريعة الإسلامية و القانون الدولي، مطابع عمان، ۱۹۸۵ء

۴۲۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

۴۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

۴۴۔ ولی الدین محمد بن عبداللہ، المشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۴۵۔ وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ

۴۶۔ وهبة الزحيلي، الدكتور، الخصائص الكبرى لحقوق الإنسان في الإسلام، طبع دار المكتبي، دمشق، ۱۴۱۶ھ

۴۷۔ یوسف سلیم چشتی، تاریخِ تصوف، دارالکتاب، لاہور

۴۸۔ الیف۔ ایس۔ خیر اللہ، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، فیروز پور روڈ، لاہور

۴۸۔ A Greek -English Lexicon, Entry Psyche

۵۰۔ Abdullahi, Ahmad An-Naim, Toward an Islamic Reformation, Civil Liberties, Human Rights, and International Law, Syracuse, University Press,

۵۱۔ Abdurrahman Badawai, A History of Muslim Philosophy, Edited By Prof. M.M. Sharif.

۵۲۔ Alexender Kojeve, Lectures on Phenomenology of Spirit.

۵۳۔ Alfred Adler, Understanding Human Nature

۵۴۔ American Anthropological Association, Statement on Human

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Rights, 1947

۵۵- Aristotle, The Politics, Edited and Translated by Ernost Barker

۵۶- B.B. Wolman, Contemporary Theories and Systems in Psychology, Harper and Row, New York, 1960

۵۷- B.L. Eichler, Literary Structure in The Laws of Eshnunna in Language, Literature and History, 1987

۵۸- Bertrand Russell, History of Western Philosophy, Unwin University Boosk.

۵۹- Bernard Shaw, Shaw on Religion, Edited by Warner S., Smith,

۶۰- Bertrand Russell, Power, A New Social Analysis, George Allen, & Unwin Ltd. 1962.

۶۱- Black Stone, Commentries on the Law of England

۶۲- Calvin S. Hall, A Primer of Freudian Psychology

۶۳- Car. E.H. In UNESCO (Ed) Human Rights, Comments and Interpretations, Columbia University Press, New York, 1949

۶۴- Charter of United Nations

۶۵- Constitution of Massachusetts, 1780, Article 30

۶۶- Dr. Sulieman Abdul Rahman Al-Hageel, Human Rights in Islam and Refutation ofthe Misconcieved Allegations Associated with these Rights,

۶۷- D'Ama to, A.A., Collected Papers, International Law Studies, Volume 2, Kluwer Law International, Hague, 1997

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۸- David J. Cholamers, Philosophy of Mind, Classical and Coutemporary Readings, Oxford University Press

۶۹- Declaration of the Rights of Mand and of the Citizen

۷۰- Dewey Robert, Freedom, The Macmillan Co., London, 1970

۷۱- Dr. Robert Briflault, The Making, of Humanity, Islamic Book Foundation, Samanabad, Lahore

۷۲- Draper, John William, A History of the Intellectual Development of the Europe

۷۳- Dunning, A History of Political Theories, Ancient and Modern

۷۴- Durga Das Basu, Comparative Constitutional Law

۷۵- Durga Das Basu, Human Rights in Constitutional Law, 2nd Edition 2003. Wadhwa, Nagpur, India.

۷۶- Edmund Burke, Reflections on the Revolution in France

۷۷- Encyclopaedia Americana.

۷۸- Encyclopaedia of Britannica

۷۹- Encyclopaedia of Occultism and Parapsychology, Second Edition, Cole Research Company, Michigan.

۸۰- Encyclopaedia of Religion and Ethics, Edited by James Hastings, Under "Right"

۸۱- Encyclopaedia of Social Sciences, New York, The Macmillan Co. 1937

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۸۲ Encyclopedia Americana

-۸۳ Encyclopedia of Human Rights, Second Ed. Under Human Rights

-۸۴ Encyclopedia of Religion and Ethics

-۸۵ Encyclopedia of the United Nations.

-۸۶ Ernest Barker, Plato and his Predecessors London, U.K., 1950

-۸۷ Filmer R., Patriarcha and Other Political Works, ed. Peter Laslett, Oxford, Basic Black Well.

-۸۸ Francis Fukuyama, End of History and the Last Man.

-۸۹ Gagarin, Michal, Drakon and Early Athenian Homicide Law, New Haven, Yale University Press, 1981

-۹۰ Gaius Ezejiofor Protection of Human Rights Under the Law, 1964

-۹۱ Gandhi, M. In UNESCO (Ed) Human Rights. Bomments and Interpretations, Columbia University Press. New York, 1949

-۹۲ Gettle, An Introductions to Political Science, Cambridge University Press, 1940

-۹۳ Herald Laski, communism, London, 1935

-۹۴ Holyoake, George, Jl, English Secularism, Chicago, The Open Court Publishing Company, 1896

-۹۵ Huntington, S.P., The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order, 1996

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۶- Ilyas Ahmad. The Social Contract and the Islamic State, Shazad Publishers, Lahore, 1979

۹۷- Immanuel Kant, Perpetual Peace: A Philosophical sketch.

۹۸- International Covenant on Civil and Political Rights

۹۹- International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights

۱۰۰- J.W. Gough, The Social Contract, A Critical Study of Development, Clarendon Press Oxford, 1967,

۱۰۱- James R. Court, Codex Collections from Mesopotamia and Asia Minor, Scholar's Press, 1995

۱۰۲- Jean Paul Sartre, Colonialism and Neo-Colonialism,

۱۰۳- Jamshed Ahmed Hameed, Human Rights in Islam and Contemporary International Law, A Comparative Study, Shari'ah Academy, International Islamic University, Islamabad

۱۰۴- Jawaharlal Nehru, Glimpses of the World History, Panguin Books.

۱۰۵- Joad, C.E.M. Guide to the Philosophy of Morals and Politics,

۱۰۶- John Donnely. The Coucept of Human Rights

۱۰۷- John Locke, Treatise on Government.

۱۰۸- Karal Vasak, International Dimentions of Human Rights.

۱۰۹- Karl Marx, Frederich Engels, Manifesto of the Communist Party

۱۱۰- Krameer Samuel. History Begins at Sumer.

۱۱۱- Kuhrt Amelie, Cyrus The Great, Images and Realities.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۲- L.Zusne, Names in The History of Psychology

۱۱۳- Lauren, P.G., The Evolution of International Human Rights, Visions Seen, 1998

۱۱۴- Loyd Thomas D.A., Locke on Government. Routledge Philosophy Guide Book, Pak Book Corporation

۱۱۵- Mahir Abdul Hadi, Human Rights, Dar Al Nahdha Al Arabya, 1984

۱۱۶- Mashood A. Baderin, International Human Rights and Islamic Law, Oxford University Press, 2003

۱۱۷- Michael Freeman, Human Rights, an Interdisciplinary approach, Polity Press, U.K.

۱۱۸- Michael H. Hart, The Hundred, A Ranking of the most influential persons in History, Simon & Schuster London

۱۱۹- Mohammed Al Ghazali, Human Rights Betwen Islamic Tenets and the UN Declaration,

۱۲۰- Morgenthau, Politics of Nations,

۱۲۱- Morsink, J. The Universal Declaration of Human Rights, Origins, Drafting and indent, Philadelphia, University of Pennsylvania Press, 1999

۱۲۲- Muhammad Zafrullah Khan, Islam and Human Rights, Islam International Publications, Ltd.

۱۲۳- Nickeel, J.W., Making Sense of Human Rights, Philosophical

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Reflections on the Universal Dclaration of Human Rights, Berkeley, University of California Press, 1987

۱۲۴۔ Noam Chomsky, The Washington Connection and Third World Fascism

۱۲۵۔ Oliver J. Thatchor, ed. Code of Nesilim, The Library of Origional Sources.

۱۲۶۔ Pandurang Vaman Kane, History of the Dharmashastra, Bhandarkar Oriental Research Institude, 1962

۱۲۷۔ Patrick Olivelie, Dharma Sutras, The Law Codes of Anciat India, Oxford World Class, 1999

۱۲۸۔ Preamble of Universal Declaration of Human Rights, Para, 6

۱۲۹۔ Preamble of Virginia Bill of Rights 1976

۱۳۰۔ Preamble, Charter of the United Nations

۱۳۱۔ Robert Briffault. Dr., The Making of Humanity, Islamic Book Foundation, Lahore, 1919

۱۳۲۔ Robert William Rogers, A History of Babylonia and Assyria, VolI, Eaton and Mains 1900

۱۳۳۔ Robertson, A.H, and Merrills, J.G., Human Rights in the World: an Introduction to the Study of the International Protection of Human Rights, Manchester University Press, 1996

۱۳۴۔ Report of a Seminar held in Kuwait in December 1980, Quoted in "International Human Rights and Islamic Law," By

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Mashood A. Baderin, Oxford University Press.

۱۳۵- Roman Law, Catholic Encyclopaedia, New York, Robert Appleton Company, 1913

۱۳۶- Rostovtseff, The Social and Economic History of the Roman Empire

۱۳۷- Rousseau Jean Jacques, The Social Contract and Discourses, Translator G.D.H Cole, Every Man's Library. 1963

۱۳۸- Sigmund Freud, Collected Papers

۱۳۹- Sigmund Freud, New Introductory Lectures on Psycho analysis

۱۴۰- Simon Kemp, Medieval Psychology.

۱۴۱- Stace, W.T, A Critical History of Greek Philosophy, The Stoics, Macmillan and Co. Ltd., 1962

۱۴۲- Steiner, H.J., and Alston, P., International Human Rights in Context, Law Politics Morals, Oxford, Oxford University Press, 2nd Ed. 2000

۱۴۳- T.E. Holland, Elements of Jurisprudeuce

۱۴۴- The Collins Thesaurus, in A-to-Z form, Collins London and Glasgow.

۱۴۵- The Concise English Dictionary

۱۴۶- Thomas Carlyle, Heroes, Hero-Worship and the Heroic in History, Chapman and Hall, Piccadilly, London. 1872

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۷۔ Thomas Hobbes, Leviathan

۱۴۸۔ Thomas Paine, Rights of Man,

۱۴۹۔ Toynbee, A Study of History, 7th Edition, Also H. Pirenne, A History of Europe.

۱۵۰۔ Tierney, B., The Idea of Natural Rights, Atlanta, GA, Scholars Press.

۱۵۱۔ U.N. Slavery Convention, 1956

۱۵۲۔ Victor Nell, Cross-Cultural Neuropsychological Assesment, Theory and Practice,

۱۵۳۔ Vyshinsky Andrie, The Law of Soviet State, The Macmillan Co., New York, 1948

۱۵۴۔ W.B Cannon, The Wisdom of the Body,

۱۵۵۔ W.T. Stace, A Critical History of Greek Philosophy

۱۵۶۔ Waldron, J. (Ed.) 'Nonsense Upon Stilts', Bentham, Burke and Marx on the Rights of Man, London: Methuen, 1987

۱۵۷۔ Walter Wink Engaging The Powers, Fortress Press

۱۵۸۔ Welch, C.B., Liberty and Utility, the French Ideologues and the Transformation of Libralism, Columbia University Press, New York, 1984

۱۵۹۔ William Mcdougall, An Introduction to Social Psychology,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ISLAM AND BASIC HUMAN RIGHTS

DR. HAFIZ MUHAMMAD ASHRAF